قواعد سہیل یمن

(۱) یہ رسالہ ہر ماہ عربی کے پہلے ہفتہ مین شائع ہوگا۔
(۲) سہیل کی ضخامت فی الحال ۴۰ صفحات سے کم نہوگی۔
(۳) سہیل جملہ خریدارون کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا۔
(۴) اگر خریدارون کے پاس کسیوجہ نہ پہونچ سکے تو ۲۰ ہر ماہ عربی تک دفتر مین اطلاع نہ پہونچنے پر دوبارہ روانہ کیا جاسکتا ہو اسکے بعد ۴ کا ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جائیگا۔
(۵) سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال ؏ اور ششماہی ۱۰ ؏ ہوگی۔
(۶) جملہ مراسلات وارسال زر وخط وکتابت بنام ابو البراعۃ مولوی سید ظفر مہدی گہر پروپرائٹر و مدیر خاص سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ ہونا چاہئے۔
(۷) مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر حدود منازل سہیل سے متجاوز نہونگے اور معیار علم پر ٹھیک اترینگے تو بصد امتنان شائع کئے جائینگے۔
(۸) سہیل کو چونکہ آیندہ اپنے کام مین جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے توسیع پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر استعانت حاضر خدمت نہوگا۔
(۹) نمونہ کا پرچہ ۴ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا۔ مفت حاضر خدمت نہوگا۔
(۱۰) خریدارون سے عرض ہو کہ خط وکتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دین ورنہ تعمیل ناممکن۔
(۱۱) جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے
(۱۲) مضامین موصولہ ضرور بالضرور طبع ہونگے اسکا ذمہ دار اڈیٹر نہین اور نہ وہ مضمون کے واپس کرنیکا ذمہ دار ہے

اغراض ومقاصد سہیل یمن

(۱) ہندوستان کے بہترین اہل قلم کے علمی مضامین کی اشاعت۔
(۲) معاندین اسلام خصوصاً مخالفین مذہب شیعہ کے بیجا اعتراضات اور حملون کا دفاع۔
(۳) حقیقی اخلاق اسلامی نشر۔
(۴) علمی قومی اور مذہبی اور اُن ملکی معاملات پر جو مذہب سے متعلق ہونگے۔ تبصرہ و نقد۔
(۵) حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے علوم و سوانح کا نشر۔

مشتہرین

اس کثیر الاشاعت رسالہ مین اشتہار بھیجتے وقت ذیل کا نرخنامہ ضرور ملاحظہ فرمالین۔

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
ایک سال کیلئے	للعہ ر	صہ ر	ہے ر
چھ ماہ کیلئے	ہے ر	ہے ر	معہ ر
تین ماہ کیلئے	ہے ر	ہے ر	للعہ ر
ایک ماہ کیلئے	صہ ر	ہے ر	۶ ر

کوئی صاحب کمی اجرت کی خواہش نہ فرمائین رعایت کی گنجائش نہین۔ ٹائٹل پیج کے صفحات کا نرخ اسکے علاوہ ہے جو بذریعہ خط وکتابت طے ہوسکتا ہے اجرت اشتہار پیشگی آنا چاہئے۔

منیجر سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سہیل کی توسیع اشاعت مین مدد کرنا نصرت دین ہے

یہ ماہواری رسالہ [illegible] شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ ہندوستان میں ۳ روپیہ بیرون ہندوستان میں [illegible] علاوہ محصول ڈاک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ رسالہ محض احقاق حق کی نیت سے نکالا جاتا ہے جسکا نتیجہ حفظ افراد و مذہب ہے کسی کی توہین کیلئے

اگر کسی کے دل آزاری کا خیال ہے تو اُسکے دیکھنے کے لیئے شائع نہیں کیا گیا

[illegible]

سہیل یمن

[illegible]

جلد ۴ جمادی الثانیہ و رجب سنہ ۱۳۴۸ھ نمبر ۹ و ۱۰

فہرست مضامین

"منثورۃ الدرر"

"چنان قحط سالے شد اندر دمشق　　کہ یاران فراموش کردند عشق"

ایک زمانہ تھا کہ مدیر النجم کو مثالب و معائب خلفا کے چھپانے کی کوشش تھی اور مذہب اہل تشیع پر الزامات بیجا قائم کرنے کا حوصلہ مگر سہیل یمن کی برق باریوں نے اس خرمن جہالت پر وہ صاعقہ عذاب گرایا کہ مدیر النجم کے تنگنائے معلومات مین خاک اڑنے لگی اور اب اس خشک سالی مضامین مین النجم کی زمین "شمائل ترمذی" کے مرطوب احادیث سے سینچی جارہی ہے اور رطب و یابس کا انبار لگایا جارہا ہے، چار ماہ کے پرچے انھین چیزون کو اپنے دامن مین لیے ہوے "جو فروشی گندم نمائی" کا حق ادا کر رہے ہین —

کاش بجاے ان باتون کے سہیل کے "حدیث قرطاس" کا جواب دیا جاتا جس نے اس کا قدیمی مذہب کی دھجیان اڑا دی ہین، یا اگر جواب محال تھا جو حقیقت ہے، تو کم از کم مولفۃ القلوب کی طرح ایمان ظاہری ہی لائے ہوتے تاکہ اسلاف کی روح بھی خوشنود ہوتی اور زمانہ سے تھوڑی دیر کے لیے "منصف مزاج" کا لقب بھی ملتا مگر حمیت جاہلیت" کا بھلا ہو جو تعصب کے بل پر جست و خیز مین مصروف ہے — ہمارا مطالبہ پھر برقرار رہا:—

"کیون مدیر صاحب حضرت عمر نے رسول کو "ہذیان گو" کہا اور آپ ان کو مسلمان کہتے ہین اور سر تاج مانتے ہین؟"

———

مین موانع کو لکھ چکا اور کئی بار، سہیل کی تاخیر اشاعت کے اسباب کا ذکر کر چکا اور متواتر، مگر اب بھی مجھ سے پوچھا جاتا ہے کہ پرچہ اپنے وقت پر کیون نہین شایع ہوتا۔ سن لیجیے

صرف اسلئے کہ التوائے ماضی اجزائے مستقبل میں خاموشی کے ساتھ ساری ہوگیا ہے - کیا اچھا ہوتا اگر مستقبل متحرک ساکن ہو جاتا اور محدود تاکہ میری کوششیں اسکے حدود پر مستولی ہو جاتیں مگر گھبرائے نہیں، انشاء اللہ ختم سال سہیل، یعنی رمضان تک اجزائے زمانہ کو سمیٹ کر یکجا کردوں گا، میری کوشش تو یہی ہے آئندہ خدا مختار ہے -

---

سہیل، مولانا قاضی سید مظفر حسین صاحب کا بصمیم قلب سے شکر گزار ہے کہ ممدوح نے پانچ خریدار سہیل کے بہم پہنچائے اور ان سے چندہ وصول فرماکر دفتر کو بھیج دیا تاکہ تکلیف انتظار و زحمت اُمید و بیم سے نجات رہے خدا مجروح کو اجر جزیل عنایت کرے -

مگر آپ اس نوٹ کو نہ ملاحظہ کیجئے کیونکہ آپ شرمندہ ہوں گے اور میں خجل کہ آپنے کوئی خریدار عنایت نہ کیا - شکایت نہیں ہے صرف یاد دہانی مقصود ہے -

نوا را تلخ ترمیزن چو ذوق نغمہ کم یابی حدی را تیز ترمیخوان چو محمل را گران بینی

رسالہ "ادب" کا دوسرا اور تیسرا نمبر نہایت اُمید افزا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ پہلے جتنی خرابیاں پیدا ہوگئیں تھیں ان سب کی تلافی ان نمبروں نے کردی یا یوں کہہ لیجئے کہ :-

"نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول"

اُمید ہے کہ دلدادگان "ادب" "ادب" کے کارکنوں کی ہمت افزائی سے دریغ نہ فرمائیں گے -

---

مدیر النجم کی "شکست عظیم"

کا جواب

مناظرہ امروہہ مین مدیر النجم کو جو شکست فاش ہوئی تھی، اس کا اظہار فتح کی صورت مین مدیر النجم نے دنیائے مریدین پر کیا اور ایک مختصر رسالہ جس کا نام "شکست عظیم" ہے چھپوایا، اسمین وہی ایمان بالقرآن کی بحث کا تذکرہ ہے اور اپنی جہالت کا ثبوت، اس کا جواب ابتک شائع نہین ہوا تھا اگرچہ مناظرہ امروہہ کی روداد چھپ چکی ہے اور حق سے باطل ممتاز ہوگیا ہے، مگر پھر بھی اس کے جواب کی ضرورت تھی جس کا سلسلہ اب سہیل مین شروع کیا جاتا ہے - مدیر نے اس رسالہ مین تین تنقیحین قائم کی ہین جسکو ہم بعینہ اول ہی مین نقل کیے دیتے ہین تاکہ ناظرین کو مطلب کے سمجھنے مین دقت واقع نہ ہو - مدیر

"تنقیحات مدیر النجم"

سوال "آیا حضرات شیعہ کا ایمان قران کریم پر ہے یا ہو سکتا ہے"

تنقیح اول :- "اس بات پر ایمان کہ قران نام کی کوئی کتاب خدا کے یہان سے اُتری تھی جس طرح کہ مسلمانون کا ایمان توریت و انجیل پر ہے"

تنقیح دوم :- "اس بات پر ایمان کہ قران نام کی جو مقدس اور جان سے زیادہ پیاری کتاب مسلمانان عالم کے پاس ہے جس کے سوا کسی دوسرے قران کا وجود کسی گوشہ دنیا مین نہین ہے آیا یہ بے کم و کاست بے تغیر و تبدل بلا تحریف و زیادت وہی کتاب ہے جس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اللہ فرماتے تھے"

تنقیح سوم :- "اگر معاذ اللہ اس مین کمی بیشی تحریف و تبدیل ہوئی تو آیا بحالت موجودہ اس کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا جز بھی قابل ایمان ہے جس کی بابت قطعی طور پر یقین کیا جا سکے کہ یہ کلام خداوندی ہے اور اس کا جو مفہوم ہے وہ مراد الٰہی ہے"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی خیر خلقہ محمد والہ الطیبین الطاہرین ولعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین

التماس

زمانہ کبھی لغویات اور خرافات کے جواب دینے پر مجبور کرتا ہے جیسے آج کل کا زمانہ۔ نہ ہمین تہی دماغون سے اُلجھنے کی ضرورت اور نہ ایسے لوگون سے مقابلہ کی فرصت۔ لیکن جاہلون کو یہ خوف ہے کہ وہ سحر ساحر اور اعجاز موسوی مین تفرقہ نہ سمجھ کر کہین باطل کو حق نہ سمجھین اس لیے تحریر کا ایک حصہ نذر احقاق حق کیا جاتا ہے

خدا کرے کہ اس تحریر کو با فہم اہل سنت تعصب مذہبی چھوڑ کر تحقیق اور انصاف کی نظر سے دیکھین

اس امر سے پہلے کہ ہم ایک ایک لفظ کا جواب کافی دین ایک سرنامہ لکھنا چاہتے ہین جس سے ناظرین نتیجہ نکال سکین کہ کس فریق کا مذہب حق ہے کیونکہ بسا اوقات بحث کی طول سے نتیجہ دور ہو جاتا ہے۔ اور وہ سرنامہ یہ ہے۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کی ایک حدیث ہے جو حقیقت گمراہی اور ہدایت کی پرکھ بتلاتی ہے اُمت کو اُسے اس نزاع مین جو آج کل درپیش ہے سب سے پہلے کام مین لانا چاہیے۔

(وہ حدیث حدیث ثقلین ہے)

کتاب مستطاب عبقات مین علامۂ آفاق نے اس حدیث مبارک کا تواتر اعتراف اہلسنت سے ثابت فرمایا ہے دوسری صدی مین اس کا اثبات ۱۷ علمائے ثقات کی زبانی فرمایا ہے تیسری صدی مین تینتیس ۳۳ محدثین کی روایت کا ذکر کیا ہے چوتھی صدی مین اکیس ۲۱ علمائے محدثین ہین پانچوین صدی مین

تیرہ اعاظم محققین ہیں چھٹی صدی میں چودہ ہیں ساتویں صدی میں پندرہ بزرگ راوی ہیں آٹھویں صدی میں سولہ بڑے بڑے علما راوی ہیں نویں صدی میں پانچ علما راوی ہیں دسویں صدی میں اٹھارہ ارکین علما کی روایت ذکر کی ہے گیارھویں صدی میں دس بزرگ اس کے راوی ہیں بارھویں صدی میں تیرہ ارباب علم کی روایت کا ذکر ہے تیرھویں صدی میں بارہ بزرگون کی روایت سے اس حدیث مبارک کا اثبات فرمایا ہے پھر جس حدیث کی اتنے راوی علماے کرام وثقات عظام اور بڑے بڑے اہل حدیث ہوں اس کے قبول میں کیا شک ہے اور اس کے ثابت ہونے میں کیا محل انکار ہوسکتا ہے، حدیث یہ ہے

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی اهل بیتی ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا بعدی وانهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض

(ترجمہ) جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا (اُمت سے مخاطب ہوکر) کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں ایک خدا کی کتاب، دوسرے میرے عزیز قریب جو میرے اہلبیت ہیں جب تک تم ان دونوں سے تمسک کرتے رہوگے اسوقت تک میرے بعد گمراہ نہ ہوگے اور قرآن اور میرے اہلبیت ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہانتک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر نہ پہنچ جائیں)

اس حدیث سے جو کچھ مستفاد ہوا وہ یہ ہے کہ

اہلبیت رسول قران سے توام اور مصحف باری سے ہمدم ہیں جس طرح قران خطا سے دور ہے ویسا ہی اہلبیت طاہرین بھی خطا سے بعید ہیں اور ہمارے فرقہ کی معصوم کہنے کی یہی مراد ہے ۔ اور نہ قران اُن سے جدا ہے نہ وہ قران سے الگ ہیں اور تا ورود حوض کوثر ان دونوں میں جدائی نہ ہوگی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جسطرح قران سے تمسک واجب ہے اسی طرح اہلبیت سے تمسک واجب ہے، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ صاحب

ہدایت وہ ہے جو قران اور اہلبیت دونون کا پیرو ہوا اور جو ایسا نہ کرے گا وہ گمراہ ہے۔

اب دیکھنا چاہیے کہ

شیعہ اور سنی دونون فرقون مین سے کس نے قران اور اہلبیت دونون سے تمسک کیا تاکہ ہم اُسے صاحب ہدایت سمجھین اور کس نے ایسا نہین کیا تاکہ ہم اسے گمراہ کہین ۔

اہل تشیع نے

قران اور اہلبیت دونون سے تمسک کیا قران پر ایمان لائے اور اسکی تفسیر اہلبیت سے پوچھی کیونکہ قران اور اہلبیت افادۂ حکم حق کے بارے مین دو نہین ہین بلکہ وہ اسباب مین ایک ہی چیز ہین اسیوجہ سے رسول نے دونون کے اتباع اور پیروی کو امت پر واجب قرار دیا اور اسی وجہ سے یہ خبر دی کہ یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہ ہون گے ۔ اسی جگہ سے یہ بات روشن اور ظاہر ہے کہ اہلبیت سے مراد صرف معصومین ہین جو قران سے ایک وقت مین جدا نہ ہو سکین ورنہ ان دونون کی اطاعت کا حکم دینا عقلاً ناجائز ہوتا کیونکہ قران اطاعت خدا کا حکم دیگا اور وہ اپنے خواہش کے موافق حکم دینگے جو عصیان خدا ہوگا ایسی صورت مین دونون کی اطاعت کا حکم دینا محال اور اجتماع نقیضین ہوگا اور جو ہم اس حدیث مبارک سے سمجھین وہی کاملین اہلسنت بھی سمجھے ہین جو تمھاری کتاب مین تمھین نظر آئے گا لہذا شیعون کے سوا اور کوئی معیارِ ہدایت پر ٹھیک نہین اترتا ۔

اہلسنت نے اپنے رہبرون کے مطابق آل رسول کی اطاعت چھوڑ دی اور بجائے آل صرف اصحاب کو مقتدا مان لیا اور بعد مین اپنے لیے ایسے امام تجویز کر لیے جو نہ اولاد رسول تھے نہ صحابہ چنانچہ اہلسنت کے چار فرقون حنفی ۱ شافعی ۲ حنبلی ۳ مالکی ۴ مین ایک بھی ایسا نہین ہے جسکا امام اہلبیت نبی ہوتا تو درکنار اولادِ نبی مین سے بھی شمار نہین کیا جا سکتا بلکہ لطف یہ ہے کہ صحابی بھی نہین ۔ ایسی صورت مین دوسرا جز حدیث ثقلین کا بالکل چھوڑ دیا گیا اور صرف حسبنا کتاب اللہ کا دعویٰ کر لیا گیا جس کے معنی یہ ہین کہ ہمین خدا کی کتاب کافی ہے یہ کلمہ بھی کسی معمولی

آدمی کی بات کاٹنے کے لیے نہین کہا گیا بلکہ اہلسنت کے پیرومرشد حضرت عمر نے رسول کو وصیت آخر نہ لکھنے دی اور کہا کہ ہمین کتاب خدا کافی ہے اگر آج کتاب خدا کافی ہو گئی تو کل یعنی مرض کے پہلے رسول کو احادیث کے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی یہی اُسوقت بھی کہ دیا ہوتا کہ بس کتاب خدا کافی ہے احادیث کے بیان سے استغنا حاصل ہے - اہلسنت رسول کے مقابلہ مین حضرت عمر کے اس فعل کو پسندیدگی سے دیکھتے ہین اور پھر بھی اپنے کو اہلسنت فرماتے ہین ہسری راے مین اس فرقہ کے لیے دو نام موزون ہین یا تو حدیث بیان کرنیسے منع کرنے کو دیکھین تو انکا نام اہل منع سنت رکھا جائے یا ان کی حسبنا کتاب اللہ پر نظر ڈالی جائے تو انکا نام اہل کتاب رکھا جائے اور غالبا وہ اس آخر کے نام کو بخوشی منظور کرین گے۔

کاش حسبنا کتاب اللہ کہنے کی شرم رکھتے اور پھر کسی کے زیر حکم نہ آتے لیکن آیندہ چل کر کتاب خدا کافی نہین ہوئی اور ان کو ابوحنیفہ و شافعی و مالک و احمد بن حنبل کو امام ماننا پڑا اور ان چار مختلف دھارون پر اہلسنت کی ناؤ چھوڑی گئی جو سفینہ نوح سے بالکل الگ راستہ ہے اور قران ایک ہی کتاب ہے جسمین بتصریح حضرت رب العزت اختلاف نہین ہے - ان چارون راستہ مین شدید اختلاف ہے جس سے صاف آشکار ہے کہ قران ان احکام کا ماخذ نہین ہے۔

اگر بلا تشبیہ ان مین سے کوئی منجانب اللہ والرسول واجب الاطاعۃ ہوتا تو ہم یہ کہکے چپ ہوجاتے کہ وہ اعلم ہین جب ہی تو خدا نے ان کے اتباع کا حکم دیا ہے لیکن جب ایسے نہین ہین تو معاملہ صاف ہے۔

یہ اسباب کا نتیجہ ہے کہ ان لوگون نے اہلبیت معصومین کی اطاعت سے سرتابی کی تو ان کو ایسے لوگون کے سامنے سر جھکانا پڑا جو خود بھی غیر معصوم تھے جیسے خدا پر ایمان نہ لانیوالون کو پتھرون کے سامنے سر جھکانا پڑا۔

نتیجۂ کلام

یہ ہوا کہ چونکہ فرمودۂ رسول پر انھون نے عمل نہ کیا لہذا جو چیز ہدایت کی ضمانت کرتی تھی (یعنی

قرآن اور اہلبیت کا اتباع اور پیروی) وہ ان کے پاس نہ رہی اور جب وہ نہیں ہے تو ان کی گمراہی نصِ رسول سے مستفاد ہوتی ہے جیسا کہ ہمارا حق پر ہونا اسی حدیث سے ثابت ہے اور جب ہمارا تمسک اہلبیت کے ساتھ ثابت ہے تو قرآن کے ساتھ ایمان اور تمسک دونوں بنا و حدیث ثقلین ثابت ہیں کیونکہ قرآن اور اہلبیت میں افتراق اور جدائی ناممکن ہے ۔

ہمارا مقابل یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسیطرح جب ہم قرآن کے ساتھ متمسک ہیں تو اہلبیت کے ساتھ بھی ہمارا تمسک ثابت ہے کیونکہ قرآن اور اہلبیت جدا نہیں اس لیے یہ تقریر نہیں کی جا سکتی کیونکہ حسبنا کتاب اللہ کہکر اس نے اہلبیت کو الگ کر دیا ہے لہذا قرآن اور اہلبیت دونوں سے علحدگی ہو گئی سہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے ہوے نہ اُدہر کے ہوے

وما ذا بعد الحق الا الضلال حق کے چھوڑ دینے کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا رہ گیا ۔

ہم سے ایمان بالقرآن کا سوال

نا فہمیِ فریقِ مقابل اس حد پر پہنچی کہ بجاے اسکی کہ ترک اہلبیت اور رد حدیث ثقلین کے بعد ہم اس سے پوچھتے کہ جب تم اہلبیت کا اتباع نہیں کرتے تو قرآن کے ساتھ تمھارا ایمان کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ وہ دونوں ایک دوسرے سے بفرمودہ رسول جدا نہیں اور جب تم ما اتاکم الرسول فخذوہ جو رسول تمھارے پاس لائے اُسے لے لو یعنی اُسپر عمل کرو ۔ اس آیۂ مبارکہ کو ظاہر بظاہر رد کرتے ہو تو قرآن پر تمھارا ایمان کیوں کر ممکن ہے ۔

ہمیں سے پوچھا جاتا ہے کہ تم اپنا ایمان قرآن پر ثابت کرو اس سوال کا حق اولاً تو اس فریق کو حاصل ہی نہیں کیونکہ نہ وہ قاضی اسلام نہ مفتی ایمان بلکہ نو مسلمی کی صورتوں میں اپنی ابتدائی تاریخ سے آجتک دنیا میں متہم ہے جب اس کے رئیسان ملت اپنا شباب بت پرستی پر نثار کر چکے تھے اور جابجا نبوت میں شک کر چکے تھے تو ان کے سوال کرنے پر ہمیں ہنسی آتی ہے اور اُن کی حیاداری پر آفرین کہنے کا موقع ملتا ہے ۔

پھر ہمیں یہ بھی شوق نہیں کہ کوئی غیر مومن ہمیں مومن کہے ہمارے اسلام کا مقر ہو یا نہ ہو دونوں حالتیں ہماری نظر میں یکساں ہیں نہ اقرار میں عزت ہے نہ انکار میں ذلت ہے - تاہم اسباب میں کچھ لکھ دینا ضروری ہے کیونکہ جب اس فریق کو اپنی فضیحتوں کا نشر منظور ہے تو ہمیں عذر کا کیا موقع ہے۔

اس سوال کا راز سمجھنے کے قابل ہے

ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا بہت ہے۔

جب یہ فرقہ گروہ امامیہ کے سامنے شیوخ ثلثہ کی عظمت ثابت نہ کر سکا اور قرآنی شہادتوں نے ان کی ایمانی دفتر کا ورق الٹ دیا اور سنت نبوی نے ان کے اسلام حقیقی پر روشنی ڈالکر انکی پیرووں کو بھی اسی بلا میں مبتلا کر دیا اور قلم مورخین و محققین اسلام نے اُن کی باطل پرستیوں کو طشت ازبام کر دیا تو اُن کا آخری زور یہ قرار پایا کہ وہ ہم سے قرآن پر ایمان لانے کا حال پوچھیں اور یہ کہیں کہ جب قرآن کے جامع یہی تھے اور تم ان کو منافق کاذب خائن وغیرہ سمجھتے ہو تو پھر کیونکر اس قرآن کو قرآن سمجھتے ہو" اپنے دانست میں یہ بڑا مشکل سوال پیش کیا ہے جس سے مجبور ہو کے خلفا کی مدح کرنے لگیں اور اپنے طعن و تشنیع سے باز آئیں یہ تمنا ے محال ویسی ہی ہے جیسے کفار قریش ہم سے یہ خواہش کریں کہ تم ہمکو اچھا کہو کیونکہ ہم نے کعبہ کو بنوایا تھا اور تمہارے ہی رسول نے چار قبیلوں سے سنگ اسود کو اٹھا کر رکھوایا تھا اور یہ وہ وقت تھا کہ جب تمھارے رسول نے دعوت اسلام ظاہر نہیں کی تھی اگر تم ہمکو برا کہوگے کافر سمجھوگے تو تمھارا ایمان بیت اللہ پر ناممکن ہوگا کیونکہ ممکن ہے کہ ہم نے بناے ابراہیمی کو ہٹا دیا ہو ممکن ہے کہ اس میں بڑھا دیا ہو۔

غالباً ہمارا فریق مقابل اپنے ایمان کو بچانے کے لیے ان کافروں سے بڑھ کر مصافحہ کرنے لگے اور ان میں جانشینی رسول کا استحقاق تجویز کر دے لیکن اہل تشیع تو ان کافروں کو کافر ہی سمجھیں گے چاہے وہ کعبہ بنوائیں یا قرآن کو جمع کریں۔ یہی وہ مختصر سرنامہ تھا جسے ہمیں سب سے پہلے ذکر کرنا تھا۔

ایک اور قابل ذکر بات

یہ جو کچھ ہم کہ رہے ہیں وہ اسلیے نہیں لکھتے کہ وہ لوگ ان کلمات پر ایمان لائیں جن کے دلوں پر

قدرتی مہرین لگی ہوئی ہین (طبع اللہ علی قلوبھم) نہ اس لیے لکھ رہے ہین کہ بے ادراک لوگ عذاب خدا سے ڈرجائین۔ سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم نہ اس لیے لکھتے ہین کہ ہمارے کھانے پینے کا سامان با اخلاص مریدون کے ہاتھون ہو جائے۔ ام تسئلھم خرجا فخراج ربک خیر نہ اسلیے لکھتے ہین کہ وہ ہماری حقیقت کا اعتراف کرین کیونکہ الشمس رسالہ نے اس مظلم و تاریک سوال پر روشنی ڈالنے کے لیے فلک تحقیق پر چند ہوش ربا دورے کیے ہین جس کے بعد اس سوال کی ضرورت نہین لیکن رٹا ہوا آموختہ اگر ذریعۂ رزق ہو جائے تو وہ کسی علم کی تہدید و تنبیہ سے ترک ہو سکتا ہے؟ اب بھی ناظرین دیکھ لین گے کہ اس عبارت کے ایک حرف کا جواب ناممکن ہوگا اور حق کا کہین جواب ہوتا ہے پھر بھی جواب ضرور دیا جائے گا کیونکہ مرید سمجھین گے کہ ہمارے قبلہ و کعبہ ہارے گیے اسمین کچھ ہفوات ہون گے کچھ گالیان کچھ شان اہلبیت مین حسب عادت گستاخانہ کلمات۔

غرض وہی آواز ہوگی جو خالی ظرفون مین ہوتی ہے اور آخر مین یہ ہوگا کہ مناظرہ میرے ہاتھ رہا اور میرے سوال کا جواب علماے دہر دے نہین سکتے ؎

آنکس کہ ندانند و بداند کہ بداند   در جہل مرکب ابدالدہر بماند

ہماری تحریر کی حقیقی غرض

یہ ہے کہ وہ لوگ جو سنیت اور شیعیت سے بحث نہین رکھتے یا وہ لوگ جو کسی ایک گروہ مین سلسلۂ نسبی کی وجہ سے داخل ہین مگر منصف مزاج ہین اور ہٹ دہرم نہین ہین وہ ہمارے فریق مقابل کی شکست عظیم کو سامنے رکھکر اس مضمون کو دیکھین اور اپنے خود خدا حق و باطل کا فیصلہ کرین یہ غرض بھی ہے کہ امروہہ کا مناظرہ بیکار ضایع نہ جائے اور اس کا فائدہ صرف زمین امروہہ تک محدود نہ رہے بلکہ حدود ہندوستان مین یہ روشنی دور تک پھیل جائے تاکہ حق کی بالادستی مین کسی منکر کو شک نہ رہے اور آیندہ نسلون کے لیے بھی ذخیرہ رہے۔

یہ غرض بھی ہے کہ وہ مناظر سنی جسے یہ رٹا ہوا سوال ازبر ہے وہ وسائل رزق کے تجسس مین زمینین بدلتا رہتا ہے کیونکہ ایک مرتبہ کے بعد پھر کہین اعتقاد قائم نہین رہتا اس لیے یہ تحریر عام مومنین کو

ایک مناظر ماہر کا کام دے گی اور وہ اس کو پیش نظر رکھ کر بغیر کسی مناظر کے مناظرہ کر سکیں گے۔

اچھا اب ہم سوال اور اس کی تنقیحون کی طرف متوجہ ہوتے ہین

قول معاند میرا پہلا سوال اسوقت یہ ہے کہ آیا حضرات شیعہ کا ایمان قران پر ہے یا ہو سکتا ہے؟

قول مجاہد سوال کا جواب یہ ہے کہ ہان قران مجید پر ایمان ہے اور جب ہی تو ہو بھی سکتا ہے کیونکہ وہی چیز ہوتی ہے جو ممکن ہوتی ہے کیا خدا محال کی تکلیف دیتا ہے تاکہ ایمان بالقران کے ہو سکنے اور نہ ہو سکنے کا سوال پیش کیا جاتا ہے شاید معلوم نہین کہ قران پر ایمان لانا ممکن ہے یا محال لیکن جو کچھ پوچھنا چاہتے ہین وہ یہ ہے کہ کیا حضرات شیعہ کا ایمان قران پر خلفاے ثلثہ کو برا کہنے کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے یا نہین ؟ کیون حضرت یہی مطلب ہے نا ؟

تو سُنیئے ایمان قران پر اسوقت بھی ممکن تھا جب آپ کی "خصائص سیوطی صہ ۱۳۳ ج ۱" بڑے بڑے لوگ قران کو شعر سمجھتے تھے، کہانت سمجھتے تھے، اس کو سحر جانتے تھے، خلفا کی مدح یا ذم پر قران کے ساتھ ایمان لانا موقوف نہین ہے ایمان ایک ایسی چیز ہے جو تصدیق قلبی حاصل ہونے کے بعد کسی دوسری چیز پر موقوف نہین ہے چنانچہ شرح عقائد النسفی مین ہے ۔ والایمان التصدیق یعنی ایمان اسبات کا نام ہے کہ دل مین اذعان اور یقین حاصل ہو جاے، یہ معنی تو لغت کے اعتبار سے ہین اب رہ گئی شرع اسکے اعتبار سے اسی کتاب مین یہ معنی بیان کیے ہین

فاعلم ان الایمان فی الشرع هو التصدیق بما جاء به من عند الله تعالیٰ اوتصدیق النبی علیه السلام بالقلب فی جمیع ما علم بالضرورة مجیئه به من عند الله تعالیٰ اجمالا فانه کاف فی الخروج عن عهدة الایمان ولا تنحط درجته عن الایمان التفصیلی

یعنی شرع مین ایمان اسبات کا نام ہے کہ جو کچھ رسول خدا کے پاس سے لایا ہو اور اسکا لانا ضروری ہو اسکی تصدیق کی جاے چاہے وہ تصدیق اجمالی کیون نہ ہو اور اس تصدیق اجمالی سے وہ مومن ہو سکتا ہے ایسے مومن کا درجہ اس مومن کے ایمان سے کم نہ ہوگا جو تفصیل سے رسول کی بتائی ہوئی چیز پر ایمان لایا ہو۔

اسی کتاب مین مذکور ہے کہ ۔ ذهب جمهور المحققین الی انه هو التصدیق بالقلب

وانما الاقرار شرط لاجراء الاحکام فی الدنیا صفحہ ۱۹۶ یعنی تمام محققین کا یہی مذہب ہے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اقرار کرنا ایمان مین دخیل نہین ہان اقرار اس لیے ہے کہ احکام مومن دنیا مین اسپر جاری کیے جائین کیونکہ دل کی بات کوئی جان نہین سکتا اور جب اقرار کرے گا تو علامت تصدیق ظاہر ہو جاے گی۔

اس عبارت سے جو کچھ معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ ایمان مین صرف تصدیق اجمالی بھی کافی ہے یہانتک کہ اگر کوئی شخص قران کو مثلاً عمر بھر نہ پڑھے نہ دیکھے نہ جانے کہ وہ کیسی کتاب ہے پھر بھی وہ یقین کرتا ہو کہ رسول کو یہ کتاب خدا کی جانب سے ملی ہے تو مومن ہونین کافی ہے۔

صاحب شکست عظیم کو چونکہ معنی ایمان معلوم نہین ہین اسلیے وہ پوچھتی ہین کہ کیا شیعون کا ایمان قران پر ہو سکتا ہے، یعنی نہین ہو سکتا؟ اس لیے کہ وہ صحابہ کو اچھا نہین سمجھتے متکلمین اہلسنت تو رسول کی لائی ہوئی چیزونپر اجمالی ایمان لانا کافی سمجھتے ہین لیکن آپ فقط رسول کی لائی ہوئی چیزون مین تفصیل شرط نہین کرتے بلکہ ایک ایک صحابی کی معرفت اور اُس کی براۓت اور طہارت کے علم کی شرط قرار دیتے ہین اس بنا پر ایک سنی مورخ کے سوا کوئی مومن ہونے کا دعوی ہی نہین کر سکتا ہم اس خطا کو معاف کرتے ہین کیونکہ سائل معنی ایمان سے بالکل جاہل ہے لیکن ہم یہ ضرور کہین گے کہ معنی ایمان کے جاننے کے بعد یہ سوال اپنی تینون تنقیحون سمیت اُٹھ جاتا ہے۔

پہلی تنقیح۔ اس طرح اُٹھ جاتی ہے کہ قران سے بحث کرنا یہ مرتبہ تفصیل کا ہے اور جب ایک اجمالی صورت ایمان ممکن ہے) یعنی قلب مین ایسی تصدیق پیدا ہو جاے جو ہر اُس چیز سے متعلق ہو جسے پیغمبر خدا کی طرف سے لایا ہو جو کلمہ۔ هو التصديق بما جاء به اجمالاً یعنی بغیر تفصیل بھی اگر اجمالی حیثیت سے تصدیق کرے کہ کل وہ چیزین جو نبی خدا کے پاس سے لایا ہے وہ حق ہین تو یہ اجمالی تصدیق ایمان کے لیے کافی ہوگی) تو پھر تفصیل سے بحث کرنے کی ضرورت نہین۔ یہین دوسری اور تیسری تنقیح بھی جاتی رہی کیونکہ وہ بحث بھی مقام تفصیل مین پیدا ہوتی ہے اور جب اجمال ممکن ہے تو نہ ایمان مین قدح ہو سکتی ہے نہ یہ تنقیحین پیدا ہو سکتی ہین کیونکہ ایمان کی حقیقت فقط اُتنی ہی ہے جسقدر بیان کی گئی

اسیوجہ سے ہزاروں مسلمانوں کی فردیں اہلسنت مین ایسی ہین جنکو کوئی تفصیل رسول کی لائی ہوئی چیزوں کی معلوم نہین اور نہ وہ غریب تنقیحات سے مطلع ہین پھر بھی وہ علماے اہلسنت کے نزدیک مومن سمجھے جاتے ہین اور اُن کا ایمان کسیطرح پڑھے لکھے ہوے افراد سے کم نہین ہے - کیونکہ عبارت سابق مین یہ تصریح گزرچکی کہ اسکے ایمان اجمالی کا درجہ ایمان تفصیلی سے کم نہ ہوگا -

اگرچہ ہمارا ایمان ایسا نہین ہے بلکہ اس سے بدارج بہتر اور افضل ہے لیکن ہمنے اس امر کے ثابت کرنے کے لیے اس جواب کو لکھا کہ سائل اپنے یہان کی باتون سے جاہل ہے یہ پہلا مسکت جواب ہے

دوسرا الزامی جواب

تمہارے علمانے ہمارے فرقہ کا شمار اہل اسلام مین کیا ہے اور تمہارے یہان ایمان و اسلام مین کچھ تفرقہ ہی نہین چنانچہ عقائد صفحہ ۲۰۲ مین ہے والایمان والاسلام واحد یعنی ایمان اور اسلام ایک ہی چیز ہے پھر ہمارے ایمان بالقرآن سے سوال ایک عجیب چیز ہے

اس امر کا ثبوت کہ اسلام مین علماے اہلسنت نے اہل تشیع کا شمار کیا ہے

صاحب مواقف نے جناب رسالت مآب - ستفرق امتی ثلثا وسبعین فرقة کلها فی النار کے بیان مین لکھا ہے - اعلم ان کبار الفرق الاسلامیة ثمانیة المعتزلة والشیعة والخوارج والمرجئة والنجاریة والجبریة والمشبهة و الناجیة یعنی اسلام کے بڑے فرقے آٹھ ہین معتزلہ اور شیعہ خوارج مرجئہ نجاریہ جبریہ مشبہہ ناجیہ اسکے بعد صفحہ ۶۵۵ شرح مواقف مطبوعہ نولکشور مین شارح نے یہ شرمکن عبارت لکھی ہے

من الفرقة الاسلامیة الشیعة	یعنی فرقہ ہاے اسلام مین فرقہ شیعہ بھی ہے یہ وہ لوگ
ای الذین شایعوا علیا رضی الله	ہین جنھون نے علی علیہ السلام کی پیروی کی اور یہ کہا
عنه وقالوا انه الامام بعد	کہ رسول کے بعد نص جلی سے یا نص خفی سے یہی
رسول الله صلی الله علیه وسلم	امام ہین - اور یہ بھی ان کا اعتقاد ہے کہ امامت ان سے
بالنص اما جلیا واما خفیا	اور ان کی اولاد سے خارج نہ ہوگی اور اگر نکلے گی تو یا

واعتقد وان الامامة	(فقرہ او تقیۃ کا غیرون کے ظلم سے یا انکی پوشیدگی سے
لایخرج عنہ وعن اولادہ	صحیح مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ انکی امامت تقیہ کی جہت سے
وان خرجت فاما بظلم یکون من	مخفی ہوسکتی ہے ورنہ معلوم ہے کہ منصب واقعی تقیہ کی
غیرھم اوتقیۃ منہ اومن اولادہ	جہت سے کیون خارج ہونے لگا)۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ فرقہ شیعہ کا شمار بڑے بڑے علماے اہلسنت نے فرق اسلامیہ مین کیا ہے پھر اگر یہ فرقہ منکر قران ہوتا تو اسلام مین اسکا شمار کیونکر ہو سکتا ۔ کیا تنقیحات ثلثہ تک جناب موقف اور شارح موقف کی نظر نہین گئی تھی حالانکہ صاف آشکارا ہے کہ جو لوگ امام بحق علی علیہ السلام کو نہین گے وہ ضرور ان کے غیر کو باطل پر سمجھینگے ۔

مناظرہ کا ایک خوش کن مرقع

مناظرہ مین جب یہ تقریر مسکت پیش کی گئی تھی تو مناظر اہل سُنت مولوی عبدالشکور صاحب نے دو جواب دیئے تھے ایک یہ کہ اس سے بہتر تھا اگر آپ اپنے اسلام کے ثبوت مین یہ بات پیش کرتے کہ سرکاری دفترون مین اسلامی خانون مین ہمارا شمار کیا جاتا ہے تو بہتر ہوتا "

ناظرین اس جواب کی متانت کو غور سے دیکھین کہ ہمارے الزامی جواب کا جواب یہ کیونکر ہوا ہم تو ان کے مسلم علما کے اقوال پیش کرین جس سے یہ ثابت ہو کہ انہین سے کسی کو ہمارے ایمان بالقران مین شک نہین ہے اور ہماری بات سرکاری دفتر ونکا حوالہ دیکر ٹالدین اگر ان کے اعتقاد مین ان کے علما کے اقوال سے سرکاری دفترون کی بات زیادہ قابل قبول ہے تو ایسے علماے اسلام کی کیا وقعت ہوسکتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان حضرات کا مذہب کوئی مذہب ثابت متحقق نہین ہے بلکہ وہ تابع دولت ہے جیسے دولت ہوئی ویسے ہی کلمات سے قلب و زبان آشنا ہو جا سکتے ہین ۔

دوسرا جواب ۔ ناظرین وسامعین کی چشم وابرو پر بل دیکھ کر دیا گیا " کہ جن علمانے آپکے فرقہ کا شمار اسلام مین کیا ہے اُن کو آپ کے عقائد معلوم نہ تھے "

اس جواب کا محصل یہ ہے کہ ان کے یہ علما علما نہ تھے بلکہ بسا اوقات جہالت سے کام لیتے تھے یعنی جو چیز مین

معلوم نہ ہوتی تھیں ان میں بھی ان کو دخل در معقولات دنیا ضروری تھا وہ بات جس سے ہمارے ایمان بالقرآن میں مناظر سنی کو شک ہو رہا ہے وہ صرف قدح اصحاب ہے اور یہ ہر زمانہ کے لوگوں کو معلوم تھا اور ہے کہ ہم غاصبین خلافت کو بُرا سمجھتے ہیں تعجب ہے کہ ان کے علما کو ہمارا یہ عقیدہ معلوم نہ تھا حالانکہ ہمارے اس عقیدے سے جاہل بھی واقف ہیں چہ جائیکہ علماء اگر ہمارا مقابل ذی علم ہوتا تو وہ اپنی کتابوں کو دیکھ کر سمجھ لیتا موقف کا مقصد خاص ایسے ہی مطالب کیلئے لکھا گیا ہے مگر وہ شخص تھوڑا پر نظر کیا کر سکتا ہے جس کی تقریر اور سوال سے اس کا مبلغ علمی معلوم ہو سکتا ہے (شرح موقف صفحہ ۵۲۶ میں موقف کا متن یوں ہے۔ جمہور المتکلمین والفقہاء علی انہ لا یکفر احد من اھل القبلۃ یعنی اکثر متکلمین وفقہا کا یہ مذہب ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی شخص کو کافر نہ کہا جائیگا پھر اسی کتاب میں اسی صفحہ پر ہے۔ وقال الاستاذ ابو اسحٰق کل من یکفرنا فنحن نکفرہ والا فلا استاذ ابو اسحٰق کا یہ قول تھا جو ہمیں کافر کہے گا اُسے ہم بھی کافر کہیں گے ورنہ ہم کسی کو (اہل قبلہ) میں سے کافر نہیں کہتے پھر اسی کتاب میں صفحہ ۲۸ پر یہ عبارت ہے

الرابع من تلك الابحاث قد كفر الخوارج والروافض بوجوه الاول ان القدح فی اکابر الصحابۃ الذین شھد لھم القرآن والاحادیث الصحیحۃ بالتزکیۃ والایمان تکذیب للقرآن والرسول حیث اثنی علیھم وعظمھم فیکون کفرا قلنا لا ثناء علیھم خاصۃ ای لا ثناء فی القرآن علی واحد من الصحابۃ بخصوصیۃ وھؤلاء قد اعتقدوا ان من قدحوا فیہ لیس	اس چوتھی بحث کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ بعض لوگوں نے خوارج (وہ لوگ جو جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کو بُری طرح یاد کرتے ہیں جیسے صاحب شکست عظیم) اور روافض (یعنی شیعیان امیر المومنین جو اصحاب ثلثہ اور ان کے اتباع کو بُرا کہتے ہیں جیسے ہم) کا فر کہا ہے کیونکہ یہ لوگ بڑے بڑے صحابہ میں قدح کرتے ہیں جنکی پاکیزگی پر قرآن اور احادیث گواہیاں دیتے ہیں تو یہ لوگ قرآن کی تکذیب کرتے ہیں اور اسی طرح رسول کی تکذیب بھی کرتے ہیں صاحب موقف نے اس دلیل کو یوں رد کر دیا ہے کہ قرآنی مدح میں وہ لوگ اُن کے

داخلاً في الثناء العام الوارد فيه و
اليه اشار بقوله ولا هم داخلون
فيه عندهم فلا يكون قدحهم تكذيبا
للقرآن واما الاحاديث الواردة في
تزكية بعض معين من الصحابة و
الشهادة لهم بالجنة فمن قبيل الآحاد
فلا يكفر المسلم بانكارها او نقول ذلك
الثناء عليهم وتلك الشهادة لهم بالجنة
مقيدان بشرط سلامة العاقبة ولم يوجد
عندهم فلا يلزم تكذيبهم للرسول الثاني
الاجماع منعقد من الامة على تكفير من كفر
عظماء الصحابة وكل واحد من الفريقين يكفر بعض تلك
العظماء فيكون كافرا قلنا هؤلاء من كفر جماعة مخصوصة
من الصحابة لا يسلم كونهم من اكابر الصحابة وعظمائهم فلا يلزم كفرهم

نزدیک داخل نہیں ہیں جن میں وہ قدح کرتے ہیں
کیونکہ قرآن نے کسی کا نام لے کر مدح نہیں کی اسلیے
ان کے قدح اور مذمت قرآن کی تکذیب نہیں ہے
اب رہ گئی حدیثیں وہ یا تو ان کے نزدیک احاد ہیں
جن کے رد کرنیسے رسول کی تکذیب نہیں ہوتی اور
یا حدیثوں میں جو مدح یا بشارتیں مرقوم ہیں وہ حسن
انجام کے ساتھ مقید ہیں اور جو لوگ ایسے لوگوں میں
قدح کرتے ہیں وہ اُن کے حسن انجام کے قائل نہیں
لہذا تکذیب رسول لازم نہیں آئی دوسری دلیل
اُن کے کافر ہونے کی یہ تھی کہ جو صحابہ کبار کو کافر
کہے وہ کافر ہے اسپر اجماع ہے یہ دلیل یوں مردود
ہے کہ قدح کرنے والے کے نزدیک یہ لوگ صحابہ
کبار میں داخل ہی نہیں اس لیے حکم اجماع سے یہ
لوگ خارج ہیں انتہے ۔

شرح مواقف اور صاحب مواقف کی دلیل رد خوارج کے مقابل میں ناتمام ہے کیونکہ قرآن میں علیؑ پر بخصوصہ ثنا وارد ہے کسی قسم کا شبہہ اور احتمال ہو نہیں سکتا جیسے آیہ مباہلہ اور آیہ تطہیر وغیرہ یوہیں احادیث متواترہ میں بخصوصہ ثنا وارد ہے جسمیں انکار ناجائز ہے جیسے حدیث منزلت حدیث غدیر حدیث ثقلین حدیث تشبیہ حدیث طیر حدیث خیبر وغیرہ ایسی صورت میں خوارج کے کفر سے چارہ نہیں ہے ۔

لیکن ہمارے مقابل میں ان کی دلیلیں تمام ہیں اور ہمکو کافر کہنے والے کی دلیل باعتراف خصم مردود ہے ان تمام بیانات سے معلوم ہوا کہ علمائے اہلسنت نے ہمارا اعتقاد خلفائے ثلثہ کے متعلق پہچان کر بھی ہمکو اسلام میں استدلال کے ذریعہ سے رغما لانف من یدعی خلافه

داخل سمجھا ہے لہذا ہمارا ایمان بالقرآن مسلم اور باعتراف خصم مسلم ہے۔ اور جسطرح یہ علمار کہہ رہے ہین ویسا ہی حدیث افتراق امت بھی بتارہی ہے لہذا بنص رسول ہم اسلام مین داخل ہین یہ علی سبیل التنزل ہے ورنہ فرقہ ناجیہ ہمین مین منحصر ہے۔ واللہ علی ذلک شہید۔

تیسرا الزامی جواب

تم کو اور تمھارے مذہب والون کو کوئی حق نہین ہے کہ تم کسی شخص سے ایمان لانے اور نہ لانے کا سوال کرو اور نہ تمھین عقلا مناظرہ کے قابل سمجھتے ہین کیونکہ تمھارے اقوال اور عقائد نے تمھاری زبان کو سوال کے قابل نہین رکھا جسکے بعد نہ تم کسی کی مدح کرسکتے ہو نہ مذمت اس مختصر اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ تمھارا مذہب یہ ہے کہ خدا ہی فاعل خیر و شر دونون ہے یہ بھی تمھارا قول ہے کہ بشر اپنے افعال مین مجبور ہے اور کفر و ایمان دونون کا خالق خدا ہے جیسے طاعت اور عصیان دونون خدا کے مخلوق ہین چنانچہ یہ تمام باتین تمھارے عقائد مین تمھاری کتابون مین تفصیل کے ساتھ مرقوم ہین چنانچہ عقائد مین ہے واللہ تعالیٰ خالق لافعال العباد من الکفر والایمان و الطاعۃ والعصیان صفحہ ۱۴۲ یعنی خدا افعال عباد کا خالق ہے چاہے وہ کفر ہو یا ایمان طاعت ہو یا عصیان۔ پھر صفحہ ۱۴۲ مین ہے۔ وھی کلھا بارادتہ ومشیتہ تعالیٰ وتقدس وحکمہ وقضیتہ یعنی جو کچھ بندے کرتے ہین وہ خدا ہی کے ارادے سے کرتے ہین خدا ہی کے چاہنے سے کرتے ہین خدا ہی کے حکم سے کرتے ہین خدا ہی کے نافذ فرمان سے کرتے ہین۔

جب تمھارے یہ اعتقادات ہین تو تمھین کیا حق ہے کہ کسی سے اس کے ایمان کو پوچھو یا کسی کو اسلام کی طرف دعوت دو جس سے تم پوچھوگے وہ کہدیگا کہ میرا اختیار کیا ہے، خدا ہی جب ایمان دل مین پیدا کردے گا مومن ہو جاؤن گا ورنہ وہ جس حال مین رکھے گا رہون گا اس کے بعد اس سے تم ایک لفظ بھی نہین کہہ سکتے۔

اب اِس بنا پر بتاؤ کہ امرِ وہ ہین تم نے مناظرہ شیعون سے کیا تھا یا اپنے اعتقاد سے اِسکا جواب تم ہین یہ دیکر جھوٹ جاؤ کہ "ہمارے اقوال ایسے ہوتے ہین جنکو ہمارے ہی افعال باطل کر دیتے ہین۔"

چوتھا تفصیلی جواب

تنقیح اول عالی فہم صاحب شکست عظیم کا دعوی ہے کہ "صرف اتنی سی بات پر بھی شیعون کا ایمان نہین ہو سکتا کہ قران نام کی کوئی کتاب خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھی" دیکھو صفحہ ۸ - کیونکہ اتنی سی بات کے بھی اول ناقل اور کتاب خدا ہونے کے اول راوی اور اِس کے دلائل صداقت کے عینی گواہ وہی صحابۂ کرام ہین جنکو مذہب شیعہ جھوٹا مان چکا ہے صفحہ ۸"

جہالت کی توضیح - اِس کلام مین چند قابل غور تنقیحین ہین جن کے بعد پردہ حقیقت اُٹھ جائیگا۔

تنقیح اوّل - قران کی کتاب اللہ ہونے کا علم آیا بذریعۂ خبر ممکن ہے یا نہین -

تنقیح دوم - نزول قران محسوسات مین ہے یا اعتقادی مسئلہ ہے -

تنقیح سوم - مسئلہ ایمان بالقران اصولی ہے یا فرعی اور اسمین تقلید کی ضرورت ہے یا خود نظر کرنا واجب ہے -

تنقیح چہارم - جس خبر مین تواتر کا دعوی کیا گیا ہے وہ خبر یہی ہے کہ قران وہ ہے جو ما بین الدفتین ہے یا یہ خبر ہے کہ قران منزل من اللہ ہے یا یہ خبر ہے کہ جو ما بین الدفتین ہے وہ قران منزل من اللہ ہے -

تنقیح پنجم - اگر کوئی شخص کسی مقام پر جھوٹ بولے تو کیا ہر مقام پر اسے جھوٹ بولنا لازم ہے یا نہین -

تنقیح ششم - فاسق کی خبر بعد تبیّن قابلِ قبول ہے یا نہین -

تنقیح ہفتم - قران کے راوی وہی ہین جن کو ہم غاصب حقوق امامت بے ایمان سمجھتے ہین یا اور لوگ

تنقیح ہشتم - خبر متواتر مین ہر فرد کی عدالت صدق ایمان وثوق وغیرہ شرط ہے یا نہین -

ان تنقیحات کے بعد خدا سے اُمید ہے کہ وہ مکر و خدع کے دشتون کو پارہ پارہ کر دے گا اور ناظرین کے لیے ایمان کا راستہ صاف ہو جائے گا -

بحث تنقیح اوّل

کتاب اللہ ہونا یہ محض اعتقادی مسئلہ ہے جو اعتقاد نزول من اللہ پر موقوف ہے اور نزول من اللہ ایک غیر محسوس چیز ہے کیونکہ یہ نزول اسطرح کا نزول نہین ہے جیسے آسمان سے قطرات باران وقت نزول محسوس ہوتے ہین یا ٹوٹتا ہوا ستارہ زمین کی طرف جھکتا ہوا نظر آتا ہے بلکہ قرآن کا من اللہ نزول بذریعۂ ملک ہوا جو خود بھی بنی آدم (غیر نبی) کے لیے غیر محسوس تھا بل نزلہ الروح الامین علی قلبک الخ اور اس سے قلب رسالت اولا مطلع ہوا اس کے بعد پیغمبر نے اسے سنایا اب جو چیز سنی گئی وہ محسوس تھی اس کی خبرین تواتر ہو سکتا ہے اور ممکن ہوگا کہ یہ خبر (کہ رسول نے فلان آیت کو منزل من اللہ کہ کر پڑھا) متواتر ہو جن لوگون کو منزل من اللہ ہونیکا اعتقاد ہوگا وہ دو طریقون سے ممکن ہوگا ایک یون کہ نبوت کا علم اور آیات کے دیکھنے سے ہو چکا تھا اب جب ایسے ملنے ہوے پیغمبر نے بیان کر دیا کہ یہ آیت خدا کی طرف سے اُتری ہے تو لامحالہ قلب مین تصدیقی حالت پیدا ہوگی اور اسی کا نام ایمان ہوگا دوسری صورت ایمان بنزول القرآن کی یہ ہے کہ خود آیات کی نظم معجز اور فصاحت و بلاغت بے مثل اور اخبار سابق اور لاحق پر نظر ڈال کر سمجھ لیا کہ یہ یقیناً کتاب منزل من اللہ ہے ان دو قسمون کے علاوہ اور کوئی تیسری قسم نزول قرآن کے اعتقاد حاصل کرنے کی نہین نکل سکتی۔

دونون صورتون مین نزول قرآن کا اعتقاد اس قابل نہ ہوگا کہ وہ خبر متواتر ہو کر دوسرون کے لیے حجت ہو جاے اس بات کو یون سمجھ لیجئے کہ ایک کا اعتقاد کبھی دوسرے کے لیے حجت نہین ہو سکتا جیسے صاحب شکست عظیم کا یہ اعتقاد (کہ قرآن کے کتاب اللہ ہونے کا ثبوت صحابہ کی روایت سے معلوم ہوا ہے) صرف اُنھین کے لیے مخصوص ہے، ارباب نظر کے لیے اس سے زیادہ کون سی بات قابل عبرت ہوگی کہ بعض مدعی اسلام مولوی ایسے بھی دنیا مین موجود ہین کہ جو قرآن کو اسلیے قرآن اور کتاب اللہ سمجھتی ہین کہ صحابہ نے اسے قرآن اور کتاب اللہ سمجھا تھا ظلم اور ارادت کی حد ہوگئی کہ رسول کی رسالت اور قرآن کی قرآنیت صحابہ کرام کی روایت پہ

موقوف ہو - کیون جناب اگر قران ہمین بذریعۂ تواتر معلوم ہو جاے اور اس کے کتاب اللہ ہونے کو ہم بذریعۂ روایات صحابہ کرام نہ سمجھین بلکہ خود آیات روشن سے کتاب اللہ ہونے کا استفادہ کرین تو آپ کے نزدیک اس قسم کا ایمان قابل قبول نہ ہوگا اور ثانیاً آپ کا فہم خداداد اس کے قبول کرنے مین عذر کرے گا تو پھر ہم یہ پوچھین گے کہ وہ صحابہ جو درحقیقت کتاب (قران) کو منزل من اللہ سمجھے وہ کن لوگون کے خبر دینے سے سمجھے تھے یا ان کے لیے بھی خبر دینے والے اور صحابہ تجویز کیے جائین گے -

رہ گئی یہ بات کہ تواتر سواے محسوسات غیر محسوسات مانند اعتقادات مین نہین جاری ہوسکتا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسین علماے اہل تشیع اور علماے اہل تسنن دونون متفق ہین لیکن یاد رہے کہ علما کے متعلق مین یہ کہتا ہون نہ ایسے لوگ جیسے صاحب شکست عظیم وہ تو کھلے الفاظ مین اعتراف کر رہے ہین "کہ اتنی سی بات کے بھی اول ناقل اور قران کے کتاب خدا ہونے کے اوّل راوی اور اس کی دلائل صداقت کے عینی گواہ وہی صحابہ کرام ہین" جب کتاب خدا ہونے کے اول راوی انھون نے صحابہ کرام کو فرض کر لیا تو گویا تصریح کر دی کہ تواتر غیر محسوسات مین بھی جاری ہوسکتا ہے

تواتر کے متعلق علماے اہلسنت کے اقوال

شارح عضدی نے تواتر کے شروط بیان کرتے ہوے یہ عبارت لکھی ہے -

اما الشروط الصحیحۃ فثلثۃ	ترجمہ تواتر کی صحیح شرطین تین ہین ان تینون
کلھا فی المخبرین احدھما	شرطون کا اعتبار صرف خبر دینے والون مین ہے ایک
تعددھم تعددا یبلغ فی الکثرۃ	شرط یہ ہے کہ خبر دینے والے تعداد مین اتنے
الی ان یمتنع الاتفاق بینھم	ہون کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہونا بحکم عادت ممنوع
والتواطو علی الکذب عادۃ	ہو دوسری شرط یہ ہے کہ یہ خبر جو دی گئی ہے اسکی
ثانیھا کونھم مستندین لذلک	استناد امر محسوس کیطرف ہو (یعنی جس کی اس جماعت

الخبر الی الحس فانه فی مثل
حدوث العالم لا یفید قطعا
ثالثها استواء الطرفین
والواسطة اعنی بلوغ جمیع
طبقات المخبرین فی الاول
والاخر والوسط بالغا ما
بلغ عدد التواتر



نے خبر دی ہے وہ اُن چیزون مین سے ہو جو حواس
خمسہ مین سے کسی ایک حاسہ سے محسوس ہو جیسے آنکھ
کی دیکھی ہوئی چیز یا کان کی سنی ہوئی چیز یا زبان کی
چکھی ہوئی چیز یا ناک سے سونگھی ہوئی چیز یا ہاتھ
سے چھوئی ہوئی چیز ا اگر ایسی چیز کی خبر نہ دیجائیگی
بلکہ اعتقاد سے خبر دی جائے گی جیسے عالم کے
حدوث کی خبر تو نہ یہ خبر متواتر ہوگی نہ یہ خبر
مفید عالم ہوگی تیسری شرط یہ ہے کہ پہلا طبقہ اور
وسط کا طبقہ اور آخری طبقہ کا وہی عدد ہونا چاہئے
جو مفید تواتر ہو جس کا ذکر شرط اول مین ہو چکا۔

اب فرمایئے کہ صاحب شکست عظیم کا یہ ارشاد کہ اس قران کے کتاب اللہ ہونے کے اول راوی صحابہ کرام ہین کسقدر غلط بات ہے کیونکہ اس تواتر مین شرط دوم ندارد ہے اس لیے کہ کتاب اللہ ہونا یہ محسوس چیز نہین ہے بلکہ اعتقادی چیز ہے پھر ان کی خبر مفید علم نہین ہو سکتی اور نہ اُن کی خبر کو قران کے کتاب اللہ ہونے مین کوئی دخل ہو سکتا ہے۔

اور جامع الاصول مین ہے۔

وله اربعة
شروط الاول ان
یخبر عن علم
لا عن ظن فان اهل
بلد عظیم لو اخبروا
عن طائر انهم ظنوا

ترجمہ: تواتر کی چار شرطین ہین اول یہ کہ مخبر
نے اپنے یقین سے خبر دی ہو نہ گمان سے کیونکہ
اگر بڑے شہر کے لوگ ایک طائر کو کبوتر گمان کر کے
خبر دین یا کسی شخص کی خبر دین جو اُن کے گمان مین
تھا تو جسکو یہ خبر پہنچی ہے نہ اُسے اس طائر
کے کبوتر ہونے کا علم ہوگا نہ شخص کے زید ہونیکا

انه حمارا وعن شخص
انهم ظنوا انه زيد
لم يحصل العلم بكونه
حمارا او زيدا

الشرط الثاني

ان يكون علمهم
ضروريا مستندا الى
محسوس اذ لو اخبرونا
عن حدوث العالم
او عن صدق الانبياء
لم يحصل لنا العلم

الشرط الثالث

ان يستوي طرفاه
ووسطه في هذه
الصفات وفي كمال
العدد فاذا نقل الخلف
عن السلف وتوالت
الاعصار ولم تكن
الشروط قائمة في كل
عصر لم يحصل العلم
بصدقهم لان خبرا

علم ہوگا دوسری شرط یہ ہے کہ اُن کا (مخبرین)
علم بدیہی ہو یعنی محسوسات مین سے ہو کیونکہ اگر وہ
لوگ ہمین حدوث عالم کی خبر دین یا انبیا کی راست
گفتاری کی خبر دین تو ہمین اس خبر سے علم حاصل
نہین ہو سکتا تیسری شرط یہ ہے کہ اِن کے
دونون کنارے اور درمیانی حصہ ان صفتون
اور کمال عدد مین برابر ہون (یعنی جیسا پہلے زمانہ
کا عدد کامل تھا ویسے ہی درمیان مین اور آخر
مین بھی کمال عدد موجود ہو اور جسطرح پہلے زمانہ
کے لوگون نے محسوسات اور بدیہی سے خبر دی
تھی ویسی ہی وسطی اور آخری حصہ نے بھی خبر
دی ہو غرض یہ ہے کہ جو جو شرطین تواتر کی ہین
وہ ہر زمانہ مین برابر پائی جائین) پس اگر یہ شرطین
ہر زمانہ مین برابر نہ پائی جائین تو مخبرین کی سچائی
کا علم نہ ہوگا اسی سبب سے یہود کا یہ قول کہ حضرت
موسیٰ نے کہا تھا کہ جو شخص میری شریعت کے
ناسخ ہونے کا دعوے کرے وہ جھوٹا ہے" باوجودیکہ
اس کے ناقل بہت کثرت سے موجود ہین تاہم ہمین
اس قول سے علم حاصل نہ ہوا کیونکہ تمام زمانہ
مین راویون کے شروط وہ نہ رہے جو متواتر
مین شروط ہین۔

هل كل عدد امستقل
بنفسه ولا بد من
شروطه ولاجل ذلك
لم يحصل لنا العلم
بصدق اليهود مع
كثرتهم في نقلهم
عن موسى عليه
السلام تكذيب كل
ناسخ لشريعته ......

الشرط الرابع

العدد وعدد المخبرين
ينقسم الى ناقص فلا
يفيد العلم والى كامل
فيفيد العلم والى زايد
يحصل العلم ببعضه و
يقع الزيادة فضلة
في الكامل وهو اقل
عدد يورث العلم
ليس معلوما لنا لكنا
لحصول العلم الضروري
نتبين كمال

"فائدۃ عظیمۃ ینفع الناظرین فی ھذا المقام"
اور غور سے دیکھو کہ اصولیین یہود کے اس خبر
مین یون قدح نہین کرسکے کہ وہ کافر ہین جھوٹے ہین
حالانکہ مسلمانون کے نزدیک وہ یقیناً ایسے ہی ہین
اسلیے کہ خبر متواتر اگر بشروط تواتر پہنچ جائے
تو وہ مقام افادہ علم مین بدیہی کاکام دیتی ہے بلکہ
وہ بدیہی ہے اور ایسی خبر کی راویون کا کفر بھی قادح
صدق نہین ہوتا چہ جائیکہ احتمال کذب) بلکہ خبر
یہود مین اگر قدح ممکن ہوئی تو یون ممکن ہوئی کہ
ان کے زمانہ خبر کا اول ووسط وآخر یکسان نہ رہا
یہ یاد رکھنے کی بات ہے جو سنی مناظر کی جہالت کے
ثابت کرنے مین مدد دے گی) اب ہم پھر ترجمہ
کی طرف رجوع کرتے ہین چوتھی شرط عدد ہے
مخبرین کے عدد ناقص بھی ہوسکتے ہین (یعنی جس سے
علم حاصل نہ ہو) کامل بھی ہوسکتی ہین (جس سے
علم حاصل ہو) زائد بھی ہوسکتی ہین (جس سے
کم مین بھی علم ہوجاتا ہے) اور زائد فضول ہوجاتا ہے
کامل ہم کم سے کم اس عدد کو کہتے ہین جس سے
علم حاصل ہوسکتا ہو ہمین اس کے تعین
معلوم نہین لیکن جس عدد سے علم حاصل ہوجائیگا
وہی عدد کامل ہے نہ یہ کہ عدد کامل سے اہم

ولا انا ابکمال العدد — حصول علم پر استدلال کرتے ہین ملخص کلام یہ
نستدل علی حصول — ہے کہ حصول علم سے ہمین کمال عدد معلوم ہوتا
العلم — ہے اور کمال عدد سے ہمین حصول علم پر استدلال
ناممکن ہے ۔ انتہی ۔

علماے اہل تشیع کے اقوال شروط تواتر مین

اگرچہ کچھ کم و بیش ہین لیکن محسوسات کی شرط اُن کے یہان بھی معتبر ہے چنانچہ سید العلما حدیقہ سلطانیہ جلد نبوت صفحہ ۱۰ مین قطراز ہین "

" ولکن تواتر شرائط دارد یکے آنکہ میباید کہ دعوی مخبرین از قسم محسوسات باشد نہ معقولات چہ معیار در عقلیات بر حکم عقل است نہ نقل از سلف " یعنی تواتر کی شروط مین بنجملہ شروط ایک یہ بھی ہے کہ خبر دینے والون نے جس چیز کی خبر دی ہو وہ از قبیل محسوسات ہو نہ عقلیات کیونکہ عقلیات مین خود عقل فیصلہ کن ہے نقل سلف سے کچھ حاصل نہین ہوتا ۔

جب علماے اہل سنن اور اہل تشیع دونون کے نزدیک صرف محسوسات کی خبر مفید یقین و علم ہوسکتی ہے نہ عقلیات اور اعتقادات کے تو اگر آپ کے خلفانے قران کے کتاب اللہ ہونیکی خبر اور لوگون کے مفید علم ہونے کے لیے دی تھی تو وہ غریب اس مسئلہ سے بھی واقف نہ تھے جو ان کے سنی تابع جانتے ہین اور آپ اُن کے نادان دوست ہین جو اُن کی خبر دینے سے قران کے کتاب اللہ ہونے کو ثابت کرتے ہین لہذا تنقیح اول کا نتیجہ یہ نکلا کہ کتاب اللہ ہونا خبر کے ذریعہ سے ثابت نہین ہوسکتا اور جو کچھ صاحب شکست عظیم نے تنقیح اول مین صفحہ ۵ پر حاشیہ و متن مین بیان کیا ہے وہ لغو اور باطل ہے اور ہماری تنقیح اول کے ساتھ ہی ساتھ تنقیح دوم بھی ختم ہو چکی کہ قران اگرچہ محسوسات سے ہے لیکن نزول قران محسوسات سے نہین ہے مگر افسوس کہ باخبر مخاطب کو اس قدر از تک محسوس اور غیر محسوس معلوم نہ ہوا حالانکہ حیوانات بھی حساس ابعد

ذی شعور ہوتے ہین۔

تنقیح سوم

چونکہ ذی علم مناظر نے اپنی شکست عظیم مین اس بات کی تصریح فرمادی ہے کہ قران کا کتاب خدا ہونا انہین صحابہ کی روایت سے معلوم ہوا تو ہمین اس مسئلہ کی مختصر تحقیق کی ضرورت معلوم ہوئی کہ قران کو کتاب اللہ سمجھنا یہ فرعی مسئلہ ہے تاکہ اسمین تقلید جائز ہو یا اصولی مسئلہ ہے جسمین تقلید ناجائز ہے۔

پہلے ہم تمام دنیاے اسلام سے یہ بات پوچھنا چاہتے ہین کہ قران پر ایمان لانا، اعتقادات مین داخل ہے یا احکام تکلیفیہ شرعیہ مین مندرج ہے کیا کوئی شخص جس کے دماغ مین ذرہ برابر بھی عقل ہو وہ یہ تجویز کرسکتا ہے کہ اپنے معجزہ کے متعلق کوئی پیغمبر یہ کہہ سکتا ہے کہ اسپر ایمان لانا ضروری ہے اگر نبی ایسی چیزون مین متصور ہو تو معجزہ دکھلانے کی کیا ضرورت ہے اپنی نبوت پر ایمان لانے کا حکم دے دینا کافی ہوجاتا لیکن ایسا نہین ہوسکتا بلکہ عقل خود مشاہدۂ دلیل حقیت کے بعد مرتبہ یقین کو پیدا کردیتی ہے جسکا نام ایمان ہے اسکے بعد ہم نے جہانتک سمجھا ہے وہ یہی ہے کہ قران خود دلیل احکام ہے اسکے علاوہ علماے اہلسنت نے بھی قران کا ذکر اصول ہی کے بیان مین کیا ہے جہان اعتقادات کا کام نہ اجتہادی کام ہے تاکہ اسمین تقلید کی ضرورت ہو۔ اسیوجہ سے اعتقادیات اور عقلیات مین تقلید ناجائز ہے (دیکھو شرح عضدی مطبوعہ مصر صفحہ ۴۷۹ عنوان لا تقلید فی العقلیات یعنی عقلیات مین تقلید ناجائز ہے۔

ادہر تو ہم علما کے زبانی یہ سنتے ہین اُدہر اپنے باخبر مخاطب کی زبانی یہ سُن رہے ہین کہ قران کا کتاب اللہ ہونا صحابہ کرام کی روایات سے معلوم ہوا۔

اچھا ہوا کہ قلبی ایمان کا مُرقع صفحات پر جوش مین کھنچ گیا جس سے معلوم ہوا کہ مخاطب اور انکے ہم مذہب قران کو کتاب اللہ اسلیے سمجھتے ہین کہ صحابہ نے اسکو کتاب اللہ سمجھا بس اسی سلسلہ کو توحید تک کھینچ لیجاؤ تو مذہب اہلسنت کی ایک حسین اسلامی تصویر تمہارے سامنے آجائیگی

جس کا فیصلہ ارباب نظر کے حوالے ہے کہ وہ قابل رغبت ہوگی یا قابل نفرت۔

یعنی یوں کہو کہ نبی کو انھوں نے اسلیے رسول سمجھا کہ صحابہ ان کی رسالت کے مقر اور ان کی دلائل صداقت کے عینی شاہد تھے اور یوں ہیں خدا کو انھوں نے اسلیے خدا کہا کہ صحابہ نے اس کی خدائی تسلیم کر لی تھی یوں جناب قرانی مذاق بدلا تو ہیں توحید تک ایک ہی رنگ پر ہے نا؟

واہ رے مذہب کہ عقلیات اور اعتقادات ہیں بھی دماغ کو تکلیف نہیں دی اسکا بار تقلید بھی صحابہ ہی کے سر تھوپ دیا۔

مخاطب نے بھی صاف الفاظ ہیں لکھ دیا ہے کہ قران کے دلائل صداقت کے عینی گواہ وہی صحابہ کرام ہیں جس سے کھلا ہوا مطلب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آج اس کے دلائل صداقت کے عینی گواہ موجود نہیں ہیں اگر دنیا ہیں کوئی اسلامی فرد قران کی صداقت کا عینی گواہ ہو تو ہمیں اس سے مطلب نہیں، لیکن مخاطب نے تو ہمیں یہ لکھ کر اجازت دے دی کہ ہم انھیں تصدیق قران کے متعلق مقلد سمجھیں وہ قران کو بالذات و فی نفسہ دلائل صداقت سے معرا سمجھتے ہیں صرف صحابہ کی شہادت سے سنی سنائی تصدیق کر دی ہے اہلسنت تمنے

اپنے مرشد کا ایمان دیکھا ؟

ہم آج بھی قران کو اسی طرح دلائل صدق سے مملو سمجھتے ہیں جسقدر کل تھا بلکہ ہمیں معاف کیجیئے آج قرانی دلائل صدق سے اتنے پردے اُٹھ چکے ہیں جو صحابہ کے وقت ہیں نہ اُٹھے تھے اور جن کو سوائے "قائل لو کشف الغطا لما ازددت یقینا" اور ان کی اولاد امجاد کے کوئی جانتا بھی نہ تھا اور ہمارا ایمان اسیر محض تقلیدی نہیں ہے بلکہ دلائل صدق قران ہمارے سامنے ہیں۔

تنقیح چہارم تنقیح اول و دوم کے بعد بالکل صاف اور مستغنی عن البیان ہے

تنقیح پنجم — یہ کہ اگر کوئی ایک شخص کسی وقت ہیں جھوٹ بولے تو کیا اسے لازم ہے کہ وہ ہر وقت

جھوٹ بولے ؟

مثلاً حضرت عمر نے بعد انتقال رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ مہاجرین وانصار کے سامنے یہ خبر بیان کی کہ رسول نے انتقال نہین کیا چنانچہ درمنثور جلد ۲ صفحہ ۸۱ مین ہے

واخرج البیهقی فی الدلائل عن عروة قال لما توفی النبی صلی الله علیه وسلم قام عمر بن الخطاب فتوعد من قال قد مات بالقطع والقتل فجاء ابوبکر فقام الی جانب المنبر وقال ان الله نعی نبیکم الی نفسه وهو حی بین اظهرکم ونعاکم الی نفسکم فهو الموت حتی لا یبقی احد کم الا الله قال الله وما محمد الا رسول الله الی قوله الشاکرین فقال عمر هذه الآیة فی القرآن والله ما علمت ان هذه الآیة انزلت قبل الیوم وقال قال الله لمحمد صلی الله علیه وسلم انک میت وانهم میتون

یعنی رسول کے انتقال کے بعد حضرت عمر نے ان لوگون کو جو رسالت مآب کی موت کے قائل تھے دھمکانا شروع کیا اور قتل و قطع سے ڈرانے لگے ابوبکر منبر کے پہلو مین آکر کھڑے ہوے اور کہا کہ خدا نے تمھارے نبی کی خبر موت اسوقت دی ہے جب وہ تمھارے درمیان مین زندہ تھے اور تمھارے مرنے کی بھی خبر دی ہے یہانتک کہ سوائے ذات خدا اور کوئی باقی نہ رہے گا چنانچہ اُس نے فرمایا ہے۔ وما محمد الا رسول الخ یعنی محمد تو فقط رسول ہین کیا اگر یہ مرجائین یا قتل ہوجائین تو تم الٹے پیرون پلٹ جاؤگے الخ عمر نے کہا کہ کیا یہ آیت قرآن مین ہے خدا کی قسم مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ آیت نازل بھی ہوئی ہے آج معلوم ہوا ابوبکر نے یہ بھی کہا کہ خدا کا فرمودہ انک میت وانهم میتون بھی ہے یعنی اے رسول تم بھی مرجاؤ گے اور یہ لوگ بھی مرجائین گے

اب اس امر کے ارتکاب کذب سے کیا ہر مرتبہ حضرت عمر کو جھوٹ بولنا لازم ہوگا۔ یہ کوئی ایسا لزوم نہین معلوم ہوتا جو ہر وقت لازم ہو۔ یا ممکن ہے کہ ہمارے مخاطب صاحب ان کو ہمیشہ کیلیے

ایسا ہی سمجھین -

تنقیح ششم

فاسق کی خبر بعد تبین قابل قبول ہی یا نہین ؟ آیہ مبارکہ سورہ حجرات یایھا الذین امنوا ان جائکم فاسق بنبا فتبینوا (اے ایمان والو اگر فاسق تم کو کوئی خبر دے تو خوب جانچ پرتال کر لو - یا اُسوقت تک عمل کرنے مین توقف کرو جب تک تمھین حقیقت حال کا علم نہ ہو جائے) اس کی دلالت صرف اس امر پر ہے کہ فاسق اس حیثیت سے کہ وہ فاسق ہے اسکی خبر جائز العمل نہین ہے لیکن اگر اس خبر کے علاوہ دلائل صدق بہم پہنچ جائین تو پھر عمل کرنے مین کوئی مانع نہین ہے کیونکہ یہ عمل درحقیقت اس خبر فاسق پر عمل نہین ہے بلکہ اُن دلائل صدق پر عمل ہے جن کی وجہ سے علم صدق پیدا ہوا ہے پھر اگر بالفرض بہت سے لوگون کو ہم نے جھوٹا منافق دغاباز تسلیم کیا اور انھون نے قران کے من اللہ ہونے کی خبر دی تو ہمارا قران کو قران جاننا صرف ان کی خبر سے نہین ہے بلکہ اور دلائل صدق کی جہت سے ہے جو ہمدم قران مجید ہین اور اسکے لیے کوئی مانع موجود نہین ہے -

تنقیح ہفتم

قران کے راوی وہی ہین جن کو ہم غاصب حقوق امامت بے ایمان سمجھتے ہین یا اور لوگ -

اس کا مختصر ا بیان یہ ہے کہ تین بزرگ جن کے متعلق فرقہ اہل تشیع کا ایسا خیال ہے نہ یہ کل صحابہ کہنے کے مستحق ہین نہ صحابہ کا ان مین انحصار ہے نہ یہ کوئی بڑی تعداد کہی جاسکتی ہے نہ ان کی صرف روایت سے ہم تک قران پہنچا نہ ان غریبون کو قران یاد تھا اسیوجہ سے یہ لوگ قران کے جمع کرنے پر خود قادر نہ ہوے بلکہ انھون نے جو کچھ کیا وہ قران کے جمع کرنے کا حکم دیا اور یہ حکم دینا بتاتا ہے کہ قران جمع کرنے سے پہلے موجود تھا پھر کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ قران انکی روایت سے پہنچا یہ عجیب نافہمی ہے کہ کوئی شخص قران کا راوی ان صحابۂ کرام کو اسلیے قرار دے کہ انھون نے اُسکو جمع کرنے کا حکم دیا یہ معنی روایت کے سواے صاحب شکست عظیم کے اور کسی سے نہ سنے نہ دیکھے - اب رہ گئی یہ بات کہ اچھا یہ تو تین ہی تھے لیکن ان کے تابع تو بہت تھے وہ تو راوی

قران ہین اس کا جواب یہ ہے کہ تابع ہونے سے مبطل ہونا باطل پرست ہونا لازم آتا ہے نہین لازم آتا کہ وہ کاذب بھی ہو بہت سے ایسے لوگ جو باطل پر ہین اگر ان کی صداقت معلوم ہو جاے تو ان کی خبر قبول کر لی جاتی ہے کیونکہ معیار عمل فقط صدق کلامی ہے جو محل بحث مین غرض ہے جیساکہ خبر موثق کی افراد مین ایسا ہی نظر آتا ہے۔ لہذا یہ شبہہ بھی منہدم ہوگیا۔

تنقیح ہشتم

خبر متواتر مین ہر فرد کی عدالت صداقت اسلام ایمان وغیرہ صفات مشروط ہین یا نہین۔

درحقیقت جان جواب یہی تنقیح ہے اسکی جانچ لینے کے بعد کوئی شبہہ نہ رہجاتا ہے نہ کسی جاہل پرست کو جائے گفتگو ملسکتی ہے سنی مناظر کو علوم سے اطلاع نہین ہے اسلیے جو کچھ فرماتے ہین وہ تحقیق سے معرا ہوتا ہے۔

چونکہ قران ہمکو بذریعۂ تواتر پہنچاہے اور اسمین عبدالشکور صاحب مناظر سنی کو یہ شبہہ ہے کہ جب اہل تشیع خلفاء وغیرہ کو بے ایمان دغاباز جانتے ہین تو یہ قران کی تصدیق کیونکر کرسکتے ہین اسس جاہلانہ بیان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مولوی صاحب کو اپنی لاعلمی کی وجہ سے یہ بات مرتبہ یقین تک پہنچ گئی ہے کہ خبر متواتر کے افراد کو عدالت سے موصوف ہونا چاہیے حالانکہ یہ بے اطلاعی کا ثمر اور سراسر غلط ہے۔ (باقی آیندہ)

سفرنامہ عراق وعجم مصنفہ جناب شہباز حسین صاحب کربلائی مشہدی ہمارے پاس بغرض نقد وتبصرہ آیا ہے، اس مین زیارت گاہ اہل تشیع کے حالات اور سفر کرنے والون کیلیے سفر کی راہین اور ضروریات سفر وغیرہ کو اسقدر عمدہ طریقہ سے بیان کردیاگیاہے کہ ایک غریب الوطن اور مسافر اس کتاب کو ہمراہ رکھتے ہوے کسی دوسرے راہبر کی حاجت نہین رکھ سکتا۔ زائرین کرام کیلیے یہ کتاب بے حد مفید اور کارآمد ہے اس مین تاریخ سے بھی مدد لی گئی ہے جو دلچسپ ہے قیمت مجلد ۱۲؎ غیر مجلد عہ۔ شبیر حسین کربلائی مشہدی تاجر کتب چوک بازار ملتان شہر پنجاب سے طلب کیجیے۔

ایک مورخ کی ڈائری

گروہ نام نہاد اسلام نے جن لوگوں کو سرتاج بنایا اور جن کو امیر المومنین کا لقب دیا، جن کو اپنا راہبر تسلیم کیا، جن کو اپنا متبوع سمجھا، جن کو نگاہ عظمت سے دیکھا، جنکو "خلیفہ" کے گرانبہا لقب سے ملقب کیا، جن کو چراغ روشن اسلام کا محافظ سمجھا، جنکو معنائے حقیقی اسلام کے لفظ سے تعبیر کی، اور جن کو کارفرمائے اسلام جانا، انھوں نے ایسے بدنما نقوش صفحۂ تاریخ پر چھوڑے ہین کہ حیرت ہوتی ہے کہ یا اللہ ایسے لوگ کیونکر ہادی سمجھے گیے اور کیونکر زمانے نے ان کے نیک زہد کے آگے اپنا سر عجز و اتباع جھکایا۔

جو چیزین محرمات شرعیہ مین داخل تھین ان کا حلال کر دینا اور پھر دنیائے اسلام کا اسے دیکھنا اور خاموش رہنا یہ وہ عقدہ ہے جسکے حل کرنے کے لیے عقل اسلیے حیران ہے، کہ یہ افعال ان کے ہین جو اسلام کی طرف نسبت تامہ رکھتے ہین۔

فرقہ عامہ اسلام نے ایسا دھوکا کھایا کہ الٰہی توبہ، مگر خواہشات نفسی کا جال کچھ ایسا تھا کہ گرفتار ہونا پڑا، اور چونکہ راہبرون کو اس رنگ مین غرق دیکھا لہذا جرم یا تو سبک نظر آنے لگا یا جرم، جرم نہ رہا۔

اب اگر کسی کو ہوش بھی آیا اور اسنے ان باتون کو نگاہ تحقیق سے پرکھا بھی، تو بُرا ہو پاس وضع اور "کیے کی لاج" کا کہ مذہب "سانپ کے مُنھ کی چھچھوندر" ہوگیا جس کا اُگلنا اور نگلنا، دونون دشوار تھا، اور دشوار ہے۔

ورنہ ظاہر ہے کہ ایسے لوگون سے برات، فرمان عقل، ہے جو حرام محمدی کو حلال کر چکے ہون، اور جنکی، مروت، حیا، شرم، خداپرستی، ایمان، اسلام، صفات حسنہ، اور اخلاق فاضلہ سب کے سب جلال جہان آرائے دولت کے رونمائی مین نثارۂ حسن بن چکے ہون۔

دور کیوں جایئے اس دور اموی و عباسی پر ایک نگاہ ڈالیے جس کے افراد تغیر سنت اور تبدیل شریعت پر جان دے ہوے تھے ان کے افعال خود اس کے مظہر ہیں کہ درحقیقت ان کی نگاہوں میں قرآن، حکم الٰہی، اور اقوال رسول کی کوئی وقعت نہ تھی، اور کلام رسول کی کوئی وقعت نہ تھی، اور وہ رسول کی تمام جانفشانیوں کو لغو اور مہمل (معاذاللہ) سمجھتے تھے، ان کے افعال سے یہ بھی پتہ چلیگا کہ وہ نہ قرآن کو خدا کی کتاب اور نہ رسول کو خدا کا رسول جانتے تھے، آج ان لوگوں کے کیرکٹر سے اگر اسلام کا تعارف کرایا جاے تو ایسا اسلام اس قابل ہے کہ اس پر کفر و الحاد کو ترجیح دی جاے۔

نسل اموی کا یہ مخصوص حصہ تھا کہ وہ محرمات شرع کو رواج دے چنانچہ، شراب خواری، زناکاری، اور نغمہ پرستی ان لوگوں کا مطمح حیات اور شفیع بعد ممات نظر آتا ہے، آج بھی اسی راہ پر کچھ لوگ گامزن ہیں جنکا میعہ ہے کہ ان کو "موسیقی" سے بالطبع لگاؤ ہے۔

کہانتک بیان کروں اور کیا کیا بیان کروں پہلے خلفا کی ناموں کی فہرست تاریخ الخلفاء وغیرہ میں اُٹھا کے دیکھئے، پھر ان خلفا کے حالات ملاحظہ کیجئے اور نام نہاد اسلام کی داد دیجئے۔

کبھی مری نگاہ ولید بن یزید (اہلسنت کے خلیفہ) پر پڑتی ہے تو مجھے عجب شان کا مجموع نظر آتا ہے، جو "معبد" سے گویئے کا کلمہ پڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور ولید اس کے غنا سے ایسا متاثر ہوتا ہے جیسے آج کل کے ولید پرست کالکا دین اور بندا دین کا نام جپتے ہوے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ "معبد" کو اپنے کاشانہ عیش میں بلاتا ہے۔ دوشیزگان حسن کا ہجوم ہے اور آسمان کا تنہا چاند ولید کے شبستان عشرت کے قبرستان سے مقابلہ پر آمادہ ہے۔ دولت سے بدمست، نخوت سے مخمور ولید ایک حوض میں شراب کے بھرنے کا حکم دیتا ہے اور لبریز ہو جاتی ہے اور "معبد" چھٹکی ہوئی چاندنی میں، شباب کے آغوش میں، اور ماہ جبینوں کے جھرمٹ میں اپنا راگ چھیڑتا ہے جس کا ترنم رقاصہ فلک کو اپنے اثرات سے متحرک کرتا ہے اور فضاے عشرت میں اس کا استیلا ولید سے حیا پر قبضہ کرتا ہے، ولید معبد کے ترنم ہوش ربا اور حرکات نغمہ زا سے متاثر ہوکر

بے حس ہو جاتا ہے، کپڑے اُتار کے پھینک دیتا ہے : ــــ صحبت حال وقال ایسے ہی قیتوں کی پیروی کی نشانی ہے جس کا اثر آج بھی قبور پر دکھائی دیتا ہے : ــــ اور اُس شراب کے حوض میں غوطہ لگاتا ہے اور شراب پیتا ہے اور اتنی کہ حوض کے کنارے خالی ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ۔ (اغانی از صے ۲۴ تا صے ۲۵ مطبوعہ مصر)

"ساغر سے سبو، سبو سے خم ہوتا تھا — یاں خم بھی گیا حوض کی باری آئی"

کون ہے جو اس شخص کو مسلمان کہنا گوارا کرے گا چہ جائیکہ "خلیفہ" مگر بھلا ہو خلوص و اعتقاد اہل سنت کا کہ وہ ایسے اسلام فروش کے لیے خلیفہ کہتے ہوئے شرماتے نہیں ۔ مال مسلمین کا اپنے اوپر صرف اور پھر اس انداز سے، یہ انھیں لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جو نہ حرمت خمر کے قائل ہوں نہ حرمت غنا کے اور پھر خلیفہ بننے میں کوئی باک بھی نہ ہو ۔ کسقدر حیادار ہے وہ فرقہ جس نے ایسوں کے آگے گردن جھکانے میں کوئی پس و پیش نہیں اور اہل بیت سے سرتابی کو نہیں کوئی باک نہیں ۔

اہل سُنت کی نگاہوں میں ڈھاڑیوں کی قدر میراثی ہے

ولید جب شراب نوشی سے فارغ ہوتا ہے تو معبد کو پندرہ ہزار اشرفیاں اسکے گانے کے عوض میں دیتا ہے اور اس سے یہ بھی تاکید کرتا ہے کہ ان باتوں کا ذکر کسی اور سے نہ کیا جائے ۔

کیوں اسلام والو اسی کا نام اسلام ہے، کیا یہی درس اس مبلغ کامل نے دیا تھا، کیا قران کی وہ آیت جو حرمت خمر ثابت کرتی ہے قابل اعتنا نہ تھی، کیا ایسوں ہی کی پیروی قابل افتخار ہے، کیا خاندان رسول سے اسکا حق غصب کرنا اور اپنے عیش دست میں صرف کرنا کسی طرح بھی حیطہ مواسات انسانی میں آسکتا ہے ۔ لا واللہ ۔ ایسا نہ تھا مگر یہ کہو کہ دشمنان خدا ان تمام تبلیغوں کو محو کرنا چاہتے تھے جن کے لیے رسول نے اپنا خون پانی ایک کر دیا تھا اور آج بھی یہ طبقہ وہی کر رہا ہے جو اسکے اسلاف کر چکے ۔

یزید بن عبدالملک کو لیجیے اور اس کی بدمستی عشرت ملاحظہ کیجیے اور اس کا وہ کلام جو معبد گویے سے اس نے کہا دیکھیے تو اگر اسلام کی حقانیت کچھ بھی آپ کے دل میں ہے تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے اور خدا یاد آجائے گا۔ سنیے۔

یزید بن عبدالملک نے ایک روز "معبد" سے کہا کہ اے معبد میں تجھ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں، اگر تو اس سے مخالف ہو تو بخوف و خطر اسے رد کر دینا اور اس کی مخالفت کرنا یہ نہ خیال کرنا کہ میں ایک بادشاہ ہوں اور تو ایک گویا۔

معبد نے کہا (ذرا الفاظ خطاب پر نظر رہے) "اے امیرالمومنین! خدا نے آپ کو اس جگہ پر بٹھایا ہے کہ آپ کے کلام کو وہی رد کرے گا جو گمراہ ہوگا، اور آپ کے احکام کی وہی مخالفت کرے گا جو مخطی ہوگا"

یزید بن عبدالملک نے کہا ہاں اے معبد میں جو بات تیرے گانے میں پاتا ہوں وہ مجھے "ابن سریج" (ایک گویا) کے یہاں نہیں ملتی تیرے گانے میں متانت ہے اور ابن سریج کے یہاں یہ بات نہیں"۔

معبد نے کہا (پھر الفاظ معبد پر ناظرین غور کریں) "اس خدا کی قسم جس نے امیرالمومنین (یزید) کو اپنی خلافت سے مشرف کیا اور اس خدا کی قسم جس نے آپ کو اپنے بندوں پر خلیفہ بنایا اور امین قرار دیا امت محمد پر"........ جب ابن سریج "خفیف" (ایک راگ غالباً جو بحر خفیف سے وابستہ ہے) کی طرف جاتا ہے تو میں "کامل تام" (ایک راگ غالباً جو بحر کامل سے وابستہ ہے) کی طرف جاتا ہوں، لہذا میں اگر مغرب کی طرف جاتا ہوں تو وہ مشرق کی طرف ایسی صورت میں ملتی معلوم عبدالملک نے کہا کہ کیا تو حکایت نغمہ ابن سریج کر سکتا ہے معبد نے کہا کیوں نہیں اور یہ کہہ کے اس نے گانا شروع کیا اور کہا:۔

الا للہ قوم ولدت اخت بنی سہم

اس قوم کا کیا کہنا جو قبیلہ بنی سہم کی بہن سے ہے

وہ گا ہی رہا تھا کہ یزید کو حال آنے لگا اور اس نے بے ساختہ تعریف کرنی شروع کر دی اور کہتا جاتا تھا" اے میرے مالک پھر اس کو گا، پھر اس کو گا، تجھ پر میرے ماں اور باپ فدا ہو جائیں" معبد نے پھر اسے گایا، یزید بن عبدالملک نے پھر کہا کہ " خدا کے لیے پھر سے اعادہ کر تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہو جائیں، معبد نے پھر گانا شروع کیا، یہانتک کہ یزید آپے سے باہر ہو گیا اور کودنے اچھلنے لگا اور اپنی لونڈیوں سے حکم کیا کہ جو کچھ میں کرتا ہوں وہی تم بھی کرو چنانچہ وہ گاتا جاتا تھا اور یزید چاروں طرف چکر کھا رہا تھا اور گھوم رہا تھا اور پیچھے پیچھے وہ باکرہ لڑکیاں بھی گھوم رہی تھیں، جس وقت کہ وہ گھوم رہا تھا اسوقت اُس کی زبان پر یہ اشعار تھے

یا دار دو رینی یا قو قرا مسکینی

اے گھر نچانے جا نچا اے جا اور اے (قرقر) لونڈی! مجھے سنبھال

الیت منذ حین حقا لتصرمینی

تو نے ایک وقت سے قسم کھائی ہے کہ میں تجھے ضرور چھوڑ دوں گی اور تجھ سے مواصلت نہ کرونگی

ولا تواصلینی باللہ فارحمینی

خدا کے لیے مجھپر رحم کر اور قطع تعلق نہ کر۔

لم تذکری یمینی

(تو نے اپنی قسم تو یاد رکھی) اور میری قسم یاد نہیں

یوہیں یزید مع دوشیزہ لڑکیوں کے لڑکوں کی طرح چکر کھا رہا تھا یہانتک کہ غش کھا کے گرا اور وہ لڑکیاں اس کے اوپر گریں آخر خدمتگاروں نے اسکو آکر اُٹھایا ایسی حالت میں کہ وہ اپنے ہوش میں نہ تھا۔ اغانی ص۱۳۱ مطبوعہ مصر

آپ نے اس خلافت کو ملاحظہ فرمایا جس کی گواہی بہ قسم ابھی ابھی معبد دے چکا ہے، پھر آپ ہی بتایئے کہ جس گروہ کے رہبر خلفا ایسے ہوں ان کے نگاہوں میں اسلام کی حقانیت سوا شراب، غنا، اور عیش کے کیا کہیں اور بھی پائی جا سکتی ہے۔

"چراغ زیر اسلام"

جب مردون کی عیش پرستی کے مناظر کے نمونے آپ کے سامنے گزرے، تو اسی سے آپ ان گھرون کی عورتون کے حالات بھی قیاس کر سکتے ہین، جن کی حیا و شرم، جذبات بہیمی کے اوپر فدا ہو چکی تھی، اور جن کی پرورش اسی آب و ہوا مین ہوئی تھین ان کی آنکھین رواس وچپ انھین جلوون کو دیکھتی تھین، جو محرک جذبات تھے، اور جب کوئی مانع و حجاب ان کے دلچسپ راستہ مین حائل نہ ہوتا تھا تو وہ آپ سے آپ راہبر عشق و حسن کے ہاتھون نسل کو مشتبہ بنانے کی کوشش مین کامیاب نظر آتی تھین: — اور یہ تمام کارنامے مذہب کی آڑ مین رونما ہوا کرتے تھے —

ام محمد بنت مروان بن الحکم حج کیلئے گئین جب انھین حج سے فرغت ہوئی اور اسکے مناسک بجالاچکین، تو عمر بن ربیعہ سے پوشیدہ طور پر ملنے کیلئے گئین، بہت دیر تک صحبت وصل گرم رہی، مگر عمر بن ربیعہ سے اس نے اپنی منزل پوشیدہ رکھی، جب چلنے لگی اور یہ بزم حسن و عشق برہم ہوئی تو عمر بن ربیعہ نے مخفیہ طور سے اس کے پیچھے ایک عورت کو بھیجا تاکہ وہ اس کے قیام گاہ کا پتہ لگایے، عورت نے پتہ چلایا اور عمر سے آکر بیان کیا جب دوسری دفعہ بنت مروان عمر کے پاس آئین تو اس نے ان سے کہا کہ مین نے تمھاری قیامگاہ معلوم کر لی ہے یہ خوف زدہ ہوئین اور اس کو قسمین دینا شروع کین کہ وہ ان واقعات کو اپنے شعرون مین نظم کر کے اسے رسواے زمانہ نہ بنائے - عمر ہنسنے لگا - جب یہ پلٹین تو چونکہ خوف رسوائی غالب تھا اس سے بچنے کے لیے ایک ہزار اشرفیان عمر کے پاس بھیجین (شاہی دولت اور مال مغصوب کا مصرف ملاحظہ ہو) عمر نے اسے قبول کر لیا اور انھین اشرفیون سے - حلّے اور خوشبو کی چیزین خریدکین اور ہدیۃً بنت مروان کو بھیجین، اس نے لینے سے انکار کیا عمر نے کہلا بھیجا کہ اگر تم ان چیزون کو قبول نہ کرو گی تو مین ایسی باتین کرون گا جسمین تمھاری رسوائی ہوگی، مجبوراً قبول کر لیا اور

حج کا شرف لیے ہوئے واپس گئیں - انھیں واقعات کو عمر بن ربیعہ نے اس قصیدہ میں ذکر کیا ہے جس کا مطلع یہ ہے :- (اغانی مطبوعہ مصر ص۱۶)

ایھا الراکب المجد ابتکارا قد قضی من تہامۃ الاوطارا

اے سریع السیر راکب صباح خیز جس نے "تہامہ" سے اپنی حاجتیں پوری کر لی ہیں -

یہ تھی خلفاے بنی امیہ کے بیٹیوں کی پرائیوٹ زندگی، جس کو افسوس ہے کہ میں تفصیلاً نہیں لکھ سکتا کیونکہ واقعات کی گندگی اور ان کی رکاکت دامن سہیل پر آنے کی قابل نہیں -

"حدیث بنت عبدالملک بن مروان"

مقام منیٰ میں عمر بن ربیعہ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت جس کے چہرہ سے تر و تازگی ٹپک رہی تھی سامنے آئی اور سلام کیا عمر نے جواب سلام دیا، عورت نے پوچھا کہ عمر آپ ہی کا نام ہے کہا "ہاں" کہا کیا تمھارا دل چاہتا ہے کہ تم ایک ایسے پری پیکر ماہ طلعت، خوش سیر اور خوش مذاق عورت سے باتیں کرو جس کا نظیر اس زمانہ میں ناممکن ہے" اُس نے کہا کہ اس سے بڑھ کر اور کیا ہے یہی باتیں تو مری مدار زندگی ہیں ـــــ عورت نے کہا مگر ایک شرط ہے وہ یہ کہ میں تمھاری آنکھوں پر پٹی باندھ کر وہاں لیجاؤں گی اور جب اس جگہ پر پہنچ جاؤں گی اور تم اُس عورت کے سامنے پہنچو گے تو آنکھوں کی پٹی کھول دوں گی - پھر جب تم وہاں سے پلٹنے لگو گے تب بھی تمھارے آنکھوں پر پٹی باندھی جائے گی اور جب یہاں پہنچو گے کھول دی جائے گی -

عمر نے کہا خیر جو تمھاری مرضی ہو اور جیسی تمھیں ہدایت کی گئی ہو" چنانچہ عمر کی آنکھوں پر پٹی باندھی گئی اور وہ عورت فرستادہ اسکو اپنے ہمراہ لے گئی، جب منزل مقصود سامنے آگئی تو عورت نے پٹی کھولی اور عمر کے چہرے سے نقاب ہٹائی - عمر کہتا ہے کہ میں نے اپنے سامنے ایک کرسی پر ایک عورت کو دیکھا جو آفتاب کی طرح اپنی شعاعوں سے میری آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی اور مجھ سے مجال گویائی گم تھی میں نے ایسا حسین، خوش ادا، قمر جبین، گل اندام

اور غنچہ دہن مجسمہ حسن کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ شاید جیتے جی دیکھ سکون -

اس نے مجھ سے نہایت نرم اور ترنم خیز لہجے مین پوچھا "عمر بن ربیعہ تو ہی ہے" اور تو ہی شریف عورتون کا بدنام کرنے والا ہے" مین نے کہا یہ کیونکر؟ کہا کہ کیا تو نے یہ شعار نہین کہے :-

قالت وعیش اخی ونعمة والدی لا نبهن الحی ان لم تخرج

اس عورت نے کہا کہ اپنے بھائی کے عیش اور اپنے والد کے نعمت کی قسم اگر تو میرا پیچھا نہ چھوڑے گا تو مین ابھی قبیلہ کے لوگون کو اطلاع دیتی ہون، ورنہ جا

فخرجت خوف یمینها فتبسمت فعلمت ان یمینها لم تحرج

اس کی قسم کے ڈر سے مین اس کے پاس سے تو ہٹ گیا مگر مین جانتا تھا کہ اسکی قسم ظاہری ہے،

فلبثمت فاها اخذ القرونها شرب النزیف ببرد ماء الحشرج

اس کی زلفون کو پکڑ کر مین نے اسکے دہن کا ۲ + ۶ + ۶۰ + ۵ لیا تو وہ لطف آیا جو اس شراب کے پینے مین ہوتا ہے جو صاف پتھر پر بہتے ہوئے ٹھنڈے پانی سے ممزوج ہو -

پھر اس نے ایک ایسے لہجہ سے جسمین دنیا سے موسیقی کا نچوڑ تھا مجھ سے کہا "جا اور اٹھ جا" یہ کہہ کے وہ اپنے کرسی سے یون اٹھی جیسے کوئی فتنہ بپا ہو اور چلی گئی، پھر "وہی مشاطہ" جو مجھے بلانے گئی تھی، آئی اور میرے آنکھون مین پٹی باندھ کر مجھے لے چلی اور وہین لا کے چھوڑا جہان سے لے گئی تھی، میری حالت جو اس کے بعد ہوئی اسے خدا ہی جانتا ہے کہ مین نے کیونکر شب غم تڑپ کر بسر کی اور کیونکر اس مجسمہ حسن، کا خیال شب بھر میری بیتابیون کو بڑھاتا رہا تا آنکہ صبح ہوئی اور صبح کے ساتھ ہی ساتھ وہی عورت مجھے پھر دکھائی دی جو، اب میرے لیے ہمہ آرزو اور ہمہ امید، تھی، اور مجھ سے کہا "کیون پھر وہان چلوگے" یہ بات تو میری عمر اور دل اور تمہارے آرزو تھی مین نے کہا "کیون نہین" اس نے کہا "اٹھو" پھر میری آنکھین زندانی بنین اور پھر چشم فراق تو وہ پر جو زخم غم سے کم نہ تھی، پٹی باندھی گئی تا کہ مجھے رستہ کا علم نہ ہو، تھوڑی دیر کے

بعد اپنے نگاہوں کے سامنے مین نے پھر اسی کافر ادا، دل ستان، دل ربا، دل کش، پیکر حسن کو دیکھا جو کرسی زرنگار پر بصد کرشمہ و ناز جلوہ گر تھی، درحقیقت اگر برق تجلاے طور مجسم ہو کے سامنے آتی تو یہی جلوہ گری اس کی بھی ہوتی، بلکہ اس سے کم،

مجھ سے اس نے کہا کہ اے خواتین کے پردہ در، پڑھ ——— مین نے عرض کیا "میری جان نثار کیا پڑھون" کہا وہی جو تو نے "دیمومہ" کے لیے کہا ہے :——یعنی :——

وناهدة الثديين قلت لها اتكى علی الرمل من جبانة لم يوسد

مین نے اس بلند پستان عورت سے کہا کہ اس صحرا کے تودہ ریگ پر جس پر کبھی تکیہ نہین کیا گیا تکیہ کر لے

فلما دنی الاصباح قالت فضحتنی فقم غیر مطرود وان شئت فازدد

جب صبح قریب ہوئی تو اس نے کہا کہ تو نے مجھے رسوا کر دیا اچھا آجا اگرچہ تیری نکالنے کو دل نہین چاہتا نہین تو اور زیادہ سہی

خلیفہ زادی کی دل چسپیان ملاحظہ کیجئے کہ کن باتون مین تھین، ابھی کل کی بات ہے کہ عمر بن ربیعہ کو حکم ملا تھا کہ "دور ہو" اور خود بھی متکبرانہ انداز سے کرسی چھوڑ دی تھی ——— آج کہتی ہین ——— جب وہ حسب فرمایش اشعار پڑھ چکا ہے -

"عمر بن ربیعہ! چونکہ اس سفر سے واپسی قریب ہے، اور تیری محبت دل مین جاگزین ہے، اور تجھ سے مکالمہ کی حسرت دل مین باقی ہے لہذا کچھ کہہ"۔

چنانچہ مین اسے اشعار بھی سناتا رہا، باتین بھی کرتا رہا اور دلچسپ گفتگو ہوتی رہی، یہانتک کہ وہ اٹھی اور وہ "مشاطہ" بھی اسکے ہمراہ گئی

چونکہ اس کے واپس آنے مین دیر ہوئی لہذا مین ادھر اُدھر اپنی نگاہین ڈال رہا تھا کہ مین نے دیکھا کہ ایک ظرف مین خلوق (ایک قسم کا عطر جو زعفران سے بنتا ہے) رکھا ہوا ہے، مین نے اپنا ہاتھ اُس مین ڈبو دیا اور چپکے سے ہاتھ کو اپنی آستین مین پوشیدہ کر لیا - اتنے مین وہ عورت آئی اور مجھے، حسب معمول کھینچتی ہوئی لے چلی، جب مین نے اندازہ لگا لیا کہ اب اس کے خیمہ کا در آگیا ہے تو چپکے سے اپنا لتھڑا ہوا ہاتھ نکالا اور خیمہ کے اوپر ہاتھ کا نشان بنا دیا اور چلا آیا۔

مین نے، اس عورت کے واپس ہونے کے بعد، اپنے غلامون سے کہا کہ جو کوئی اس خیمہ کا پتہ لگادے جس پر خلوق کا نشان پڑا ہوا ہے تو اُسے آزاد بھی کر دون گا، اور پانچسو درہم بھی دونگا۔ یہ سنکر تمام غلام ایک ایک سمت گیے، تھوڑی دیر کے بعد میرا ایک غلام واپس ہوا اور اُس نے کہا۔ "آئیے میرے ساتھ چلئے" مین اُٹھا اور اُس کے ہمراہ ہولیا جب وہان تک پہنچا تو دیکھا کہ ہاتھ کا نشان میرا ہے اور خیمہ بنت عبدالملک بن مروان کا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد خیمے اُکھڑ کے لدگیے اور وہ لوگ سفر پر آمادہ ہوے، مین بھی اُن کے ہمراہ چل کھڑا ہوا۔ راہ مین خلیفہ زادی نے جب میرا خیمہ ڈیرا دیکھا تو پوچھا یہ ساتھ ساتھ کون ہے؟ کہا گیا کہ یہ عمر بن ربیعہ اور اُس کا ساز و سامان ہے۔ خلیفہ زادی ڈری اور اپنی رسوائی کے اندیشے سے اسے میرا ساتھ ساتھ رہنا ناگوار ہوا۔

اسنے اسی "مشاطہ" کو میرے پاس بھیجا اور کہلوایا کہ "خدا کی مار تجھ پر اب تو کیا چاہتا ہے اور کیون میرے ہمراہ ہے تجھے خدا کی قسم پلٹ جا اور میری رسوائی کا خیال رکھ"۔

جب وہ یہ پیغام مجھ سے کہہ چکی تو مین نے کہا "مین تو ہرگز بھی نہ پلٹون گا جب تک کہ خلیفہ زادی مجھے اپنی وہ قمیص نہ دیدے گی جو اسوقت اُس کے جسم سے مس ہو رہی ہے، اور جو کائنات حسن کو اپنے مین پوشیدہ کیے ہوے ہے"۔

یہ عورت واپس گئی اور سارا ماجرا خلیفہ زادی سے کہہ سنایا، کچھ دیر تو اس نے پس و پیش کیا آخرکار وہ قمیص جو پہنے ہوے تھی اتاری اور اُس عورت کے حوالہ کی کر دے آئے۔

جب وہ قمیص عمر کے پاس پہنچی تو اس کی آنکھین کھل گئین اور محبت کا شعلہ اور تیز ہو کر بھڑکا، تھوڑی دیر تک تو وہ ساتھ رہا جب وہ عورتین کئی میل آگے بڑھ گئین تو حسب عادہ پلٹ آیا اور یہ اشعار اس کی زبان پر جاری تھے۔

ضاق الغداة بحاجتی صدری ویئست بعد تقارب الامر

کل میری تمناؤن سے میرا دل گھٹ گیا۔

وذکرت فاطمة التی علقت ۔ غرضا فی الحوادث الدھر

میں نے فاطمہ کو یاد کیا جو میرے قلب سے متعلق ہے ۔ یہ زمانہ کے حادثات ہیں

ممکورة ردع العبیر بھا ۔ جم العظام لطیفة الخصر

رنگین لباس عورت کہ عبیر کی لپٹ اُس میں موجود ہے چھریرے بدن اور پتلی کمر والی

وکان فاھا عند رقدتھا ۔ تجری علیہ سلافة الخمر

گویا سوتے وقت اس کے منہ کی خوشبو ایسی ہے جیسے خالص شراب کی ۔

(اغانی مطبوعہ مصر ۔) ۔ (باقی آئندہ)

لہ بنت عبدالملک

ایک مضمون کا خلاصہ ، جناب سید رضی الدین صاحب ساکن پورہ نظام الدین حال مقیم پریانوان بروہ لکھنؤ

جناب نواب صاحب پریانوان نے ، ایک استدعا سہیل میں طبع ہونے کے لیے بھیجی تھی جس کے طول نے اور خلاف موضوع سہیل ہونے نے باتمام اشاعت نہ ہونے دی ، اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے : ۔ آپ سنی المذہب تھے اور آپ نے رسالہ سہیل الشمس اصلاح اور رد و بخث کو دیکھ کر تحقیق مذہب کی اور طریقہ حقہ اختیار کیا فللہ الحمد ۔ آپ پر ترک مذہب سے وہی مصیبتیں پڑیں جو ابو جہل نے حضرت عمار پر ڈالی تھیں مختلف طریقے سے آپکو تکالیف پہنچائی گئی مقدمہ دائر کیے گئے مگر شکر ہے کہ آپ مستقل رہے اور خدا نے تمام بلائیں رد کر دیں ۔ آپ کی آمدنی بہت قلیل ہے اور آپ عزاداری اور کتب بینی کے شائق ہیں اور بوجہ تنگدستی تمناؤں کو حسرت سے بدلتی ہے لہذا آپ کی التجا مومنین سے ہے کہ اگر حضرات مومنین آپ کی مدد پانچسو روپیہ سے چندہ کر کے فرمائیں تو آپ ضروری کتب بھی خرید لیں اور ایک چھوٹا سا امام باڑہ بھی بنوا لیں جس میں عزاداری کی بنا قائم کی جاسکے ۔ ۔ مجھے ممدوح نے قسمیں دی ہیں کہ میں اسکو شائع کر دوں ۔

لہذا سہیل میں خلاصہ مضمون درج کیا گیا جو حضرات اعانت فرمائیں وہ ممدوح سے بواسطہ نواب صاحب پریانوان رشتہ خیر مرتبط کریں ۔

مجھ سے ممدوح سے کوئی شناسائی نہیں البتہ نواب صاحب اعلام مجدہ سے مذہب شیعہ کے افراد نا واقف نہیں ۔

(مدیر)

جلوۂ تمنا

اثر کلک جناب سید کلب احمد صاحب امانی جائسی

تمناؤں کی اک دنیا ہے جو ذرہ ہی گیتی میں
تلاطم خیز آبادی یہی تھی دل کے مقدر میں

پناہِ کائناتِ آرزو ہے آستانِ دل
یہ وسعت ہو اگر شاید تو ہو دامانِ محشر میں

فضا معمور ہے دل کی ہر آبادی کے جلووں سے
نظر آتی ہے یہ شمس و قمر میں نجم و اختر میں

ہے نقشِ آرزو ابھرا ہوا جا ہے جہاں دیکھو
خلیل اللہ کی تعمیر میں یا صنعِ آزر میں

جو کچھ بھی ہے کرشمہ یا نتیجہ آرزو کا ہے
نہ ہنگامہ ہے دنیا میں نہ دار و گیرِ محشر میں

نئے انداز سے ہے ہر جگہ جلوہ تمنا کا
خلش ہے یہ کسی سینہ میں سودا ہے کسی سر میں

بشارت بن کے اتری بسترِ خوابِ زلیخا پر
قمیصِ ماہِ کنعاں بن گئی یعقوب کے گھر میں

زنانِ مصر کے دل میں بنی لافِ شکیبائی
خیالِ عذرِ رسوائی ادھر اک قلبِ مضطر میں

کبھی تھی مونسِ خلوت کبھی تھی زینتِ جلوت
کبھی تھی چاک کی صورت یہ دامانِ پیمبر میں

تصور بن کے وابستہ رہی زندانِ یوسف سے
بنی تعبیر کا سودا عزیزِ مصر کے سر میں

زبانِ حضرتِ موسیٰ پر آئی التجا بن کر
نمودِ سوزِ پنہاں دشتِ ایمن کے مقدر میں

دعائے خیرِ ابراہیم کا جامہ کبھی پہنا
کبھی آئی نویدِ حضرتِ عیسیٰ کے پیکر میں

کبھی معراج پا کر تا بحدِ لامکاں پہنچی
بنی پرواز کی حسرت رہی جبریل کے پر میں

حجابِ قدس تک آ کر بنی حیرت پیمبر کی
کوئی پردے سے جب گویا ہوا آوازِ حیدر میں

گئی تا عرشِ حق بنتِ اسد کا مدعا بن کر
کیا تبدیل بیت اللہ کی دیوار کو در میں

نگہباں اس نگاہِ اولینِ مرتضیٰ کی تھی
جو ہونا چاہتی تھی صرفِ دیدِ اب پیمبر میں

شرف اللہ کے گھر کا بنی اور یوں نظر آئی
بنی کعبہ میں مولودِ حرم آغوشِ اطہر میں

نہ جھپکی آنکھ اور یہ تھی کہ احمدؐ کی نظر بن کر
ادھر نکلی ادھر ڈوبی ضیائے روئے حیدر میں

تمنا مین تیری اب ہی آرزو لکھتا ہون اک مطلع ۔ تراسکہ بٹھاتا ہون دلِ خورشیدِ خاور مین

مطلع

تمنائے سجود اک معجزہ انگشت حیدرؑ مین ۔ تمنا ہی کا جلوہ رجعتِ مہرِ منور مین
نظر مین ہین مری ای آرزو ایسے بھی ہنگامے ۔ تو ہی تو تھی علیؑ و مصطفیٰؐ کے ساتھ لشکر مین
کبھی تو نصرتِ اسلام کا اک ولولہ بنکر ۔ علیؑ کے ہاتھ مین تھی صورتِ تیغِ دو پیکر مین
کبھی تو جوشِ جانبازی بنی اور یون دیا تو نے ۔ ثبوتِ سعیِ حیدرؑ نعرہ اللہ اکبر مین
تو ہی تھی پاسِ حکمِ مرسلِ اعظم کہ حیدرؑ نے ۔ تنِ تنہا مسلسل جنگ کی اعدا کے لشکر مین
پئے اہلِ ہدیٰ تو اک شہابِ نامرادی تھی ۔ علیؑ کے بام پر نازل ہوئی جب شکلِ اختر مین
ہزیمت ہائے پیہم دیکھ کر اے آرزو تو نے ۔ دکھایا اپنا جلوہ شانِ اعجازِ پیمبر مین
بھرا تھا جملۂ نادِ علیؑ مین تیرا وہ جذبہ ۔ مدینہ سے علیؑ فی الفور آئے ارضِ خیبر مین
تقاضے سے ترے پھر سطوتِ ایمانِ کلی قائم ۔ کہ نیزہ نصب فرمایا علیؑ نے سخت پتھر مین
نمایان اس طرح تو نے کیا زورِ یداللٰہی ۔ علیؑ کے دستِ چپ کی انگلیان تھین بابِ خیبر مین
غدیرِ خم مین تو وہ خطبۂ تبلیغِ احمدؐ تھی ۔ کہ تکمیلِ رسالت جس نے کر دی ایک دم بھر مین
غرض ہر نیک و بد مین ای تمنا دخل ہے تیرا ۔ ثواب و جرم مین عفو و سزا مین خیر مین شر مین
کہون اب کیا کہ وہ کیا آرزو تھی اور کسکی تھی ۔ جو معراجِ نبیؐ کے نام سے ہے درج دفتر مین

ہجومِ غم ہے اے مانیؔ ۔ تمنا بن گئی حسرت
یہی حسرت کہ دم نکلے تو جوشِ مدحِ حیدرؑ مین

حضرت مانی جائسی کی ہستی دنیائے شاعری و ادب مین بہت کچھ نمایان حیثیت رکھتی ہے اس قصیدہ کی تشبیب، جو بہت چند لمحون مین کہا گیا، غالباً کیا یقیناً نئی اور پہلی تشبیب ہے، ہم ممدوح کے سہیل نوازی کے شکرگزار ہین — (مدیر)

"قدح مدح"

بسلسلہ ما سبق

پہلی آیت کسی کے نسب کی طرح مقدوح ہو چکی، اب مدیر النجم اپنی غار والی آیت پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس سے بھی فضیلت شیخ اول روشن و آشکار ہے یہ آیت پارہ دہم سورہ توبہ رکوع پنجم مین ہے :-

مدیر نے حسب معمول اس آیت کو بہت کچھ طول دے کے لکھا ہے اور اس مین چند چیزین اپنے زعم ناقص مین بہت زور دے کے لکھی ہین اور ان کو خلیفہ اول کی آٹھ عدد مناقب مین صرف کر دیا ہے۔

جو کچھ بھی تحریر کیا ہے وہ نتیجہ دماغ عالی نہین بلکہ وہی سبق ہے اور وہی آموختہ جو صحابہ پرست طبقہ دہرایا کرتا ہے اور جس کو اہلسنت کے "قبلۃ القبلات" اور قبل العبلات امام رازی اپنی تفسیر مین لکھ چکے ہین وہ کچھ ایسے مزخرف ہین کہ اگر ہمارے یہان کا کوئی مجاہد اُن کے جوابات خواب مین بھی دے تو اُس کی رد نہ علماے اہلسنت سے ہو سکتی ہے اور نہ بڑے، بیچھلے اور چھوٹے پیر سے ہو سکتی ہے، جو جوابات کہ ہمارے طرف سے خواب مین دیئے جا چکے ہین اس کی رد تمھارا کل فرقہ بیداری مین بھی نہین کر سکا اور نہ کر سکتا ہے اور اگر کچھ دعوای صحابہ پرستی مین دم ہو تو آج بھی ہم اب کہتے ہین تم رد کرو ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین (اگر سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو)

"مناقب خانہ ساز کی رد"

جو واقعہ ناظرین کرام کے سامنے اس وقت پیش کیا جاتا ہے اگرچہ یہ رد معاند ہے مگر اسی رد مین ان مناقب کا بھی اظہار ہو جائے گا، اور ہو جاتا ہے جو فرقہ اہلسنت کے خلیفہ اول کے لیے مایہ صد ناز و افتخار ہین اور جن کو مدیر النجم نے آٹھ پر تقسیم کیا حالانکہ حضرت عمر کی نزدیک عمر

چھ ہی فضیلتیں ابوبکر کی آیہ غار سے ثابت ہوتی تھیں ۔

حضرت علامہ شیخ مفید نور اللہ ضریحہ کا خواب

جناب شیخ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک راستہ میں جا رہا ہوں وہاں ایک بڑا مجمع ہے اور ایک شخص وعظ کہہ رہا ہے، میں نے پوچھا یہ واعظ کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا " عمر بن خطاب " میں ان کا نام سنکر اس مجمع کو ہٹاتا ہوا ان کے پاس پہنچا اور میں نے کہا کہ میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں آپ جواب دیں گے " عمر نے کہا ہاں پوچھو " میں نے کہا کہ اس آیت میں - ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ ابوبکر بن قحافہ کی آخر کون سی ایسی فضیلت نکلتی ہے جس پر آج دنیائے سنن مفتخر و نازاں ہے اور ہر شخص اس آیت سے ان کی فضیلت ثابت کرتا ہے ۔

عمر نے کہا کہ اس آیت سے بھائی ابوبکر کی فضیلت چھ طرح سے ثابت ہے لو مجھ سے سنو"

پہلی فضیلت تو یہ کہ اللہ نے اپنے نبی کا ذکر کیا اور ان کا ثانی بھائی ابوبکر کو قرار دیا اور فرمایا ثانی اثنین

دوسری یہ کہ ان کا وصف اجتماع کے اعتبار سے کیا کیونکہ وہ دونوں ایک مقام اور ایک مکان میں باہم تھے اور خدا نے فرمایا اذھما فی الغار

تیسری یہ کہ بھائی ابوبکر کو رسول کی صحبت کی طرف منسوب کیا اور ان دونوں کے درمیان رشتہ مصاحبت یہ کہہ کے اذ یقول لصاحبہ مستحکم و مضبوط کر دیا۔

چوتھے یہ کہ رسول کی شفقت و مہربانی کا تذکرہ، اور ان کے انس و محبت کا تذکرہ جو بھائی ابوبکر سے تھی یہ کہہ کے فرمایا - لا تحزن

پانچویں یہ کہ رسول مقبول نے یہ خبر دی کہ اللہ جس طرح رسول کے ساتھ ہے اسی طرح ابوبکر کے ہمراہ ہے جیسا اُن کا ممد و معاون ہے ویسے ہی ان کا جیسا کہ ان اللہ معنا میں ضمیر "نا"

جس کے معنی ہمارے کے ہیں' مخبر ہے -

چھٹے یہ کہ اللہ نے اپنا سکینہ بھائی ابو بکر پر نازل فرمایا رسول پر تو نازل کرنے کی ضرورت تھی ہی نہیں کیونکہ سکینہ ان سے کبھی جدا ہوتا ہی نہ تھا لہذا لامحالہ ابو بکر پر سکینہ اترا اور فرمایا فانزل اللہ سکینتہ یہ ہیں وہ چھ شرف جنہیں نہ تم طعن کر سکتے ہو اور نہ کوئی اور -

یہ سنکر جناب مفید رحمہ اللہ نے فرمایا - بجا ہے جو کچھ ارشاد ہوا اور آپ نے ایسی ایسی باتیں کہیں جس سے زیادہ کوئی کہہ بھی نہیں سکتا مگر میں انشاء اللہ ان تمام فضائل کو اسی طرح اڑا دیتا ہوں جیسے راکھ کا ڈھیر تند ہوا کے جھونکے ہیں - یہ کہہ کے میں نے کہا کہ وہ **پہلی فضیلت** جو ثانی اثنین سے ظاہر ہوتی ہے وہ فضیلت ہی نہیں کیونکہ وہاں عدد سے خبر دی گئی ہے یعنی غار میں دو شخص تھے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر دو مومن ہوں جب بھی یہی دو کا عدد بولا جائیگا اور اگر ایک مومن اور ایک کافر ہو جب بھی دو ہوں گے - لہذا اس اظہار عدد میں تو کوئی فضیلت نہیں ظاہر ہوتی

رہگیا **دوسرا شرف** کہ اللہ نے یہ فضیلت دی کہ وہ اور رسول ایک جگہ ایک مقام پر رہے یہ پہلی ہی فضیلت کی طرح بجر ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ کمزور' کیونکہ ظاہر ہے کہ ایک مقام پر مومنین وکافرین جمع ہو سکتے ہیں اور جمع ہوتے ہیں مگر اس سے کوئی کافرین کی فضیلت نہیں بڑھتی - مسجد نبوی غار ثور سے زیادہ منزلت رکھتی ہے وہاں مومنین بھی رہتے تھے' رسول بھی' کافرین بھی اور منافقین بھی' یہ سب ایک مقام پر رسول کے ساتھ جمع ہوتے تھے جیسا خود خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے فمال الذین کفروا قبلک مهطعین عن الیمین وعن الشمال عزین ایطمع کل امری منهم ان یدخل جنة نعیم

اس کے علاوہ سفینہ نوح کو دیکھو اس کی منزلت غار ثور سے کہیں زیادہ تھی اسمیں نبی بھی تھا بہائم بھی تھے اور شیطان بھی تھا' تو کیا اس اجتماع سے شیطان کی کوئی فضیلت یا بہیمہ کی کوئی رفعت

بڑھ گئی ۔۔ لیجیے دو فضیلتیں تو کوری ٹھیں ۔

اب **تیسری فضیلت** لیجیے یعنی آپ یہ فرماتے ہیں کہ بھائی ابوبکر کو " صاحب " کہا (کہیں کوئی صاحب "صاحب بہادر" نہ سمجھیں بلکہ " صاحب " کے معنی " ساتھی " کے ہیں ۔۔ سہیل ۔) تو یہ بھی کوئی فضیلت نہیں کافر مومن کا اور مومن کافر کا " صاحب " ہو سکتا ہے چنانچہ خداوند عالم نے خود بعض افراد کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا ہے ۔ قال لہ صاحبہ وھو یحاورہ اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سواک رجلا

لیجیے یہاں جو ساتھی تھا وہ کافر تھا اسکو " صاحب " خود خدا نے فرمایا ، اس کے علاوہ عرب گدھے کو بھی صاحب کہتے ہیں تو چاہیئے کہ اس کی بھی فضیلت بڑھے ، چنانچہ اس شعر میں گدھے پر " صاحب " کا اطلاق کیا گیا ہے ۔۔

ان الحمار مع الحمیر مسطیۃ   واذا خلوت بہ فبئس الصاحب

" گدھا گدھوں کے ہمراہ رہ کے ایک سواری ہے ، مگر خلوت و تنہائی میں وہ بدترین ساتھی ہے ۔

اب آپ ہی بتایئے کہ جب خدا نے کافر کو اور عرب نے گدھے کو " صاحب " کہا تو آپ کے بھائی ابوبکر کے لیے کونسا شرف رہ گیا ۔ (صائب : اُس زمانہ میں صاحب کی کوئی عزت تھی بلکہ آج کل صاحب صاحب ہے ۔ سہیل ۔)

رہ گئی **چوتھی فضیلت** یعنی یہ کہ خدا نے رسول کے قول لا تحزن " حزن نہ کرو " کو نقل کیا یہ فضیلت و بال جان صدیق ہے اور ایسی فضیلت ہے کہ کوئی ذی عقل اور باحیا اسکو فضیلت نہیں کہہ سکتا کہ ابوبکر کے خطا کی ایک روشن دلیل ہے کیونکہ لا تحزن ہے ۔

اور ظاہر ہے کہ یہ فعل ابوبکر یعنی " حزن " یا تو طاعت تھا اور یا معصیت تھا معلوم ہے کہ طاعت نہ تھا کیونکہ اگر طاعت ہوتا تو رسول طاعت خدا سے ہرگز نہ روکتا اور یہ کبھی نہ کہتا کہ " نہ حزن کرو "

---

۵ قرآن نے اس کا تذکرہ کیا ہے اور کافر کو مومن کا صاحب اور ساتھی قرار دیا ہے ، مومن کے کلمات نقل کئے ہیں ، جس کا خلاصہ یہ ہے ، کیا جس خدا نے تجھے مٹی سے بنایا پھر نطفے سے پھر ایک مرد مستوی الخلقت بنایا اس کا تو منکر ہے ۔۔

ثابت ہوا کہ یہ فعل ابوبکر معصیت تھا ۔ اور بھی آیت سے جتنا ثابت ہوتا ہے وہ یہی کہ رسول نے اس معصیت (حزن) سے منع کیا، اب رہ گیا یہ امر کہ انھون نے حکم رسول کی تعمیل کی یا نہین اس کا پتہ آیت سے ملتا نہین بلکہ استمرار معصیت کا جنبہ غالب اور عدم توجہ بر حکم رسول کا حال واضح و آشکار ہے ۔

پانچوین فضیلت معیت کی۔ ان اللہ معنا اس مین بھی کوئی فضیلت نہین کیونکہ رسالت مآب نے اپنے نفس رفیع المنزلت کو پیرایہ جمع دونون عظمت کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور اس کی مثال کلام عرب مین بہت ہے، خود جناب باری عز اسمہ نے باوجود وحدت حقیقی اس پیرایہ کو ترک نہین کیا جیسا کہ آیتین شاہد ہین ۔ چنانچہ فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون تو کیا جناب کے نزدیک عظمت کے سوا ثنینیت کا شبہ ہو سکتا ہے بلکہ اہل تشیع تو یہان ایک اور بات کہتے ہین وہ یہ کہ ابوبکر نے پوچھا کہ اے رسول خدا آپ کے ہمراہ آپکے بھائی علی بن طالب نہین ہین تو آپ نے فرمایا کہ ان اللہ معنا یعنی میرے اور میرے بھائی کے ساتھ خدا ہے" ۔ لہذا یہ بھی کوئی فضیلت نہ رہ گئی

اب **چھٹی فضیلت** وہ بھی یاد رہا ہے یعنی یہ خیال کہ "سکینہ" ابوبکر پر نازل ہوا یہ ایک حد تک کفر محض ہے کیونکہ جناب باری نے اس بات کی خبر دی ہے کہ جس شخص اور جس ذات پر "سکینہ" نازل ہوا اسی شخص اور ذات کی تائید "جنود الہی" سے کیگئی قرانی آیت یہ ہے۔ فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا

یعنی خدا نے اس (رسول) پر سکینہ نازل کیا اور انھین کی تائید جن پر سکینہ نازل کیا، جنود سے کی ۔ اب اگر یہ مان لیا جائے کہ ابوبکر پر "سکینہ" نازل ہوا تو یہی ابوبکر مؤید بالجنود بھی ہون گے جیسا کہ آیت کا واو عاطفہ اس مطلب کو ظاہر کر رہا ہے اور جب ایسا ہو تو اس کے کھلے ہوے معنی یہ ہین کہ نبی کو نبوت سے خارج کر دیا گیا اور حضرت ابوبکر کو اس صفت مین داخل کر دیا گیا ۔

اس کے علاوہ بھی جناب باری نے "سکینہ" اپنے حبیب پر دو جگہ نازل فرمایا ہے ایک تو یہی مقام ہے جہاں تنہا رسول اس نعمت سے مشرف ہے اور دوسرا مقام وہ ہے جہاں تمام مومنین اس میں شامل ہیں جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے اور دو جگہ پر سے فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین خدا نے اپنا "سکینہ" رسول اور مومنین پر نازل کیا) اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے — ثم ولیتم مدبرین ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پھر خدا نے اپنا سکینہ رسول اور مومنین پر نازل کیا — معلوم ہوا کہ مومنین سکینہ کے مستحق ہیں اگر مومنین ہیں جیسا کہ آیت سے ثابت ہوا — مگر افسوس ہے کہ غار ثور میں تنہا رسول پر سکینہ اُترا اسکے معنی یہ ہیں کہ اگر ایک بھی مومن آپ کے ہمراہ ہوتا تو آیت اس کو بھی سمیٹ لیتی اور استحقاق ہوتا تو بخل نہ کرتی معلوم ہوا کہ وہ ساتھی مومن بھی نہ تھا کیونکہ شریک سکینہ نہیں —

جناب مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس طویل خواب و مکالمہ کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میں بیدار ہو گیا —

ناظرینِ سہیل جن جن باتوں پر مدیر النجم نے فخر کیا ہے اور جن جن فضائل کو شمار کیا ہے ان سب کے رد اس خواب میں موجود ہیں اور ایسے کہ شاید اس خواب پر بیداری بھی تصدق ہے تمام فضائل رذائل سے بدل گئے اور تمام افتخارات ہبا منثور ہو گئے، جس کو دریا بنا کے پیش کیا گیا تھا وہ اب سراب ہے اور جو بحر فضائل نظر آتا تھا وہ پایاب ہے اگر مدیر النجم ان کو رد کر سکے تو بسم اللہ قلم کیجئے اور ان اعتراضات کو رد کرکے پھر میدان فضیلت ابوبکر میں تک و دو یا جست و خیز فرمائیں —

ازیں قبیل جوابات اس مناظرہ میں بھی ہیں جو دو سنیوں کے درمیان ہوا اور جن کی ہستیاں معمولی نہیں ہیں، یعنی مامون رشید اور اسحٰق سے متبرک کتابیں یہ صحبت

مناظرہ گرم ہوئی اور ایسی کہ مامون نے ایسے بڑے علامہ کے لبوں پر مہر سکوت لگا دی کیونکہ اسکے کلمات محض حق تھے - چنانچہ جب اسحٰق نے ابوبکر کی یہ فضیلت کہ وہ غار مین رہے اور ساتھ رہے، ان پر سکینہ نازل ہوا، ان سے رسول نے کہا "لا تحزن" یہ تمام باتین اسحٰق نے پیش کین تو مامون نے کہا کہ یہ تو فضیلتین نہین ہین - اسلئے کہ مومن کا مصاحب کافر بنص قران ہے اور اس نے وہی آیت پیش کی جو اس مناظرہ خواب مین لکھی جا چکی -

سکینہ کے متعلق بھی اس نے کہا کہ رسول کے ہمراہ جو مومنین تھے ان پر سکینہ نازل ہوا اور قران اسکا ذکر کرتا ہے لہذا اس صفت مین بھی، اگر مان لیا جاے تو ابوبکر منفرد نہین ہین -

لا تحزن کے متعلق اس نے کہا کہ اسحٰق یہ بتاؤ کہ اس "حزن" ابوبکر مین خدا ئے عالم کی رضا تھی یا نہ تھی اگر تھی تو رسول معاذ اللہ عاصی ہوا کیونکہ وہ اس بات سے ابوبکر کو روک رہا تھا جو بات کہ خدا کے مرضی کے موافق تھی، یعنی خدا چاہتا تھا کہ حزن کرین اور رسول منع کرتا تھا - یہ ناممکن ہے -

اور اگر خدا کی رضا اس حزن مین نہ تھی تو ظاہر ہے کہ ابوبکر عاصی تھے اور یہی پہلو متیقن ہے -

یہانتک تو مدیر النجم کی ذکر کردہ فضائل کی رد تھی اب ان باتون کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس کو مدیر نے اپنے مطلب کے ثبوت مین ہماری کتابون سے لکھا ہے اگرچہ وہ بہت خوش ہے کہ ابوبکر کی فضیلت کتب شیعہ سے ثابت ہو رہی ہے مگر درحقیقت یہ اسکی سمجھ کا قصور ہے چنانچہ اس کا تفصیلی بیان نذر ناظرین ہے -

مدیر نے اس مطلب کے ثبوت مین کافی، تفسیر امام حسن عسکری، اور تفسیر قمی سے مدد لی ہے اور ان کی عبارتین لکھی ہین جن کے جواب حسب ذیل ہین -

مدیر نے تفسیر امام کے سلسلہ کو قطع کرکے دنیا کو دھوکہ دینے کے لیے درمیان سے ایک

عبارت لکھی ہے اور وہ یہ ہے ۔

النجم :۔ وامرك ان تستصحب ابابكر فانه ان انسك وساعدك وازرك وثبت على تعاهدك وتعاقدك كان فى الجنة من رفقائك وفى غرفاتها من خلصائك

"یعنی خدا نے حکم دیا کہ اے رسول تم ابوبکر کو اپنے ساتھ لے لینا اگر اس نے تم سے موانست کی اور تمہاری مدد کی اور اپنے عہد پر قائم رہا تو تمہارا رفیق جنت میں ہوگا۔"

اس عبارت سے فضیلت ابوبکر پر استدلال کیا گیا ہے جو توضیح طلب ہے لہذا ناظرین کرام کے سامنے اس کی تشریح بایں الفاظ پیش کی جاتی ہے ۔

تفسیر اہل بیت اور اسکی تجلّی

آیہ کریمہ اوکلما عاھدوا عھدا نبذہ فریق منھم بل اکثرھم لا یومنون کیا جب وہ خدا سے عہد کریں گے تو ان میں کا ایک فریق اسکو پس پشت ڈال دے گا اور زیادہ تو ایسے لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے ۔ اس آیہ کی تفسیر امام علیہ السلام نے بیان کی ہے ۔ جس تفسیر کی یہ آیت سرنامہ ہو اس میں مذمت کے سوا مدح کہاں نکلسکتی ہے لیکن صرف ان لوگوں کے لیئے جنھوں نے اپنے عہد کے ساتھ وفا کی ہو چنانچہ تفسیر امام میں انہیں لوگوں کا تذکرہ ہے ۔

قال الامام قال الباقرؑ قال الله عزوجل وهو يوبخ هؤلاء اليهود الذين تقدم ذكر عنادهم وهؤلاء الذين النصّاب فنكثو اما اخذ من العهد عليهم فقال اوكلما عاهدوا عهدا واتقوا وعاقدوا

ترجمہ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ میں جناب باری اُن یہودیوں کو تنبیہ کر رہا ہے جن کی عناد اور دشمنی کا ذکر ہو چکا ہے اور اُن ناصبیوں کی توبیخ کر رہا ہے جنھوں نے خدا کی فکر کا عہد جو ان سے لیا گیا تھا توڑ ڈالا اسی ان الفاظ میں یاد فرمایا ہے ۔ اوکلما عاھدوا عھدا

ليكونن لمحمد طائعين ولعلى
بعده مؤمنين والى امره
صائرين نبذ العهد فريق
منهم خالفه قال الله
بل اكثرهم اكثر
هؤلاء اليهود
والنواصب
لا يؤمنون
اى فى مستقبل اعمارهم لا يرعون
ولا يتوبون مع شاهدتهم
للآيات معاينتهم
للدلالات
قال رسول الله ص اتقوا عباد الله
واثبتوا على ما امركم به رسول
الله من توحيد الله ومن الايمان
بنبوة محمد رسول الله ومن
الاعتقاد لولاية على ولى الله ولا يغرنكم
صلوتكم وصيامكم وعبادتكم السالفة
انها تنفعكم ان خالفتم العهد والميثاق
فمن وفى له وتفضل بالجلال
والافضال عليه ومن نكث

نبذہ یعنی جب وہ کوئی عہد کرتے ہیں اُس کو ایک
فریق ان میں سے پس پشت ڈال دیتا ہے اور وہ عہد
جسے انھوں نے پس پشت ڈال دیا تھا کہ وہ رسول اللہ
کی ہمیشہ خوشی سے اطاعت کرتے رہیں گے اور ان کے
بعد علی علیہ السلام کے فرمان بردار ہوں گے اور خدا کے
امر کی طرف بازگشت ہوگی۔ لیکن افسوس کہ انھوں نے
اس عہد کو توڑ ڈالا اسلیے جناب باری نے فرمادیا کہ
اکثر یہود اور نصاب ایمان نہیں لائیں گے۔
یعنی اپنی اگلی آنیوالی زندگی میں وہ لوگ اپنے
لیے ہوے عہد کی رعایت نہ کریں گے اور وہ اپنی عہد
شکنی سے توبہ نہ کریں گے باوصفیکہ حق کی نشانیاں
اور اس کی دلیلیں ان کے معاینہ میں ہوں گی۔
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے
فرمایا کہ اے بندگان خدا خدا سے ڈرو اور جس چیز کا
خدا نے تمھیں حکم دیا ہے اس پر جمے رہو اور وہ چیزیں جو
مامور بہ ہیں خدا کی توحید ہے اور پیغمبر کی نبوت اور علی
کی ولایت کا اعتقاد ہے اور دیکھو تمھیں روزہ و
نماز اور اگلی عبادتیں دھوکا نہ دیں اگر تم عہد کی مخالفت
اور میثاق کو توڑ ڈالوگے مطلب یہ ہے کہ ان عبادتوں
سے تمھیں نقض عہد و میثاق کے بعد کوئی فائدہ نہ پہنچیگا
جو اپنے عہد و میثاق پر وفا کریگا اُس سے خدا بھی

فانما ینکث علی نفسه	اپنی وعدوں کو وفا کرے گا بلکہ اسکو بزرگی اور تفضیل
والله ولی الانتقام منه	کے ساتھ اضافہ کرے گا اور جو شخص عہد شکنی کریگا
وانما الاعمال بخواتیمها	وہ اپنا ہی ضرر کرے گا اور خدا اس سے انتقام لینے پر
هذه وصية	ہر وقت قادر ہے اور اعمال کا فائدہ ان کے ختم پر معلوم
رسول الله	ہوتا ہے یہ تھی رسول خدا کی وصیت جو اپنے تمام
لکل اصحابه	ساتھیوں کو کی تھی ۔
وبها اوصی حین صار الی الغار	اسی وصیت کے ساتھ آپ نے اسوقت بھی
فان الله تع اوحی الیه یا محمد	وصیت فرمائی تھی جب آپ نے غار کی جانب ہجرت فرمائی
ان العلی الاعلی یقراء علیك السلام	تھی کیونکہ خدا نے اپنے پیغمبر کی طرف وحی کی کہ
ویقول لك ان اباجهل والملأ من	اے محمد علی اعلی تمھیں سلام کہتا ہے اور تمھیں اس بات
قریش قد دبروا یریدون	کی خبر دیتا ہے کہ ابوجہل اور قریش کے گروہ نے یہ
قتلك وامرك ان تبیت	رائے کی ہے کہ وہ تمھیں قتل کر دین تمھیں خدا یہ
علیا فی موضعك وقال	حکم دیتا ہے کہ تم اپنی جگہ علی کو سُلا دو اور تمھیں خدا
لك ان منزلته منزلة اسحق	یہ بھی خبر دیتا ہے کہ علی کی منزلت تم سے اسوقت
الذبیح من ابراهیم الخلیل یجعل	ویسی ہے جیسے ابراہیم سے اسحاق ذبیح کی منزلت
نفسه لنفسك فداء وروحه	تھی کیونکہ علی اپنی جان کو تمھاری جان کا فدیہ کرینگے
لروحك وقاء	اور اپنی روح کو تمھاری روح کے سپر بنائینگے ۔
وامرك ان تستصحب ابابکر	اور یہ بھی خدا نے تمھیں حکم دیا ہے کہ ابوبکر
فانه ان انسك وساعدك ووازرك	کو اپنے ساتھ لو کیونکہ اگر وہ تمھاری مونست کرینگے
وثبت علی تعاهدك وتعاقدك	اور تمھاری امداد کرین گے اور تمھارے عہد پر
کان فی الجنة من رفقائك	باقی رہین گے تو جنت مین تمھارے رفیق ہونگے

وفی غرفاتہا اور جنت کے غرفون مین تمھارے خالص احباب

من خلصائک مین سے ہون گے ۔

سہیل :۔ درحقیقت جناب باری نے جیساکہ اس کی عادت کریمہ ہے کہ وہ اپنے بندون کو نجات اور درجات رفیعہ حاصل کرنے کا موقع دیتا ہے یہ موقع اس نے حضرت ابوبکر کو بھی دیا اور جنت کے وعدے کو وحی مین ثبات علی العہد پر معلق کردیا اگر وہ ایسا کرین گے تب مستحق درجات ہون گے شیعہ اس عبارت کو اپنی مخالف سمجھتے ہین نہ اپنے ثابت اعتقادات کے منافی سمجھتے ہین بیشک ابوبکر کے لیے اچھا موقع تھا کہ وہ اپنی ابتدا کو انتہا پر منطبق کردیتے جیساکہ بدترین بندگان خدا سفینج ابومرۃ (شیطان) کے لیے خدا نے اس کا موقع دیا اور اسے ملاء اعلی کی اعلی جماعتون تک پہنچادیا اگر وہ چاہتا تو وہ اپنی طاعتون سے فائدہ اُٹھاتا اور امر باری کے طاعت پر قائم رہتا لیکن انجام جو کچھ ہوا وہ دنیا کو معلوم ہے اور غالبا مدیر النجم کو بھی معلوم ہوگا۔

پھر نہ معلوم مدیر النجم کو کیا سوجھی جو انھون نے تفسیر امام کا حوالہ دیکر یہ روایت لکھدی جسمین انجام کی طرف اعتنا کرنے کی ضرورت ثابت کی ہے اب اس بنا پر حسن انجام کو ثابت کرنا اور عہد و میثاق پر زندگی کا ختم کردینا یہ مدیر النجم کے سر ہے اور اگر یہ روایت اسلیئے لکھی ہے کہ حضرت ابوبکر کو آنحضرتؐ نے حضرت باری کے حکم سے ساتھ لیا تھا اور وہ اس روایت تفسیر امام سے ثابت ہوتی ہے تو جو کچھ شیعون کے قول کی نقل آپ نے کی ہے یہ قول جو تفسیر امام علیہ السلام مین ہے وہ ہرگز اس قول کے منافی نہین ہے کیونکہ بہت ممکن ہے کہ راہ مین حضرت ابوبکر مل گئے ہون اور وحی آپ پر اتری ہو کہ ان کو بھی ساتھ لے لو ۔ اور ہمین کسی قسم کے منافاۃ نظر نہین آتے ۔

مدیر النجم کی فاش غلطیان

یہ بزرگ تفسیر امام کی عبارت کو اچھی طرح سمجھتے نہین مگر اپنی استدلال کرنے مین اندھے بنے ہین چنانچہ فرماتے ہین

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ لاجرم ان اطلع اللہ علی

قليل ووجد ما فيه موافقا لما جرى على لسانك جعلك منى بمنزلة السمع والبصر والراس من الجسد وبمنزلة الروح من البدن تو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تمہارے قلب مطلع ہے اور اس نے تمہارے دل کو تمہاری زبان کے موافق پایا ہے اسلئے اللہ نے تم کو میرے ساتھ وہ تعلق دیا ہے جو کان اور آنکھ اور سر کو جسم کے ساتھ ہوتا ہے اور جو تعلق کہ روح کو بدن کے ساتھ ہوتا ہے" النجم تفسیر آیات مدح مہاجرین ص ۶۴

سہیل :- حب الشئ يعمى و يصم کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے مدیر النجم صاحب عشق حضرت ابو بکر میں جھونکے لے رہے ہیں انھیں یہ نہیں سوجھتا کہ میں ترجمہ کر رہا ہوں ذرا سیاق و سباق عبارت دیکھ لینا چاہیئے جی نہیں یہ بالکل غیر ضروری بات ہے میں جناب سے پوچھتا ہوں کہ اگر جناب باری نے مطلع ہو کے خبر موافقت دل و زبان ابو بکر دیدی تھی تو وہی میں فان انسك وساعدك ووازرك وثبت على تعاهدك وتعاقدك كان فى الجنة (اگر وہ یعنی ابو بکر تمہاری موانست اور مدد کریں گے اور تمہارے عہد پر ثابت قدم رہیں گے تو تمہارے ساتھ جنت میں ہوں گے) لکھنے کی کیا ضرورت تھی اب تو شرطیہ کے کوئی معنی نہیں کیونکہ مطلع ہو جانے کے بعد اب شرط کا مقام ہی نہیں اب تو حتمی حیثیت سے کہہ دینا چاہیئے کہ وہ تمہارے ساتھ جنت میں ہوں گے لیکن ایسا نہیں کہا بلکہ جنت کے داخل ہونے میں امداد و مساعدت وغیرہ کی شرط لگائی ۔

اسی عبارت پر مطلع ہو کر جناب ذرا غور و تامل سے کام لیتے تو پھر آپ کو یوں پڑھتے اور ترجمہ یوں فرماتے جو قطعاً صحیح ہوتا ۔

" پیغمبر نے قول ابو بکر جو دعا دی محبت سے مملو تھا سنکر فرمایا کہ اگر خدا نے تمہارے قلب پہ مطلع ہو کر زبان و دل کو تمہارے موافق پایا تو تمہیں مجھ سے ویسا ہی متعلق کر دے گا جیسے سماعت و بصارت بلکہ جیسا سر او جسد اور روح و بدن سے انسان کا تعلق ہوتا ہے" اور یہ صاف ترجمہ ہے جو مراد معصوم

اول سے آخر تک منطبق ہے اس میں جناب رسالت مآبؐ نے ابوبکر کو اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ جو کچھ عہد کیا ہے اور میری محبت کا دعویٰ تمھارے منھ سے نکلا ہے ان عہدوں کو پورا کرنا ورنہ یہ دعاوی محبت فضول اور لغو ہیں ۔ مدیر صاحب اب تو وہ ساری فضلیت کی دیوار آپ پر گر پڑی اب جناب لاکھ اپنے جسم ثقیل کو جنبش دیں مگر یہ بوجھ آپ کو متحرک نہ ہونے دے گا خدا کے لیے آپ دنیا کو فریب دینا چھوڑیئے جب جناب کو ترجمہ کرنا نہیں آتا یا آتا ہے اور آپ مکر و خدعیت و فریب سے کام لیتے ہیں تو آپ پر یہ تراجم اور ان پر تجرات کرنا حرام ہے ۔

یخادعون اللہ وما یخدعون الا انفسھم سیاق تو یوں منافی ترجمہ مدیر ہے اور سیاق یوں کہ اس کے بعد ہے واذا انت مضیت علی طریقۃ یحبھا منک ربک ولم تتبعھا بما یسخطہ ووافیا بھا اذا بعثک بین یدیہ کنت لولایۃ اللہ مستحقا ولمرافقتنا فی تلک الجنان مستوجبا یعنی اے ابوبکر اگر تم وہ راہ چلے جو خدا تم سے محبوب رکھتا ہے اور اس کے بعد تم نے وہ باتیں نہ کیں جو خدا کو غضبناک کرنے والی ہیں فاطمۃ بضعۃ منی فمن اذاھا اذانی ومن اغضبھا اغضبنی" فاطمہ میری پارہ جگر ہے جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی جس نے اس کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا" (ذرا اس کو بھی یاد کرلیجیئے) اور روز حشر تم یوہیں آئے کہ تم نے خدا کو غضبناک نہ کیا تو بیشک تم ولایت خدا کے مستحق ہوگے اور جنت میں ہمارے رفیق بننے کے لائق ہوگے" دیکھیئے یہ جملے بھی شرطیات ہیں جو حتمی نتائج نہیں بیان کرتے ۔ یہ سیاق بھی بتاتا ہے کہ جناب کا ترجمہ سر تا پا غلط یا مکاری اور خدعیت پر مشتمل ہے" النجم "فائدہ" سہیل کاش بجائے فائدہ "نقصان" تحریر فرمایا ہوتا ۔

النجم :۔ "اس روایت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ خدا کی طرف سے حضرت صدیق کو سفر ہجرت میں ساتھ لیجانیکا حکم ہوا تھا"

سہیل :۔ بندہ پرور بغیر عمل نہ ملائکہ کے ساتھ رہنے سے کچھ ہوتا ہے نہ پیغمبر کے ساتھ رہنے سے کچھ ہوتا ہے

خدا کا حکم نبی کو نہیں معاف کرتا بلکہ مصلحت آمیز ضرور ہوتا ہے کیونکہ وہ فعل حکیم ہوتا ہے۔

النجم: — واں یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کے دل و زبان کے موافق ہونے کی خبر دی"

سہیل: — ہمیں اسباب کا افسوس ہے کہ یہی خبر تو نہیں دی ورنہ ہمیں کیا عذر ہو سکتا تھا وہ تو آپ کے ترجمہ کے صحیح ہونے پر مبنی تھا وہ کشتی تو اپنے سواروں سمیت ڈوب گئی' توبہ کر دلیوں پیغمبر پر افترا کرتے ہو۔

النجم: — اسی موقع پر ایک روایت تفسیر قمی مطبوعہ ایران ص۱۴۱ کی قابل ذکر ہے۔

فانه حدثني ابي عن بعض رجاله رفعه الى ابي عبد الله قال لما كان رسول الله صلى الله عليه وآله في الغار قال لابي بكر كاني انظر الى سفينة جعفر واصحابه تقوم في البحر وانظر الى الانصار محتبين في افنيتهم فقال ابو بكر اتراهم يا رسول الله قال نعم قال فارنيهم فمسح على عينه فراهم فقال له رسول الله صلى الله عليه وآله انت الصديق ترجمہ امام حسن عسکری فرماتے ہیں مجھے میرے والد نے بعض راویوں سے روایت کر کے فرمایا کہ امام جعفر صادق فرماتے تھے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ غار میں تھے تو آپ نے ابو بکر سے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں جعفر (طیار) اور ان کے ساتھیوں کی کشتی کو کہ وہ دریا میں ٹھہری ہوئی ہے اور انصار کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ مکانات میں بیٹھے ہوئے ہیں ابو بکر نے کہا آپ اُن کو دیکھ رہے ہیں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ابو بکر نے کہا کہ مجھے بھی دکھا دیجئے آپ نے اُن کی آنکھ پر [illegible] انہوں نے بھی دیکھ لیا پس ان سے رسول خدا نے فرمایا کہ تم صدیق ہو۔

سہیل: — [illegible] تفسیر قمی ص۱۴۱ غور سے دیکھ کر بتا دیجئے کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں بالحسن عسکری

کہہ رہے ہیں نہ ؟ یا کوئی اور کہہ رہا ہے مجھے نہایت تاسف ہے کہ آپ کے افترا سے نہ پیغمبر بچا ہے نہ امام، حضرت یہ تفسیر قمی ہے جو علی بن ابراہیم کی ہے تفسیر امام نہیں ہے تاکہ آپ فرمائیں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں واہ سبحان اللہ کیا حواس ہیں اور کیا سچا کلام ہے امام کے قول سے ابوبکر کا صدیق ہونا اسوقت تک ثابت نہیں ہو سکتا جب تک امام پر افترا بافی سے کام نہ لیا جاسے جیسا کہ ظاہر ہے اس ترجمہ میں غلطی اسقدر صاف واضح ہے جسپر کوئی حجاب نظر نہیں آتا۔

اب آئیے دیکھیں کہ اسکے رجال سند کے متروک ہونے کے بعد اسمیں کیا ہے۔ اسمیں یہ ہے کہ پیغمبر نے ابوبکر کو خبر دی کہ میں جعفر کے حال کو تری میں اور انصار کے حالات کو خشکی میں دیکھ رہا ہوں حضرت ابوبکر نے پوچھا کہ کیا آپ دیکھ رہے ہیں اسپر حضرت ابوبکر نے کہا کہ ہمیں بھی دکھا دیجئے (گویا اُنکو یقین نہیں آیا اور انھوں نے حضرت کے کلام کی تصدیق نہیں کی) تب آپ نے اُن کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا جس کی برکت سے اُن کی آنکھوں میں غائب کے دیکھنے کی صلاحیت پیدا ہوئی سچ بتائیے اس ریب و شک کے بعد جو حضرت کے کلام میں اُن کو ہوا جیسا کہ اُن کے کلام "ہم بھی دیکھیں گے یا ہمیں بھی دکھا دیجئے سے مستفاد ہوتا ہے" صدیق کہنے کا کیا موقع ہے اس موقع پر یہ استعمال ویسا ہی ہے جیسے بخیل کو حاتم کہیں یا بودے کو شیر اور شجاع کہیں ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

در حقیقت ہمزہ استفہام کلام میں محذوف ہے گویا یہ مراد ہے کہ کیا تم صدیق ہو یعنی ہرگز نہیں۔

اس سے زیادہ صاف اور واضح وہ روایت ہے جو کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

عن الباقر علیہ السلام ان
رسول اللہ اقبل یقول لابی بکر
فی الغار اسکن فان اللہ معنا
وقد اخذته الرعدة وهو

کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت
کی گئی ہے آپ فرماتے ہیں کہ پیغمبر نے (جب ابوبکر
کی بیتابی اور پریشانی دیکھی) تو آپ اُن کی طرف
متوجہ ہوے اور فرمایا کہ اے ابوبکر دل کو تسکین

لا یسکن فلما رای رسول الله حاله قال له تریدان اریک اصحابی من الانصار فی مجالسهم یتحدثون واریک جعفر واصحابه فی البحر یغوصون قال نعم فمسح رسول الله بیده علی وجهه فنظر الی الانصار یتحدثون والی جعفر واصحابه فی البحر یغوصون فاضمر تلک الساعة انه ساحر

دے کر ساکن کرو کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے اور کلام آپنے اُسوقت فرمایا جب ابوبکر کو لرزہ چڑھا ہوا تھا اور وہ غار مین کانپ رہے تھے اور کسی طرح مطمئن نہ ہوتے تھے جب پیغمبر نے یہ حالت اُن کی دیکھی تو آپنے (اُن کا دل بہلانے کے لیے اور خطرہ کی شدت کو کم کرنے کے لئے) فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ مین اپنے اصحاب کو انصار مین سے اپنی نشست گاہون مین باہم باتین کرتا ہوا تمھین دکھلادون اور جعفر کو اور ان کے اصحاب سمندر مین بہاتا ہوا دکھلادون - ابوبکر نے کہا ہان آپنے اپنا ہاتھ اُن کے منھ پر پھیرا ابوبکر نے دیکھا کہ انصار اپنے مقامون مین باتین کر رہے ہین اور جعفر اور اُن کے اصحاب دریا مین جا رہے ہین' ابوبکر کے دل مین یہ بات سماگئی کہ آپ معاذ اللہ جادوگر ہین -

اس روایت مین علی بن ابراہیم کی روایت سے جو انھون نے اپنے باپ سے اور انھون نے اپنے رجال سے روایت کی ہے زیادہ قوت ہے اس مین اس بات کی وجہ بھی بیان کردی ہے کہ حضرت نے کیون ابوبکر کو خشکی اور تری کے عجائب دکھلانے چاہے اور ابوبکر کے دل کی کیفیت کا بھی بیان ہے چاہے مدیر النجم اس سے ابوبکر کی صدیقیت کا استفادہ کرے ہمنے جو معنی حدیث اول کے بیان کیے اُن معنون کی بنا پر کوئی منافات حدیث اول و دوم مین نہین لازم آتی بخلاف ان معنون کے جو غیر مرتبط ہونے پر بھی مدیر النجم سمجھتا ہے اس مین باہمی دونون روایتون مین منافات لازم آتی ہے اور جمع بین الروایتین طرح روایت سے اولی اور بہتر ہے مدیر النجم کی خدمت مین عرض ہے کہ آنجناب کیون اور کس لیے حضرت ابوبکر کے صدیق ثابت کرینگے

کچھ پڑھے ہین کیونکہ وہ ناممکن ہے کہ پایۂ ثبوت کو پہنچے ہین آپ سے یہ نہین کہتا کہ آپ ایسا یقین نہ کیجئے بلکہ آپ سے یہ کہتا ہون کہ آپ دنیا کو اس اعتقاد کیلئے مجبور نہ کیجئے کیونکہ حضرت ابو بکر کا صدیق ہونا اگر صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ العیاذ باللہ قول پیغمبر غلط ثابت ہو اور یہ محال اور جو مستلزم محال ہو وہ بھی محال ہوگی اسلئے حضرت ابو بکر کا صدیق ہونا محال ہے اسی مین جناب کو سمجھانا بھی چاہتا ہون اگر جناب سمجھنے کا ارادہ فرمائین ورنہ بیکار ہے کہ مثل صفوان اصابہ وابل باران بزرگ قطرہ سے پتھر پر کیا اثر ہوگا)

صواعق محرقہ مین ابن حجر نے بیان کیا ہے اور تنہا ابن حجر نے نہین بلکہ محدثین اہلسنت بھی اس بیان مین شریک ہین کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے کہ انما الصدیقون ثلثة حبیب النجار ومومن ال فرعون وعلی بن ابیطالب وھو افضلھم یعنی صدیق تین ہی ہین مومن ال فرعون جناب موسی کے عہد مین اور حبیب نجار جناب عیسی کے عہد مین اور علی بن ابی طالب آپ کے عہد مین ۔ اور جب یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ "انما" حصر کے لیے ہے تو چوتھے صدیق کی تجویز یہ چاہتی ہے کہ "انما" جو کلام صداقت نظام رسول مین ہے وہ غلط ہو اور وہ غلط ہو نہین سکتا لہذا حضرت ابو بکر کا صدیق ہونا قطعاً غلط ہے اسی "انما" کو دیکھتے ہوئے ارباب فہم یہ سمجھ سکتے ہین کہ پیغمبر کی طرف اسبات کی نسبت کہ آن حضرت نے ابو بکر کو صدیق کا لقب دیا غلط ہے کیونکہ یہ جاہل کا کلام ہے کہ وہ اپنے کلام کے صدق کو ملحوظ نہ رکھے چہ جائیکہ کہنے والا وہ ہو جو بغیر وحی باری کچھ کہتا ہی نہ ہو پھر وہان اختلاف اور کلام مین تناقض کہان ہان وہ شخص اپنے کو صدیق کہہ سکتا ہے جسکو آغوش حصر مین جگہ مل چکی ہو وہ اپنے نفس نفیس کو صدیق بھی کہہ سکتا ہے اور ہم بھی کہہ سکتے ہین ۔

روی السیوطی بطرق متعددة	سیوطی نے چند سلسلون سے روایت کی ہے
فی مناقب امیر المومنین علی علیہ السلام	جیسا کہ مترجم مشکوۃ نے سیوطی سے نقل کیا ہے کہ آپ
علی مانقل عنہ مترجم المشکوۃ انہ	پہلے مومن ہین اور پہلے مصافحہ کرنے والے ہین

اول من لمن واول من یصافح یوم القیٰمۃ — روز قیامت اور وہی صدیق اکبر اور اس امت
وانہ الصدیق الاکبر وفاروق ھذہ الامۃ — کے فاروق ہیں۔

درحقیقت یہ اعتبار کا مقام ہے بڑا ملنے کی بات نہیں ہے یہ صفت جناب ابراہیم خلیل اللہ کی ہے جیسے قرآن میں بیان کیا ہے، لہذا یہ بت شکنوں کا وصف ہے صنم پرستوں کے لیے اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

قال امام ابو حامد الغزالی — امام ابو حامد غزالی کا قول جسے ابن عربی نے
علی ما حکی عنہ خاتم اولیائھم — فتوحات میں نقل کیا ہے یہ ہے کہ صدیقیہ اور نبوت
ابن العربی فی الفتوحات لیس — میں کچھ فاصلہ نہیں ہے صدیقیت سے آگے بڑھو
بین الصدیقیۃ والنبوۃ مقام ومن — تو نبوت کے سوا کچھ نہیں پھر یہ مقام اور حضرت ابوبکر
تخطی رقاب الصدیقین وقع فی النبوۃ — جنکو کفر میں قرن سے زیادہ گزرا، عجیب بات ہے۔

النجم: ”اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر کو لقب صدیق کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اسی سفر ہجرت میں ملا۔“

سہیل: — ہم بتا بھی آئے کہ ہرگز بھی رسالت مآب نے یہ لقب نہیں دیا نہ اس لقب کے دینے کا کوئی محل تھا اب یہ چراغ عقل کے گل ہونے کی دلیل ہے کوئی وہ کلام کرے جس سے ضمنی تکذیب مستفاد ہو اور آپ اسے صدیق کا لقب مرحمت فرمائیں ذرا آپ ہی خیال فرمائیں کہ پیغمبر تو یہ کہتا ہے لا تحزن ان اللہ معنا ملال نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے، اور وہ اس کلام سے کوئی اثر نہ لیں جس میں تکذیب کی بو آتی ہو اور آپ خوش ہو کر صدیق کا لقب مرحمت فرمائیں یا آپ نصاریٰ کو باتیں کرتا ہوا دیکھیں اور یہ بزرگ بے دیکھے اس کا یقین نہ کریں کیا یہ وہ مواقع ہو سکتے ہیں جس میں تصدیق کی قوت کو دیکھ کر آپ ان کو صدیق فرمائیں یہ فقط آپ سمجھ سکتے ہیں ہم میں سے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ آیۂ کریمہ والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون کی تفسیر میں امام رازی نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر میں یہ ایک بات

امام رازی نے اپنے دل سے کہدی ہے نہ کوئی خبر ہے نہ روایت اسی کا نام تفسیر بالرای ہے۔
مگر میں نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے اسپر جناب حجۃ الاسلام مفتی میر عباس صاحب مرحوم اعلی اللہ مقامہ نے روائح القرآن صفحہ ۲۴۲ مین یہ عبارت لکھی ہے

قد علمت انه لم ينقل فى ذلك	یعنی تم اسبات سے باخبر ہو کہ ابوبکر کے مراد
خبر وليس فى الآية عنه عين	ہونے پر نہ کوئی حدیث موجود ہے نہ آیت مین کوئی
ولا اثر غير ما تفطن له السيد	مین واثر ہے ہان جناب علامہ شوستری نے بہات
الدرى القاضى نورالله الشوسترى	کا ذکر کیا ہے کہ امام رازی نے اس مناسبت سے
طاب رمسه من ان ذلك المجرد	کہ اصحاب نے حضرت ابو بکر کو صدیق کا لقب مرحمت کیا
ملاحظة مناسبة التصديق	ہے لہذا صدق کے لفظ سے انکا مراد لینا امام رازی
المذكور فى الآية لما وضع اولياء	کے نزدیک مناسب معلوم ہوا حالانکہ ہمارے نزدیک
ابى بكر من لقب الصديق	انکا صدیق ہونا ہرگز بھی ثابت نہین ہمارے طرق
عليه وهو لم يثبت عندنا	سے جو روایت ہے اس مین یہ ہے کہ انھون نے
بل المروى من طرقنا انه لما راى بعض	بعض معجزات نبی کو دیکھکر دل مین کہا تھا کہ سچ
معجزات النبى قال فى نفسه صدقت	ہے تم ساحر ہو پیغمبر نے اس کے جواب مین فرمایا
انك ساحر فقال النبى انت صديق	کہ تم صدیق ہو۔

یہ کلمہ اس مقام پر اگر مدح مین صریح ہو تو حضرات اہسنت کو اختیار ہے ورنہ اصحاب نظر کے سامنے کوئی حجاب اور پردہ باقی نہین۔ (باقی باقی)

اعجاز الہدایہ:— جناب الحاج مولوی شیخ اعجاز حسن صاحب بدایونی دام مجدہ کے سلسلہ تبلیغ کا یہ ساتوان رسالہ ہے ممدوح نے یہ رسالہ مادہ پرست اور آریہ حضرات کی رد مین لکھا ہے اور اپنے معلومات کثیرہ سے مدد لیتے ہوئے مادہ کو باطل فرمایا ہے اور اُن کے اعتراضات کا جواب باحسن وجوہ پیش کیا ہے اُردو عبارت بھی کچھ ایسی دقیق نہین بلکہ سلیس اور عام فہم ہے مومنین ضرور ملاحظہ کرین چھوٹے سائز پر ۲۴ صفحہ کا رسالہ ہے اور مصنف سے مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے پتہ سے مل سکتا ہے

"گوہر شاہوار"

قصیدہ در مدح سید الوصیین امام المتقین حیدر کرار علی ابن ابیطالبؑ

از قلم مدیر

حصار باغ سے نکلی شمیم غنچۂ شادی — چمن کی سیر سے آگے بڑھی پھولوں کی آزادی
اُمیدیں ہیں بہت کچھ خامۂ رنگین قدرت سے — ابھی تک ہے کتاب چہرۂ خاک چمن سادی
نسیم باغ تو جنگل ہوا میں بس کے آئی ہے — ہمیں بھی اک نظر دکھلا دے ان پھولوں کی آبادی
ہر اک ذرہ کو حلے سندس اخضر کے ملتے ہیں — زمین زعفران وش ہو چلی ہے خضر کا وادی
گھٹا نے جال ڈالا ہے زمیں پر آب رحمت کا — کہو بلبل سے پانی ہو گیا ہے دام صیادی
سبق آموز نکلے قطرہ ہائے بارش رحمت — چمن کے رہنے والے ہو گئے تسبیح کے عادی
کوئی دوش ہوا پر ہے کوئی آب روان میں ہے — شمیم و گل نے پائے ہیں سفینے آبی و بادی
یہ کیا انداز الفت ہے ہنسی میں رو دیتی ہے — ادھر ہیں خندہ زن کلیاں ادھر بلبل ہے فریادی
گھٹا کو دیکھ کر دل بڑھ گیا جوش مسرت سے — کہ ناشادی کے ظلمت میں ہے پیدا جلوۂ شادی
بہار باغ نے جوش جنوں کی حد نہیں رکھی — رگ ابر رواں نے کس لیے فصد اپنی کھلوا دی
حجاب ابر میں کوئی نہ کوئی مسکرایا ہے — تجلی نے طبیعت دیکھنے والوں کی بہلا دی
اُجالا تو ہے تاریکی میں گو ہیں مختلف شمعیں — عطا کی ابر کو بجلی میرے دل کو تمنا دی
گلوں کی نازکی باراں سے رنگت پھوٹ نکلی ہے — سکھایا ہے کسی قادر نے یہ انداز فصادی
شگوفے دیکھ کر منہ رہ گئے قدرت نے بلبل کو — نقاب رخ الٹ کر صورت محبوب دکھلا دی
گل صد برگ گلدستے کی صورت میں نمایاں ہے — اٹھا ہے درمیان سے فرق مجموعی و انفرادی
یہ کیا گلشن میں بلبل ایک ہے اور زمزمے لاکھوں — صدا شاید چمن کی چار دیواری نے دہرا دی

بہار باغ کا موسم پریشانی کا دشمن ہے
حوادث سے جو گرد اٹھی تھی وہ پانی نے بٹھا دی

تمنا کی طرح ڈر کر چھپا یا دور گردون سے
کہ لائی کہدے حنا سے اب نکالے خلعت شاہی

مرادون تک کبھی آتی ہین راہین نامرادی سے
صبا نے زلف سنبل کی پریشان کر کے سلجھا دی

دل بلبل مین پھر جان آگئی نقش زمین ہو کے
نئے سر سے چمن نے داستان وصل دہرا دی

عجب کیا سختیان کھوئین زمانے کی جو قدرت نے
کف داؤد سے پنجا تھا زور فرق فولا دی

شمیم غنچہ قید وصل سے آزاد پھرتی ہے
ہواؤن نے رہائی یوسف زندان کو دلا دی

رہا ہونے ہی ہین قیدی شمیم گل چھٹی تو کیا
نسیم صبح کو دیکھو ذرا سی بات پھیلا دی

وہ سائل بن گیے جو مانگنے سے شرم کرتے تھے
کہ غنچون کی بندھی مٹھی کرم بخشش نے کھلوا دی

عروسان چمن کی جھولیان پھیلی ہین گلشن مین
لئے موتی تو سنبل نے بھی اپنی زلف پھیلا دی

رنگا تھا ایک ہی پانی سے لیکن واہ ری قدرت
قبائین تھین کہین رنگین کہین پوشاک تھی سادی

زمرد کہکے خاک ہر کی قیمت بڑھائی ہے
زمین کو ابر باران نے قبا سے سبز پہنا دی

شگوفہ یاسمن کا چشم نرگس مین کھٹکتا تھا
صبا نے گل کھلا کر چاندنی کلشن اٹھوا دی

بزیر دامن ابر بہاری سوز کب سے تھے
جگہ دی داغ کو لالہ نے سینہ مین تو بیجا دی

چمن کو دیکھ کر بلبل نے اپنا رنگ بدلا ہے
وہی نغمے ہوے ہین اب جو آواز تھی فریادی

ہجوم گل سے جا ملتی نہین کانٹون کو گلشن مین
عجب کی ہے جو آبادی وہی نشیمن کی بربادی

وہ غنچہ تھا یا دل وہ دل سے کعبہ بتلایا
وہ کعبہ نے تجلی وادی ایمن کی دکھلا دی

یہ کعبہ بھی شگوفہ گلشن قدرت کا ہے ورنہ
ہنسی کیون آگئی کیون مسکرا کر گود پھیلا دی

حجاب غنچہ کن اک خط مبہم ازل مین تھا
مگر دیوار نے شق ہوکے تفسیر اسکی سمجھا دی

شمیم گل نکلتی ہے مگر یان شوق نکہت مین
بلائی جا رہی ہے خانہ ہاشم کی شہزادی

وہ ہو یا نہ ہو کعبہ ہر اک جانب سے قبلہ ہو
مگر اپنا تھا جدہر جا رہا ہاں وہ سمت بتلا دی

خدا کے گھر مین اک مولود پیدا ہو تو اچھا ہے
کہین ایسا نہ ہو بے شبل رہ جائے غنودگی

تھی وابستہ اسی بچے کی طفلی بہ جوانی سے   خدا کے گھر کی آبادی بنی کے گھر کی آبادی
حجاب فاطمہ بنت اسد منظور باری تھا   خلیل اللہ کے ہاتھوں سے اک دیوار کھنچوا دی
ہوائیں چل رہی تھیں چار سو کفر و ضلالت کی   خدا نے شمع وحدت کو نئے فانوس میں جا دی
ملائک کیا ٹھہر سکتے فراز بام گردون پر   کئی شاگرد اترے دیکھ کر سیمائے استادی
پھرے ہیں آج بیت اللہ کے دن سن تو بڑھنے دو   کل آ جائے گا آگے رجعت خورشید کا دادی
اساس دین کے پڑتے ہی گرے حکم الہی سے   بنائے کفر کے جتنے صنم تھے سنگ بنیادی
ذرا کعبہ کی وسعت دیکھنا اسکو جگہ دی ہے   ہے کم جس کی ثنا سے آج عرض و طول ابعادی
جبینیں خلق کی جھکنے لگیں اور مڑ گیا قبلہ   تجلی نے علی کی کعبہ کی تقدیر چمکا دی
انھیں کے دم سے خالق نے چراغ کفر بجھوایا   انھیں کے ہاتھ سے عالم میں شمع نور جلوا دی
کبھی نور امامت اور نبوت دونوں باہم تھے   پیمبر نے چڑھا کر دوش پر تفسیر سمجھا دی
نہ ہوتا بیت معمور فلک پیدا تو کیا ہوتا   کہاں آراستہ ہوتی علی کی بزم دامادی
سرور و غم سے گو ذات خدا بالا و برتر ہے   مگر اس شب تو ہے وہ بھی شریک محفل شادی
ولا اسکی سواد العین حب دل کا سویدا ہے   ثنا اس کی عبادت ذکر اسکا زینۃ النادی
وسط میں کعبہ ہے اور کعبہ میں ہے جلوہ حیدر   ہیں راہیں راس و چپ اور بیچ میں ہے خلق کا ہادی
یہ مانا گھر اسی کا تھا مگر بندہ نوازی سے   عمارت باپ کی بیٹے کو اس صورت سے پہنچا دی
گہر کا دل بھلا کاہیکو اب پھولے سمائیگا   فلک پر ہے دماغ مدح و اوج بزم میلادی

مظفری جنتری معلومات کا ایک عمدہ ذخیرہ ہے اس سال جو باتیں اور زیادہ کی گئیں انھیں نے تو جنتری کی شان و شوکت میں اور بھی چار چاند لگا دیے ہیں لہذا سنہ ۱۹۳۰ء کی جنتری اگر آپ کی نظر سے گذر کر سرفرازی کے خلعت سے آراستہ ہو گئی تو سمجھ لیجیے کہ ہماری محنت کی داد مل گئی اس جنتری میں سنہ عباسیہ ماہ رمضان سے شروع ہوتا ہے کیونکہ بارہ اماموں کے نام نامی و اسم گرامی پر لکھا گیا ہے اس جنتری کو دیکھیے اور ضرور دیکھیے اور فوراً خریداروں کی سنہری فہرست میں اپنا نام ثبت فرمائیے۔ نوٹ ذیل کے پتہ سے چھ پیسے (۶؍) کا ٹکٹ روانہ کر کے طلب فرمائیے

(سید مظفر حسین گوٹہ مرچنٹ چوک لکھنو)

مسلمین کیلئے کتاب یوحنا

بن اسرائیل کا ترجمہ

حمد و صلوٰۃ کے بعد یوحنا بن اسرائیل کہتا ہے کہ میں ایک یہودی تھا جس نے عقلی فنون کو محکم کر لیا تھا اور علوم نقلیہ سے بھی نابلد نہ تھا حق سے مجھے بڑی محبت تھی میری نظر میں [illegible] اور باطل سے [illegible] [illegible] نہیں اور نہ کبھی ہوئے سوائے مجھے بہکا سکتے تھے میں تحقیق کی نہرین عقول کے پہاڑوں پر سے گزرتا تھا اور فکر دقیق و بار یک سے [illegible] مجھے علوم سے مجمل تھین انہیں مجمل ایسا تھا میں مذاہب کے ہر فرق کی جانچ کیا کرتا تھا اور ان کے راستوں میں سے کون سا مستقیم ہے کو [illegible] لیتا تھا اور رنگ اسوقت دین کے [illegible] اثر ان سے تھے اور سو [illegible] فرقہ بندیوں کے [illegible] مشکل اس طرح کے ہو گئے تھے جن سے وہ کسی [illegible] سمجھنے [illegible] ان کے کانوں تک [illegible] نہ دیتا تھا ان کی آنکھوں سے کچھ سوجھتا نہ تھا اندھوں کی چال چل رہے تھے انہیں راستہ سوجھتا نہ تھا اور گمراہی کے میدانوں میں آڑے ترچھے جا رہے تھے [illegible] سوائے [illegible] راستہ نہ تھا بعض ان میں سے [illegible] اور [illegible] اور [illegible] [illegible] کی [illegible] دین ستارہ پرست تھے اور بعض آفتاب پرست اور بعض [illegible] بت [illegible] سالہا برس [illegible] میں [illegible] فرقہ پیدا ہو گئے جن کا [illegible] جب میں نے [illegible] تمام [illegible] انہوں نے عقل کو نقل سے مطابق کرنا [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] قیامت لازم [illegible] [illegible] [illegible] اصول [illegible]

[illegible]

[illegible]

غور کرنے اُن میں فکر کرنے تھا۔

پھر یہ نظر آیا کہ بعض خدا کی صفتوں کو عین ذات قرار دیتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ صفات عین ذات ہیں نہ غیر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ خدا خالق شر بھی ہے اور شر کا ارادہ بھی کرتا ہے اور بعض خدا کو اس امر سے پاک جانتے ہیں اور بعضوں نے انبیا پر صغیرہ گناہ جائز قرار دیئے اور بعضوں نے کبیرہ بھی جائز خیال کیے ہیں بعضوں نے کفر کو بھی تجویز کیا ہے اور بعضوں نے امام معصوم قرار دیا ہے اور بعضوں نے امامت پر نص کو واجب جانا ہے اور بعضوں نے نص کو نہیں مانا بعض ابوبکر کو امام کہتے ہیں اور بعض ابو بکر کو کافر جانتے ہیں اور بعض علی کو امام سمجھتے ہیں اور بعض علی کو خدا کہتے ہیں اور بعضوں نے امامت کو امام حسن کی اولاد میں منحصر کیا ہے اور بعضوں نے امامت کو اولاد امام حسین کا حصہ قرار دیا اور بعضوں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پر سلسلۂ امامت روک دیا اور بعضوں نے بارہ اماموں کو تسلیم کیا ان میں باہمی اتنے اقوال ہیں جن کا حساب نہیں

یہ تمام اختلافات اسلیے پیدا ہوگیے کہ لوگوں نے اپنی رائے پر بھروسا کیا بعض میں عقل کیا اور بعض نے عقل سے حکم کس چیز پر طلب کیا عقل کو حکم کرنے کا حق حاصل نہیں ہے اصل یہ ہے کہ جتنے اختلافات ان کے گروہوں میں اور فرقوں میں پیدا ہوئے وہ سب ابلیس کے شبہوں سے پیدا ہوئے ہیں اور اہل اسلام میں خصوصاً جتنے اختلافات پیدا ہوئے وہ سب انہی مخالفت سے پیدا ہوئے ہیں جو عمر بن خطاب نے رسول خدا کے قول کے متعلق کی جس پر ابلیس کا سبب ہے اور عمر بن علی کی تقسیم انبیا میں جتنے گروہ ہیں سب کے ہوئی ہیں اور جتنے اختلاف پیدا ہوئے ہیں ان سب کی اصل ہے

ابلیس نے ایک ایک شبہ کا انہی سے سات شبہ پیدا ہوگیے اور وہ ... میں پھیلے اور ... جہاں عقل کو بعضوں نے فتنہ میں ڈال دیا اور ... ان شبہات انجیل کی شرحوں میں لکھے ہیں ... ان میں سے ایک حقیقت میں مذکور ہے جو ابلیس اور ملائکہ کے مناظرہ کی اصل ہے ... کہ جب ملائکہ کو آدم کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا ابلیس نے ...

کرنے سے انکار کیا ہے اسوقت ابلیس نے ملائکہ سے یہ گفتگو کی۔

"یہ مین تسلیم کرتا ہون کہ جناب باری میرا بھی خدا ہے اور تمامی مخلوقات کا خدا ہے وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور ہر شے پر قادر ہے۔ اس کی قدرت و مشیت سے سوال نہین کیا جاتا اور جب وہ کسی چیز کو چاہتا ہے تو حکم کُن سے وہ شے موجود ہو جاتی ہے مگر اسے تسلیم ملنے کی وجہ سے اسپر چند سوال متوجہ ہوتے ہین ملائکہ نے پوچھا کہ وہ سوالات کیا ہین اور کتنے ہین' ابلیس نے جواب دیا کہ وہ سات ہین۔

اوّل یہ کہ وہ میرے پیدا کرنے سے پیشتر جانتا تھا کہ مجھ سے کیا سرزد ہوگا' تو پھر مجھے کیون پیدا کیا' اور میرے پیدا کرنے مین کیا حکمت تھی۔

دوسرے یہ کہ جب مجھے اپنے ارادے اور مشیت کے موافق پیدا کیا تو مجھے اپنی اطاعت کرنے کی تکلیف کیون دی اور اس نے حکمت تکلیف ہی مین قرار دی حالانکہ نہ طاعت سے اس کا نفع ہے نہ معصیت سے اس کا ضرر ہے۔

تیسرے یہ کہ جب اس نے مجھے پیدا کیا اور مجھے اپنی معرفت اور اطاعت کی تکلیف دی اور مین نے اس کے حکم کے موافق اسے پہچانا اور اس کی اطاعت کی تو مجھے آدم کی اطاعت کا حکم کیون دیا اور کیون ان کے لیے سجدہ کرنے کا حکم کیا اور اس تکلیف مین کیا حکمت تھی حالانکہ یہ بات نہ میری طاعت کو زیادہ کرتی تھی نہ میری معرفت کو۔

چوتھے یہ کہ جب اس نے مجھے پیدا کیا اور مجھے ایسی تکلیف دی اور جب مین نے سجدہ نہ کیا تو اس نے مجھ پر لعنت کر کے جنت سے نکالدیا اسمین کونسی حکمت تھی اور مین نے کسی قبیح اور بری بات کا ارتکاب نہین کیا تھا ہان اتنی بات ضرور کہی تھی کہ مین سوا اسے تیرے اور کسی کو سجدہ نہ کرونگا۔

پانچوین یہ کہ جب اس نے مجھے پیدا کیا تو اپنی اطاعت اور آدم کی اطاعت کی تکلیف دی اور مین نے سجود آدم مین اطاعت نہ کی تو مجھ پر اس نے لعنت کی۔ اور مجھے نکال دیا تو پھر مجھے آدم تک جانے کا راستہ کیون دیا یہانتک کہ مین جنت مین گیا اور آدم کو وسوسہ دلا کر مین نے فریب دیا آخر کار انھون نے اس درخت سے کھالیا جس سے وہ روکے گئے تھے اور پھر کیون مجھے ان کے

ساتھ نکال دیا اور اس باب مین کیا حکمت تھی اگر مجھے وہ جنت مین نجانے دیتا تو مین آدم کو نکال نہ سکتا اور وہ جنت مین رہ جاتے —

چھٹے جب اس نے مجھے پیدا کیا اور تکلیف عام وخاص دی اور لعنت کے بعد مجھے جنت مین جانے کا راستہ دیا اور مجھ مین اور آدم مین دشمنی تھی تو اس نے مجھے اولاد آدم پر کیون مسلط کیا یہانتک کہ مین انھین اس طرح دیکھتا ہون کہ وہ مجھے نہین دیکھتے اور میرا وسوسہ ان مین اثر کرتا ہے اور ان کی طاقت و قوت مجھ مین اثر نہین کرتی اور اس مین کیا حکمت ہے اگر وہ انھین کو فطرت اسلامیہ پر پیدا کرتا اور اسے نہ پیدا کرتا جو ان کو فریب دیکر اس راستہ سے ہٹا دے تو ان کی زندگی طہارت و سلامتی مین اور اطاعت مین بسر ہوتی تو بڑی اچھی بات ہوتی —

ساتوین اچھا مین نے تسلیم کیا کہ اس نے ان تمام باتون کے لیے مجھے پیدا کیا اور مجھے تکلیف خاص وعام دی اور میری اطاعت نہ کرنے پر مجھ پر اس نے لعنت کی اور مجھے دور کر دیا پھر مین نے جب جنت مین جانا چاہا تو اسنے مجھے جانے دیا اور جب مین نے وہان آدم کو فریب دیا تو اس نے مجھے نکال دیا پھر اس نے مجھے اولاد آدم پر مسلط کیا تو اسنے میری مہلت طلب کرنے پر اس نے کیون مہلت دی اور کیون مجھے ہر یوم وقت معلوم تک رہنے دیا اگر وہ مجھے اسیوقت ہلاک کر دیتا تو دنیا راحت مین ہوجاتی اور عالم مین کوئی برائی نہ رہتی اور دنیا مین فقط خیر کا ہونا آمیزش شر کا ہونا کہین بہتر ہے یہ میری دلیل ہے ان باتون کی جن کا مین نے دعویٰ کیا ہے۔"

شارح انجیل کا بیان ہے کہ شیطان نے جب یہ باتین ملائکہ سے کہین تو ملائکہ پر وحی ہوئی کہ تم یہ کہو کہ تو نے جو پہلا مسئلہ تسلیم کیا کہ تو میرا بھی خدا ہے اور تمام خلق کا خدا ہے تو تو نے کب تسلیم کیا اگر تجھے یہ تسلیم ہوجاتا تو تجھے یہ بھی معلوم ہوجاتا کہ میرے افعال سے سوال نہین کیا جاتا بندے مسئول ہوتے ہین —

یوحنا کہتا ہے کہ جو کچھ مین نے توریت و انجیل سے نقل کیا ہے وہ اسیطرح موجود ہے —

رہ گئی وہ مخالفت جو عمر نے رسول اللہ سے کی وہ یون ہے کہ جب پیغمبر مرض الموت مین بیمار ہوا

اور اُن کے پاس اصحاب کا ایک گروہ آیا جس میں عمر بن خطاب بھی تھے تو حضرت کو [illegible]
ہوا کہ میری امت میں میرے بعد سخت اختلاف ہوگا اور بڑی گمراہی پھیلے گی تو آپ نے حاضرین سے
فرمایا کہ دوات اور قلم لاؤ تاکہ میں تمہیں ایک نوشتہ لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو عمر نے کہا کہ پیغمبر
درد سے بیہوش ہیں اور بے ہوشی میں کہتے ہیں [illegible] ہمارے پاس قرآن ہے وہ ہمیں
بالکل کافی ہے اگر عمر نے حائل ہو کر [illegible] نہ کیا ہوتا تو [illegible] امت میں آج گمراہی [illegible] گئی -
ہوتی لیکن عمر نے نوشتہ نہ لکھنے دیا تو گمراہی کے پھیلنے کا سبب عمر بن خطاب ہوئے -

اور میں روافض کی طرفداری کی وجہ سے یہ نہیں کہتا بلکہ میں نے جو کچھ اہل سنت کی کتابوں
میں ایسا پایا ہے اسلئے کہتا ہوں کہ صحیح مسلم اُن کی ایک معتبر کتاب ہے اسمیں بھی عبارت کی
تصریح ہے -

انہیں اختلافات میں سے یہ بھی ہے جو عمر اور بعض اصحاب سے ظاہر ہوا کہ جب رسالتمآب
مرض الموت میں مریض ہوئے تو آپ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور روم کے ایک مقام میں
موتہ کہتے تھے وہاں جانے کا حکم فرمایا اور اس لشکر میں آپ نے وجوہ صحابہ جیسے ابوبکر و عمر ایسے
لوگوں کو جانے کا حکم دیا اور لشکر کا سردار اسامہ بن زید کو مقرر فرمایا یہ لوگ حسب الحکم مدینہ کے باہر گئے
جب پیغمبر مرض کی شدت سے بیمار ہوا تو صحابہ نے بھی سفر سے گرانباری ظاہر کی اور نہ گئے ابوبکر
و عمر مدینہ میں خیریت پوچھنے آتے تھے گھوڑوں کو چھوڑ کر اور وہاں کچھ چلے جاتے تھے اور پیغمبر نہایت
زور سے کہہ رہے تھے کہ اسامہ کے لشکر کو روانہ کرو خدا اس شخص پر لعنت کرے جو اسامہ کے لشکر
سے پیچھے رہ جائے -

اس عبارت کو آپ نے تین مرتبہ مکرر فرمایا لیکن کسی نے پیغمبر کے حکم کی تعمیل نہ کی جب سے علاوہ
ایک گروہ نے کہا کہ ہم میں مفارقت رسول کی طاقت نہیں، ماحصل یہ بات حق نہیں ہو سکتی کہ پیغمبر کو
[illegible] سنت ایسا کہ مدینہ سے چلے جائیں، اور [illegible] جب عمر [illegible] پوشیدہ
نہیں کہ [illegible] کی اور پیغمبر [illegible]

اور یہ کہ [illegible] جو حضرت نے اسامہ کے لشکر سے کنارہ کشی کرنے والے پر لعنت کی یہ سب

[illegible] ہوا ۔ [illegible] سب [illegible] ہے لیکن کور باطنی سے عجب کیا ہے ۔ دوسرا اختلافات

[illegible] جب پیغمبر نے انتقال کیا تو عمر نے [illegible] کی قسم کھا کر یہ بات کہی کہ پیغمبر ہرگز موت

نہیں آئی اور وہ پھر ظاہر ہوں گے اگر کوئی یہ کہے گا کہ آنحضرت نے انتقال کیا ہے تو میں اس تلوار سے

اسے قتل کروں گا پیغمبر تو آسمان پر اسی طرح [illegible] گئے [illegible] جس طرح عیسیٰ [illegible] گئے ابو بکر نے

[illegible] یہ آیہ قرآنی پڑھا کہ انک میت وانہم میتون (یعنی تم بھی مرو گے اور وہ لوگ بھی مر جائیں گے

تب عمر نے [illegible] سے [illegible] اور کہا کہ گویا یہ آیہ مجھے معلوم ہی نہ تھا جیسے میں نے

کبھی سنا ہی نہیں یہاں تک کہ ابو بکر نے پڑھا ۔ [illegible] جو امامت

میں واقع ہوئی کبھی کسی پیغمبر کی امت میں یوں نہیں کھینچی جس طرح امامت پر کھینچی گئیں اور وہ

[illegible] پیغمبر کے انتقال کے بعد [illegible] مشغول ہوئے اور ابو بکر و عمر سقیفہ بنی ساعدہ

میں چلے گئے [illegible] ابو بکر [illegible] بیعت [illegible] عباس اور زبیر

[illegible] اگر عمر بن خطاب جلدی

نہ کرتے [illegible] بیعت ہوتی تو بہتر ہوتا اور بعد میں خلیفہ

مقرر کرنے پر جھگڑا ہوا [illegible] یہ بات بھی تھی کہ پیغمبر نے جب انتقال کیا تو فدک کے

[illegible] سیدہ کا قبضہ تھا اور [illegible] حضرت تھیں ابو بکر نے سیدہ

[illegible] کیوں معزول کیا [illegible] جب سیدہ نے آکر ابو بکر سے اپنے باپ کی میراث

[illegible] انکار کیا [illegible] پیغمبر کہہ گئے ہیں کہ جو چیز ہم انبیا

چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتی ہے اور جب سیدہ [illegible] کی دلیل پیش کی تو ابو بکر نے اسکا

[illegible] ابو بکر سے بات نہیں کی

[illegible] کا فدک دیا عمر نے

[illegible] کی جاتی ہے کیونکہ

انھون نے سیدہ کو ایذا دی باوصفیکہ ان لوگون نے خود ہی روایت کی ہے کہ پیغمبر نے فرمایا کہ جس نے فاطمہ کو اذیت دی اُس نے رسول کو اذیت دی اور درحقیقت صحابہ کو یہ بات ہرگز زیبا نہ تھی کہ پیغمبر اُن چیزون مین سے جنکو خدا نے انھین دیا تھا کوئی چیز اپنی بیٹی کو دے اور پھر ابوبکر و عمر اُس سے چھین لین حالانکہ اُن کو سیدہ کے حال کی اطلاع تھی کہ وہ چکی مین اپنے ہاتھ سے جو پیستی ہین اور جو کچھ فدک کے باب مین انھون نے کیا تھا وہ حسنؑ اور حسینؑ کے لیے کیا تھا لیکن ان لوگون نے سیدہ کو محروم کر دیا اور یونہین دردرسیدہ اور غمگین کرکے چھوڑ دیا حالانکہ عثمن بن عفان نے مروان طرید رسول کو دو ہزار مثقال سونے کے بیت المال مسلمین مین سے دیدی اور کسی نے اعتراض نہ کیا نہ عثمن پر نہ ابوبکر پر اگر عمر نے وہ کاغذ نہ چاک کر ڈالا ہوتا یا کم سے کم سیدہ کی مدد کی ہوتی تو انجام اچھا ہوتا اور برائی اس حد تک نہ پہنچتی جس حد تک اب پہنچی ہوئی ہے۔

یوحنا کہتا ہے کہ انھین اختلافات و مخالفت مین سے جو عمر کی وجہ سے پیدا ہوئی شوری بھی تھا کیونکہ عمر نے شوری چھ آدمیون مین قرار دیا اور طے یہ کیا کہ اگر اختلاف ہو تو وہ لوگ جنمین عبدالرحمن بن عوف ہوگا وہی حق پر ہون گے اور یہ معلوم تھا کہ عبدالرحمن عثمن کی جنبہ داری کبھی ترک نہ کرے گا یہانتک کہ علی نے عباس سے کہا کہ ہم سے خلافت الگ کر لی گئی کاش وہ اپنے خیال کے مطابق کہ رسول نے کوئی خلیفہ مقرر نہین کیا تو مین کیون کرون معاملہ خلافت کو چھوڑ دیتا یا جسطرح ابوبکر نے معین کر دیا تھا اوسی طرح معین کر دیتا لیکن عمر نے دونون طریقون سے مخالفت کی یہانتک کہ عثمن تک خلافت پہنچ گئی اس نے خلیفہ ہو کر یہ کام کیا کہ جسکو پیغمبر نے جگہ دی تھی اُسے آوارہ وطن کر دیا (ابوذر) اور جس کو پیغمبر نے نکال دیا تھا اُسے بلا کر پناہ دی (مروان) اور وہ باتین اُس نے کین جسکے خمیازہ مین قتل کر دیا گیا اور روز قیامت تک کے لیے جنگ و جدال کا دروازہ کھل گیا اور پھر خلافت معویہ تک پہنچ گئی جس نے عائشہ و طلحہ و زبیر کو بھڑکا کر جنگ جمل قائم کرا دی اور ۱۶ ہزار آدمی جمل مین مارے گیے پھر معویہ نے علی سے اٹھارہ مہینے جنگ کی اور ان جنگون مین ڈیڑھ لاکھ آدمی قتل ہو گیے اسکے بعد خلافت یزید ملعون تک پہنچی

جس نے حسین کو بڑے ظلم و جفا سے قتل کرا دیا اور عبد اللہ بن زبیر کو مکہ مین محصور کیا اس نے کعبہ
مین پناہ لی تو منجنیق نصب کر کے کعبہ گرا دیا گیا اور واقعہ حرہ مین مدینہ لوٹ لیا گیا اور لشکر کے لیے
تین دن تک قتل مباح رہا حالانکہ بخاری اور مسلم دونون نے اپنی صحیح مین پیغمبر سے روایت کی ہے
کہ مدینہ عایر سے عیر تک حرم ہے جو اسمین کوئی واقعہ کرے خدا اسپر لعنت کرے جب حرم مدینہ کا
ہتک کرنیوالا ملعون ہے تو قاتل اولاد نبی کے متعلق کیا خیال کرنا چاہیئے اور پھر فقط قتل ہی پر اکتفا
نہین کی بلکہ اُن کے سرون کو نیزون پر چڑھا کر شہر بشہر پھرایا اور نوبت یہانتک پہنچی کہ علی کے سبّ
شتم ہزار مہینہ تک ممبرون پر کی گئی اور علی زادے قتل بھی کیے گیے جلا وطن بھی کیے گیے نوبت یہ پہنچی کہ
ولید بن عبد الملک خلیفہ ہوا اسنے قرآن سے ایک دن تفاول کیا قرآن مین یہ (یہ غضب نکلا)
(واستفتحوا الخ) تو اس نے غضبناک ہو کر قرآن پر تیر برسائے اور قرآن سے مخاطب ہو کر کہا کہ
جب تو حشر مین اپنے خدا کے پاس آئے تو کہہ دینا کہ ولید جبار عنید ہے اور اُس نے مجھے پھاڑ ڈالا
جب کوئی عاقل ان تمام واقعات پر نظر کرتا ہے تو اسے اس بات کا علم ہو جاتا ہے کہ یہ جو کچھ ہوا
یہ عمر کے سبب سے ہوا' نہ وہ پیغمبر کو ہدایت نامہ لکھنے سے روکتے نہ یہ جھگڑا اور فتنہ و فساد ہوتا لیکن
عمر نے لوگون کو امامت کے بارے مین اختیار دے کر یہ سب کچھ کر دیا یہ کسی کو خیال نہ ہو کہ مجھے
عمر سے کوئی عداوت ہے اسلیئے مین ایسا کہہ رہا ہون بلکہ مین تو وہی کہتا ہون جو کچھ صفحات
تاریخ پر لکھا ہوا ہے تو میرے امکان سے اس کا بدل دینا باہر ہے کیونکہ یہ سب گزرے ہوئے
واقعات ہین —

یوحنا کا بیان ہے کہ جب مین نے بڑے بڑے صحابیون کا یہ اختلاف دیکھا جن کا نام پیغمبر کے
نام کے ساتھ لیا جاتا ہے تو مجھے امر عظیم کا سامنا ہوا اور معاملہ میرے اوپر مشتبہ ہو چلا اور قریب
تھا کہ میرے دین مین فتنہ درپیش ہو' مین نے بغداد کا ارادہ کیا اور اس زمانہ مین بغداد کو قبۃ الاسلام
کہتے تھے صرف اسلیئے کہ وہان کے علما سے بحث مباحثہ کر کے مطلب صاف کرون جب بغداد پہنچا
خدمت علمائے اسلام مین حاضر ہوا اور چارون مذہبون کے علما سے ملاقات ہوئی تو مین نے ان سے کہا

کہ میں ایک مروزی ہون اور خدا نے مجھ پر حقیقت مذہب اسلام واضح کردی ہے میں اسلام لایا ہوں اور تم لوگون کی طرف اسلیئے آیا ہون کہ تم سے علوم دین وشرائع اسلام وحدیث کو نقل کرون اور میری بصیرت میں اضافہ ہو تب جو ان میں سے بڑا تھا اور حنفی مذہب رکھتا تھا اُس نے کہا کہ اے یوحنا اسلام میں چار مذہب ہین ایک کو اختیار کرلے پھر جو چاہے پڑھنا شروع کر یوحنا نے کہا کہ مین نے آپ کی باہمی مخالفت دیکھی ہے اور یہ مجھے معلوم ہے کہ حق ایک ہی ہے لہذا مجھے وہ مذہب بتاؤ جس پر تمھارا نبی تھا حنفی نے کہا کہ مین یقینی طور سے نہین جانتا ہون کہ میرے نبی کا مذہب کیا تھا بلکہ ہمین یہ بات معلوم ہے کہ ہمارے نبی کا طریقہ ان چارون مذہبون سے الگ تھا اور ہم چارون مذہب والے یہ کہتے ہین کہ ہم حق پر ہین لیکن ممکن ہے کہ وہ باطل پر ہون اور انکا غیر (صاحب) حق ہو الحاصل مذہب ابو حنیفہ سنت کے مطابق اور عقل کے موافق ہے اور سب مین بلند مذہب یہی سمجھا جاتا ہے کیونکہ بہت سے لوگون کا یہی مذہب ہے بلکہ امت کے بادشاہونکا بھی یہی مذہب ہے تم اگر اختیار کرلو تو نجات کے لیے کافی ہے ۔

یہ سنکر عالم شافعی نے حنفی کو ڈانٹا یوحنا کہتا ہے کہ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے شافعی اور حنفی عالم کے فیما بین پہلے سے کچھ جھگڑے تھے ۔ الغرض شافعی نے حنفی سے کہا کہ چپ رہ خدا تجھے گویائی نہ دے قسم بخدا تو جھوٹ بولا اور تو نے بات بنائی بھلا تجھ کو مذہب کے فیما بین کیا تمیز ہو سکتی ہے اور مجتہدین کو فیما بین تو کیونکر ترجیح دے سکتا ہے تیری مان تیرے سوگ نشین ہو، تو ابو حنیفہ کے اقوال سے واقف نہین اور نہ تو اُس کے قیاسات سے باخبر ہے وہ تو صاحب رائے کہا جاتا ہے اور نص کے مقابلہ مین اجتہاد کرتا ہے اور دین خدا مین استحسان پر عمل کرتا ہے یہانتک کہ اس کی سست رائے نے اسے اس قول مین مبتلا کردیا کہ وہ اس بات کا قائل ہوگیا کہ اگر کوئی ہند کا رہنے والا کسی ایسی عورت سے جو روم مین ہو عقد کرے پھر کئی سالون کے بعد وہ اس عورت پاس روم مین آئے اور اُسے حاملہ پائے اور اُس کے سامنے اُس عورت کے بال بچے پھر رہے ہون اور یہ مرد جاکے پوچھے کہ یہ بچے کیسے ہین اور کس کے ہیں اور وہ عورت کہے کہ یہ سب تمھارے بچے ہین اور وہ مرد قاضی حنفی پاس

مرافعہ کرے تو وہ قاضی اسبات کو کہدے گا کہ یہ سب تیری صلبی اولادین ہین اور یہ ظاہر و باطن تجھ سے ملحق ہین وہ ان کا وارث ہوگا اور وہ بچے اس کی وارث ہون گے یہ مرد کہے گا کہ بھلا کیونکر ہو سکتا ہے مین تو اس عورت کے قریب بھی نہین آیا قاضی جواب دیگا کہ احتمال ہے کہ تجھے جنابت ہوئی ہو اور تیری منی سے تر ہو کر کوئی کپڑے کا ٹکڑا اس عورت کی شرمگاہ مین پڑگیا ہو کیون اے حنفی یہ مسئلہ قران وسنت کے مطابق ہے ؟ حنفی نے کہا کہ وہ بچہ اسلیئے اس مرد سے ملحق ہین کہ یہ اس عورت کے لیے فراش ہے اور فراش کا صادق آنا عقد صحیح پر موقوف ہے ہمبستری پر موقوف نہین لیکن شافعی حنفی پر اپنی دلیل سے غالب آگیا' پھر شافعی نے کہا کہ ابو حنیفہ اس کا قائل ہے کہ اگر کوئی عورت بیاہ کرکے اپنے شوہر کے ساتھ گھر جا رہی ہو اور راہ مین ایک اجنبی شخص اسپر عاشق ہو جائے اور حنفی قاضی کے پاس یہ دعوی کردے کہ مین نے اس مرد سے پہلے اس سے عقد کیا تھا اور رشوت دے کر دو گواہ فاسق شہادت مین پیش کردے اور وہ اسی مطلب پر جھوٹی گواہی دیدین تو قاضی اسی کی زوجہ بنادے گا اور وہ اپنے شوہر پر ظاہرا و باطنا ہمیشہ کیلیے حرام ہو جائے گی اور ان گواہون کے لیے حلال ہو سکتی ہے اور شوہر دوم کی زوجہ تو قطعاً ہے اہل اسلام تم دیکھو کہ یہ مذہب اس کا ہو سکتا ہے جو اسلامی قوانین سے واقف ہو تب حنفی نے کہا کہ تجھے کوئی اعتراض کرنیکا حق نہین ہے کیونکہ قاضی کا حکم ظاہر و باطن مین نافذ ہے اور یہ حکم جو دیا گیا ہے وہ نفاذ حکم قاضی کی فرع ہے آخر کو شافعی غالب آیا اور اس نے نفاذ حکم قاضی کو منع کیا کیونکہ قران مین یہ ہے کہ جو کچھ خدا نے نازل کیا ہے اسکے ساتھ حکم کرو اور اس حکم کو جو قاضی نے دیا ہے خدا نے نازل نہین فرمایا۔

پھر شافعی نے کہا کہ ابو حنیفہ اسبات کا قائل ہے کہ اگر کسی عورت کا شوہر غائب ہو گیا ہو اور وہ مفقود الخبر ہو اور کسی مرد نے اس سے آکر یہ کہدیا ہو کہ تیرے شوہر نے انتقال کیا تو ہکا عدہ رکھ عورت نے عدۃ رکھا عدہ کے بعد ایک دوسرے مرد نے اس سے عقد کیا اس سے چند بچے اس عورت کے یہان پیدا ہوے۔ اس کے بعد یہ مرد بھی غائب ہو گیا اور وہ پہلا مرد معلوم

ہوا کہ زندہ ہے اور وہ اسی عورت کے پاس آگیا اب جتنی اولاد وہ دوسرے مرد سے پیدا ہوئی ہیں سب زوج اول کی قرار پائیں گی مرد ان کا وارث ہوگا اور بچے اسکے وارث ہون گے ب صاحبان عقول دیکھیں کہ کوئی نافہم یہ مذہب اختیار کرے گا حنفی نے یہ قول اس لیے اختیار کیا ہے کہ پیغمبر نے فرمایا کہ "اولاد شوہر کی ہوگی اور زانی کے لیے پتھر ہے" اس کا جواب شافعی نے یہ دیا کہ یہ جب ہے جب ہمبستری ہو' آخر کو شافعی استدلال میں حنفی پر غالب آیا۔

پھر شافعی نے کہا کہ تمھارا امام اسبات کا قائل ہے کہ جو کوئی شخص کسی زن مسلمہ کو دیکھے اور قاضی پاس جا کر دعوی کرے کہ اسکے شوہر نے اسے طلاق دے دی ہے اور عورت دو شاہد اس مطلب پیش کرے تو قاضی طلاق کا حکم دیگا اور زوجہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی اور مدعی اور گواہون کے لیے اس عورت کا نکاح جائز ہوگا اور حکم قاضی ظاہر و باطن مین نافذ ہو جائیگا پھر شافعی نے کہا کہ تمھارا امام ابو حنیفہ کہتا ہے کہ جب چار شاہد زنا کی شہادت دین پس اگر زانی ان شہود کی تصدیق کردے تو اسپر سے حد زنا ساقط ہو جائے گی اور اگر ان کی تکذیب کردے تو حد زنا اسپر لازم ہو جائیگی

یہ صاحبان بصارت کے لیے مقام عبرت ہے پھر شافعی نے بیان کیا کہ ابو حنیفہ اسبات کا بھی قائل ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بچہ سے اغلام کرے اور داخل کرے تو اسپر کوئی حد نہ ہوگی بلکہ تعزیر دی جائے گی۔ حالانکہ رسالتمآب نے فرمایا ہے کہ جو شخص عمل قوم لوط کرے تو فاعل و مفعول دونون قتل کردیئے جائیں گے۔ اور ابو حنیفہ نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کا گیہون غصب کرلے اور اسے پیس ڈالے تو صرف پیسنے کی وجہ سے وہ اس گیہون کا مالک ہو جائے گا۔پس اگر گیہون کا مالک غاصب کو اجرت دے کر اسکا پیسا ہوا آٹا لینا چاہے تو غاصب کے لیے اس کا لینا ضروری نہین بلکہ وہ مالک کو منع کر سکتا ہے پس اگر لڑائی جھگڑے مین مالک گندم قتل ہو جائے تو اس کے لہو کی کوئی قیمت نہ ہوگی بلکہ ضایع ہو جائے گا۔ اور اگر غاصب قتل ہو جائے تو مالک اس کے عوض مین قتل کیا جائے گا۔

یہ بھی ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ اگر کوئی چور ہزار اشرفیان چور لائے اور وہ دوسرا شخص جو دوسرے

کے مال سے ایک ہزار اشرفیان چورا ے اور سب کو ملا دے تو سب کا مالک ہو جائیگا اور اسکا بدلہ اُسے لازم ہو جائے گا۔

اور یہ بھی ابوحنیفہ نے کہاہے کہ اگر کوئی مسلم یا تقی عالم کسی کافر کو قتل کرے تو مسلم کافر کے عوض مین قتل کر دیا جائے گا۔ حالانکہ خدا نے فرمایا ہے کہ خدا نے کافرون کے لیے مسلمین پر کوئی غلبہ نہین قرار دیا۔

اور یہ بھی ابوحنیفہ نے کہاہے کہ اگر کوئی شخص اپنی مان کو یا بہن کو بہن جان کر خرید کرے اور اُن کے ساتھ دخول کرے تو اسپر کوئی حد نہ ہوگی اگرچہ یہ فعل جان بوجھ کر بھی ہوا ہو۔ وہین اگر کوئی اپنی مان اور بہن سے جان بوجھ کر عقد کرے اور دخول بھی واقع ہو تو اسپر کوئی حد نہ ہوگی کیونکہ عقد مین شبہ ہے۔

یہ بھی ابوحنیفہ نے کہاہے کہ اگر کوئی شخص جنابت سے ہو اور نیند مین حوض کے کنارے لیٹ گیا ہو اور سوتے مین کروٹ لے کر حوض مین گر پڑے تو اسکی جنابت رفع ہو جائے گی اور وہ پاک ہو جائے گا۔

یہ بھی ابوحنیفہ نے کہاہے کہ وضو اور غسل مین نیت کی ضرورت نہین حالانکہ خبر صحیح مین ہے کہ جو عمل ہے وہ نیت کے ساتھ ہے۔

یہ بھی ابوحنیفہ نے کہاہے کہ بسم اللہ فاتحہ مین واجب نہین ہے، بلکہ بسم اللہ کو سورۂ حمد سے نکال ڈالا ہے، حالانکہ خلفا نے بسم اللہ کو مصحفون مین لکھاہے بعد اسبابات کے کہ قران سے غیر قران کو صاف کرلیا ہے۔

ابوحنیفہ نے یہ بھی کہا کہ اگر کتے کی کھال کھینچ لی جائے اور پھر اُس کی دباغت کی جایئے تو وہ پاک ہو جائے گی اور وہ اس مین پانی پی سکتاہے اور نماز مین اسے پہن سکتاہے حالانکہ یہ نص کے مخالف ہے کیونکہ نجس العین سے کوئی انتفاع نہین ہو سکتا بلکہ اسے حنفی تیرے مذہب مین نماز کے لیے نبیذ سے وضو کر سکتے ہین۔

نشاط الکسلان

"دل بادر" "یا قوت خیال" یا تصور صادق کا مسئلہ آج کا نہین بلکہ بہت پرانا ہے، اس عہد کے مشاہدات ظاہریہ نے اس مسئلہ کو چاہے نمایان کرکے دکھایا ہو مگر درحقیقت یہ عہد اور یہ دور جدید اس کا موجد یا دریافت کرنے والا نہین بلکہ زمانہ قدیم سے ان قوتون کا اثر مانا جاتا ہے اور آج بھی مانا جارہا ہے "مسمرزم" یا ہپناٹزم" یا "نظر بد" کے اثرات سب اسی قوت کے نتائج ہوتے ہین - فطرت نے تمام قوتین انسان مین ودیعت کردی ہین اب یہ اور بات ہے کہ کوئی ان سے کام نہ لے یا ان کو صرف مین نہ لائے اگر یہ قوت عمل مین لائی جائے تو کم از کم اتنا فائدہ تو ضرور ہے کہ انسان ضعیف البیان کو "ولی" کا لقب حاصل ہو جائے اور وہ حکومت "فوق طاقت بشریہ" کا با اثر اور مقتدر حکمران مانا جائے -

اس قوت مین صرف یہی نہین کہ وہ اپنے تاثیرات سے مٹی کو سونا، آدمی کو خرنا شخص، اور زمین کو آسمان بنا دے بلکہ وہ اس طاقت سے خالقیت کا بھی کام لے سکتا ہے اور محض تصور صادق مغرب سے مشرق اور قطب شمالی سے قطب جنوبی پر اپنا مقناطیسی اثر ڈال سکتا ہے اور "فتبارک اللہ احسن الخالقین" کے معنی اسی تصور دور افتادہ اور قریب الاثر کے کرشموں سے سمجھا سکتا ہے ــــــ اس کا نام ہے "کرامت" اور یہ صرف ان لوگون میں پائی جاتی ہے جنکی آنکھون "مین سرمہ" زلفون مین چمک، چہرہ پر نقاب تنکِ پندار، آواز مین "ترنم" اور رفتار مین قیامت سامانی ہو، ایسا شخص ولی کہلاتا ہے اور دنیا اسکے زیر اثر ہوتی ہے ــ یہ حلال کو حرام، حرام کو حلال کرسکتا ہے، اس کی برہنگی ہمہ تن جامہ پوشی ہے اور اس کی جامہ زیبی ہمہ تن عریانی ــ یہ صدر نشین بزم تصوف بھی ہے اور مسند آرائے تخت ولایت بھی، معجزہ اگر نبی کے لیے مخصوص ہے، تو کرامت اسکے لیے ــ

ہر عورت اس کی محرم ہے اور وہ ہر عورت کا محرم، اسکا "فرائش" "مہر" نہین بلکہ

"عہر" فراش " نہین غرضکہ اس کی ہر طفلانہ ادا مین کور باطنون کو وحدت کے کرشمے، اور ہر نسوانی انداز مین کوتاہ بینون کو وحدانیت کے جلوے نظر آتے ہین۔ چنانچہ کرامت یون رونما ہوتی ہے کہ اگر کوئی مشرق کا رہنے والا کسی مغرب کی رہنے والی عورت سے مشرق مین بیٹھے بیٹھے عقد کرلے اور عقد سے صرف چھتہ مہینے گزرنے کے بعد اس مغربی برج سے طلوع فرزند ارجمند بغیر وصل ہو تو جائز ہے اور ممکن، کیونکہ تصور کرامت، کرامت تصور ہے — اور صرف تصور دخیل خلقت ہے اور اسس کا نام "کرامت" ہے جیسا کہ "درمختار" کے صفحہ ۲۰۳ جلد ۲ مطبوعہ لکھنو پریس مین ہے —

وقد اکتفوا بقیام الفراش	ہمارے علما نے اس بات کو جائز رکھا ہے
بلا دخول کتزوج المغربی	کہ ایک مغرب کا باشندہ ایک مشرقی عورت سے
بمشرقیۃ بینہما مسافۃ سنۃ	تزویج کرے اور دونون کے درمیان سال بھر کی
فولدت ستۃ	مسافت ہو اور تزویج کے بعد وصل نہ ہوا ہو
شہر من تزوجہا	اور چھٹے مہینے لڑکا پیدا ہو، ایسا ہو سکتا ہے
لتصورہ کرامۃ	کیونکہ تصور مین تو تین ہین اور یہ کرامت ہے
آباد ہے ان چیزون سے دنیا سے تقوٰ	محروم تصور بھی کیے "ہاسے تقویٰ"

کسی کا مشہور شعر ہے :—

"چاہ پیاسے تک کبھی جاتا نہین — دوڑ کر آتا ہے پیاسا چاہ پر"

ممکن ہے اسکا فلسفہ احتیاج صحیح ہو، مگر کرامت اولیا اور "برخود غلطی اعتقاد" اسکو غلط اور باطل ثابت کرتی ہے یہ تو کھلا ہوا مسئلہ ہے کہ محبت گزیدہ آستان محبوب کی جبہ سائی مایہ صد افتخار سمجھتا ہے یہ بھی کہ محتاج، محتاج الیہ تک اپنے کو قہراً پہنچاتا ہے، مگر یہ تمام باتین اسی وقت تک ہوتی ہین جب تک عشق کامل اور محبت صادق کی ابتدا ہو اور جب یہ جذبہ انتہا تک

پہنچتا ہے تو انقلاب کی دنیا سامنے آتی ہے اور "من تو شدم تو من شدی" کا نعرہ آسمان پھاڑتا عاشق کو "قطب" اور معشوق کو "ستارہ" بنا دیتا ہے۔ پھر تمام حرکات محورِ محبت پر اسے قطبیت کی طرف ہوتے ہیں اور یہ وہ موثر کرامت ہے کہ جس کا اثر حساس، غیر حساس، جامد، متحرک بالارادہ ذی روح، اور غیر ذی روح سب پر یکساں مترتب ہوتا ہے۔

اسمیں قدرت ہے کہ "خالقِ عالم" کو عرش اعظم سے فلک اول پر کھینچ لائے اور اسمیں طاقت ہے کہ ذات یکتائے بلند کو انسانیت کا جامہ پہنا کے نزول و ہبوط کا درس دے۔ ایسا شخص عبدیت کے وادی کو طے کرکے معبودیت کی چوٹی پر متبسم نظر آتا ہے اور اسکی تکلیف شرعی سوا اسکے کچھ نہیں رہ جاتی کہ وہ "مجذوب" کا لقب اختیار کرکے عوام کالانعام پر اپنے جبروتیت کا سکہ بٹھا دے اور تمام محرمات کی قلب ماہیت اپنے کرشمہ اکسیر زا سے کرکے حلال کردے۔ اب اس پر صوم و صلوٰۃ و حج اور جملہ عبادات ساقط ہو جاتے ہیں کیونکہ اسکی عبدیت معبودیت میں تحلیل ہوگئی۔ اب اسے کعبہ کے گرد طواف کی ضرورت نہیں نہ حجر الاسود کے استلام کی حاجت، کیونکہ کعبہ خود ہی جگہ چھوڑے گا اور اس شخص کا طواف کریگا۔ یہ جو کچھ کہا گیا یہ وہ معتقدات ہیں جہاں چون و چرا کی گنجائش نہیں۔

وہ مشرق و مغرب کے تصادم خیالی سے اصحاب شمال میں جنوب کا پیدا ہو جانا جسکا ذکر اوپر کیا گیا اسی مسئلہ میں یہ بحث بھی آگئی ہے کہ "طی مسافت" کرامت میں داخل ہے یا نہیں بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ طی مسافت داخل کرامت ہے اور بعض اس کے منکر ہیں۔

مگر "عقائد تفتازانی" میں "مفتی ثقلین" (بقول اہلسنت) نے علامہ نسفی کا اتباع کرتے ہوئے "طی مسافت" کو بھی کرامت میں گنا ہے اور اس کرامت کے قائل ہوئے ہیں۔

چنانچہ ایک شخص نے جب ان مفتی صاحب سے پوچھا کہ ایک شخص بیان کرتا ہے کہ فلاں "ولی اللہ" کے زیارت کیلیے کعبہ آتا ہے "کیا اسبات کا اعتقاد کرنا درست ہے" کہا ہاں خرق عادت "کرامۃ" اولیاے خدا کیلیے جائز ہے لہذا ہم اہلسنت والجماعۃ کا اعتقاد ہے البتہ اسکو معجزہ نہ کہنا چاہیے

در مختار کتاب الطلاق

سہیل کی توسیع اشاعت آپکا مذہبی فرض ہے

ماء الحیات یعنی نوجوانی کا بیمہ

ہم اس عرق پر جتنا ناز کریں کم ہے۔ یہ عرق طب یونانی کا مایۂ ناز ہے اور سر آمد اطبا زمین سے ہے ہم ناظرین کو اس امر کیطرف ملتفت کرتے ہیں کہ جتنے خواص اسکے لکھے جاتے ہیں اگر ان میں سے کوئی جھوٹ ہو تو فوراً قیمت واپس لیلی جاوے۔ اگر آپکے اعضاء جوارح کام کاج سے ہمت ہار چکے ہوں اگر آپکا دماغ ہر وقت چکر کھاتا ہو اگر دل بیٹھا جاتا ہو اور اگر قوت مفکرہ بالکل معطل ہو گئی ہو۔ اگر اختلاج قلب سے آپ عاجز ہو گئے ہوں۔ اگر تولید خون قطعی نہ ہوتا ہو۔ اگر غذا ہضم نہ ہوتی ہو۔ اگر قوت حیوانیہ جواب دے چکی ہو۔ بسا اوقات خجالت حاصل ہوتی ہو اگر ضعف و ناتوانی کا آپ پر غلبہ ہو۔ اگر کام کرتے کرتے دماغ تھک گیا ہو تو ماء الحیات ان تمام امراض میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں بقسمیہ عرض کرتا ہوں کہ اگر اس عرق کو آپ ہر روز دو مرتبہ نوش فرمائیں تو آپ کبھی ضعیف نہ ہونگے اور آپکے بال سفید ہونگے اور نہ آپکی کسی قوت میں کمی ہوگی۔ ان فوائد سمیت **قیمت** فی بوتل جو ایک ماہ کو کافی ہوگی صرف پانچ روپیہ صہ

نوٹ :۔ یہ عرق عادۂ قوت باہ کیواسطے نظیر نہیں رکھتا صرف ایک ماہ کے استعمال کے بعد رنگ چہرہ کو سرخ و سپید کر دیتا ہے۔ اگر آپکو بیخوابی کی شکایت ہے تو صرف تین دن استعمال کرنے سے نہایت آرام سے مینڈ آئیگی

وقار ہاؤس نمبر ۹۵ صحبت باغ لکھنؤ

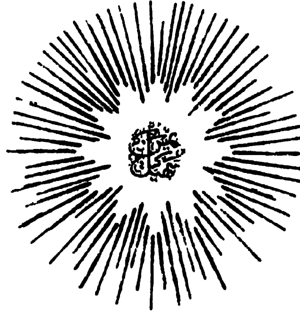
باہتمام محمد جواد نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں چھپا

اور سید نواب علی اڈیٹر و پبلشر نے دفتر سہیل برج وکٹوریہ سٹریٹ لکھنؤ سے شائع کیا

علمبردار حمایت مذہب   ۷۸۶   رجسٹرڈ نمبر اے ۱۵۶۳

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ

اے رسول نہ پاؤ گے تم کسی ایسی قوم کو جن کا ایمان خدا اور روز آخرت پر ہو اور پھر وہ دشمنان خدا و رسول سے محبت کریں



سہیل یمن

مجلۂ علمیہ

مدیر خاص

ابو البراعۃ سید ظفر مہدی گہر نصیر آبادی الجائسی

قواعد سہیل یمن

(۱) یہ رسالہ ہر ماہ عربی کے پہلے ہفتہ مین شائع ہوگا۔
(۲) سہیل کی ضخامت فی الحال ۴۰ صفحات سے کم نہوگی۔
(۳) سہیل جملہ خریدارون کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا۔
(۴) اگر خریدارون کے پاس کسیوجہ نہ پہونچ سکے تو ۲۰ ماہ عربی تک دفتر مین اطلاع نہ پہونچنے پر دوبارہ روانہ کیا جا سکتا ہو اسکے بعد ۴/ کا ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جائیگا۔
(۵) سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال ہے اور ششماہی عـ ہوگی
(۶) جملہ مراسلات و ارسال زر و خط و کتابت بنام ابو البراعۃ مولوی سید ظفر مہدی گہر پروپرائٹر و مدیر خاص سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ ہونا چاہئیے۔
(۷) مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر حدود منازل سہیل سے متجاوز نہونگے اور معیار علم پر ٹھیک اترینگے تو بصد امتنان شائع کئے جائینگے۔
(۸) سہیل کو چونکہ آیندہ اپنے کام مین جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے توسیع پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر استعانت حاضر خدمت نہوگا۔
(۹) نمونہ کا پرچہ ۴/ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا۔ مفت حاضر خدمت نہوگا۔
(۱۰) خریدارون سے عرض ہو کہ خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دین ورنہ تعمیل ناممکن۔
(۱۱) جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے
(۱۲) مضامین موصولہ ضرور بالضرور طبع ہونگے اسکا ذمہ دار اڈیٹر نہین اور نہ وہ مضمون کے واپس کرنیکا ذمہ دار ہے

اغراض و مقاصد سہیل یمن

(۱) ہندوستان کے بہترین اہل قلم کے علمی مضامین کی اشاعت۔
(۲) معاندین اسلام خصوصاً مخالفین مذہب شیعہ کے بیجا اعتراضات اور حملون کا دفاع۔
(۳) حقیقی اخلاق اسلامی نشر۔
(۴) علمی قومی اور مذہبی اور ان ملکی معاملات پر جو مذہب سے متعلق ہونگے۔ تبصرہ و نقد۔
(۵) حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے علوم و سوانح کا نشر۔

مشتہرین

اس کثیر الاشاعت رسالہ مین اشتہار بھیجتے وقت ذیل کا نرخنامہ ضرور ملاحظہ فرمالین۔

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
ایک سال کیلئے	للعہ ر	صعہ ر	سعہ ر
چھ ماہ کیلئے	سعہ ر	سعہ ر	معہ ر
تین ماہ کیلئے	سعہ ر	مے ر	للعہ ر
ایک ماہ کیلئے	صہ ر	سے ر	عـ ر

کوئی صاحب کمی اجرت کی خواہش نہ فرمائین رعایت کی گنجائش نہین۔ ٹائٹل پیج کے صفحات کا نرخ اسکے علاوہ ہے جو بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے اجرت اشتہار پیشگی آنا چاہئیے۔

منیجر سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سہیل کی توسیع اشاعت مین مدد کرنا نصرت دین ہے

ہر ماہ عربی کے پہلے ہفتہ میں [illegible] شائع ہوتا ہے
قیمت سالانہ ہندوستان (عہ) بیرون ہندوستان (عمہ) علاوہ محصول



اطلاع

یہ رسالہ محض احقاق حق کی نیت سے نکالا جاتا ہے جسکا نتیجہ حفظ افراد مذہب ہے نہ کسی کی توہین کیلیے اگر کسی کو اس سے دل آزاری کا خیال ہو تو اُسکے دیکھنے کیلیے یہ شائع نہیں کیا گیا

سہیلِ یمن

محبت بشر مردان مجوز بے پدرے — کہ دست غیر گرفت است پائے مادر او

نمبر ۱۱ و ۱۲ | ماہ شعبان و رمضان ۱۳۴۸ھ | جلد ۴

نمبر شمار	مضامین	مضامین نگار	صفحات	
۱	منشورۃ الدرر	مدیر	۲	۴
۲	جواب رسالہ ردع اللئام	"	۵	۲۵
۳	درمکنون (نظم)	"	۲۶	۲۸
۴	ایک مورخ کی ڈائری	"	۲۹	۳۸
۵	شجاعت قلبی کے تصور سے شکست	ایک محقق	۳۹	۴۳
۶	جلوہ عافیت (قصیدہ)	جناب نجم ردولوی	۴۴	۴۶
۷	تاریخ معاویہ (تبصرہ)	جناب اختر حسین صاحب ازپٹنہ	۴۷	۵۱
۸	تحقیق لعن (جواب النجم)	نواب شفق علیخان صاحب	۵۲	۷۴
۹	نشاط الکسلان	مدیر	۷۹	۸۰

منثورۃ الدُّرر

شکر ہے کہ ان نمبرون کے ہمراہ سہیل کا دور رابع ختم ہوتا ہے اور دور پنجم شروع ہوتا ہے جن قوتون پر سہیل کا اعتماد تھا ان مین سے صرف ایک توفیق الٰہی کام آئی باقی بشریت کے دل بڑھانے کے لیے تھین جن کے لیے گھٹنا ضروری تھا، وہ یا تو فنا ہوگئین یا کم ہوگئین۔ اس دور مین جن خارجی اور داخلی موانع سے سہیل کو سامنا کرنا پڑا اگرچہ وہ موانع دور رابع کے اعتبار سے لابُد تھے مگر پھر بھی اس کے پائے استقلال مین تزلزل کا دلشکن منظر نہین دکھائی دیا۔ اس دور مین صفین کی جنگ تو نہ تھی مگر مصائب و مکارہ کی صفین ضرور تھین جمل کا منظر تو نہ تھا مگر زوال دنیا کی عیش رہا کشمکش نے تحمل و صبر کا سبق ضرور دیا خوارج سے جنگ نہ تھی مگر جوارح کی جنگ اس سے کہین سخت رسالہ کی توقیت پر اثر ڈالا اور آج بوقت تمام شوال مین یہ رمضان نمبر نکل رہا ہے۔ مجھے تو اس کی بھی امید نہ تھی مگر الٰہی امداد نے دستگیری کی اور تولاے اہلبیت کے جذبہ نے دل کے ساتھ قدم بھی بڑھا دیے فلہ الشکر۔

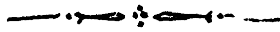
ناظرین سہیل نے منتظرین کی صف مین جگہ پائی اور زحمت انتظار نے اُن کو سہیل سے ایک حد تک بددل بھی کر دیا مگر پھر بھی وہ اس کے دلدادہ ہین، خدا انھین جزاے خیر دے اور سال پنجم کے لیے ان کی نگاہ التفات میرے کمزور بازوون کا ہاتھ بٹائے۔

اس کو مین بارہا لکھ چکا کہ میری تنہا قوت کبھی بارور نہین ہوسکتی جبتک ناظرین سہیل کی توجہ سہیل کی طرف کامل نہ ہو، مجھے آپ کی امانت (زرچندہ) کے ادا کرنے کے لیئے سال بھر زحمتون کا شکار رہنا پڑتا ہے، اور خیانت کے جرم سے بچنے کے لیے سہیل کی صورت مین وہ رقم بارہ قسطون مین ادا کرنی پڑتی ہے، مگر یہ کیا غضب ہے کہ خریداران سہیل مین سے اکثر افراد اس احساس سے نابلد نظر آتے ہین اور باوجود یاددہانی ذرا اعانت نہین بھیجتے طبائع مین

اختلاف ہوتا ہی مگر اتنا تو نہ ہونا چاہیے کہ مجھے احساسِ اداے امانت سال بھر نجات نہ دے اور آپ کو ایک لمحہ کے لیے بھی مقید نہ کرے -



اس بات کو غور سے دیکھیے اور نوٹ کر لیجیے کہ اگر سہیل کی اشاعت مقصود ہے، اگر اسکی خریداری منظور ہے، اگر اسکو آپ ایک مذہبی خادم سمجھتے ہین، اور اگر اس کی بقا آپ کی نگاہون مین ضروری ہے تو آیندہ سال کے لیے اسکا ذرا اعانت جو تین روپیہ چار آنے ہے بذریعہ منی آرڈر فوراً دفتر میں بھیجدیجیے وی، پی کی زحمت نہ دیجیے نہ خود زیر بار نقصان ہو جیے اس مین طرفین کا فائدہ ہے ماہ ذیقعد کی آخری تاریخون تک آپ اس بار سے سبکدوش ہوجائین تاکہ مین سال بھر تک اس قرضہ سے سبکدوش نہ ہوسکون - یہ بھی تو ایک دلچسپ پہلو ہے -



اس کا بھی خیال رکھیے کہ اگر آپ نے منی آرڈر نہ بھیجا تو دفتر سے وی، پی جائے گا اس کو وصول فرماکر بارِ قرض و امتنان سے مجھے گرانبار فرمائیے یا وی، پی کے آنے سے پہلے ایک کارڈ سے مطلع کردیجیے کہ خریداری منظور نہین -



ہمارے کرمفرا مختلف طریقون سے ہمارا دل بڑھاتے ہین، دل بڑھانے کا ایک روشن پہلو ملاحظہ کیجیے ایک ہمارے معزز خریدار ہین کو سہیل سے اتنا شغف ہے کہ ادھر ایک دن کی دیر ہوئی ادھر اُن کا شکایت نامہ جو زجر و توبیخ کا عصارہ ہوتا ہے پہونچتا ہے، انھون نے مجھے لکھا کہ مین فلان ملا کے نام بر موجودہ اسٹیٹ مین سہیل کی چارون جلدین وی، پی کردون، مین نے تعمیل حکم کی، اور قسمت نے متبسمانہ انداز سے کوکب بخت پر چھوٹ ڈالی - وی پی گیا اور چار ماہ تک وصول نہ ہوا مکتوب الیہ اور محرک کے نام خطوط بھیجے مگر کوئی جواب نہ ملا یا اللہ یہ کیا معاملہ ہے؟ آخر تفتیش باضابطہ شروع ہوئی معلوم ہوا کہ کلارک کی غلطی سے بجائے وی پی کے سہیل کی جلدین رجسٹری کردی گیئن - اے لیجیے

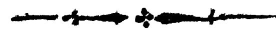
عجب دلچسپ منظر پیدا ہوگیا مکتوب الیہ کو یہ خیال کہ "مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے" مجھے یہ ملال کہ اڑتالیس پرچون پر اڑتالیس پیسے محصول کے اور چار آنے رجسٹری کے گئے یہ سب کتنا ہوا آپ حساب کیجیے پھر اس پر مراسلات وکوفت کا صرف مستزاد - خدا بھلا کرے ڈاکخانہ کے کارکنون کا جنھون نے سہیل کی جلدین مکتوب الیہ سے بجبر حاصل کرکے مجھے واپس کین مگر محرک اور ملا پر اسکا اثر آج تک تو ہوا نہین سہیل کا نقصان ہوا ان کی بلا سے ایک خریدار تو انھون نے دیا یہ وصف کیا کم ہے - اگر ملا ایسا ہی ہوتا ہے تو بہت خطرناک مخلوق ہے اور اگر حکیم کا یہی فریضہ ہے جو اس حکیم محرک نے ادا کیا تو بہت ہیبت ناک مفہوم ہے - خدا بچائے رکھے



ایک صاحب اور ہمارے بڑے کرمفرما ہین، وہ دفتر مین کبھی کبھی اودھ کی سرزمین سے آتے ہین اور اپنا فیض لسانی جاری کرکے چلے جاتے ہین ابکی بھی آئے اور واردات قلب کی ایسی وکالت کی کہ الہی توبہ، سہیل کے خریدار نہ تھے ابکی مرتبہ نہ معلوم کیون غنڈا سے دوحی مجھکر جتنے پرچے اس سال نکل چکے تھے لے گئے اور چندہ بھیجنے کا وعدہ کر گئے ان کے الفاظ پر اعتماد کرتے ہوئے مجھے بھی ارسال سہیل مین کوئی عذر نہ رہا - مگر آخر کبتک ، حریفہ لکھا تو جواب ندارد، یاددہانی کی تو خود فراموشی اور بڑھ گئی اور سہیل فراموشی سہل ہوگئی مجبوراً رسالہ بند کردیا، اور تجربات مین ایک اضافہ اور لکھ لیا - اگر اس محیط مین یہ مصرعہ پڑھتا ہون ؏

"تسکین کو ہم نہ روئین جو ذوق نظر ملے"

تو غالباً وہ خفا ہون گے - مگر امید ہے کہ معاف بھی کردین -



سہیل کی آئندہ رفتار کیسی ہوگی ؟ اس کا جواب ضرور دینا ہے، اور وہ یہ ہے - چونکہ اس سال سہیل اپنے وقت سے شائع نہ ہوسکا اور اس کا اثر ماہ بماہ ہر مہینہ پر پڑتا رہا اور یہ مین بے تار رہے گا کیونکہ معلوم ہے کہ اس کے قلمی معاونین اور مخلص مددگار دست تنگین

بلکہ صرف ایک ہے یا زیادہ سے زیادہ دو کہہ لیجیے وہ بھی اگر وحدت نور کے نہ قائل ہوجیے تو ایسی صورت مین میرا خیال ہے کہ سہیل کا سال بجائے شوال کے ذیحجہ سے شروع کیا جائے اس مین ہماری بہت سی عیدین مناسب موضوع سہیل بھی ہین، اور نیز یہ بھی کہ مجھے دو ماہ کی فرصت بھی ملے گی جس مین اطمینان سے مین سہیل کی ہر حیثیت انتظامی بھی درست کرلونگا، خریدارون کی لئے بھی ارسال زر مین گنجایش وقت نکلے گی اور انشاء اللہ سال پنجم باحسن وجوہ تمام ہوسکے گا۔ یہی قصد ہے اور یہی ارادہ ہے غالبًا یہ رائے آپکو بھی پسند ہوگی۔ مگر ایسا اسوقت ہوگا۔ اگر مین خدانخواستہ شوال کا پرچہ اوائل ذیقعدہ مین نہ ہونچا سکا۔

غور سے ملاحظہ کیجیے

اپنا چندہ سال پنجم کا بھیجیے، یا عدم خریداری کی اطلاع دیجیے۔ ورنہ وی پی کی منتظر رہیے جن حضرات پر سال گزشتہ کا چندہ باقی ہے وہ اس سے سبکدوشی کی کوشش فرمائین۔ منی آرڈر بھیجیے۔ وی پی کی کشمکش سے نجات دیجیے۔ خطوط جب روانہ کیجیے تفصیلی ہون کیونکہ اجمال میری سمجھ مین نہین آتا۔ جس ماہ سے خریدار بنیے اس ماہ کا اظہار کیجیے۔ خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیجیے۔ جواب طلب امور کے لیئے جوابی کارڈ بھیجیے یا ٹکٹ۔ ان تمام باتون کو اپنی ڈائری مین نوٹ کر لیجیے۔

خبر غم

ہمین یہ معلوم کر کے سخت صدمہ ہوا کہ والدہ محترمہ جناب راجہ محمد مہدی صاحب دام اقبالہ نے شہر الدین داعی اجل کو لبیک کہی مرحومہ کے جذبۂ ایمانی کی معراج اور کوکب بخت کا عروج اگر دیکھنا ہے تو وقت ورود ماہ وفات پر نظر ڈالیے۔ سہیل مرحومہ کے پسماندگان سے اپنے مخصوص دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور مرحومہ کے لئے خدا سے بدعائے مغفرت اور ناظرین سے ایک مرتبہ فاتحہ کا طلبگار ہے۔

جواب رسالہ ردع اللئام

"کلوخ انداز را پاداش سنگ ست"

مدتیں گزریں کہ ایک رسالہ بغرض جواب پنجاب سے میرے پاس آیا تھا، جو ایک بی۔ اے منشی فاضل کی باطل کوشی کا نتیجہ ہے اور جس میں اہل تشیع کی دل آزاری کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا، اس کے الفاظ شان ائمہ اطہار میں ایسے ہیں کہ کوئی خارجی النسل انکا استعمال نہ کریگا اور اسکا مخاطبہ اہل تشیع سے ایسا ہے کہ سوا طبقۂ کفر کے یہ آواز کسی اور گروہ سے بلند نہیں ہو سکتی، اس کے مزخرفات لاطائل ظاہر کرتے ہیں کہ لکھنے والا ان کا کندۂ ناتراش ہے، جسے نہ علم سے کوئی مس ہے اور نہ مناظرہ سے کوئی لگاو

اگرچہ اس رسالہ کی سیاق وسباق عبارت کا تقاضا یہی ہے، کہ جواب ترکی بہ ترکی ہو مگر سہیل کی تہذیب کا خیال رکھتے ہوئے بہت کچھ قلم کو دبانا پڑتا ہے اور یہاں انتقام کا گلا گھونٹنا پڑتا ہے ابھی اس رسالہ کے مطالب سے بحث نہیں صرف اس کے ٹائیٹل کی عبارت بنذر ناظرین سہیل یمن کی جاتی ہے اور بمقتضائے

سفلہ چو جاہ آمد و سیم و زرش   سیلی خواہد بحقیقت سرش

اس کا جواب بھی دیا جاتا ہے۔

رسالہ کا رنگ زرد ہے، اور اس کی زرد روئی "والمصفراتہ" پر روشنی ڈالتی ہے، اس کے ٹائٹل پیج پر حسب ذیل عبارات ہیں:۔

"لاہور میں طاعون کی وجہ سے یہ رسالہ حضرت علی کی وفات کے مہینہ میں شائع ہوا"

مر تضی را من شبے دیدم بخواب   گفتمش اے شیر مرد باصفا

ہیچکس غائب شد از اولاد تو   گفت از اولاد اشرار والشقا

اتہام رافضی بر امت ایں پود من گریزد از کرب و بلا"

الحمدللہ کہ یہ رسالہ "ردع الفئام عن رجعۃ الامام

"با امت ابو حنیفہ نکو ست کاول و افضل ائمہ اوست"

جس میں روافض کے وہمی امام غائب کے پیدا ہو کر گم ہو جانے پھر ظہور فرمانے اور غلبۂ اسلامی بزرگوں کو جلا کر (یعنی ثلثہ سے بزرگ - سہیل) عذاب دینے ...... کے دلچسپ قصے بیان کیے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ یہ افسانے قرآنی تعلیم اور فہم و فراست سے کوسوں دور ہیں مسلمانوں کو ان پر ہرگز یقین نہ کرنا چاہیے۔"

سہیل :- یہ ٹائیٹل کے ضروری عبارات تھے جو نقل کیے گئے اگرچہ پوری عبارت دعوے بے دلیل کی حیثیت رکھتی ہے اور کوئی علمی بحث نہیں مگر پھر بھی بعض چیزوں کا جواب ضروری ہے۔

مجھے تعجب ہے کہ پنجاب کی انجمن "جعفریہ ایسوسی ایشن" نے اس پر کوئی اثر کیوں نہیں لیا، مگر ممکن ہے کہ اس کا جواب شائع کیا گیا ہو اور مجھے نہ ملا ہو یا یہ کہ "جواب جاہلان باشد خموشی" پر عمل کیا گیا ہو بہر حال جس فرقہ کے ہاتھوں میں قلم باطل کُش اور حق کوش ہے اُس کو نہ مغلوب الغضبی کی ضرورت ہے نہ ایسے مضامین کے خلاف استغاثہ کرنے کی، یہ تو ان لوگوں کا شیوہ ہے جن کی مذہب کی "الماس طیبہ" کے چہرہ کے نمک پر قائم ہے اور جو "تنگ آمد بجنگ آمد" کے کلیہ کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ ہم ایسے مزخرفات کو "ہباءً منثورا" سمجھتے ہیں اور اس خارزار سے بھی واقف ہیں جہاں سے اس باد سموم کا تعلق ہے اب جواباً کچھ نذر ہے :-

من شبے بہر سوال از مرتضےٰ پہن کردم دامن تخییل را
عرض کردم با ادب کے شاہ دیں آدمی گاہے بجز آب بے حیا ؟
صد سوال از تو کنند اولاد تو در جواب غیبتش گفتی تو "لا" ؟
چون شنید این، روے را در ہم کشید وا چنیں فرمود شاہ لافتی

"این خیال است ومحال است وجنون" — کے روم در خواب اطلاق و زنا
منکر غیبت نباشد جز کسے — کرد فلک در غیبت ذات خدا
یا کسے کو شل اودانست لغو — عرش و کرسی و صراط و لوح را
حور و غلمان و ملک جنات عدن — در حجاب اند این جملہ پس منکر چرا
پردۂ غیبت بہ رخ افگندہ اند — خضر و الیاس از گروہ انبیا
روح را بنگر کہ مثل بوئے گل — ہمراہ او اندر تن خاکیست جا
از گروہ مومنین بس خارج است — آنکہ باشد منکر این چیز ہا
شرط اسلام است این ایمان بہ غیب — "امنوا باللہ" بشنو این صدا
سرفروشی کرد کو را بد محل — بود من نگریخت از کرب و بلا
مصلحت بود این کہ مکہ را گذاشت — سوئے غار ثور رفتہ مصطفٰیؐ
قبل بعثت مدتے از خوف قتل — بود در غیبت شہر ہر دو سرا
موسیٰ عمران راہ خود گرفت — ترک کرد از خوف جائے خویش را
ہان نفہمد آنکہ باطل پرور است — فرق بین ہست در جبن و تقی

ناظم کا شعر "با امامت ابوحنیفہ نکوست — کا ول افضل الائمہ اوست" بھی کچھ چاہتا ہے۔ میرے نزدیک اگر حسب ذیل مصرعے ہوں تو شاید حق سے متجاوز نہوں گے جیسا کہ کتب اہل سنت میں بھی موجود ہے۔

"با امامت ابوحنیفہ نکوست" — کانکہ تقلیب شرع و دین کردہ اوست
"با امامت ابوحنیفہ نکوست" — کاختراع قیاس ورائے از اوست
"با امامت ابوحنیفہ نکوست" — نزد او جائز از نبیذ وضوست
چون رود در عبادت خالق — جلد مدبوغ کلب پوشش اوست
غرض از قلب شرع و دین نزدش — بادۂ خوشگوار در جام و سبوست

ہرچہ گویم غلط نمیگویم — کتب فقہ سنیان مملوست
صبح صادق کجا کجا کاذب — روسیاہے مقابل مہروست
آن امام من است کز فیضش — زلف پرپیچ شرع عنبر بوست
جعفر صادق بلند مقام — کز خدا شد برو درود و سلام

"جعفری باش گر حسد اخواہی
ورنہ در ہر طریق گمراہی"

اب اس کے بعد اگرچہ بہت سی چیزیں قابل جواب ہیں مگر فی الحال اتنا حصہ اس رسالہ میں سے اخذ کیا جاتا ہے جو سیاہ قلب وسیاہ رو نے حضرت حجت عجل اللہ فرجہ کے متعلق لکھا ہے اور اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ لکھتا ہے:

"روافض کے موہوم امام آخر الزمان کا حال۔ امام یازدہم کی لاولدی جمیع مورخین و ارباب سیر کا بہ استثنائے روافض اتفاق ہے کہ امام یازدہم حضرت حسن عسکری نے اپنے بعد کوئی اولاد نہیں چھوڑی اور ان کے بھائی نے یعنی حضرت جعفر نے بھی یہی بیان کیا کہ نہ اُن کے کوئی اولاد ہے اور نہ ہی ان کے ازواج وکنیزوں میں سے کوئی حاملہ ہے اس اظہار حقیقت پر روافض کے غصہ کا پارہ انتہائی درجہ پر چڑھ گیا" الی اخر الخرافات

سہیل: یہ جاہل بحث اس بات کو کہتا ہے کہ سوا اہل تشیع کے اور کہیں امام عصر کا وجود ثابت نہیں ہوتا اور نہ وہ باتیں ملتی ہیں جو اہل تشیع کہتے ہیں۔ یہ جو کچھ بھی کہا جا رہا ہے وہ نتیجہ تھی دامنی اور کوتاہ نظری ہے ورنہ شاید قلم کو اس دعوے کی جرأت نہ ہوتی۔ اب ہم ان علمائے اہل سنت کے عبارات لکھتے ہیں جو شیعی عقائد کو صحیح جانتے ہیں تاکہ دشمن کی گواہیوں سے ہمارا ادعا ثابت ہو اور جھوٹے پر خدا کی لعنت ابدالآباد کے لیے رہے۔

علمائے اہلسنت کی عبارتیں

عبد الحق دہلوی رسالہ مناقب ائمہ اطہار میں لکھتے ہیں

ابو محمد حسن عسکری رضی اللہ تعالی عنہما معلوم است
نزد خواص اصحاب و ثقات اہلش و روایت کردہ اند
کہ حکیمہ بنت ابی جعفر محمد جواد رضی اللہ عنہ
کہ عمہ ابو محمد حسن عسکری رضی اللہ عنہ
باشد دوست میداشت و دعا میکرد و تضرع
می نمود کہ او را پسرے بوجود بہ بیند و ابو محمد حسن عسکری
رضی اللہ عنہ جاریہ را برگزیدہ بود کہ نرجس گفتند
چون شب نصف شعبان خمس و خمسین و مائتین
شد حکیمہ نزد ابو محمد آمد او را دعا کرد حسن عسکری
التماس نمود کہ یا عمہ امشب نزد ما باش کہ کارے
در پیش است حکیمہ بالتماس حسن عسکری شب در خانہ
ایشان باستاد چون وقت فجر رسید نرجس بدرد
زہ مضطرب شد حکیمہ نزد نرجس آمد مولودے دید
بوجود آمدہ مفرد ع منہ یعنی ختنہ کردہ شدہ فارغ
از ختنہ و کار شست و شو کہ مولود را کنند نزد
حسن عسکری آورد دگرفت و دست برپشتش
و چشمانش فرود آورد و زبان خود را در دہنش

حضرت ابو محمد حسن عسکری خواص اصحاب اور ثقات
کے نزدیک آپ کا وجود یقینی ہے۔ اور روایت کی ہے کہ حکیمہ
بنت ابو جعفر محمد جواد رضی اللہ عنہ جو ابو محمد حسن عسکری رضی اللہ عنہ
کی پھوپھی تھیں آپ کو بہت دوست رکھتی تھیں اور دعا
فرمایا کرتی تھیں کہ پروردگار عالم امام حسن کو ایک فرزند
عطا فرمائے امام ہمام ابو محمد حسن عسکری رضی اللہ عنہ کی
نگاہ التفات نے حضرت نرجس خاتون کو منتخب کیا تھا
چنانچہ جب نیمہ شعبان ۲۵۵ھ کی آئی تو حکیمہ حسن عسکری
رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائیں آپ نے ان سے
فرمایا کہ اگر آج کی رات آپ یہیں رہتیں تو بہتر تھا کیونکہ
ایک کام ہے۔ جناب حکیمہ نے وہی کیا اور شب کو
وہیں قیام فرمایا جب وقت سحر قریب ہوا تو جناب
نرجس خاتون کو درد زہ میں مضطرب پایا جناب حکیمہ جناب
نرجس خاتون کے پاس آئیں اور آکے دیکھا کہ ایک بچہ
پیدا ہوا ہے جو مختون ہے اور جس کی شست و شو
ہو چکی ہے۔ اس بچہ کو لیکر آپ امام کے پاس تشریف لائیں
آپ نے اپنا ہاتھ بچہ کی آنکھ اور منہ پر پھیرنا شروع کیا اور اپنی

در آورد و در گوش راست او اذان و در گوش چپ
او اقامت گفت و گفت یا عمہ بیر او را پیش مادرش
پس حکیمہ او را پیش مادرش برد و حکیمہ میگوید
کہ بعد از ان پیش ابو محمد حسن عسکری رضی اللہ عنہ
آمدم مولود را پیش وے دیدم و او را نورے در
عظمتے دیدم کہ دل من تمام گرفتار او شد گفتم - سیدی
ہیچ علمی داری بحال این مولود مبارک کہ آن علم را
بمن القا کنی - گفت یا عمہ این مولود منتظر ماست
کہ ما را بدان بشارت دادہ بودند حکیمہ گفت
پس من بر زمین افتادم و بشکر از ان بسجدہ
رفتم دیگر نزد حسن عسکری آمد و رفت میکردم
روزے نزد وے آمدم مولود وے را ندیدم
گفتم اے مولاے من آن سید منتظر ما چہ شد
گفت آن را سپردم بآن کس کہ مادر موسٰے
پسر خود را بموسے او را سپردہ بود -



زبان مبارک دہن اقدس میں اس بچہ کے دے دی -
اور داہنے کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت
فرمائی پھر امام نے جناب حکیمہ سے کہا کہ اس بچہ کو اسکی
ماں کے پاس لیجائیے چنانچہ وہ جناب نرجس کے
پاس لائیں - پھر حکیمہ کہتی ہیں کہ میں امام کے پاس آئی
تو میں نے اس بچہ کو آپ کے پاس دیکھا اور ایک خاص
عظمت اور خاص نور اس بچہ میں نظر آیا جس کو دیکھکر
میرا جذبہ اُدھر اور زیادہ ہوا میں نے امام سے کہا کہ اے
میرے سردار آپ کو کچھ اس بچہ کے متعلق علم ہے اگر ہے
تو مجھے بھی بتائیے - امام نے فرمایا کہ اے پھوپھی
یہ وہی "مولود منتظر" ہے جس کی بشارت دیجا چکی ہے
حکیمہ فرماتی ہیں کہ یہ سن کر میں نے سجدۂ شکر ادا کیا -
اور چلی گئی، میں اکثر اوقات امام کے پاس آمد و رفت
رکھتی تھی ایک روز جو آئی تو میں نے اس بچہ کو
وہاں نہ دیکھا تو میں نے پوچھا کہ اے میرے سردار
وہ "سید منتظر" ہمارا کہاں گیا - امام نے جواب
دیا کہ اس بچہ کو اُس ذات کے سپرد کیا ہے جس کو
مادر موسی نے اپنا بچہ (جناب موسی کو) سپرد
کیا تھا -

(اس مضمون کا سلسلہ دوسرے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

جمال الدین محدّث کی عبارت

یہ وہ ہین جن کی افضلیت کے قائل ملا علی قاری روضۃ الاحباب مین اور ملا یعقوب لاہوری خیر جاری شرح صحیح بخاری مین ہوئے ہین اور عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوت مین اُن کو افضل علما اور مشائخ کبار مین گنا ہے ۔

لکھتے ہین ” کلام دربیان امام دوازدہم موتمن
محمد بن الحسن تولد ہمایون آن دردرج ولایت
وجوہر معدن ہدایت بقول اکثر اہل روایات
درنصف شعبان سن خمس وخمسین ومائتین
درسامرہ اتفاق افتاد وقیل فی الثالث والعشرین
من شہر رمضان سنہ ثمان وخمسین ومائتین
مادر آن عالی گوہر ام ولد بود مسماۃ بصقیل
یا سوسن وقیل نرجس وقیل حکیمہ وآن امام
ذی الاحترام درکنیت ونام حضرت خیر الانام
علیہ وآلہ تحف الصلوٰۃ والسلام موافقت
دارد ومہدی منتظر وخلف الصالح وصاحب الزمان
درالقاب او منتظم است ودر وقت وفات
پدر بزرگوار خود بروایت اول کہ بصحت اقرب است
پنجسالہ بود وبقول ثانی دوسالہ وحضرت
واہب العطایا آن شگوفہ گلزار ولایت را مثل یحییٰ وزکریا
سلام اللہ علیہما درحالت طفولیت حکمت

یہ کلام امام دوازدہم محمد بن حسن (عجل اللہ فرجہ) کے
بارے مین ہے ۔“ یہ گوہر درج ولایت اور جوہر معدن
ہدایت بقول اکثر اہل روایات نصف شعبان
۲۵۵ھ ہجری کو سامرہ مین پیدا ہوا اور بعضون نے
لکھا ہے کہ نہین بلکہ تیئیس رمضان ۲۵۸ھ ہجری
مین آپ کی ولادت باسعادت مقام سامرہ مین
ہوئی آپ کی والدہ گرامی کا نام صیقل یا سوسن
یا نرجس تھا اور آپ ام ولد تھین ۔ اور (حضرت
حجت) امام ذو الاحترام کی کنیت اور نام
بالکل وہی ہے جو حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا ہے ۔ آپ کے لقب مین مہدی منتظر
خلف صالح اور صاحب الزمان ہے ۔ آپ کی عمر اپنے
پدر بزرگوار کی وفات کے وقت بنا بر روایت اول
جو صحیح ہے ، پانچ سال کی تھی اور بنا بر روایت ثانی
دو سال کی تھی ، جناب باری عز اسمہٗ نے آپ کو یحییٰ
اور ذکریا علیہما السلام کی طرح بچپنے ہی مین حکمت

کرامت فرمود و در وقت صبا بمرتبہ بلند امامت
رسانید و صاحب الزمان در عہد معتمد خلیفہ در سنہ
خمس و ستون یا سنہ ست و ستون مائتین
علی اختلاف القولین در سرد آبہ سرمن رای
از نظر فرق برایا غائب شد۔

(امامت) کرامت فرمائی تھی اور سن صبا ہی میں امامت
عطا فرمائی تھی اور حضرت صاحب الزمان یعنی
جناب مہدی دوران عہد دولت معتمد عباسی میں
۲۶۵ھ یا ۲۶۶ھ ہجری میں غار سرمن رای
(سامرہ) میں نگاہ خلق سے غائب ہو گئے۔

ابو عبد اللہ محمد بن یوسف محمد گنجی شافعی صاحب کفایۃ الطالب کی عبارت

علی ما نقل عنہ الموالف والمخالف
من الدلالۃ علی کون المہدی
باقیا منذ غیبتہ الی الان انہ
لا امتناع فی بقائہ کبقاء
عیسی بن مریم والخضر و
الیاس من اولیاء اللہ وبقاء
اعور الدجال و ابلیس
اللعین من اعداء اللہ وھؤلاء
قد ثبت بقاءھم بالکتاب
والسنۃ الی اخر ما ھو مذکور
فی کتب الاصحاب وکتب
اھل الخلاف لکشف
الغمۃ الخ۔

موالف و مخالف دوست و دشمن ہر ایک نے
ان دلائل کو نقل کیا ہے جن سے پتہ چلتا ہے کہ
حضرت حجت (عجل اللہ فرجہ) روز غیبت سے
لیکر آج تک باقی اور موجود ہیں اور اس بات کا
ذکر کیا کہ آپ کے اس طول بقا میں کوئی امتناع کا
پہلو نہیں نکلتا اور نہ یہ محال ہے جیسے حضرت خضر
اور جناب الیاس پیغمبران خدا اور اولیاے خدا
میں سے آج تک باقی ہیں اور یہ وہ ہستیاں ہیں
جن کی بقا کتاب خدا اور سنت رسول دونوں سے
ثابت ہیں جیسا کہ کتب اصحاب اور کتب اہل خلاف
دونوں میں اس بات کا تذکرہ ہے، اولیاے خدا
میں سے پیغمبران مذکور اور اعداے خدا سے
اعور دجال اور ابلیس زندہ اور ابتک باقی ہیں

عبارت سبط بن الجوزی صاحب تذکرہ

ھو محمد بن الحسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب علیھم السلام وکنیتہ ابو عبداللہ و ابو القاسم وھو الخلف الحجۃ اللہ صاحب الزمان

تذکرۃ خواص الامۃ ص ۳۶۳ [illegible]

آپ محمد فرزند حسن فرزند علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابیطالب ہیں۔ علیہم السلام۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور ابو القاسم ہے۔ آپ ہی "خلف حجت" صاحب الزمان، قائم منتظر باقی، اور آخر ائمہ ہیں

عبارت نور الدین بن صباغ المالکی صاحب فصول مہمہ

الفصل الثانی عشر فی ذکر ابی القاسم محمد الحجۃ الخلف الصالح ابن ابی محمد الحسن الخالص و ھو الامام الثانی عشر تاریخ ولادتہ ودلائل امامتہ وذکر طرف من اخبارہ وغیبتہ ومدۃ قیامہ و قیام دولتہ وذکر نسبہ وکنیتہ ولقبہ وغیر ذلک۔

بارھویں فصل تذکرہ میں ابو القاسم محمد، یعنی حجت وخلف صالح کے جو بیٹے ہیں ابو محمد حسن عسکری کے اور آپ بارھویں امام ہیں اور یہ فصل جو لکھی جاتی ہے آپ کی ولادت، دلائل امامت، آپ کے اخبار، آپ کی غیبت، آپ کی مدت قیام، مدت حکومت، تذکرہ نسب، کنیت اور لقب وغیرہ سے متعلق ہے۔ ....

وروی ابن الخشاب فی کتابہ موالید اھل البیت یرفعہ بسندہ الی علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام انہ قال الخلف الصالح من ولد ابی

ابن خشاب نے اپنی کتاب میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل کرکے لکھا ہے کہ فرمایا کہ خلف صالح اولاد ابو محمد حسن عسکری سے آپ ہی ہیں اور آپ ہی صاحب الزمان ہیں اور قائم مہدی بھی آپ ہی کی ذات ہے۔ لیکن وہ نص امامت

محمد الحسن بن علي وهو صاحب
الزمان والقائم المهدي امام
النص على امامته من حجة ابيه
فروى محمد بن علي بن بلال قال
خرج الي امر ابي الحسن العسكري قبل
مضيه بسنتين يخبرني بالخلف من
بعده وعن ابي هاشم الجعفري
قال قلت لابي محمد الحسن بن
علي جلالتك يمنعني عن مسألتك
افتاذن لي ان اسألك فقال
سل فقلت ياسيدي هل لك
ولد قال نعم قلت فان حدث
حادث فاين اسال عنه قال
بالمدينه ولد ابو القاسم محمد
الحجة بن الحسن الخالص بسر من راى
ليله النصف من شعبان سنه
خمس وخمسين ومائتين من
الهجرة النبويه ...... وهذا طرق
يسيره مما جاء من النصوص من الدلالة
على الامام الثاني عشر من الائمة
الثقاة والروايات في ذلك

جو آپ کے پدر بزرگوار کی طرف منسوب ہیں۔ پس روایت
کی ہے محمد بن علی بن بلال نے کہ امام حسن عسکری
کی توقیع آپ کے وفات سے دو سال پہلے
میری طرف یوں نکلی کہ میرے بعد خلف قائم حضرت مہدی ہیں
اور ابو ہاشم جعفری نے کہا کہ میں نے حضرت ابو محمد سے
عرض کیا کہ آپ کی جلالت شان مجھے سوال کرنے سے روکتی
ہے کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں آپ سے کچھ
سوال کروں آپ نے فرمایا "پوچھو جو چاہے" میں نے
عرض کی کہ اے میرے آقا آپ کے کوئی فرزند ہے؟
کہا "ہاں" میں نے پوچھا کہ اگر کوئی ضرورت پیش
آئے تو اُن کو کہاں پاؤں، فرمایا مدینہ میں۔
حضرت ابو القاسم محمد حجت بن حسن خالص سامرہ میں
نیمہ شعبان ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اس کے بعد
لکھتے ہیں۔
کہ یہ وہ سہل طریقے ہیں جو نصوص میں ذکر کئے گئے ائمہ ثقات
سے جن میں وجود حضرت حجت کے دلائل پائے
جاتے ہیں اور روایات اس بارے میں بہت زیادہ
ہیں اور اخبار مشہور ہیں ہم نے اس کے تذکرہ سے
عمداً اعراض کیا ہے، اصحاب حدیث نے ان کو
اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے اور ان کے جمع کرنے میں
توجہ و اعتنا سے کام لیا ہے۔

كثيرة والاخبار شهيرة اضربنا عن ذكرها وقد دونها اصحاب الحديث في كتبهم واعتنوا بجمعها ...... قال بعض العلماء المهدي هو القائم المنتظر وقد تعاضدت الاخبار على ظهوره وتظاهرت الروايات على اشراق نوره وسيسفر ظلمة الايام والليالي بسفوره وينجلي برؤيته الظلم انجلاء الصباح عن ديجوره يخرج من اسرار الغيبة فيملاء القلوب بسروره ...... وخلف ابو محمد الحسن رضي الله عنه من الولد ابنه الحجة القائم المنتظر لدولة الحق۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ مہدی وہی قائم منتظر ہیں۔ آپ کے ظہور پر دلالت کرنے والے ایسے اخبار موجود ہیں جو کثیر ہیں اور ایک خبر دوسری خبر کی موئید ہے اور یوں ہیں ایسے روایات پائے جاتے ہیں جو طلوع نور حضرت سے خبر دیتے ہیں اور اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ آپ کے ظہور پر نور سے زمانہ کی تاریکیاں منور ہوجائیں گی۔ اسی طرح جیسے تاریکی شب انوار سحر (اور اس بات کی بھی روایات خبر دیتے ہیں) کہ پردۂ غیبت سے ظاہر ہو کر قلوب مومنین کو مسرور فرمائینگے ابو محمد حسن نے اپنے بعد آپ ہی کو چھوڑا اور آپ ہی امام اور حجت قائم منتظر دولت حق کے لیے ہیں۔ آپکی ولادت اور امر ولادت صعوبت وقت اور ناموافقت زمانہ کی وجہ سے پوشیدہ رہا کیونکہ خوف سلطان تھا اور بادشاہ وقت موالیان اہل بیت کے حبس و قتل میں کوشاں تھا۔

"اہل سنت والجماعت کیلئے مشکوٰۃ شریف کی روشنی میں صحاح کی گواہیاں"

یہ تو علمائے اہل سنت کے اقوال اور ان کی عبارتیں تھیں جو بخوف طول لیے اختصار سے پیش کی گئیں" اب تذکرہ علمائے اہل سنت کو چھوڑ دو اور ان کے تاریخی بیانات کو الگ کر دو "ذرھم ...... الایۃ۔

اب اپنی صحاح پر نظر کرو اور اس میں وہ احادیث دیکھو جو اس مطلب پر کافی روشنی ڈالتی ہیں اور رسول کی طرف منسوب ہیں۔ تم ہم پر رجعت کے واقعات از روئے حیثیت سے عائد کرتے ہو حالانکہ تمھارے علماء اس کے قائل ہیں جیسا کہ ابھی ابھی میں بیان کر آیا "سلی ھذا من استدلث اولا" پہلے اپنی

آنکھ کا شہتیر نکالو"

ہم تو بالکل رجعت کے قائل ہیں امام کی غیبت کے معتقد اس کے طول عمر کے دعاگو اور اس کے جان نثاری کا دعویٰ کرنے والے اور خدا ہمیں ان میں شمار کرے اور زمرۂ جان نثاران میں ہم ایسے ذلیل بے مقدار شمار کیے جائیں، اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا کیونکہ طرۂ "یومنون بالغیب" ہماری ہی دستار اطاعت کے لیے شایان اور ہمارے ہی تاج غلامی کے لائق ہے۔

تم اپنی کہو جس کا ایمان بالغیب مقدوح ہے اور جس سے قرآن مجید پناہ مانگ رہا ہے کیونکہ وہ ہدایت کا بیڑا ایسے ناہنجاروں کے لیے نہیں اٹھاتا۔ اچھا اگر یہ واقعات غلط تھے تو صحاح کو کیا ہوگیا تھا کہ ان میں ایسے احادیث جو اس مطلب کی تائید کرتی ہیں درج ہیں کیا حقیقتاً صحاح کی احادیث "احادیث الضبع استھا" کے مصداق ہیں۔

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ لا تذھب الدنیا حتی یملك العرب رجل من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی رواہ الترمذی وابو داود وفی روایۃ لہ قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذلك الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلا منی او من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی ویملا الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا	عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول نے فرمایا کہ دنیا جا نہیں سکتی جب تک کہ عرب پر حکومت اس شخص کی نہ ہو جو میرے اہل بیت سے ہوگا۔ ترمذی اور ابوداؤد نے اس کی روایت کی ہے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن باقی ہوگا جب بھی خدا اس کو اتنا بڑھا دیگا کہ ایک شخص میرے اہلبیت میں سے یا مجھ سے آئے اور آکے حکمران ہو اس کا نام میرے نام کی طرح ہوگا یہ زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح معمور کرے گا جیسے وہ ظلم وجور سے لبریز ہے۔
عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ یقول المھدی من عترتی من اولاد فاطمہ	ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ مہدی چوڑی پیشانی اور بلند ناک والا شخص ہوگا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول
الله صلعم المهدی منی اجلی الجبهة
اقنی الانف یملاء الارض قسطا وعدلا کما
ملئت ظلما وجورا یملك سبع سنین
رواه ابوداود مشکوٰة ص۴۷۰

ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ یہ شخص سات برس تک
حکمرانی کرے گا۔

عن ابی سعید الخدری قال ذکر رسول
الله بلاء یصیب هذه الامة حتی لا یجد
رجل ملجاء یلجاء الیه من الظلم فیبعث
الله رجلا من عترتی واهل بیتی فیملاء
الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما
وجورا یعیش فیه سبع سنین او ثمان
سنین او تسع سنین رواه الحاکم فی مستدرک

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا
کہ اس اُمت پر ایک وقت میں بلا نازل ہوگی ایسی
کہ لوگوں کو جائے پناہ نہ میسر آئے گی تاکہ کوئی شخص
ظلم سے بچ سکے۔ ایسے وقت میں خداوند عالم ایک
شخص کو میری عترت اور میرے اہل بیت سے بھیجے گا
وہ زمین کو انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جیسے کہ
وہ ظلم و جور سے مملو ہوگی۔ سات آٹھ یا نو برس
آپ کی زندگی اس کے بعد ہوگی حاکم نے اس کو اپنے
مستدرک میں لکھا ہے۔

عن ثوبان قال قال رسول الله اذا رایتم
الرایات السود من قبل خراسان فاتوه
فان فیها خلیفة الله المهدی رواه
احمد والبیهقی فی دلائل النبوة

ثوبان سے روایت ہے کہ رسول نے فرمایا کہ جب تم
سیاہ جھنڈے خراسان کی طرف سے آتے ہوئے دیکھو
تو اُن کی طرف بڑھو کیونکہ اُن میں خلیفۂ خدا مہدی ہونگے
احمد نے اس کی روایت کی ہے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ
میں لکھا ہے۔

ایسی ہی ہزاروں روایتیں مشکوٰۃ وغیرہ میں موجود ہیں جو رجعت کا پتہ دے رہی ہیں۔ اور قرآنی آیت "لعلھم یرجعون" اس مطلب رجعت کو اور بھی واضح کر دیتی ہے۔ کاش تمہارا ایمان قرآن پر ہوتا تو یہی وہ تمہاری ہدایت کے لیے آمادہ نظر آتا۔ اس سے زیادہ اگر دیکھنا ہے تو اسی "مشکوٰۃ" میں باب "شرائط الساعۃ" دیکھو تمہیں دجال کا خروج عیسیٰ کا ظہور امام ثانی عشر کا ظہور اور عیسیٰ کا نماز بین الرکن والمقام اور اُن کی بیعت امام ہمام عجل اللہ فرجہ سے یہ سب کچھ نظر آئے گا۔ بین ان تمام

باتوں کو بحیثیت تفصیل خوف طول کی وجہ سے نہیں لکھتا۔ پھر تمہیں بتاؤ کہ تمہاری مانی ہوئی رجعت مین کون سا اسلام نظر آتا ہے اور ہماری مسلمہ رجعت مین کون سا کفر دکھائی دیتا ہے۔ جس رجعت سے تم فراری تھے وہی آخر تمہارے گلے پڑی۔ سچ ہے من طعن من وقد الی بوتقد دخل احد ھما فی استہ"

امکرا و انت فی الحدید

عبید بن اسباط بن محمد القرشی نا	عبید بن اسباط نے سلسلۂ مذکورہ روایت کی ہے
ابی نا سفین الثوری عن عاصم بن	کہ رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ دنیا اسوقت تک ختم نہیں
بہدلہ عن زر عن عبد اللہ قال قال	ہوگی جب تک عرب کا مالک ایک شخص میری
رسول اللہ لا تذہب الدنیا حتی یملک	عترت اور میرے اہلبیت سے نہوے۔ اس کا
العرب رجل من اھلبیتی یواطی اسمہ	نام میرا نام ہوگا۔ یہ حدیث رواۃ کے نزدیک
اسمی وفی الباب عن علی وابی سعید	حدیث حسن صحیح ہے۔
وام سلمہ وابی ھریرہ ھذا حدیث	عاصم نے ابو صالح سے اور انھوں نے ابو ہریرہ سے
صحیح قال عاصم نا ابو صالح عن ابی ھریرہ	روایت کی ہے کہ رسول نے فرمایا کہ حیات دنیا کا اگر
قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول	صرف ایک ہی دن باقی ہوگا تو خدا اس کو طویل کردیگا
اللہ ذلک الیوم حتی یلی رجل من	اتنا کہ میرے اہلبیت مین سے ایک مرد حکمران ہو
اھلبیتی یواطی اسمہ اسمی۔ ترمذی ۲۷۱	جس کا نام میرے نام کی طرح ہوگا۔

یہ تمام احادیث بمنزلہ بہرنے از بسیارے و یکے از ہزارے ہین۔ تم اپنی صحاح دیکھو سب کچھ نظر آئے گا۔ بخاری، نسائی، ترمذی اور مسلم وغیرہ مین ان احادیث کا تذکرہ موجود ہے۔ اسی طرح جیسے صحابہ کبار کی مدحین انہین لکھی ہوئی ہین بیت "الاسکاف فیہ من کل جلد رقعہ موچی کے گھر مین ہر قسم کے چمڑے کا پیوند ہے"۔ یہ کیا کہ جو احادیث مدح صحابہ مین ہین وہ صحیح ہین اور جو ہمارے مطالب کی موید ہین وہ صحیح نہین، بھلا ہو اس تعصب کا جو صحاح پر حرف لاتا ہے۔

اَبدیٰ الصریح عن الرغوہ

الحمدللہ کہ ہمارے ایمان بالغیب اور رجعت یقینی پر دشمن کے اقوال شاہد نکلے اور کتب مخالفت سے اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ مہدی آخرالزمان عجل اللہ فرجہ کا ظہور و رجعت اسی طرح برحق ہے جس طرح کہ قیامت کا آنا اور عیسیٰ کا نزول اور اُن کی بیعت امام ہمام سے اسی طرح یقینی ہے جس طرح اہل سنت کے نزدیک گھونگروالے خدا کا نزول شب جمعہ فلک اول پر۔ یونہی دجال کا خروج اسی طرح حتمی ہے جس طرح ظالمین حق اہل بیت کی تعذیب اور اُن کی سزا۔

حدث من فيك لحدث من فرجك

ملیکہ کا خواب اور ملحد کا اعتراض

"حضرت نرجس خاتون جن کا نام نامی ملیکہ تھا او ر یشوعا قیصر روم کی دختر نیک اختر تھین اور جن کی والدہ حضرت شمعون الصفا وصی حضرت عیسیٰ کی اولاد سے تھین - ان کے نکاح کے واقعہ کو جس کو علماے اہل تشیع نے لکھا ہے کہ اس کی ابتدا خواب مین ہوئی اور حضرت عیسیٰ مع حواریون کے خواب مین تشریف لائے اور بعد اس کے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نزول اجلال ہوا اور انھون نے حضرت عیسیٰ سے ان کے وصی کی بیٹی نرجس خاتون کی نسبت عقد اپنے وصی کے بیٹے یعنی امام حسن عسکری کے لیے چاہی جو قبول ہوئی" یہ خلاصہ ہے اس روایت کا جس پر اعتراض ملحد ہے کہ

"یہ تمام واقعہ خواب کا ہے اور ناظرین اسے ضرور ملحوظ رکھیں"

"یہ بات قابل غور ہے کہ حسن عسکری سے ملنے کے لیے اسلام ضروری ہوا لیکن نکاح بغیر اسلام لائے ہوگیا"

سبحان اللہ کیا احمقانہ اعتراض ہے، اس کی سمجھ میں یہ نہین آتا کہ رویا کا مسئلہ بسا اوقات اگر رویاے صادقہ ہے تو قطعی اور یقینی ہوتا ہے اگر ایسا خواب دیکھا گیا تو اس کا وجود خارج مین بھی ہوا، یہ تو ہمارے مطلب کے مؤید بات ہے جس مین کوئی اعتراض کا پہلو نظر نہین آتا۔

اس واقعہ میں معترض کو دو چیزیں قابل اعتراض نظر آتی ہیں ایک تو خواب کا اسلام دوم خواب کا نکاح بہرحال خواب میں نکاح ہو جانے سے یہ تو کہیں ثابت نہیں کہ وقوع نکاح بھی خواب ہی میں ہوا ہو لہٰذا وقوع نکاح بعد اسلام ہی ہوا ہوگا اور یقیناً ایسا ہی تھا۔

انبیاء و اوصیا کے خواب یا وہ ذوات جو منتخب نگاہ رب العزت ہوں ان کے رویا ویسے نہیں ہوا کرتے جیسے عوام کے خواب ہوتے ہیں بلکہ ان کے مفاد اور ان کے نتائج قطعی الوقوع ہوتے ہیں۔ بہت سے مقام پر نبوت کا اساس تمہیں اسی خواب ہی پر نظر آئے گا جو قطعی الصدور ہوا اور جس کی تعبیر یقینی ٹھہری۔ بہت سے مقام پر خواب عالم واقع کی تصویر کشی کرتا ہے مگر کور باطنوں کی سمجھ میں یہ باتیں نہیں آسکتیں۔

قرآن مجید کو دیکھو اور اس سے سبق لو خلیل اللہ کہتے ہوئے دکھائی دیں گے یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک بیٹا اسمعیل جیسے میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں پھر بیٹے کا جواب سنو یا ابت افعل ما تومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین بابا جو کچھ آپکو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کیجئے مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے چنانچہ خواب واقعہ ہو کے رہا اور ابراہیم نے اسمعیل کو ذبح کرنا چاہا جس سے معلوم ہوا کہ خواب خواب نہ تھا بلکہ عالم واقع اور عالم خواب میں ان ذوات کے نزدیک کوئی فرق نہ تھا۔

اسی راہ قرآنی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ملیکہ کا خواب بھی سمجھو اور مانو کہ خواب الہامی حیثیت رکھتا تھا جس کا وقوع جناب باری کے نزدیک ضروری تھا اور وہ ہو کے رہا۔

یہاں تو اہل عقل کو کوئی مضحکہ انگیز چیز نظر نہیں آتی بیوقوفوں کا کوئی ذکر نہیں البتہ خلافت خانہ ساز سے جو خواب متعلق ہے وہاں ضرور عقل کے قہقہے کی آوازیں گونج رہی ہیں ذرا اگر شرم ہو تو اپنے گریبان میں منہ ڈالو اور خلافت خانہ ساز کے اساس پر غور کرو کہ اس کی نیو کہاں پڑتی ہے اور بعد سقاد اثنا فی ثلثہ یہ کیونکر وقوع میں آتی ہے

من یزرع الشوک لایحصد بہ العنبا

کانٹے بوؤگے تو انگور نہ پیدا ہوں گے

عن جابر بن عبداللہ	جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول نے
انہ کان یحدث ان رسول اللہ	بیان فرمایا کہ ایک مرد صالح نے خواب میں دیکھا کہ
قال رای اللیلۃ رجل صالح ان	ابوبکر رسول سے (کے دامن سے) لٹکے ہیں اور عمر ابوبکر
ابابکر نیط برسول اللہ و نیط ابی	سے لٹکے ہوئے ہیں اور عمر سے عثمان لٹکے
بکر عمر و نیط بعمر عثمان الخ۔	ہوئے ہیں (معاذ اللہ خواب کا ہے کو ہے
ازالۃ الخلفا ص ... و مشکوۃ مناقب عمر باب خلافت	سرکس کا منظر ہے)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ یہ کس قسم کا خواب تھا جس سے خلافت پیدا ہوئی۔ شکر ہے خدا کا کہ اس خواب میں چوتھے خلیفہ کا تذکرہ نہیں کیونکہ وہاں خواب کی خلافت نہ تھی بلکہ وہ خلافت منصوص من اللہ تھی فللہ الحمد۔

"عالم خواب کا عالم واقع سے تعلق"

ابدای اللہ شواہد

"مشتری نے چار چاند لگا دیے"

یہ خواب جو ہدیۂ ناظرین سبیل کیا جاتا ہے اس سے انشاء اللہ علمائے اہلسنت کے خلاق و تہذیب و واقعہ نگاری، الد والدہ امام شافعی کی حیا پر ایک تیز روشنی پڑے گی خصوصاً اسوقت جب معتبرین رویا سے اس خواب کی تعبیر پوچھی گئی ہوگی تو الذکر عبدی و الانثی تقذی کا مضمون کچھ بعید نہیں اگر چھا ہو۔ خواب میں وہ روشن خیالی ہے کہ آہی تو ہے اس خواب کا نقل کرنے والا کوئی طباع قوی تھا کیونکہ اس نے مشتری والے خواب کو "مصابیح الظلم" میں لکھا ہے چنانچہ علامہ دمیری اپنی کتاب حیوۃ الحیوان جلد اول مطبوعہ مصر کے ص ... پر رقمطراز ہیں۔

و فی مصابیح الظلم قال ابن عبد الحکم لما حملت ام الشافعی بہ رأت

كان المشتري حضر من فرجها حتى انقض بمصر ووقع في كل بلدة منه قطعة فاوله اصحاب الروايا انه يخرج منها عالم يختص علمه باهل مصر ثم يتفرق بسائر البلاد

ساتج العلوم میں ابن حجر نے لکھا ہے کہ جب امام شافعی حاملہ اُن تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا مشتری اُنکے فرج سے خارج ہوا یہاں تک کہ مصر میں گرا اور دیگر ممالک میں اس کی ضو پہنچی۔ اصحاب الروایا نے اسکی تاویل یہ کی کہ ایک بڑا عالم اس جگہ سے نکلے گا جس کا علم پہلے مصر سے مخصوص ہوگا اور پھر دوسرے ممالک کے لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں گے

سبحان اللہ کس قدر باحیا تھی یہ عورت اور کس قدر وسعت تھی اس "کعشب" میں کہ اتنا بڑا سیارہ ستارہ جو علم ہیئت والوں کے نزدیک کرۂ ارض سے کہیں بڑا ہو اپنی جگہ اتنی سی جگہ میں کرے اور پھر کوئی زحمت شاقہ نہ ہو اس کو سوا کرامت کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

"ایک دوسرا خواب"

امام اہلسنت اور اللہ پاک کا جلوہ

امام احمد بن حنبل نے حضرت احدیت کو (معاذ اللہ) ننانوے بار خواب میں دیکھا اور ہر دفعہ بخشش کا افسون پوچھنا بھول جاتے تھے آخر دل میں ٹھان لی کہ اگر ابکی بار میں نے خواب میں "اللہ پاک" کو دیکھا تو بغیر پوچھے جانے نہ دوں گا چنانچہ سویں مرتبہ یہ اتفاق ہوا اور جو کچھ پوچھنا چاہتے تھے پوچھ لیا۔ علامہ دمیری حیوۃ الحیوان جلد اول صـ۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔

روى الامام احمد بن حنبل انه راى رب العزة فى المنام تسعا وتسعين مرة فقال ان رايته تمام المائة لا سالته فراه تمام المائة فسأله يا رب بما ينجو العباد

امام احمد بن حنبل نے خداوند عالم کو ننانوے مرتبہ خواب میں دیکھا اور کہا کہ اگر اب کی مرتبہ میرے خواب میں آئیں گے تو میں اُن سے ضرور پوچھوں گا چنانچہ پھر آپ کو خواب ہوا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا پوچھا "اے خداوند بندے کس چیز سے نجات پائیں گے" چنانچہ اُدھر سے ایک دعا تعلیم ہوئی۔

یہ ہے مجسم وحدانیت جس کے اعتقاد کے لیے اہل سنت آغوش کشادہ ہیں اور یہ ہی اس غیر مرئی ذات کی تجسیم جس سے اس قدیم ذات کے حدوث کا راستہ ملتا ہو اور یہ لوگ جس شے کے قائل ہیں اسکے لیے حدوث کو پہلے ہی جائز قرار دیتا ہے۔ ورنہ شب جمعہ نزول کیسا اور خواب میں آنا کیسا۔

ولیس ھذا اول قارورۃ — آنا یسوں کے ہاتھوں یہی پہلا شیشہ نہیں جو اسلام
کسرت فی الاسلام — میں چکنا چور ہوا ہے

تیسرا خواب

عن بن عمر قال سمعت رسول — ابن عمر سے روایت ہے کہ میں نے رسولؐ سے سنا کہ وہ
اللہ یقول بینا انا نائم اتیت بقدح — فرماتے تھے کہ ایک دن جو میں سویا تو میں نے دیکھا کہ
لبن فشربت حتی انی عمہ فاری — ایک دودھ کا بھرا ہوا بڑا پیالہ مجھے دیا گیا ہے میں نے
الری یخرج فی اظفاری ثم اعطیت — اسے پیا اور اس کی تروتازگی یا سیرابی میرے ناخنوں
فضلی عمر بن الخطاب قالوا فما — میں محسوس ہو رہی تھی کہ اتنے میں عمر آگئے میں نے اپنا
اولتہ یارسول اللہ قال العلم — فضلہ یعنی جھوٹا "آگے کا بچا ہوا" انکو دیا، اصحاب نے
"کتب احادیث" — عرض کی پھر اس کی کیا تعبیر ہے کہا یہی "علم"

سبحان اللہ ان خوابوں کا کیا کہنا اور ان کی صداقت کا کیا ذکر دنیا سے اعتقاد میں ان خوابوں سے چاہے جتنی ہلچل ہو جاوے مگر ظاہر ہے کہ عالم عقل کے فضا میں اس سے کوئی اثر بھی نہیں پیدا ہوتا۔ ناظرین دیکھتے جاتے ہوں گے کہ عالم خواب عالم واقع سے کسقدر مطابق ہوتا جاتا ہے۔ کہیں مشتری برج فرج سے نکل کے علامہ بناتا ہے کہیں قدح شیر علم دیتا ہے، کہیں خواب خلافت ثابت کرتا ہے۔

مگر افسوس اتنا ہے کہ حضرت عمرؓ کا، ایمان، علم، خلافت یہ سب کچھ خواب ہی میں ملتا تھا، اور اس قدر یقینی یہ خواب ہوتے تھے کہ آج دنیائے اہل تسنن ان سے استدلال کرتی ہے اور عالم واقع کی تاریخ میں درج کر دیئے گئے ہیں۔

دوسرا افسوس اس بات پر ہے کہ حضرت رسالتمآب کی تعبیر کہ اس "پیالہ شیر" سے علم مراد ہے

اگر علم رسول مراد ہے تو صحیح ورنہ اگر حضرت عمر کا علم مراد ہے تو یوسعت رسالت اس تعبیر مین چوک رہا ہے کیونکہ حضرت عمر کا جیسا علم تھا وہ ایک دنیا جانتی ہے۔ سورۂ بقر کو ملاحظہ کیجئے " کلالۃ " و ابا " سے معنی کی جہالت پر نظر کیجیے " کل الناس افقہ من عمر " کو دیکھیے پھر اس مین " حتی النساء " کا اضافہ ملاحظہ کیجئے اس سے آپ کے تبحر علمی کا کافی ثبوت بہم پہونچتا۔

ایک چوتھا خواب

شیر کا بیشہ

ما استبقاك من عرضك للاسد جس نے تجھے شیر کے سامنے کر دیا اس نے تیری بقا چاہی

خلیفہ ابو جعفر منصور کی مان کے اندر ..... نہانی .... سے شیر نکلتا ہے اور عالم واقع عالم خواب سے مطابق ہو جاتا ہے اس عورت کی مردانگی قابل قدر ہے۔

عن سلامۃ ام المنصور انها قالت رایت	سلامہ مادر منصور بیان کرتی ہین کہ جب مین منصور سے
لما حملت بابی جعفر کان اسدا	حاملہ ہوئی تو مین نے خواب مین دیکھا کہ میرے
اخرج من قبلی فاقعی وزأر وضرب	اندر ..... نہانی ... سے گویا ایک شیر نکلا جو ایک خاص
بذنبہ فاقبلت الیہ الاسد من	انداز سے بیٹھا اور ڈکارا اور اپنی دم پٹپٹاتا جاتا
کل ناحیۃ فکلما انتهی اسد منها	تھا پھر اطراف وجوانب کے شیر اس کے قریب آنے
سجد لہ۔ (مروج الذہب مسعودی حال ابوجعفر)	لگے اور جو شیر آتا تھا اس کو سجدہ کرتا تھا۔

ان تمام خوابون سے مطلب اچھی طرح واضح ہو گیا کہ تمہارا طبقہ وہ ہے جہان خواب وخیال سے مذہب وابستہ نظر آتا ہے پھر جب ایسا ہے تو تمہین ان خوابون پر جو معصوم سے متعلق ہون اور جہان سوا صداقت کوئی دوسری شے نہ ہو مضحکہ کا کیا حق ہے۔ دراں حالیکہ قرآن بھی شہادت دے رہا ہے جن کا ذکر کیا جا چکا۔

(باقی باقی)

"دُرِّ مکنون"

مدیح مولائے مومنان تمنائے منتظران حضرت حجۃ عجل اللہ فرجہ

"اثر مدیر"

ایک دن وہ تھا کہ تم تھے زینت بزم حجاب ۔ رخ تھا پردہ مین نہان جیسے شگوفہ مین گلاب
جلتے تھے تارِ نظر بھی بال ہمت کی طرح ۔ کر رہا تھا گردشین ابر تنک مین آفتاب
زیر پردہ تھی فروزان شمع حسنِ بے مثال ۔ پرورش پاتی تھی آتش زیر دامانِ سحاب
حسن جب تک زیر پردہ تھا اثر محفوظ تھا ۔ جس طرح غنچون مین بو یا بند مینا مین شراب
زخم دل ہنستے ہین کیونکر تھا مین اس سے بے خبر ۔ تھا حجابون مین مقید ابتسام برقتاب
تیغ ابرو کس طرح کھنچتی ہے کیا معلوم تھا ۔ تیر مژگان کس طرح چلتے ہین بنکر کامیاب
کس طرح چلتی ہے تیغ سرمۂ دنبالہ دار ۔ اور اوائے دوست اسکو کس طرح دیتی ہے آب
دل مین آتی ہین تمنائین یہ کیونکر صف بہ صف ۔ کس طرح آباد ہوتا ہے دلِ خانہ خراب
ابروے خمدار وخال وروے روشن کی قسم ۔ ایک جا دیکھے نہ تھے نجم وہلال و آفتاب
کچھ نہ تھا معلوم فرش نورِ رخ پر روز و شب ۔ کروٹین لیتا ہے کیونکر گیسوون کا پیچ و تاب
کس طرح ہوتا ہے دل ٹکڑے نگاہ ناز سے ۔ کس طرح چینِ جبین بنتی ہے تینون کا جواب
کس طرح اٹھتا ہے ماتھے پر یہ طوفانِ شکن ۔ کشتیِ دل کس طرح سے ڈوبتی ہے زیر آب
بے زبان ملتا ہے کیونکر عہدۂ پیغمبری ۔ قلب تک کیونکر پہونچتا ہے پیام اضطراب
جس پہ ڈالین یہ نظر وہ حشر تک سوتا رہے ۔ ہے ہمیشہ کس طرح ہوتا ہے ان آنکھون کا خواب
اس سے پہلے عشق کی راہون سے مین واقف نہ تھا ۔ مین نے دیکھا ہی نہ تھا برق تجلی کا جواب
کس طرح دل ڈوبتا ہے سوز ہجر عشق مین ۔ پھوٹتے ہین کس طرح سے دل مین چھالون کے حباب
گرتی ہے برق تبسم کس طرح سے قلب پر ۔ کس طرح معمورۂ امید ہوتا ہے خراب

نرگسِ بیمار کرتی ہے بسر مژگان کے ساتھ
اتنے کانٹون مین اسے کس طرح سے آتا ہے خواب

ہے خلش کیا چیز، ناواقف تھا خارِ مژگاں کی قسم
شمع روشن زیرِ دامن تھی تو کیسا التہاب

داغ بھی دل مین نہ تھا مہرِ منور ہے گواہ
درد دل سے بیخبر تھا پہلوون کا انقلاب

اشکباری سے نہ مطلب تھا نہ خونباری سے کام
گوہرِ منثور رخ پر تھے نہ تھا لعلِ مذاب

تیری زلفون کی قسم غافل تھا شامِ ہجر سے
آج تک بھولا رہا اختر شماری کا حساب

مطلع

یہ بیان اُس وقت کا ہے جب نہ تھا کچھ اضطراب
ہوش اب کیسا کہ تم ہو سامنے اور بے حجاب

حسن مطلع

پردہائے دل مین آیا دفعتاً اک انقلاب
اب خدا ہی جانے تم نے کس طرح اُلٹی نقاب

آئینۂ رُخ کا دکھا کر تم نے حیران کر دیا
ہو گیا مبہوت، مجھکو تو نہ غش آیا نہ خواب

وسعتِ دنیائے دل آخر سمٹ کر رہ گئی
اس طرح پھیلا ترا دامانِ تاثیرِ شباب

جب نگہ پلٹی تری دنیا تہ و بالا ہوئی
منحصر تیری نظر پر تھا جہان کا انقلاب

برق سی چمکی دلِ مضطر کو جو تڑپا گئی
درد کے پہلو ہوئے پیدا بڑھا یون اضطراب

دیکھیے کرتا ہے کیا اس سے غبارِ قلب ہر
سر پہ بکھرا ہو چکا ہے حسن کا دُرِ خوش آب

بے نقابی ہے بُری ہے؟ یا کیا؟ مگر اتنا ضرور
رخ ہے بے پردہ تو گیسو کھا رہے ہین پیچ و تاب

پردہ گیسو ہٹا یعنی قیامت آ گئی
حشر اسی دن ہے کہ جب مغرب سے نکلے آفتاب

چشمِ مست اب بیخودون سے کیا شکایت کا محل
وا ہین میخانے کے در بٹتی ہے ہر جانب شراب

توڑے جاتے ہین ہر اک سو ساغر و مینائے شرع
دینِ حق ناکام ہے اور دینِ باطل کامیاب

وسعتِ عالم ہوئی معمورِ ظلم و جور سے
کفر گویا ہے مگر خاموش ہے حق کی کتاب

جو اُبھارے تھے نبی نے مٹ رہے ہین وہ نقوش
شرع ہے سیلِ غوایت مین مگر نقشے برآب

مضحکہ ہوتا ہے ہر سو دہر مین آیات کا
مصحفِ صامت ہے گویا اک پارینہ کتاب

ہوتی ہے تخریب اسلام اور تعمیرِ ضلال — جیسے بھوے ہین "لدوا للموت وابنوا للخراب"
قلب مین اسلام کے اب پرورش پاتا ہے کفر — لغو ہے عقبیٰ، تو وہم محض ہے روز حساب
ہے حلالِ دین حرام اور ہے حرام دین حلال — کفر سے نفرت نہ منہیات سے کچھ اجتناب

مطلع

جاو بیجا آج ہر پردہ نشین ہے بے حجاب — پردۂ غیبت کے ساکن اب اُٹھ تو بھی نقاب

مطلع

طالع سامرہ ہے بیدار گم ہے کیف خواب — نیند اب کیسی بڑھی تنویر چمکا آفتاب
دیکھکر یہ رفعتِ خاکِ زمینِ سامرہ — کہہ رہا ہے آسمان "یالیتنی کنت تراب"
تیرے ابرو کے اشارہ مین اُترتا ہے ابھی — یہ ہلالِ چرخ جو مدت سے ہے پا در رکاب
نقطۂ فاے فضیلت سے نہ آگے بڑھ سکے — وہ ستارہ گھر مین اُترے یا کہ پلٹے آفتاب
حکم رب سے شق ہوا دیوار کعبہ مین عیان — تیرے دادا کی فضیلت کا ہوا یون فتح باب
کشت ایمان تجھسے ہے سرسبز اے ابرکرم — دیکھکر تیری سخا ہین ہفت قلزم آب آب
وا تھا در تیری فضیلت کا بحکم کبریا — تیرا فتح الباب اور ون کے گزر کا سد باب
چشم حق بین رکھتے ہین یہ تشنہ کامان ولا — دور سے چمکا کرے بزم سقیفہ کی سراب
داہنے بائین نبوت اور امامت بیچ مین — ہمعنان تیرے کلیم اللہ عیسےٰ ہمرکاب
دیکھ لون وہ دن کہ تو ہو سر گروہ قدسیان — پیچھے پیچھے چرخ والے آگے آگے آفتاب

پشت پر ہو مالک مہر نبوت گامزن
نعرۂ فتح آگے آگے "یا علی یا بوتراب"

مُبلغ۔ مولوی علی داؤد صاحب ہلال نے اپنے زیر ادارت ایک رسالہ ماہواری نکالا ہے جس کا مقصود "تبلیغ" ہے۔ مجھے یہ رسالہ بغرض ریویو ملا مین نے اسکو دیکھا مضامین دلچسپ اور مفید ہین امید ہو کہ انشاءاللہ آیندہ یہ رسالہ اور کامیاب صورت اختیار کریگا قیمت سالانہ عہ دفتر "مبلغ" کو بھیجکر جوہری محلہ لکھنؤ سے منگائیے۔

ایک مورخ کی ڈائری

(بسلسلۂ ماسبق)

قسط سوم

یہ معلوم ہے کہ حضرت ہاشم کا سلسلۂ نسبی گوہر نبوت کو اپنی سلک گہربار مین اسی طرح منتظم کرتا ہے، جسطرح امیہ کے سلسلہ کا کچا دھاگا ابوسفیان اور معاویہ ایسے خزف ریزون کو پروتا ہے مگر ھذا عذب فرات سائغ شرابہ وھذا ملح اجاج وہ آب شیرین وخوشگوار اور یہ آب شور وتلخ ہے نظر کرنے والے زمین گلشن کے وحدت آغوش کو دیکھکر بھی شجرۂ خبیث وطیب اور درختون مین وزقوم مین فرق مین اسی طرح سمجھتے ہین جس طرح کانٹون کو پھول سے ممتاز دیکھتے ہین رشتۂ اخوت جبتک کہ منصوص نہوا اسوقت تک نہ قابل قدر ہے نہ باعث فخر، البتہ کوتاہ بین ہستیان ظلمت کو ذوالنورین سمجھنے مین کوئی باک نہین رکھتین اور نہ ابوجہل و ابولہب عتبہ وعتیبہ کو رشتہ کے اعتبار سے قابل بین جانتے ہین -

معاویہ دغفل نساب سے پوچھتا ہے کہ عبد المطلب اور امیہ کا وصف بیان کر تو یہ بلا سند روایت یون بیان کرتا ہے -

مین نے عبد المطلب کو دیکھا ہے اُن کا رنگ سرخ وسپید تھا اُن کا قد مردانہ وارلانبا تھا ان کے چہرہ پر نور کا دریا موجین لے رہا تھا اُن کے جبین روشن مین نبوت کے نور نے آئینے نصب کردیے تھے بس یہ معلوم ہوتا تھا کہ آستان حسن پر آفتاب عالمتاب ناصیہ سائی مین مشغول ہے، ان کے چہرے پر بادشاہی وقار تھا اور ان کے حرکات وسکنات مین سلطانی دبدبہ، ان کے گرد ان کی دس اولادین یون چلتی تھین جیسے چاند کے گرد ستارون کا جھرمٹ، یہ دسون بیٹے اپنے قوت وشجاعت مین شیر بیشہ معلوم ہوتے تھے"

معاویہ نے کہا اچھا" اور امیہ" کہا ہان امیہ کو بھی دیکھا ہے ایک بڈھا آدمی چھوٹے قد کا جس کا جسم نہایت لاغر آنکھون کا اندھا اسکو اسکا غلام" ذکوان" ادھر اُدھر کھینچتا پھرتا تھا"

معاویہ نے کہا بس خاموش رہ "ذکوان" اس کا غلام نہ تھا بلکہ اس کا بیٹا تھا جس کا نام ابن عمر تھا دعفل نے کہا یہ تو وہ بات ہے جس کو تم لوگوں نے ایجاد کیا ہے ورنہ درحقیقت ذکوان اس کا غلام ہی تھا تم لوگوں نے اس کو بیٹا قرار دے کے امیہ سے لاحق کر دیا۔

درحقیقت دعفل نے جو کچھ بھی بیان کیا وہی صحیح تھا ذکوان امیہ کا غلام ہی تھا اور اس بات کو ہیثم بن عدی نے اپنی کتاب المثالب میں لکھا ہے کہ "ابو عمرو بن امیہ" جو کہا جاتا ہے یہ درحقیقت ایک غلام امیہ کا تھا" امیہ نے اس کو اپنے سے ملحق کر لیا اور یوں ذکوان سلسلہ نسب امیہ میں آگیا۔

ذکوان کا استحقاق امیہ سے دیکھئے اور زیاد کا استلحاق ابو سفیان سے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ شیوہ خاندانی کیونکہ لعنۃ اللہ علی داخل النسب وعلی خارج النسب کے معنی بیان کرتا ہے اور کیونکہ یہ فرقہ اس عمل پر راضی نظر آتا ہے۔

اب ملاحظہ ہو "آمنہ" امیہ کی بی بی تھی تجنیس خطی ایسی لطیفت ہے کہ جس جنس سے ممتاز نظر نہیں آتی، اس عورت سے امیہ کے یہاں حسب ذیل اولادیں ہوئیں، عاصی، ابو العاصی، ابو العیص عویص صفیہ، تویبہ اور اروی، جب امیہ مر گیا تو اس کی بی بی اور اپنی ماں آمنہ سے ابو عمر ابن امیہ نے عقد کر لیا یہ وہی ابو عمرو بن عین کا قصہ اوپر گزرا، اگرچہ ایام جاہلیت میں ایسا ہوتا تھا مگر سب سے پہلا شخص ایام جاہلیت میں یہی شخص تھا جس نے اپنی ماں کو اپنی زوجہ بنایا جیسا کہ ابن ابی الحدید معتزلی نے لکھا ہے کہ ھو اول من تزوج بامہ یعنی یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے اپنی ماں سے تزویج کی۔ اس سے آمنہ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام "ابو معیط" ہے گویا یہ اپنے باپ کے بیٹے بھی تھے اور بھائی بھی اسی طرح جس طرح ابو عمر آمنہ کا بیٹا بھی تھا اور شوہر بھی۔

ابو معیط کو رسالتمآب نے قتل کروا دیا قتل ہوتے وقت اس نے پوچھا تھا کہ اے رسول اللہ میرے بچوں کے لیے کون ہے" فرمایا، آتش جہنم، یہیں سے امیر المومنین علی بن ابیطالب کا وہ جملہ ہے جس میں آپ نے خاندان ہاشم پر فخر کیا ہے اور فرمایا ہے منا سید الشباب اھل الجنۃ ومنکم صبیۃ النار، ہم میں سے وہ بچے ہیں جو سردار جوانان بہشت ہیں اور تم میں سے وہ جو صبیۃ النار

کیے گئے ہیں ۔

ابو معیط کو امیر المومنین ہی نے قتل کیا تھا اور منجملہ اور سلسلوں کے ایک سلسلہ عداوت بنی امیہ اور بنی ہاشم میں اس قتل نے بھی مستحکم کر دیا ۔

اسی سلسلہ میں ایک عدو سے آل پاک اور پیدا ہوتا ہے ، یعنی ابو معیط کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے جس کا نام عقبہ ابن ابی معیط ہے ، یہ بدر کے دن بحکم رسول قتل کیا جاتا ہے اور بعض مورخین "صبیۃ النار" کا واقعہ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں ۔

عقبہ بن ابی معیط کی عداوت جو رسول سے تھی اس کے لیے صرف یہی واقعہ کافی ہوگا جسکو ارباب سیر نے لکھا ہے کہ آپ خانۂ کعبہ میں ایک دن نماز پڑھ رہے تھے اور عقبہ وہاں آیا اور اُس نے اپنا عمامہ اُتار کے رسول کے گلے میں پھندا ڈالا اور زور سے کسا کہ آپ کا دم گھٹنے لگا لوگ جمع ہوگئے جس میں حضرت ابوبکر بھی تھے اور یوں رسالتمآب کو اس بلائے ناگہانی سے نجات مل سگی ۔

اسی عقبہ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے جس کا نام ولید ہے یہ حضرت عثمان بن عفان کا بھائی ہے ماں کی طرف سے کیونکہ اروی بنت عامر بن کریز ان دونوں کی ماں تھیں جب عفان مر گئے تو اروی عقبہ کی زوجیت میں آئیں اور ولید پیدا ہوا اور خالد و عمارہ و ام کلثوم بھی پیدا ہوئے صاحب عقد فرید نے اس ام کلثوم کا بھی خطبہ حضرت عمر سے لکھا ہے ۔ عثمان نے اپنی خلافت میں اسی ولید بن عقبہ کو جس کی نسبی حالت آپ کو معلوم ہو چکی ، کوفہ کا والی بنا دیا ، باوجود اس عداوت کے جو ان لوگوں کو رسول سے تھی ، چنانچہ انھوں نے شراب پی اور نشہ کی حالت میں مسلمین کی امامت کی اور نماز پڑھائی اور نماز میں کئی رکعتیں زیادہ بھی کر دیں ۔

اسلام کے دشمن ، رسول کے عدو اور شرع ددین سے بغض رکھنے والے بنی اُمیہ ہی تھے

اور اب تک ہیں ، ان کے لیے شام کا ملک پرورش گاہ تھا اور ملک شام کی طویل و عریض فضاؤں میں
ایسے ہی لوگ ہمیشہ پیدا ہوتے رہے جن کا ظاہر اسلام اور جن کا باطن کفر پرور رہا۔ ان
باشندوں کی زندگی اسلام کی عینک اگر لگا کے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ بے حد تیرہ و تار ہے اور
ایسی کہ گویا اسلام کی ضیا بار شعاعیں کبھی اس ظلمتکدہ پر چمکی ہی نہیں۔

ابن زبیر نے جب اپنی حکومت کا ارادہ کیا اور جب امام حسینؑ نے حسب الطلب
کوفیان مکہ چھوڑا تو یزید نے ان منتخب دس آدمیوں کو جن کا خمیر بغض اسلام و اسلامیات سے
ہوا تھا اور جو زبان اہل شام میں "رکب" کہے جاتے تھے بھیجا تا کہ ابن زبیر کے ارادۂ خام کو
درست کر دے۔ اس "عشرہ منذرہ" میں جو "عشرۂ مبشرہ" کی ایک حد تک مثال تھی عبداللہ
بن عضاۃ اشعری ، روح بن زنباع جذامی ، سعد بن حمزہ ہمدانی ، مالک بن ہبیرہ سلولی ، ابو کبشہ
سکسکی ، زمل بن عمرو عذری ، عبداللہ بن مسعود یا مسعدۃ فرازی ، عبدالرحمن ، شریک بن عبداللہ
کنانی اور عبداللہ بن عامر ہمدانی تھے ، ان سب کا سرگروہ نعمان بن بشیر تھا۔

ان پروردگان کفر کی جسارتیں دیکھو کہ جب مکہ میں ابن زبیر سے گفتگو شروع ہوئی تو ابن زبیر
نے کہا "اے ابن عضاۃ مجھ سے تجھ سے کیا واسطہ میری مثال "کبوتر بام حرم" کی سی ہے ، کیا
حرم میں تو کبوتر حرم کو قتل کرے گا؟" ابن عضاۃ نے کہا "ہاں" "کبوتر حرم کی وقعت ہی کیا" پھر
اپنے غلام سے کہا ذرا میری کمان اور میرے تیر تو لانا ، وہ لایا اور ابن عضاۃ نے تیر کو کمان میں
رکھ کر تا بگوش کھینچا اور ایک کبوتر کو تاکا اور کہا ، کیوں اے کبوتر بام حرم! کیا یزید بن معاویہ یہ
شراب پیتا ہے ، کہہ کہ "ہاں" اور خدا کی قسم اگر تو نے ایسا کہا تو ابھی تجھے نشانۂ تیر بناؤں گا ،
کیوں کیا تو چاہتا ہے کہ یزید تخت سے اتار دیا جائے اور امت محمدؐ کے اجماع سے نجس ، اختلاف سے
اور بعد اس ارادہ کے تو پھر حرم کو اپنی جائے پناہ بنائے رہے گا ، اگر تو نے ایسا کیا تو خدا کی قسم
تجھے یہ تیر مارتا ہوں"

ابن زبیر نے کہا یہ کس سے باتیں ہو رہی ہیں ، کیا طائر بھی جواب دیتا ہے ، کہا طائر تو

جواب نہیں دیتا اگر تم تو جواب دے سکتے ہو۔ یاد رہے ابن زبیر کہ تمہیں اطاعت یزید کرنی پڑے گی خواہ وہ بہ جبر ہو یا بہ رضا ورنہ اشعریین کی فوجیں یہاں منڈلاتی ہوئی دکھائی دیں گی۔

اب اشعرین کو ناظرین یہیں سمجھے کہ یہ کون لوگ ہیں اور آج جو نسل خاندان اہل بیت علیہم السلام کی پر کربست نظر آتی ہیں اُن کی نسل کہاں سے آئی ہے یہ وہی یزید پرست طبقہ ہے جس کا دوسرا نام اہل سنت والجماعت "یا اشعری" ہے۔

ابن زبیر اس فرد کی اولاد میں ہے جو ان کے نزدیک "عشرۂ مبشرہ" میں شامل ہے مگر اُس کی قدر بھی ملاحظہ کر لیجیے کہ ان نگاہوں میں کتنی تھی جو نگاہیں عشرۂ مبشرہ کو سرتاج مانتی ہیں۔

ابن زبیر نے کہا تو تم حرم خدا میں خون بہاؤ گے اور حرام شرع کو حلال کر دو گے۔ ابن عضاہ نے کہا حتماً ایسا ہوگا مگر اس کا باعث وہ ملحد ہوگا جس نے بیعت یزید سے منہ موڑا ہے۔

یہی وہ جسارت تھی جس نے فرزند رسول کا خون حرم مکہ میں حلال سمجھا اور یہی وہ جرأت تھی جس نے کعبہ پر منجنیق سے آتشباری کی اور یہی وہ درس تھا جو معاویہ دے چکا تھا جب عمار رحمہ اللہ کے متعلق صفین میں کہا گیا کہ ان کا قاتل گروہ بنص حدیث رسول باغی ہے تو معاویہ نے کہا "عمار کو اس نے قتل کیا جو ان کو اپنے ہمراہ لایا" جس کا جواب امیر المومنین علیہ السلام نے یہ دیا تھا کہ پھر حمزہ کو معاذ اللہ رسول نے قتل کیا کیونکہ وہ انکو اپنے ہمراہ جنگ میں لیگئے تھے۔

جن مردوں کے یہ حالات ہوں اور جن کی نسبی حیثیت یہ ہو جو بیان ہوئی ان سے اخلاق فاضلہ کی توقع ویسی ہی ہے جیسے بخیل سے جود کی اور جبان سے شجاعت کی۔

ان لوگوں کی عزتیں بھی فنا تھیں، اور حیا بھی بالائے طاق تھی، اور تعجب تو یہ ہے کہ ایسوں سے عقیدہ رکھنے والا گروہ بے غیرتی کا نام غیرت رکھتا ہے۔ آپ اس واقعہ کو ملاحظہ کریں جو اسوقت لکھا جا رہا ہے اور جس کو صاحب حیوٰۃ الحیوان علامہ دمیری نے صفحہ ۲۰۹ جلد ثانی میں لکھا ہے۔ اس واقعہ سے آپ کو پتہ چلے گا کہ اولاد امیہ کی غیرت کتنی تھی اور انکی عورتیں کس رنگ میں غرق تھیں اور ان کی خفیہ زندگی کیسی تھی۔

وہ لکھتا ہے کہ ایک دفعہ شام کے ملک مین ایک ہاتھی کا گزر ہوا چونکہ اہل شام کے لیے یہ چیز بالکل نئی تھی اور انھون نے کبھی ہاتھی نہ دیکھا تھا لہذا تمام لوگ اپنے اپنے بالاخانون پر اس منظر سے لطف اُٹھانے کے لیے گئے، امیر شام معاویہ بھی اپنے بالاخانہ پر پہونچے اب جو ایک طرف نگاہ جاتی ہے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک شخص ان کے حریم محترم سے ..... معنویت خاصہ مین مشغول ہے یہ دیکھکر بلندی قصر سے نیچے پہونچے اور حجرہ تک جاکے دق الباب کیا پوچھا گیا کون جواب ملا "امیر شام" روح تو نکل گئی مگر دروازہ کھولنا پڑا یہ شخص جان سے ہاتھ دھوئے ہوئے معاویہ کے سامنے ایک خجل انداز سے کھڑا ہوا تھا۔

معاویہ نے غضبناک لہجہ مین سوال کیا کیون تجھے اتنی بڑی جسارت کیونکر ہوئی ؟

(کاش یہی سوال حریم محترم سے ہوتا۔ سیل) اس شخص نے جو اپنی قسمت کے نتیجہ کا منتظر تھا نہایت عاجزانہ لہجہ مین گڑگڑا کر کہا وہ حضور کے حلم اور بردباری نے مجھے اتنا جسور بنا دیا تھا غالباً اس وقتی مدح نے جو اپنی جان بچانے کے لیے کی گئی تھی اس تہی دست اوصاف کو یہ سمجھا دیا کہ صفت حلم اس مین موجود ہے اور یہ کوئی بڑی شے ہے۔ لہذا فوراً اتنی بڑی عظیم خطا بحل کردی گئی اور غیرت اس بردباری پر نثار کردی گئی۔ صرف یہی نہین بلکہ "حریم محترم" کو اس شخص کو خوشی مین آکر دیدیا گیا اور یہ وعدہ لے لیا گیا کہ اس واقعہ کو کسی سے نہ کہا جائے"

جب مردون کی غیرت کا یہ حال، اور بادشاہِ وقت کی حیا کے یہ کرشمے ہون تو عورتون اور رعایا کی غیرت کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں یہ تمام وقاحتین اور بے شرمیان اصل کی خرابیون سے پیدا ہوتی ہین۔

خشت اول چون نہد معمار کج   تا ثریا می رود دیوار کج

خود ہندہ زوجہ ابوسفیان مادر خال المومنین معاویہ کے حالات اگر دیکھے جائین اور تاریخی اوراق کی سیر کی جائے تو عجیب حالات پیش نظر ہوتے ہین۔ حسان بن ثابت کا مشہور شعر اس عورت کی ہجو مین اس کی مخفی زندگی پر روشنی ڈالتا ہے، عرب مین ہجو مفرد کی جاتی تھی، اور

عورتوں کی ہجو بھی ہوتی تھی مگر شعراء شرافت ذاتی کا خیال رکھتے ہوئے مذمت کے وادی کو طے کرتے تھے۔ لیکن "ہندہ" کی ایسی مذمت وہ بھی عرب کی زبان سے وہ بھی شاعر اسلامی کی زبان سے وہ بھی شاعر رسول کی زبان سے، اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ جو کچھ کہا گیا کم ہے' اور جس نقطہ کا موٴرخ حسان نے کیا وہ صاحب مذمت کے پرائیویٹ زندگی کی طرف مشیر ہے۔ وہ کہتا ہے

لعن الالہ و زوجہا معہا ہند الہنود طویلۃ البظر

خدا اس پر بھی لعنت کرے اور اس کے شوہر پر بھی یعنی ہند ہنود پر جس کی ..... بہت بڑی ہے۔

خود رسول نے جب اس عورت سے اور عورتوں کے ہمراہ بیعت لی ہے تو ترک زنا کا عہد لیا ہے' چنانچہ قرآنی آیت "ولا تزنین" ابھی تک موجود ہے اور موجود رہے گی۔

ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ رذائل سے بچنے کے لیے یہ عہود لیے گئے تھے اور ان رذائل کا وجود ان عورتوں میں نہ تھا، پھر بھی کس قدر معیوب ہے یہ بات کہ کسی شریف سے یہ کہا جائے کہ تم چوری نہ کرنا یا کسی عفیفہ سے یہ کہا جائے کہ تم زنا نہ کرنا۔ صاحبان فضل و شرف اس طرح کا مکالمہ نہیں کرتے چہ جائیکہ رسول خدا اس طرح کا عہد لیں۔

وہ چاہے غلط فہمی ہی رہی ہو مگر ہند کی طرف سے زنا کا خیال اس کے شوہر اول کو پیدا تھا اور یہ شک اتنا قیتی تھا کہ آخر دونوں میں مفارقت ہو ہی گئی چنانچہ فاکہہ بن مغیرہ جس کے تحت میں ہند تھی یہ جوانان قریش میں تھا اس کا ایک مکان تھا جو "خانہ ضیافت" کے نام سے مشہور تھا لوگ اس میں بغیر اذن آتے جاتے تھے ایک روز جب فاکہہ بن مغیرہ مع ہند اس مکان میں تھا تو وہ باہر نکلا اور ہند کو سوتا ہوا چھوڑ گیا جب وہ پلٹ کر آیا تو اس نے ہند کے پاس سے ایک نوجوان شخص کو نکلتے ہوئے دیکھا، یہ اندر آیا اس نے ہند سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا جو تیرے پاس سے گیا ہند نے جواب دیا کہ میں تو سو رہی تھی مجھے نہیں معلوم، فاکہہ نے اس کے جواب میں کہا کہ بس تشریف لیجائیے مجھے چھوڑیے اور اپنے باپ کے گھر کو آباد کیجیے، لوگوں میں اس واقعہ کے چرچے ہونے لگے، باپ نے (عتبہ) ہند سے کہا بیٹا جو کچھ واقعہ ہو سچ سچ بتا دو

اگر فاکہ سچا ہو تو میں خاموشی سے اسے قتل کروا دوں تاکہ یہ غار مجھ تک نہ آنے اور بدنامی آگ
تمھنے نہ پائے اور اگر وہ اپنے قول میں جھوٹا ہو تو بعض کہان عرب سے اس معاملہ میں حاکمہ کرا لیجئے

بہرحال یہی طے ہوا کہ کاہن مشہور عرب اس معاملہ کا فیصلہ کرے فاکہ اپنے یقین پر اسقدر
اعتقاد دلائے ہوئے تھا کہ اس نے عتبہ سے کہا کہ جو تیرا دل چاہے کر خواہ کاہن سے فیصلہ کرا خواہ اور سے دونوں
جماعتیں (فاکہ اور عتبہ کا گروہ) کاہن کی طرف چلیں اور راہ میں ہند کے چہرہ کا رنگ اڑنے لگا
باپ نے جب یہ حالت دیکھی تو کہا ایسا کیوں ہے؟ ہند نے کہا اس لئے کہ نہ معلوم یہ کاہن کس طرح
کا فیصلہ کرے اس کا علم اس مطلب میں خطا کرے یا نہیں۔

بہرحال باپ نے بیٹی کے دلدہی کے لئے اور کاہن کے علم کو جانچنے کے لئے یہ کیا کہ اپنے
گھوڑے کے عضو میں ایک گیہوں کا دانہ چھپایا تاکہ کاہن سے اس پوشیدہ شے کے متعلق سوال کریں
اور اس کے علم کا امتحان قبل اسکے کہ واقعہ خاص بیان کیا جائے یوں لے لے گویا اس پوشیدگی
گندم میں واقعہ کی خفیہ تصویر کشی بھی تھی۔

خیر وہ جو کچھ بھی ہوا ہو مگر اتنا ضرور کہ ہند کے شوہر کو اپنی بی بی پر زنا کا شبہ ہوا اور وہ
یقین سے مبدل ہوا اور اس نے کوئی ایسی بات دیکھی جس پر اسے حتم تھا ورنہ خانۂ ضیافت جہاں
لوگ بغیر اجازت جاتے تھے وہاں سے صرف ایک شخص کو نکلتے ہوئے دیکھکر اس شبہ کے کوئی معنے
نہ تھے، مگر کچھ دیکھا جس کی تفصیل سے کتابیں خاموش ہیں۔ مگر چونکہ واقعہ تاریخی ہے لہذا اسکی پوشیدگی
بھی محال نظر آئی اور زلہ کش مورخین نے اسی اجمال پر اکتفا کی جو بیان کیا گیا۔

فاکہ بن مغیرہ سے ہند علیحدہ ہو گئی اور اب ابو سفیان کی زوجیت میں آئی اور اس سے
امیر شام معاویہ بن ابی سفیان پیدا ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ جب با وجود شاہد عہد خلیفہ دوم میں
مغیرہ بن شعبہ کی زنا زنا نہ قرار دی گئی بلکہ الٹے گواہی دینے والے مورد عتاب ہوئے تو فاکہ
بن مغیرہ مخزومی کی زوجہ بغیر گواہ و شاہد کیونکر متہم قرار دیجا سکتی تھی۔

فاکہ کے چھوڑنے کے بعد میاں سہیل نے بھی ہند کو تصرف میں لانا چاہا تھا مگر اس بیچارے کی

امنا ستر ہو گی اور ابوسفیان کو ہند نے خود پسند کیا ۔ چنانچہ سہیل نے کچھ اشعار بھی کہے تھے جس میں ابوسفیان کی تنقیص تھی ۔ اور جس کا ایک شعر یہ ہے ۔ خلا تنکحی یا ہند مثلی دا نیة ...... (سہیل کی انتہا پسندی کا رسی تھی ۔ کہا سہیل اور کہا ہند اگر ہند کو اپنے بچوں کی موت منظور ہوتی تو شاید وہ راضی ہو جاتی کیونکہ سہیل کا طلوع اس کے لیے مصرت رساں تھا ۔ سہیل ، (عقد فرید ابن عبد ربہ جلد سوم حالات نسار)

"بنی اُمیہ کے مہ پارے اور عمر بن ربیعہ"

اس خاندان کی عورتوں کے کیفیات تھوڑے بہت گزرے جن سے ان کی عام چلن کا خاکہ مفصلاً نہیں تو مجملاً کھینچا جا سکتا ہے ۔ آغوش تربیت کے اثرات نسل میں ساری ہو جاتے ہیں اور جب یہ نسل میں ساری ہو جاتے ہیں تو ان میں کسی استثنا کی گنجایش نہیں اور اگر استثنا ہو بھی تو شاذ و نادر کے تحت میں آئیگا جس پر ہم کسی طرح کا بانیتجہ حکم نہیں لگا سکتے ۔

ہمارے سامنے جو واقعات ہیں اور تاریخیں جو مواد ہمیں دیتی ہیں ان سے ہمیں بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان عورتوں کی زندگی بڑی دلچسپ زندگی تھی ، اخلاق و اوصاف اسلامی سے قطع نظر کر کے دیکھیے تو آتنا ضرور معلوم ہوگا کہ حسن کی رسوائیاں اپنا خراج بر جبر وصول کر لیتی تھیں اور حسن کو اس سے زیادہ کچھ درکار بھی نہیں یہی اسکا ملمح نظر ہوتا ، اس کی بے حجابی کا مقصد حکومت قلب ہے اور اسکے حجاب کی مراد بے حجابی ہے ، اس کی فطرت رسوا ہے ، اب یہ اور بات ہے کہ غیرت اس رسوائی کو کن نگاہوں سے دیکھے اور جہاں غیرت ہی نہ ہو وہاں اس نقد و تبصرہ کا موقع بھی نہیں ۔

محمد بن قاسم نے چند سلسلوں سے اس واقعہ کو لکھا ہے ، وہ کہتے ہیں کہ میں عمر بن ربیعہ کے ایک غلام سے جو بہت بڈھا ہو چکا تھا ملا اور میں نے اس سے کہا کہ کوئی واقعہ عمر بن ربیعہ کی زندگی کا بیان کر ۔ اس نے کہا لو سنو ۔ میں ایک روز عمر کے ہمراہ تھا کہ ایک جھرمٹ بنی اُمیہ کی دوشیزہ لڑکیوں کا ہمارے سامنے سے ہو کے گزرا ، موسم حج تھا اور سب حج کے لیئے آئی تھیں ۔ عمر بن ربیعہ نے

ان کا راستہ کاٹا اور بہت دیر تک ان سے باتیں کرتا رہا، اور جب تک وہ فریضہ حج کے لیے مقیم رہیں عمر بن ربیعہ ان کا طواف کرتا رہا۔ جب ان کے جانے کا زمانہ اور رخصت کا وقت قریب ہوا تو ان میں سے ایک نے کہا، عمر بن ربیعہ! کل ہم سفر کریں گے اور یہ صحبت برہم ہو جائے گی، عمر نے یہ سنکر ایک آہ کی اور نگاہ حسرت سے جس میں وداعی کیفیت تھی انھیں دیکھا، اس لڑکی نے کہا کہ اب تو زمانہ وصل ختم ہے اور فراق کی گھڑیاں سر پر آ رہی ہیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ کوئی اپنی یادگار تجھے دیتے جائیں لہذا اپنے غلام کو کل سویرے، جب ہمارا سامان سفر لد رہا ہوگا، بھیجدینا عمر کی مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی ـــــ اس یادگار کی جستجو میں بڑی بے چینی سے رات گزاری، یہاں تک کہ صبح ہوئی اور سب سے پہلا فریضہ جو عمر نے ادا کیا وہ یہ تھا کہ اس نے اپنے غلام کو منزل مقصود کی طرف روانہ کیا۔ غلام گیا اور اسوقت پہونچا جب یہ لڑکیاں سوار ہو رہی تھیں ان میں سے ایک لڑکی نے ایک ضعیفہ سے کہا کہ وہ صندوق جو کل میں نے تیرے پاس رکھوایا ہے اس غلام کو دیدے۔

عمر کا غلام کہتا ہے:ـــ میں نے وہ صندوق لیا جو نہایت حسین اور مقفل تھا اور سلام آخری کر کے واپس ہوا راستہ میں مجھے خیال ہوتا تھا کہ ان لڑکیوں نے اس کے اندر ہو نہ ہو کچھ خوشبو کی چیزیں یا جواہر بطور یادگار عمر کے لیے بھیجی ہوں گی، یہی خیال کرتا ہوا میں اپنے مالک کے پاس آیا اور صندوق مقفل اسکے حوالہ کر دیا۔

جب قفل کھولا گیا تو دیکھا کہ صندوق "مضارب" سے بھرا ہوا ہے اور ہر ایک پر مکہ کے عاشقین کا نام لکھا ہوا ہے، ان میں سے دو بہت بڑے تھے ایک پر عمر بن ربیعہ کا نام اور دوسرے پر حرث بن خالد کا نام جو اس وقت امیر مکہ تھا۔ لکھا ہوا تھا

ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ بنی اُمیہ کی کنواری لڑکیاں بھی کس قدر بیباک تھیں اور ان کی دلچسپیاں کن چیزوں میں نظر آتی تھیں حالانکہ اسلام کی فضا تھی اور اسلامی اثرات ابھی گو کہ نئے نئے قائم ہوئے تھے۔ (انالاغانی) باقی باقی

شجاعت قلبی کی تصور سے شکست

قال دخل ابو زبيد الطائي على
عثمن بن عفان في خلافته وكان
نصرانيا فقال له بلغني انك تجيد
وصف الاسد فقال لقد
رأيت منه منظرا وشهدت منه
مخبرا لا يزال ذكره يتجدد على
قلبي قال هات ما مر على رأسك
منه قال خرجت يا امير المؤمنين
في صيابة من افناء قبائل العرب
ذوي شارة حسنة ترمي بنا المهاري
باكسائها القيروانيات ومعنا
البغال عليها العبيد يقودون
عتاق الخيل نريد الحارث بن ابي
شمر الغساني ملك الشام فاخروط
بنا المسير في حمارة القيظ حتى اذا
عصبت الافواه وذبلت الشفاه
وشالت المياه واذكت الجوزاء
المعزاء وذاب الصيخد وصر

حضرت عثمانؓ جن کی استغنا اس حد پر تھی کہ انھیں شجاعت ایسی
چیز سے بھی استغنا تھی، انکے عہد کا ایک واقعہ جاحظ نے کتاب المحاسن
والاضداد میں درج کیا ہے جو صفحات سہیل پر ہدیۂ ناظرین ہے
جاحظ کا بیان ہے کہ ابو زبید طائی جو نصرانی المذہب تھا خلافت حضرت
عثمان کے زمانہ میں دربار عثمان میں حاضر ہوا۔
حضرت عثمان نے اس سے یوں گفتگو شروع کی۔
"مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم شیر کا وصف اور اس کی تعریف خوب کرتے ہو۔
ابو زبید میں نے تو وہ مہیب منظر اسکا دیکھا ہے اور اسکو ایسی جگہ
آزمایا ہے جس کا تذکرہ دل میں برابر ہوا کرتا ہے دل اسکو بھولتا ہی نہیں
(عثمان) اچھا بیان کرو کہ تم پر کیا گزری۔
(ابو زبید) یا امیر المؤمنین ایک مرتبہ میں مختلف قبیلوں کے چیدہ اور منتخب
لوگوں کے ساتھ سفر کے لیے نکلا قافلہ والے وجیہ اور اچھی ہیئت والے
لوگ تھے۔ سرخ رنگ اونٹنیاں اپنی کمر تک چالوں کے ساتھ ہم
ایک صحرا سے دوسرے صحرا میں پھینک رہی تھیں اور ہمارے ساتھ
خچر بھی تھے جن پر ہمارے غلام سوار تھے اور وہ اپنے پیچھے اصیل
اور عمدہ گھوڑوں کی قطاروں کو لیے آ رہے تھے۔
مقصود یہ تھا کہ حارث بن ابی شمر غسانی بادشاہ شام کے پاس جائیں

۲ ۔ راہ اور موسم کا عالم

الجندب وضاق العصفور الصب
گرمی کا شباب اور راہ سفر کی درازی نے یہ حالت پہونچا دی کہ منہ بند

فی ذوبانہ قال قائلنا ایھا الرکب
عوروا بنا فی دوح ھذا الوادی
فاذا واد کثیر الدغل دائم الغلل
شجراؤہ مغنہ واطیارہ مرنۃ
فحططنا رحالنا باصول دوحات
کضیلات فاصبنا من فضلات
المزاود واتبعناھا بالماء البارد
فانا لنصف حریومنا ومماطلبۃ
ومطاولتہ۔
اذ صبر اقصی الخیل ذنبہ وفحص
الارض بیدیہ ثم مالبث ان
جال فحمحم وبال فہمہم ثم فعل
فعل الذی یلیہ واحد واحد
فتضعضعت الخیل وتکعکعت
الابل وتقہقرت البغال فمن
نافر بشکالہ وناھض بعقالہ
فعلمنا ان قد اتینا وادی السبع
لا شک فیہ۔
فتزع کل مرمنا الی سیفہ
واستلہ من جربانہ ثم وقفنا لہ
صف قلب

ما بوھی ضعفا اور ہو تھکے ہیر اسکے اور پانی قسمت سے اکھڑ گیا۔

۔ یہ چونا ہی آفتاب زمین پر آگ نکالے ہوئے تھا (جیسے چشمہ خورشید
اُبل پڑا تھا اور خاکی رنگ کی مرسی جو تھل میں عنصر ہوتی ہے گرمی سے
چیخ اُٹھی۔ اور حضور نے دعت کو چھوڑ کر گرم کے بیچے میں جاکر اٹھک
کی جیسے) گرہ پر جگہ تنگ کردی۔ تاقلہ والوں میں سے ایک نے کہا کہ
اس وادی (ایک طرف اشارہ کرکے) کے درختوں میں اُتر چلو۔

۳ - وادی کا منظر

اس کے کہنے کے موافق قافلہ اس وادی کے نشیب میں اُتر گیا ایک
گھنا ہوا جنگل تھا جسمیں سبزہ نے اپنا جال دور تک پھیلا رکھا تھا اور
پانی سے آب ہونے کی وجہ سے وہاں برابر قوت نشوونما جوش پر رہتی تھی
اس کے درخت نغمہ انگیز تھے، اس کے طیور ترنم ریز تھے۔ ہم نے اپنے پالان
اور اسباب اُتار کر بڑے بڑے درختوں کے نیچے رکھدیے اور توشہ دانوں
میں جو کھانا رکھا گیا تھا اس سے کھا لیا اور کھانے کے بعد ٹھنڈا پانی پیا اور
طعام و شراب سے فارغ ہوکر باہم درازی راہ سفر کا تذکرہ کرنے لگے

۴ - سانپ کے جانوروں کا نقشہ

یہ ذکر کر ہی رہے تھے کہ دفعتاً قطار کے آخری گھوڑے نے اپنے کان
کھڑے کیے اور زمین پر ٹاپیں مارنے لگا پھر ایک ہی لحظہ میں آگے بڑھکر
ہنہنایا آخر کو اسکا پیشاب نکل گیا اور وہی آواز اُس نے منھ سے نکالی
اس کے بعد یکے بعد دیگرے ہر ایک گھوڑے نے یہی کرنا شروع کیا یہاں تک کہ گھوڑوں کی
قطار ٹوٹ گئی اور اونٹ اپنے منصب لیمی سے ذرک گئے اور خچروں نے
پچھلے پاؤں بھاگنا شروع کیا پھر اس میں عارضی ہراسیاں بے بھاگ رہے تھے

فاقبل یتظالع فی مشیتہ کانہ مجنوب
او فی ھجار لصدرہ نحیط ولبلاعیمہ
غطیط ولطرفہ ومیض ولارساغہ
نقیض کانما یخبط ھشیما او یطا صریما
واذا ھامۃ کالمجن وخد کالمسن
وعینان سجراوان کانھما
سراجان یتقدان وقصرۃ ربلۃ و
لھزمۃ رھلۃ وکتد مغبط وزور
مضبوط وساعد مجدول وعضد
مفتول وکف شثنۃ البراثن الی
مخالب کالمحاجن۔
ثم ضرب بذنبہ فارھج وکشر فافرج
عن انیاب کالمعاول مصقول غیر
مفلولۃ فلا والذی بیتہ فی السماء
ما اتقیناہ الا باول من اخ لنا من
بنی فزارۃ کان ضخم الجزارۃ فوھصہ
ثم اقعصہ فقضقض متنہ و
بقر بطنہ فجعل یلغ فی دمہ فذکرت
اصحابی فبعد لای ما استقدمتہ
فکر مقشعر الزبرۃ کان بہ شیھما
مولیا فاختلجنی دونی رجلا

اور کچھ رسی سے جس میں وہ بندھے ہوئے تھے لیے بھاگے جاتے تھے ہم سمجھ گئے کہ کوئی نہ کوئی بلا ہم پر آگئی اور ہو نہ ہو خیر ہے ایسا خیال کرکے ہر شخص ہم میں سے اپنی اپنی تلواروں کی طرف جھپٹا اور نیام سے باہر کھینچ لیا پھر ہم تلواریں باندھ کر اس کی راہ دیکھنے لگے۔

۵ درندہ کی تصویر

اتنے میں شیر آتا ہوا نظر آیا اور آتا ایسا کہ (وہ جھومنے کی وجہ سے) لنگڑاتا ہوا نظر آیا جیسے کوئی ایک طرف جھک کے راستہ چلے یا کسی رسی میں پاؤں الجھ رہا تھا۔ اسکی سینہ میں غرانے کی آواز گونج رہی تھی اور اس کا گلا بول رہا تھا اسکی آنکھوں میں ایک قسم کی روشنی اور چمک تھی اور اسکی کلائیوں کے جوڑ چلنے میں بول رہے تھے یوں جیسے کوئی سوکھی گھاس کو روندتا ہوا چلے یا کسی کٹی ہوئی زراعت کو کوئی پامال کرے۔ ایک سر دکھائی دیا جو ڈھال کی طرح تھا اس کے کلّے انسان کی طرح تھے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں جیسے دو مشعلیں روشن تھیں اس کی گردن پر گوشت اور موٹی تھی اس کے گلپھڑے لٹک رہے تھے اس کے بازو کے جوڑ بند دیکھنے کے قابل تھے اور اس کے سینہ کی پسلیوں کی مضبوطی اور استحکام میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا گیا تھا اسکی کلائیں مستحکم اور مضبوط بنی ہوئی تھیں اور اسکے بازو بھرے بھرے تھے۔ اس کے ناخن جو چوگان کی طرح خم تھے اس کے پنجوں میں استحکام سے جڑے ہوئے تھے پھر اس نے اپنی دُم زمین پر ماری کہ گرد اٹھی پھر غرایا اور بیچ منہ کھولا جس سے اس کی داڑھوں کی تیز اور صیقل شدہ کلہاڑیاں نظر آنے لگیں جو کبھی کند نہ ہوتی تھیں پھر شیر نے

عجز ذراعوليا فنفضه	ہاتھ آگے ٹیک کر اور جسم کو پچھلے حصے سے پیچھے جھٹک کر یوں
نفضة فتزايلت	انگڑائی لی کہ اس کے جسم کا سایہ ڈگمگاتا نظر آنے لگا۔ وہ
اوصاله وانقطعت	حصۂ زیریں پر زور دے کر بیٹھا اور تمام اپنے بال کھڑے کر لیے پھر
اوداجه ثم بهم	کھڑا ہو گیا اور چہرے کو ڈراونا بنا لیا پھر ترش رو اور غضبناک ہو کر
ففرفر ثم رفرفير بر	سامنے آیا اور پھول گیا جیسے دھنکی ہوئی روئی ہو۔
ثم زائر فجرجر ثم	**۶۔ ساتھیوں پر شیر کا حملہ**
لخطف الله لخلقت البرق	قسم ہے خدا کی کہ ہم اس سے بچنے کی کوئی تدبیر بھی نہ سوچ سکے
يتطاير من	تھے کہ بنی فزارہ میں کا ایک ہمارا بھائی جس کے ہاتھ پیچھے تھے
تحت حفونيه عن	اس کے ہاتھ لگ گیا بس وہ اٹھنے بھی نہیں پایا تھا کہ اس نے
شماله ويمينه	ہلاک کر دیا اور اس کے قد کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور وہ اس کے لہو میں
فارتعشت الايدی	منہ ڈبوئے ہوئے تھا میں نے اپنے ساتھیوں کی بہت کچھ ملامت
واصطكت الارجل	کی لیکن وہ آگے نہ بڑھے۔ لیکن درندہ نے اپنے بازو کے بال
واطت الاضلاع و	پھلا کے پھر دوسری مرتبہ حملہ کیا اور اس کے بال اس طرح کھڑے
ارتخت الاسما و	ہوئے تھے جس طرح حیوان ساہی کے کانٹے کھڑے ہوتے ہیں
هملجت العيون	میرے پاس سے ایک اور شخص کو لے گیا جو فربہ اندام اور موٹا تازہ تھا
اخزلت المتون	اس کو اس نے پکڑ کر اس طرح جھٹکا دیا جس سے اس کا جوڑ جوڑ
ولحقت الظهو را	الگ ہو گیا اور اس کی رگیں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔
لبطون ثم سائت	اس کے بعد وہ بھوکا ہو کر دکارا اور غصہ میں گرجا پھر اس نے
الظنون۔	جب نظر ڈالی تو میں نے دیکھا کہ بجلی اس کی آنکھوں سے اڑ کر چل
فقال عقن الكفف	رہی ہے اور داہنے بائیں اس کا اثر ہے آخر کو ہاتھوں اور پاؤں
لا ام لك فقد ارعبت	میں رعشہ پڑ گیا اور پسلیاں (ہیبت سے) چٹخنے ہو گئیں اور

قلوب المسلمین
ولقد وصفۃ حتی
کانی انظر الیہ
یرید ہوا بثنی۔

کانوں میں اس کی آواز سے زلزلہ پڑ گیا اور نگاہیں ذلیل ہو کے
منگنے لگیں اس شخص کے جوڑ ڈھیلے پڑ گئے اور پسے چہرے
رنگ گیا۔ اس کے بعد اس نے چار شعر پڑھے کہ حضرت
عثمان نے تکبیر کر آواز دی

بس بس کلام اب نہ کرنا تو نے اہل اسلام کے دلوں کو
مرعوب کر دیا مجھے تو یہ معلوم ہوا کہ شیر مجھ پر آیا جاتا ہے
میں کہتا ہوں



خلق اللہ للحروب رجالا
ورجالا لقصعۃ وثرید

کچھ لوگ جنگ کے لئے پیدا ہوئے اور کچھ لوگ پیٹ کیلئے

حضرت عثمان کس صنف میں محسوب تھے۔؟

عرفان:- معارف مذہب حقہ امامیہ کے نشر کیلئے یہ رسالہ زیر ادارت جناب حکیم سید ذاکر حسین صاحب اختر دام مجدہٗ بھر بنا (سادات) ضلع انبالہ سے ہر ماہ شائع ہوتا ہے میرے پاس بھی اس کے کئی نمبر آچکے ہیں اس کے مضامین بلند اور پر مغز ہیں مطالعہ علم و کلام کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔ عبارت بہت عام فہم و سلیس ہے اس کا تبصرہ تو یہ چاہتا ہے کہ کئی صفحات لکھے جائیں جو پھر بھی کم ہوں گے۔ مگر افسوس کہ گنجائش نہیں صرف اتنا کہدینا کافی ہے کہ یہ رسالہ اپنے معنوی اعتبارات سے اسوقت فرید ہے گو مطالب علمیہ سے دلچسپی اٹھتی جاتی ہے مگر پھر بھی یہ لکھنے کو دل چاہتا ہے کہ اس کو خرید کر لطف اندوز ہو جیئے۔ اور دامن قوم سے "علمی نفرت" کے داغ عیب کو مٹا دیجئے۔

قیمت سالانہ ۲ر
حجم تین جزو
طباعت روشن اور دیدہ زیب ہے۔

قصیدہ در مدح جناب صاحب الامر علیہ الصلوٰۃ والسلام

"جلوۂ عافیت"

تلاشِ عافیت میں پھر رہا ہوں کب سے سرگرداں ۔۔۔ مری قسمت کی گردش ہے جواب گردشِ دوراں
کسی کو منھ لگاتا ہی نہیں ذوقِ طلب میرا ۔۔۔ ڈھے پڑتے ہیں گل بڑھتے ہیں کانٹے جانبِ داماں
دو روزہ زندگی یکسوئیِ خاطر سے کیا گزرے ۔۔۔ کبھی ہے انقباضِ دل کبھی ہے انبساطِ جاں
سکون و عافیت سے کیا ہے خالی دامنِ ہستی ۔۔۔ نہیں یہ بھی خوشی شاید میانِ عالمِ امکاں
یہ نعمت کیا ہما کی طرح سے دنیا میں عنقا ہے ۔۔۔ وجود کالعدم ہے کیا یہ زیرِ گنبدِ رقصاں
"سحر کا شوخ منظر" "شام کا" انداز خنر سیلا" ۔۔۔ بہت رنگین ہے محفل مگر میرے لیے ویراں
"ہے اک اڑتے ہوئے طائر کا سایہ" فصل گل کیا ہے ۔۔۔ پیامِ عافیت' دیتا ہے مجھے کیا غنچۂ خنداں
چمن کا گوشہ گوشہ چھان کر بھی میں نے یہ دیکھا ۔۔۔ کہیں پر خون بلبل ہے کہیں پر شبنمِ گریاں
معینِ سعی، کیا ہوتے، اشارہ چشمِ نرگس کے ۔۔۔ مرے دل کی گرہ کیا کھول سکتی سنبلِ پیچاں
مذاقِ جستجو" عاجز ہے تکرارِ تماشا سے ۔۔۔ "فنائے ذوق" ہے، راہِ طلب میں کشائش آں
جنونِ سعی لے پہونچا ہے مجھے صحرائے دامن[1] میں ۔۔۔ وہ عالم وہ ہوائیں وہ فضائیں وہ کھلا میداں
بظاہر اک سکوں چھایا ہوا تھا اک خموشی تھی ۔۔۔ نگاہ غور میں ہر ذرہ لیکن مضطر و حیراں
وہ سناٹا وہ جنگل وہ صبا کی سست رفتاری ۔۔۔ تھکا ماندہ مسافر جس طرح منزل کا ہو جویاں
سکون و عافیت کیا ایک بے چینی برستی تھی ۔۔۔ ہوا کھوئی ہوئی سی چشمہ ہائے کوہ تھے گریاں
میری یہ "تشنگی ذوق"، کیا بجھتی لب ساحل ۔۔۔ عیاں تھی موج کی بیتابیوں سے حالتِ پنہاں
رہی ناکام غواصی نگاہوں کی تہِ دریا ۔۔۔ صدف کی بند مٹھی میں نہ پایا گوہرِ درماں
یہ "ہوش جستجو" اور تجزیہ تھا کل مناظر کا ۔۔۔ بلند و پست عالم میں یونہی پھرتا رہا حیراں

[1] غالباً بجائے صحرائے دامن، دامن صحرا ہے۔ ۱۲

میں اپنی انتہا سے جستجو میں گم ہی ہو جاتا
کہ پایا "ذوق صادق" نے سراغ جادۂ رخشاں

وہ جادہ جو سنبھالے رہتا ہے خود ہی مسافر کو
گراں بار "مودت" ہو تو لغزش کا نہیں امکاں

وہ ذرہ ضوفگن آنکھیں ستاروں کی جھپک جائیں
وہ سبزان کی شعاعیں رہنمائے منزل ایمان

وہ منزل تک نمایاں روشنی گیارہ چراغوں کی
چراغ ایسے کہ جن کے نور سے یہ مہر و مہ تاباں

سبیلیں جا بجا قائم مئے پاک تولا کی
بقدر ظرف ہر اک تشنہ لب کیواسطے ساماں

گھنیری چھاؤں اور اس شجرۂ طیب کی طاہر کی
کہ جس کے پتہ پتہ کو ہے حاصل "رفعت قرآں"

معاذ اللہ اس منزل میں رہزن کا گذر کیسا
یہاں پر ہر نفس ہوتا ہے خضر جادۂ عرفاں

سمٹ آتی ہے منزل یا کہ طے ارض ہوتا ہے
سبک رفتاریوں پر طائران قدس ہیں حیراں

سمجھ میں آج معنی صراط مستقیم آئے
جو خضرا کے جزیرے تک گیا ہے جادۂ ایماں

سلام اس جنت ارضی کو رشک چرخ چارم کو
جہاں ہے جلوہ افگن مقتدائے عیسیٰ دوراں

سلام اُس کو کہ جس کے دم سے ہیں ارض و سما قائم
ہمارا "چودھویں کا چاند" جو آنکھوں سے ہے پنہاں

سلام اُس کو جسے ہم دیکھتے ہیں دل کی آنکھوں سے
سلام اسکو کہ سر جھکتے ہیں جس کے نام پر ہر آں

سلام اُس کو کہ جس کی آج تاریخ ولادت ہے
سلام اُسکو ہیں جس کے رزم سے لاکھوں قصیدہ خواں

محمدؐ نام کنیت ابوالقاسم لقب مہدی
حبیب حق کی تصویر سراپا جان انس و جاں

وہ پیشانی نورانی کہ سجدہ جس کے بوسے لیں
خم ابرو کہ محراب عبادت جس پہ ہو قرباں

خلیلی وضع کے گیسو نشانِ خانہ ہاشم
درود آئے سلام آئے وہ صورت نازش قرآں

نبیؐ کا خلق حیدرؑ کی شجاعت حلم شبرؑ کا
انھیں کے واسطے زیبا انھیں کے واسطے شایاں

مطلع

جزاک اللہ اے طبع رسا یہ مطلع غیبی
کہ جس کو سن کے اہل ذوق ہوں مست مئے عرفاں

وجود حجت باری میں حجت کا نہیں امکاں
جسد میں روح ہے بہر چشم ظاہر بیں ہے پنہاں

بڑھے گا کس قدر یہ دامن تاریکی ہجراں
اُلٹ دے اب تو چہرے سے نقاب اے نیر ایماں

نہیں میری نگاہیں گو کہ اس تنویر کے شایاں — مگر بیٹھے نہ دیگی خود انھیں شانِ کرم نہساں
تعجب کیا اگر غیبت میں رکھا ہے مشیت نے — ہزاروں راز ظاہر کر دیے اک راز ہے پنہاں
مبارک تجھکو اور نگِ امامت پر قدم رکھنا — تجھی پر ختم ہے دورِ حکومت مہدیِ دوراں
نبی سے ابتدا کی جس کی تجھ سے انتہا ہو گی — نظر آئے گا ۲۔ صد یقیں، ایماں ہی ایماں
یہ مانا ہو چکی تکمیل دیں اتمام نعمت بھی — مگر قائم رہے تیرے دم قدم سے قوت ایماں
چھپیں تاریکیاں پھیلی ضیا ر مطلعِ ایماں — رہیگا ابر غیبت میں نہاں کبتک مہِ تاباں
وہ دن بھی ایک دن ہوگا "جہاں کے روزنامے میں" — خبر دیگا تیرے آنے کی جبدن "دفتر امکاں"
ہے تیرے ہی علم کا تو پھر ہرا دامنِ عالم — "محیطِ وسعت کن ہو ترا آوازۂ ایماں
ترے زیرِ علم اقوام عالم متحد ہوں گے — بنے گا رفعتوں کی خاک پر معمورۂ ایماں
مساواتِ حقیقی ساری تعریفیں مٹا دیگی — کہ تیرے عہد روشن میں نہیں گے آدمی انساں
زبانِ قول سے حسنِ عمل کے پھول برسیں گے — کہ ہو گی رنگ اصلی پر بہار گلشنِ امکاں
نہ ہوگی دین و دنیا جب الگ اقوام عالم کی — تنازع للبقا میں پھر تصادم کا نہیں امکاں
فساد انگیز دنیا پھر بنے گی عافیت منزل — جہاں کا ذرہ ذرہ ہوگا مستِ بادۂ عرفاں
ترے قدموں سے لپٹی ہیں امیدیں قوم و ملت کی — کرم تیرا مسلم پھر رہے کیوں قلب پُر ارماں

قصیدہ یا عریضہ سے غرض یہ تو مخاطب ہو
ازل سے بندۂ الفت ہے تیرا بندۂ احسان

ناظرینِ سہیل غالباً اس قصیدہ کو دلچسپی سے پڑھینگے کیونکہ اسکی معنویت نتیجہ خیز ہے اور مؤثر ہم اپنے محترم دوست جناب بندہ ... کے ممنون ہیں کہ انہوں نے سہیل نوازی میں حصہ لیا۔ (مدیر)

کلیات گوشہ نشین ۔ مولانا برکت علیشاہ صاحب گوشہ نشین وزیرآبادی کی تصنیف ہے جسمیں مصنف نے نظمی حیثیت سے اخلاق فاضلہ و صفات حسنہ پر روشنی ڈالی ہے ہر نظم دلکش اور نتیجہ خیز ہے اسکی معنویت پر نظر رکھے تو کلام نصیحتوں کا خزن ہے اگر اسکو اردو کی بوستان کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ کتاب مفید ہے۔ قیمت ۸ ر حجم ۹۶ صفحات خواجہ بک ایجنسی لاہور سے طلب کیجیے

تاریخ معاویہ

ذیل کا تبصرہ جو کتاب مذکور پر کیا گیا ہے اگرچہ بہت کچھ طویل ہے مگر چونکہ موضوع سہیل سے الگ نہین ہے اور مفید ہے و نیز مصنف و مرسل تبصرہ کی خواہش بھی ہے لہذا درج سہیل کیا جاتا ہے (مدیر)

یہ کتاب پانچسو بہتر صفحون کی مصنف علام جناب مولوی سید حسن علی صاحب قبلہ وقار دام ظلہ رئیس منڈیاہو ضلع جونپور نے مجھے عنایت فرمائی۔ واقعی اس کتاب کی خوبیان بیان سے باہر اور زبان تعریف سے قاصر ہے۔ اس کتاب مین ایک خوبی یہ ہے کہ ایک خط اور ایک تقریظ اہل السنۃ والجماعت کے ایک بزرگ شاہ محمد حسین صاحب (قطب الارشاد) حنفی چشتی قادری ساکن بدر کہ ضلع بلند شہر کے قلم کی لکھی ہوئی درج ہے جن سے ضلع سہارنپور مین مصنف علام سے کچھ دنون ملاقات رہی ہے۔ جو مصنف علام جناب وقار دام ظلہ کی بے تعصبی پر دلیل روشن ہے۔

شاہ صاحب موصوف تحریر فرماتے ہین کہ (الغرض آپ اکثر اوقات جو کچھ تحریر فرماتے میری استدعا پر مجھے بھی سناتے تھے۔ حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے نام نامی کو نہایت ادب کے ساتھ یاد فرمایا ہے اس کتاب کی خوبی تحریر و طرز ادا و تہذیب و شائستگی بیان اور الفاظ نا ملائم کے جواب مین متانت اور کلام معقول اور جا بجا اشارات لطیف و مزاحی فقرات بھی قابل داد ہین چونکہ یہ کتاب میرے سامنے تحریر کی گئی ہے اور جن کتابون کا حوالہ آپ نے تحریر کیا ہے ان مین اکثر کتابین حضرت کے ہمراہ تھین اور اور بعض کتابین یہان بھی دستیاب ہو گئین اور ان حوالہ کتاب کو مین نے اصل کتاب مین بھی دیکھ لیا ہے اس لئے مجھکو اطمینان ہے کہ تحریر مین تمام تر صحیح کتابون کے حوالے ہین۔ جناب مولانا صاحب نے بحیثیت شیعہ ہونے کے اپنے مذاق کے موافق ایسا جواب تحریر فرمایا ہے کہ میرا دعوی ہے کہ دوسرے شیعہ صاحب ایسے ملائم و نرم الفاظ مین اس تہذیب کے ساتھ نہ لکھتے جا بجا تہذیب کے ساتھ حضرات خلفاء ثلثہ پر اپنی مذہبی حیثیت سے اعتراض کئے ہین جنکو ہم اہل سنت لوگ پسند نہین کر سکتے

مگر یہ بھی حافظ صاحب کی بدولت ہے لہذا ایسی حالت میں شکایت ہی نہیں کر سکتے بلکہ شکر گذار ہیں کہ انہوں نے تہذیب سے کام لیا ہے) اس تحریر سے خود شاہ صاحب کی بے تعصبی اور انصاف پسندی بھی واضح ہے۔ **تاریخ معاویہ** میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جس کتاب کا یہ جواب ہے وہ پوری کتاب حرف بحرف جو صاحب ملاحظہ فرمانا چاہیں تو الخطاب کی عبارتیں یکجا کر لیں مناقب معاویہ اول سے آخر تک مکمل ہو جائے۔ الخطاب سے مناقب معاویہ اور الجواب سے تاریخ معاویہ کی عبارت شروع ہوتی ہے۔ یہ امر بھی نہایت لطف کا ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے تحفۂ اثنا عشریہ کا جواب اولاً دہلی ہی سے (نزہۂ اثنا عشریہ) لکھا گیا جس کی خوبی دیکھنے والوں کو بخوبی معلوم ہے شمس العلما حافظ ڈپٹی نذیر احمد خان صاحب دہلوی نے قرآن شریف کا ترجمہ کیا جس میں حقوق اہلبیت رسول چھپائے تھے۔ دہلی ہی سے اس پاکیزہ و شستہ و رفتہ زبان و محاورات میں قرآن شریف کا مقبول ترجمہ مولوی حکیم حافظ سید مقبول احمد صاحب دہلوی نے شائع کیا جس میں فضائل اہلبیت طاہرین کا اظہار کیا گیا ہے اسیطرح جون پور کتاب الدرۃ الغالیہ معاویہ کا جواب النار الحامیہ للفئۃ الباغیہ (جس کا تاریخی نام تاریخ معاویہ ہے) جونپور ہی سے شائع ہوا ہے۔ تحفۂ اثنا عشریہ کا جواب جناب آیۃ اللہ فی العالمین مولانا سید حامد حسین صاحب فردوس مآب نے (عبقات الانوار) جو لکھا ہے وہ نزہۂ اثنا عشریہ سے بدرجہا بمراتب متین و متقن ہے لیکن جونپور کی کتاب معاویہ کا جواب تاریخ معاویہ سے بہتر تو کیا اس کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ میں خدا پر بھروسہ کر کے یقین کرتا ہوں کہ جو صاحب تاریخ معاویہ ملاحظہ فرمائیں گے وہ حتماً میرے دعوے کی تصدیق فرمائیں گے اس کتاب کا ٹائیٹل پیج بھی نئے انداز کا اور البیلا بے مثل ہے کہ میری نظر سے کسی فن کی کسی کتاب کا ایسا ٹائیٹل پیج نہیں گذرا جس سے مصنف علام کی اعلیٰ قابلیت و وسیع النظری پر کافی روشنی پڑتی ہے بیل بوٹے کی جگہ ٹائیٹل پیج پر احادیث و روایات معتبرہ بحوالہ الکتب درج ہیں جو بجائے خود ایک مختصر رسالہ ہونے کی حیثیت رکھتا ہے ساری کتاب کا خلاصہ دیباچہ ہے اور سارے دیباچہ کا خلاصہ ٹائیٹل پیج ہے اور سارے ٹائیٹل پیج کا خلاصہ ٹائیٹل پیج کی سطر اول ہے اب میں تاریخ معاویہ سے چند سطریں لکھتا

بطور نمونہ پیش کرتا ہون کہ ناظرین کو انداز تحریر کا لطف حاصل ہو سکے ۔

منقبت اوّل

الخطاب ۔ صحیح مسلم وغیرہ مین ہے

الجواب ۔ اور مسند ابو داؤد طیالسی و تاریخ طبری و استیعاب ابن عبد البر اور بھی بہت سی کتابون مین ہے

الخطاب کہ حضرت معاویہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے ۔

الجواب چنانچہ ایک مرتبہ پیغمبر صاحب نے بغرض کتابت معاویہ کے بلانے کے واسطے ابن عباسؓ کو بھیجا وہ گئے اور اگر عرض کی کہ معاویہ صاحب کھانا کھاتے ہین دوبارہ بھیجا پھر بھی جواب ملا

رقیبون کے بلانے کو گیا جب مرتبہ قاصد		تو کہلا یا چلو آئینگے ہم کھانا جو کھا لین گے

آنحضرت نے فرمایا لا اشبع اللہ بطنہ یعنی خدا کبھی اس کا پیٹ نہ بھرے (استیعاب حاشیہ اصابہ جزو ثالث طبع مصر ص ۳۹۵ و تاریخ طبری طبع لیڈن و مسند ابو داؤد طبع حیدر آباد) اس دعائے خیر الورےٰ کا یہ اثر ہوا کہ معاویہ صاحب سو طل دمشقی (یعنی ایک من دس سیر سند دستانی) ۔ وزن کھانا کھا تے تھے مگر پیٹ تھا کہ (۰۰۰۰) کسی طرح بھرتا ہی نہ تھا (مستطرف طبع مصر جزو اوّل ص ۲۱۶) تو معاویہ صاحب اپنی منقبت ارشاد فرماتے ہین کہ خدا کی قسم پیٹ بھر جانے سے نہین بلکہ تھک جانے سے کھانا چھوڑ دیتا ہون ۔ آپ کی منقبت پر خوری یہان تک مشہور ہوئی کہ مثل قرار پا گئی چنانچہ کسی نے اپنے مصاحب کی تعریف مین کیا خوب شعر کہا ہے ۔

وصاحب لی بطنہ کالھاویہ		کان فی امعایہ معاویہ

یعنی میرا ایک ساتھی ہے جس کا پیٹ مثل جہنم کے ہے گویا اس کے پیٹ مین معاویہ بیٹھا ہوا ہے

آخر ز پر خوری شکست چاک مے شود		تا چند چون انار کنی دل بہ دانہ بند

الخطاب ۔ ابو نعیم نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبون مین معاویہ خوشخط فصیح حلیم

دقور تھے۔

الجواب۔ خلق می بینم دگرد سواد نامہ می گردم فدائے جنبش آن دست طرز خامہ بگردم

اور آپکی خوشخطی کو زمین سے آسمان پر جب معراج حاصل ہوئی اور ملائکہ مین چرچا ہونے لگا تو خدا نے سونیکا ایک قلم حضرت جبرئیل کو دیکر جناب رسالتماب کی خدمت مین بھیجا کہ مین نے یہ قلم معاویہ کے واسطے ہدیہ بھیجا ہے اس سے کہدیئے کہ اس قلم سے خوشخط اٰیۃ الکرسی لکھے آج سے قیامت تک جتنے لوگ آیۃ الکرسی پڑہین گے سب کا ثواب معاویہ کو ملیگا۔ فرمایئے ایسا معزز و مشہور خوشنویس دوسرا کون پیدا ہوا ہے۔

جبرئیل انکے لئے لائے قلم سونے کا خوشخطی سے تو خدا تک ہوئی شہرت انکی

مگر افسوس ہے کہ امام جلال الدین سیوطی اور علامہ وعلامہ آبادی و شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی وغیرہم نے ایسی پیاری حدیث خوشخطی پر خط نسخ کھینچکر منقبت معاویہ کو موضوعات نفوس غاویہ مین شامل کردیا اور لکہدیا) موضوع اکثر رجالہ جاھیل (دیکھو فی منفعہ طبع مصر و دیگر کتب) ہان معاویہ صاحب کے فصیح ہونے سے البتہ کسی کو انکار کی جرات نہوئی چنانچہ آپ جمعہ کی نماز ۲ دن پیشگی بدہ کو پڑہاتے وقت خطبۂ نماز مین اس فصاحت سے امیر المومنین کو گالیان دیتے تھے کہ اچھے اچھے فصحاء عرب شرم کے مارے گردنین جہکا لیتے تھے اور آپکی فصاحت سے دنگ ہوکر رہ جاتے تھے اور اس فصاحت بیانی مین ہزارہا آپکے شاگرد ہوئے بعض نے برضاؤ رغبت بعض نے ادنی تحریک سے بغرض جلب منفعت آپ سے یہ فصاحت حاصل کی اور بعض کو بجبر و کراہت اور بزور خلافت آپنے شاگرد بنایا اور آپکے تلامذہ مین سے آپکے وزیر بے تدبیر طلیق الدبر عمرو بن عاص اور عمال و احباب مین مغیرہ بن شعبہ اور ولید بن عقبہ و بسر بن ابی ارطاۃ و سمرہ بن جندب و عبد اللہ بن ابی سرح و مروان بن حکم طرید رسول وغیرہم اصحاب شعل نہایت نامور اور مشہور ہین جو لوگ بالکل آپ ہی کیطرح امیر المومنین کی شان اپنی اپنی فصیح البیانی سے کام لیا کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ حسب خواہش عمرو عاص معاویہ کے اشارے سے ان لوگون نے امام حسنؑ کے

سامنے بھی داد فصاحت دی تھی جس پر امام حسن علیہ السلام نے معاویہ اور عمرو عاص کا نسب نامہ بیان کیا جس کا خلاصہ کسی نے ایک شعر مین نظم کیا ہے

محبت شمر دان بوز بے پدرے کہ دست غیر گرفتہ است پائے مادر او

اور آپکا علم بھی آپ کی فصاحت سے شاید ہی کچھ کم ہو مگر پھر بھی بہت مشہور ہے چنانچہ دمشق مین ہاتھی کا آنا اور اُس کے دیکھنے کو آپ کا ایک بلندی پر جانا اور وہان سے اپنے حرم سرا کی طرف نظر کو پھرانا اور ایک بد معاش کو اپنے حرم سے مشغول پانا اور جاکر پہلے اُسے دھمکانا اور اس کا آپ کے حکم کو سپر بنانا آور آپ کا اقرار اخفائے راز لے کر بُردباری سے معاف فرمانا سب بڑے بڑے لکھے جاتے ہین (مستطرف طبع مصر) (حیوۃ الحیوان جلد دوم) سہیل

چنین قبل در عرصہ کارزار ندیدہ است شطر بخی روزگار

اگر کوئی اختیار متحمل ہوتا تو مین کچھ مفصل تحریر کرتا۔ حق یہ ہے کہ پوری کتاب نقطۂ انتخاب ہے۔ دو آنہ جز کے حساب سے اس کی قیمت چار روپیہ چھ آنہ ہوتی ہے۔ مگر تین روپیہ آٹھ آنہ قیمت رکھی گئی ہے باوجودیکہ اس کتاب کا اشتہار مصنف نے شائع نہین کیا مگر پھر بھی تین سو جلدون تک فروخت ہو چکی ہین اب سو ہی جلدین باقی رہ گئی تھین اس درمیان مین اور جو کچھ فروخت ہوئی ہون افسوس ہے کہ کل دو سو جلدین چھپوائی گئیں مصنف کا قیام اب جونپور ہی مین رہتا ہے۔

پتہ:۔ جونپور مفتی محلہ جناب مولوی حسن علی صاحب قار

احقر الطلبہ۔ اقل الذاکرین

اختر حسین عفی عنہ۔ از پٹنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی محمد و آل محمد

احقر مشفق علیخان اپنی بے بضاعتی وجہل تام کا مقر بکمال ادب صاحبان ذوی القدر سے تکلیف ملاحظہ کا مستدعی عرض کرتا ہے کہ پرچہ النجم ماہ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ کے صفحہ ۲ وحاشیہ صفحہ ۳ مین ذیل سرخی (سہیل بن گالیونکا خزمن) یہ تحریر تھا۔ خلاصہ۔ اُن کے آئمہ کی تعلیم۔ گالی بکنا۔ (یعنی تبرا) جھوٹ بولنا یعنی تقیہ) زنا کرنا (یعنی اشارہ بمتعہ) جب اس ناچیز کے مطالعہ سے گذرا تو اپنی عقل ناقص کے مطابق ہر ایک الزام کا جواب لکھکر دفتر سہیل مین پیش کیا جہان سے بعزت افزائی مضمون تبرا جمادی الاول ۱۳۴۶ھ از صفحہ ۶ لغایت ۱۸ و مضمون تقیہ و متعہ ماہ صفر ۱۳۴۷ھ متعہ از صفحہ ۶ تا ۱۲ و تقیہ از صفحہ ۴ تا ۳۲ طبع ہو کر شائع ہوا۔

اتفاقیہ پھر ایک پرچہ النجم ۱۲ جلد ۵ مطالعہ مین آگیا جسمین رد میرے مضمون تبرے کا از صفحہ ۱۳ لغایت ۲۱۔ ۹ صفحہ مین اس ہیچمدان کے افادہ کی غرض سے درج تھا۔ چونکہ میری عقل بوجہ لاعلمی کے محدود و بجہل ہے بدین وجہ اس مضمون عالی سے فائدہ نہ اُٹھا سکا اور ضرور ہوا کہ پھر اس دقیق مطالب کے واضح کردیئے جانیکی استدعا کرون مگر افسوس کہ بوجہ علالت خود و اطفال مسودہ کو صاف کر کے دفتر سہیل مین ارسال نہ کرسکا۔ اب جبکہ بحمد اللہ قریب دو سال کے بعد اُن افکار سے مہلت ہوئی لہذا مسودہ صاف کرکے ارسال کیا گیا۔

قولہ یہ دوسرا مضمون سہیل کے صفحہ ۶ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۸ پر تمام ہوا ہے گویا تطویل لاطائل کا ایک بہترین نمونہ ہے

اقول بشفق میری تحریر ۱۳ صفحہ مین ہے جس مین کوئی عبارت آرائی نہین ہے کہ مجھ مین اسکی قابلیت ... بعض روایات واحادیث وآیات قرآنی ہین اور النجم کے ۹ صفحہ مین محض تبرے کی نسبت گالی ہونے کے استدلال تاویلی ارشاد ہوئے ہین اگر کوئی آیت ہے تو خلاف مقصود اور روایت ہے تو بلا حوالے کے نہین معلوم کہ میری تحریر تطویل لاطائل کیون خیال فرمائی گئی اور مجیب کے

توثیق راوی کا کیون سوال ہے۔ خلاصہ اس کے بعد النجم نے ظاہر کیا ہے کہ مشفق علیخان صاحب کی تحریر تین امر ہین۔ اوّل یہ کہ تبرّا و سب و دشنام گالی نہین ہے۔ دوسرے النجم پر توہین آل رسول کا الزام لگایا ہے او آ قل لا اسئلکم الخ سے ثابت کرنا چاہا ہے کہ محبت اجر رسالت ہے۔ سوئم۔ مطاعن صحابہ یعنی قصہ احراق بیت فاطمہ وغیرہ۔ پھر مجیبہ مشفق علی کی اس کارروائی پر افسوس فرمایا ہی کہ جس پرچہ سے دیکھکر لکھا گیا ہے۔ اوسی مین بہت کارروائیان سہیل کی درج ہین کہ جن سے بخیری مذہب شیعہ کو ہے اور مذہب شیعہ کی اصلی حقیقت ظاہر کیگئی ہے۔ خصوصا ان تین عبادتون یعنے گالی بکنا۔ جھوٹ بولنا۔ زنا۔ کرنے کی نسبت کتب شیعہ سے لکھا گیا ہے۔

قولہ ان سب باتون سے چشم پوشی انھون نے کی النجم کی عبارتون کے الفاظ بدل کر درمیان سے قطع برید کر کے نقل کیا ہے۔ اور اس قطع برید سے یہ فائدہ اٹھایا کہ بہت سی باتین انہون نے ایسی لکھدین کہ جس کا جواب النجم کے اسی سابقہ پرچہ مین موجود ہے یہ شکایت تو شیعہ صاحبان سے نئی نہین ہے بلکہ پرانی اور بہت پرانی ہے۔

اقول ۔ اس حقیر نے محض انھین تین باتون کا جواب لکھنا شروع کیا تھا جو بارشاد علی تعلیم ائمہ سے حاصل ہے۔ گالی بکنا۔ جھوٹ بولنا۔ زنا کرنا۔ بحمد اللہ ہر ایک کا جواب شائع ہو چکا۔ ابھی تک مجکو محض مضمون تبرّا کے نسبت مردود ہونے کا علم ہوا جس کا جواب لکھ چکا تھا۔ مگر مسودہ سے صاف کر کے ارسال نہ ہوا تھا کہ سلسلۂ بیماری نے دم نہ لینے دیا۔ اب جہت ملاحظہ ارسال ہے۔ جس قدر تحریر نقل کیگئی ہے۔ بے کم و کاست ہے مین سمجھ سکتا ہون کہ کذب کی مزا سخت ہے۔ مگر النجم نے میری کل تحریر درج کر کے بیشک رد نہ کی بلکہ تمام عبارت جواب خلاصہ تین امر پر مقرر کر لیا۔ غالبا یہ تقلید قول حضرت مولوی رومی کی ہو۔ من ز قرآن مغز برداشتم۔ یعنی مطلب کی باتین لے لین جنمین وسعت تقریر مل سکے ما بقی لا یعنی فرو گذاشت اور دوسرون پر الزام کہ کسی روایت کی تردید ہے اور اگر کسی روایت کی نسبت لکھا ہے تو اسمین راوی اور وثوق راوی کا سوال اور اپنے بیان تحریر مین راوی و وثوق راوی کا تذکرہ ندارد

ان تین خلاصون مین صرف اول خلاصہ یعنی گالی بکنے مین توخوب وسعت تحریر ہے جو آگے ذکر ہوگی۔ مابقی توہین آل رسول کو لکھا کہ " پرانا الزام ہے جواب کی ضرورت نہین" تیسرے محبت اہلبیت اجر رسالت نہین اسکو بارہ تیرہ سال ہوئے آیۂ مودۃ کی تفسیر لکھہ کر شائع ہوچکی ہے" سبحان اللہ۔ مکرم بندہ۔ جب کوئی اعتراض پیش آئے تکمیل جواب اسی وقت ہوسکتی ہے کہ پورا جواب لکھلجائے نہ یہ کہ کوئی حوالہ تحریر سالقہ کا دے دیاجائے کہ سائل اب اسکو تلاش کرلے اور پھر وہ بھی قریب نہین ۱۲-۱۳ برس ہوئے خیر جو کچھ فرمایئے درست ہے۔

یہ تو فرمائے کہ صفحہ ۱۸ کے آخر مین میری تحریر مین تھا کہ سورہ حجرات کی آیت رکوع دوم ۲ - انما المومنین الذین مین جو صفت مومن ذکر کی گئی ہے کیا ان اوصاف سے وہ حضرات متصف تھے۔ اس کا جواب تو لکھا ہوتا یہ تو مطاعن مین داخل نہ تھا۔

(امر اول مذکورہ بجستم) یعنے تبرا وسب و دشنام ان سب لفظون کے متعلق آپ فرماتے ہین کہ انہین سے کسی لفظ کے معنی گالی کے نہین ہین اور فرماتے ہین کہ زبان اردو مین گالی دینا اسواسطے کہاجاتا ہے کہ جب کسی عورت منجملہ عزیز عورت کے اپنے ساتھہ یا خود اس کے ساتھہ یا دوسرے کیساتھہ بدکاری کی نسبت دیجائے اور وہ مذاقاً ہو یا خطاءً یا غضباً۔

اقول - یہ مضمون صفحہ پہیل ماہ جمادی الاول کا ہے۔ پہلے سطر پر جو عبارت لغت کی درج ہے۔ اسکو رد فرمایا ہوتا پھر سطر ۱۲ کو ملاحظہ فرمایا ہوتا کہ جسمین یہ تحریر ہے کہ البتہ مقابل مین دو شخص دو بدو کچھ مغلظات الفاظ بوجہ تنازع استعمال کرین تو اس لفظ سب یا دشنام سے نامزد کرین گے جس کا مفہوم گالی ہوگا۔ بس کہان بدیہی انکار ہے کہ گالی کے معنی نہین پیدا ہوتے۔ اکثر الفاظ ذو معنین ہوتے ہین کہ جب وہ عمدہ اور مہذب واعلی مقامات پر صرف ہوتے ہین تو مطلب اور مقصد سلیس فہم مین آتا ہے اور اگر اسفل و بدتر مقام پر استعمال ہوتے ہین تو صفت ذم پیدا کرتے ہین۔ مثلاً - ایام۔ قاسط۔ عادل۔ حرام۔ وغیرہ ازین قبیل لفظ سب و دشنام و تبرا ہے اب آپ لفظ عربی کی تحقیق کی تکلیف کیون اٹھلائے اردو کی ایک لفظ ہان ہے۔ ملاحظہ ہو زبان سے نکلنے پڑنکلنے معنی

تبدیل ہوتے ہیں یہ ہاں "وقت قبول کلام یا اقرار کار یا بسماعت امر تعجب آمیز یا بمقام حکم کار ومنع کار۔ دیکھیے ایک لفظ ہے اور محل بدلنے کے کتنے معنو نمین آگیا ہے

قولہ سینئے تبرا کے متعلق تو ہم بھی لکھتے ہین کہ لغت مین اس کے معنی گالی بکنے کے نہین ہین مگر فرقہ شیعہ نے اسکو سب ودشنام کا مرادف قرار دے رکھا ہے جب ہی تو لعنت کرنے کو جو سب ودشنام کی سب سے اعلے قسم ہے تبرا کہتے ہین

لہ شیعہ صاحبون نے تبرا کی طرح اور بہت سے الفاظ کے معنی اپنی اصطلاح مین بدل دیئے ہین ۔ مثلاً تقیہ کہ اس کے معنی لغت مین جھوٹ بولنے کے نہین ہین ۔ مگر شیعون کی اصطلاح مین جھوٹ بولنے کو کہتے ہین ۔ وغیر ذالك مما یطول ذکرھا۔ ورنہ لفظ تبرا کے اصلی معنی لغت عرب مین بے تعلقی کے ہین ۔ کسی سے بے تعلق ہوجانا فعل قلب ہے ۔ یہی حقیقت تبرا کی ہے اور بس ۔ ۱۲

اقول ۔ واہ یہ تو کلام ایسا مغلق ہے کہ جس سے کوئی صاف نتیجہ نہین نکل سکتا خود ہی آپ تسلیم فرماتے ہین کہ تبرا گالی نہین ۔ مگر شیعون نے سب ودشنام کا مرادف بنا رکھا ہے ۔ تو کیا جناب کو علم باطن مین بھی ملکہ ہے کہ جس کے ذریعے سے ہر شخص وہر فرقہ کے ذہنی وقلبی ارادہ پر واقفیت ہوجاتی ہے کیونکہ جس فعل کو تبرا کہا جاتا ہے وہ لفظ لعنت ہے جس کے معنی آپ نے کہین گالی کے ذکر نہین فرمائیے ۔ بلکہ اس لفظ کو آپ نے بالعموم صفات پر جائز ہونا آئندہ بیان کیا ہے جس کے معنی لغوی "راندن ودور کردن از نیکی ورحمت" ہے ۔ پھر اس لفظ لعنت کا سب ودشنام کے مرادف ہونا اور اعلی قسم کا ہوجانا کیسا ۔ دوسرے مافی الضمیر کا علم شاید خدانخواستہ اسوجہ سے ہوا کہ کسی زمانہ مین آپ خود شیعہ اصلی یا نقلی یا مصنوعی ہون گے کہ یہ راز آپ کو معلوم ہوگیا ۔ تیسرے یہ کہ آپ نے ہمارے فرقہ پر اتہام کیا ۔ یہان آپ نے مثلاً تقیہ کو ٹھونس دیا تو اگر آیہ قرآنی مین معنی جھوٹ بولنے کے ہین تو ہم بھی

جھوٹ بولتے ہیں۔ (سورۂ مومن رکوع ۴)

قال رجل مومن من آل — کہا ایک مرد ایماندار نے قوم فرعون سے
فرعون یکتم ایمانہ — جو چھپاتا تھا اپنا ایمان۔

کیا یہ تقیہ نہیں ہے اگر جھوٹ بولکر چھپایا تو مومنیت سے خارج ہو گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے لفظ مومن سے یاد فرماتا ہے پس تقیہ جھوٹ بولنا نہیں مگر حفاظت جان و مال و آبروے، دشمنان سے زائد تسکین کے لئے ہماری تحریر مندرجہ سہیل ماہ صفر سنہ صفحہ ۲۴ تا ۳۲ ملاحظہ ہو۔ یہان ہم خلاصہ بحث طول نہیں دیتے۔

قول النجم آپنے جو معنی گالی کے اردو مین بیان کئے ہین۔ ممکن ہے کہ کلہتو کے عام یا بازاری لوگ یہی معنی سمجھتے ہون۔ مگر اہل زبان اور اہل علم ہرگز گالی کو اس معنی مین منحصر نہین سمجھتے بلکہ گالی ہر ایسی لفظ کو کہتے ہین جو بری معلوم ہو ناگوار گذرے۔

اس کے بعد طویل عبارت درج ہے جس کا ماحصل یہ ہے۔ بحوالہ نفائس اللغات (گالی) سختی کہ مردم را بآن ننگ و عار آید۔ ہ۔ پی اُسپو و بوارسی دشنام دادن۔

اقول ۔ نہ پہلے قطعی انکار تھا نہ اب ہے کہ سب و دشنام گالی نہین ہو سکتی مگر ہر کلامے را موقع و ہر نقطہ را مقامے اب رہا یہ امر کہ اہل زبان و علم میرے تحریر کردہ اصول پر انحصار نہین کرتے تو آپ کے کلام سے ثابت ہے کہ میرا کلام بھی صحیح ہے علاوہ اس کے وہ ہر اس امر کو گالی خیال کرتے ہین جو بری معلوم ہو۔ خیر اب اس اصول پر ملاحظہ فرمائیے۔ خصائص نسائی صفحہ ۱۳ مین مذکور ہے کہ صلح حدیبیہ کے وقت قبل تکمیل کچھ لوگ آنحضرت کے باہر آئے کہ ہم لوگ آپکے ہمسایہ و ہم محلہ ہین ہمارے غلام جو آپکے یہان بھاگ آئے ہین ہمکو واپس کردیجیے حضرت صلعم نے مشورۃ فرمایا۔

ففال لابی بکر ماتقول فقال صدقوا — پس کہا ابو بکر سے کیا کہتے ہو کہ یہ سچ کہتے ہین
پھر غصہ مین آنحضرت نے فرمایا۔

ما تقول فقال صدقوا تم کیا کہتے ہو کہا یہ لوگ سچ کہتے ہین

فرمایا قریشو خدا کی قسم تم پر اللہ ایک ایسے شخص کو مقرر کریگا جس کے دل کا امتحان خدا نے ایمان کے ساتھ کیا ہے بس وہ دین کے بارے مین تمہاری گردن مارے گا۔ فرمائیے ہر دو صاحبان کے جواب آنحضرت صلعم کو برے معلوم ہوے اور حضرت غصہ مین آئے یا نہین اگر برے معلوم نہ ہوئی تو بعد جواب ہر دو صاحبان ملال وغصہ آمیز کلام کیون کہئے اور اگر برے معلوم ہوئے تو آپکے اصول کے موافق گالی ہوئی یا نہین دوسرے اس ہنگام صلح مین جو کلمہ۔ امصص بظر اللات ۔ یعنی چوس بظر لات کا (لٹے پارہ گوشت بالائے فرج) حضرت خلافت مآب ابوبکر نے عروہ سے بحضوری آنحضرت ارشاد فرمایا اس سے کچھ رنج عروہ کو پہونچا یا نہین اور یہ گالی ہے یا نہین۔ تیسرے وقت وفات آنحضرت صلعم نے احضار دوات وقلم کو ارشاد فرمایا اور معاذاللہ ہذیان تصور کیا گیا یہان اس سے بحث نہین کہ کس نے کہا الغرض آرائے مختلف پر شور وغوغا سماعت فرما کر ”قوموا عنی“ اٹھ جاؤ میرے پاس سے ارشاد فرمایا یہ خوش ہو کر ارشاد ہوا یا رنجیدہ ہو کر لامحالہ ایسا حکم تو رنجیدگی کا ہوتا ہے۔ ورنہ مرنے والا تو اپنے پاس سے کسی کا اوٹھنا پسند نہین کرتا تو حضرت کو صحابہ سے رنج پہونچا یا نہین ناگوار گذرا یا نہین کہئے گالی ہوئی اب کہئے تو معلوم ہو ذرا سمجھکر کہئے گا نبی کے مقابلہ مین یہ گالی ہے اور سب اصحاب ہین جنکو صحابی کالنجوم کا مصداق بتایا جاتا ہے آپکے اصول لغوی کے بموجب تو اگر کسی ایسے شخص کو جو ہمیشہ تارک صوم وصلوۃ ہے اور محرمات کا مرتکب ہوتا ہے اسکو شرعاً ہدایت کرنا عذاب سے ڈرانا بھی گالی ہوگی کیونکہ اسکو ضرور برا معلوم ہوگا کہ ان افعال کو وہ اچھا سمجھ رہا ہے پس منع کرنا اس کے فائدہ وآرام دنیا وبیکار روکنا ہے جو اسکو برا معلوم ہوگا اور جناب نے جو ہمارے آئمہ کی نسبت تحریر فرمایا جو محض تعصبانہ جلبہ تھا (ان کے آئمہ کی تعلیم وہدایت) تو کیا ہمکو رنج نہین پہونچا بس یہی گالی ہے

قولہ اور لطف بالائے لطف تو یہ ہے کہ آپکے اس خود ساختہ تعریف کے رد سے بھی شیعون پر گالی کہنے کا الزام قائم رہتا ہے۔ چنانچہ المجتہد کے جس پرچہ کا آپ جواب لکھ رہے ہین۔ اسی مین صفحہ ۴ پر سہیل کی گالیون کا

بیان کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ سہیل کے ہر نمبر کے ٹیٹل پر بجائے آیات
یا حدیث کے سب سے پہلے یہ شعر لکھا ہوا ہے ؎

امتکم موتھم وانا سھیل طلعت بموت اولاد الزناء

اس شعر میں اپنے آئمہ کی تعلیم کے مطابق کواکب کے غیر معمولی تاثیرات بلکہ
اختیارات کا عقیدہ ظاہر کرتے ہوئے اہلسنت کی موت کی آرزو کی گئی
ہے اور اُن کو اولاد زنا لکھا گیا ہے اس سے زیادہ بازاری گالی اور
کیا ہو سکتی ہے۔ اب شفق علی خان صاحب سے پوچھنا چاہیئے کہ
سہیل کے ٹائیٹل پر آپنے یہ شعر دیکھا یا نہیں اور یہ شعر آپکے خود ساختہ
تعریف کے مطابق گالی ہے یا نہیں اور جب آپ کے علماء ایسی بازاری
گالیاں بکتے ہیں تو آپکے عوام کا کیا حال ہوگا۔

اقول اولاً جس امر میں میری تحریر ہے کہ لعن گالی نہیں ہے۔ جو تبرے کے نام سے مشہور
ہے مجھ پر اسی مضمون کے رد کا جواب لکھنا فرض ہے سر دست دوسرے کا جواب لکھنا ضروری
نہیں لیکن اب آپ کا سوال ہے لہذا مجبوراً مختصراً عرض کرتا ہوں۔ اوّل تو یہ فرمایئے کہ اس شعر
کے الفاظ سے تو اہلسنت پر حرامی ہونے کا اطلاق صراحتاً پایا نہیں جاتا نہ ان کی موت کی آرزو
کرنا پائی جاتی ہے۔ کرمی اس پرچہ النجم ۱۲ کے صفحہ ۵ میں بذیل سوال روایت کافی کلینی کتاب
الروضہ کے صفحہ ۱۲۵ کی درج ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ مال خمس انفال حقوق اہلبیت کو
جن لوگوں نے بلا استحقاق خود صرف کیا کہ جو ان پر حرام تھا۔ دشمن اہلبیت ہوئے تو حضرت جس نے
صرف کیا اس کی نسبت ہے آپنے عام طریقہ سے کیوں خیال کر لیا یہ تو وہی مثل ہے چور کی ڈاڑی
میں تنکا بھر اس شعر میں کوئی خاص شخص نامزد نہیں ہے بلکہ تمام حوالہ ہے جو کوئی ایسا ہو۔ کیا اگر
اندھے کو اندھا کانے کو کانا ولد الزنا کو حرامی کہا گیا جو ایک واقعی امر ہے جسکو مشاہدہ و علم
سے جانتے ہوں تو کیا وہ گالی ہے۔ اور اگر یہی اصول ہے تو اب خیال فرمایئے کہ آپ کے

لن کن علماء نے گالیون کا استعمال کیا۔ عام طریقہ سے نہین بلکہ خاص نامزد کرکے معاف فرمائیے گا۔ مین اعادہ ان مضامین کا نہین کرتا بلکہ جناب کی نظر سے گذرا ہوگا یا اب ملاحظہ فرمائیے کتاب معارف ابن قتیبہ۔ تاریخ ابن کثیر شامی، مثالب ابن کلبی مین جو مضمون نسب نامہ حضرت فاروق مین درج ہے۔ اگر صحیح لکھا تو گالی اور غلط لکھا تو گالی۔ یہ تو ہمارے ایک ڈیڑھ من جنہون نے نہ دعوی علم کیا نہ اجتہاد مگر یہ ہر سہ بزرگوار تو اکابر علماء سے ہین! اسکے علاوہ وہ شعر مذہبی کاہے نہ اہل تشیع کا

قولہ باقی رہا آپ کا یہ فرمانا کہ لعنت قرآن مجید مین آئی ہے اور خدا کا اور فرشتون کا اور نبیون کا اور دوسرے انبیاؤن کا لعنت کرنا قرآن مجید مین مذکور ہے۔ اس کے بعد عرض ہے کہ خدا کی لعنت کرنے کا تحقیقی جواب جو کبھی آپنے نہ سنا ہوگا یہ ہے کہ بیشک لعنت قرآن مجید مین آئی ہے اور بیشک خدا جس پر چاہتا ہے لعنت کرتا ہے۔ لیکن اولاً تو خدا کا لعنت کرنا گالی نہین کہا جاسکتا کیونکہ خدا کا لعنت کرنا یا کوئی سخت سے سخت کلمہ فرمانا عار و ننگ دلانے کے لیے نہین ہوتا بلکہ ایقاع فعل کے لیے ہوتا ہے۔

مثال قوم بنی اسرائیل سے (کونوا قردۃ) بندر ہوجاؤ ہوگئے (موتوا) مرجاؤ مرگئے۔ ابلیس سے (علیک لعنتی) وہ ملعون ہوگیا۔ خدا کی قدرت کاملہ اور سلطنت قاہرہ کا یہ حال ہے۔

انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون

یعنی اللہ جس کام کا ارادہ کرتا ہے فرماتا ہے ہوجاؤ کام ہوجاتا ہے۔

اقول واقعی ایسا تحقیقی جواب مدلل بہ براہین قاطعہ قرآنی ہمنے کیا ہمارے فرشتون نے نہ سنا ہوگا کیونکہ بقول آپکے ہم کو قرآن سے تعلق کیا ہان اگر معاذ اللہ ہم بھی قرآنکو مثل اب

ہو لکھنا جائز سمجھتے نیز دیتیں باندہ کر کر سے امان طلب کرتے اور سامنے رکھکر تبرا کر کرکے کرتے اور آیہ ہائے احکام کے معنی تبدیل کر کے اپنا مطلب نکالتے اعزاز معیر مندرجہ قرآن کو لغو سمجھکر ہذیان کی نسبت دیتے انکی عترت کے حقوق قرآنی کو غصب کرتے نبوت پیمبرین شک کرتے تو البتہ تعلق کامل کا دعوی کر سکتے تھے۔ محض اسوجہ سے ہم کو تعلق قرآن مجید سے ہونا کہا جاتا ہے کہ ترتیب نزول کے مطابق مرتب ہونا نہین کہا جاتا ہے تو آپ ہی انصافا یہ فرمائیے کہ سورہ علق مکیہ جو پہلے نازل ہوا پارہ تیس۳۰ مین کیون درج ہے اور سورہ حمد اول مین۔ اور سورہ بقر جو مدنیہ ہے۔ شروع قرآن مین درج ہے جبکہ مدینہ تشریف ہی نہین لے گئے تھے اور پھر بضرورت تعلیم اطفال تیسوین۳۰ پارہ کی سورتین کیون اولٹ پلٹ کر دیگئین اور الحمد شامل کر دیا گیا خیر اس کو چھوڑ دیئے۔

واہ جناب۔ یہ نئے معنی اور تفصیل کہان سے اور کس لغت سے استخراج کئے گئے کہ لفظ لعنت جس کے معنی پھٹکار زدہ اور دوری از رحمت ہے خدا کا فرمانا گالی نہ ہوا اور ہمارا کہنا گالی ہوجا کے حضرت مادہ رحمت وغضب تو اسی کے اختیار مین ہے جب ہم اسکی درگاہ مین استدعا کرین اللھم العن فلان تو گالی ہو گئی اگر وہ مالک فرمائے وان علیك لعنتی تو گالی نہو کی اول قدا تہین تو اس مقام پر بے محل وبے سود پیش کر دیگئین کہان ذکر لعن اور کہان نزول احکام غضب پروردگار عالم کا لعنت کر دینا تا ابد الاباد ہے اور ہمارا مطلب دوری از رحمت کسی کے لئے اوس سے کرنا اظہار بیزاری و تنفر دشمن خدا و رسول و آل رسول سے ہے اب رہی تخصیص تو آپ اپنے علماء گذشتہ سے کہئے کہ انہون نے کیون ایسے تذکرہ انکے نام وکر کے درج کیئے اگر جھوٹ لکھے تو اون سے مواخذہ کیجئے کہ ایک تو انپر عیوب جھوٹ لگائے دوسرے جھوٹ بولکر بقول جناب تقیہ کیا اور اگر صحیح لکھے تو ہمارا قصور کیا بس خاموش ہو جائیے۔ پھر نوع ہم آپکے طعن کے سزاوار نہین ہو سکتے

قولہ الخم ثانیا خدا کا فعل ہمارے لئے قانون اور دستور العمل نہین ہو سکتا

جب تک کہ ہمکو اس کا حکم نہ ملے (اس کے بعد طویل ذکر ہے ۔ خلاصہ۔ جو امور اسکی قدرت عامہ وصفات کاملہ سے ہوتے ہین اُس کے لئے باعث مدح اور بندون کیلئے موجب ذم ۔ وہ انسانون کو مار ڈالتا اور درندون کی غذا بنا دیتا ہے اور لوگون کو زنا کرتے اپنی و اپنے نبیون کے اور برگزیدہ بندون کی شان مین گستاخیان و توہین وایذا پہونچاتے ہوئے دیکھتا ہے اور باوجود قدرت بردباری سے کام لیتا ہے۔ (عبارت الجسم)

یہی وجہ ہے کہ خدائے تعالےٰ نے خود لعنت فرمائی ۔ مگر ہم لوگون کو لعنت کا حکم سارے قرآن مین کہین نہ دیا ۔ لعنت کا حکم کجا اُسکے برعکس یہ حکم دیا کہ لاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ کہ مشرکون کو یا اُن کے معبودون کا برا نہ کہو۔

اقول سبحان اللہ یہ عجب اصول ہے کہ خدا کا فعل قانون و دستور العمل ہمارے لئے نہین ہو سکتا جبتک حکم نہ ملے۔ تو حضرت جن کے اوصاف خدا نے ذکر فرمائے ہین ہم انکی مدح نہ کرین اور اچھا نہ سمجھین اور جنکو مشرک یا کافر یا منافق اون کے افعال پر قرار دیکر لعنت دی ہے ہم انکو اس قابل نہ سمجھین اور برا نہ کہین کہ خدا کا فعل قانون نہین ہے اور خدا زنا کرتے اور شراب پیتے وغیرہ دیکھتا ہے مدبر دبار سے کام لیتا ہے اور عذاب نہین دیتا لہذا ہم بھی دیکھکر خاموش رہین حاکم شرع کے یہان شہادت نہ دین واقعی یہ ہی اصول تھا کہ نبی کو ہذیان کی تہمت لگائی غل غپاڑہ کیا حالانکہ حضور نبی آواز مین بلند کرنے کو منع فرمایا تھا کسی نے کسی کو نہ منع کیا نہ الزام دیا نہ برا کہا کیونکہ خدا نے سزا دیتا نہین ۔ جناب نے جو آیت تحریر فرمائی ہین اسکو تمام وکمال عرض کرتا ہون

سورۂ انعام رکوع ۱۳ ۔

لاتسبوا الذین یدعون ۔ تم لوگ برا نہ کہو جنکو وہ پکارتے ہین اللہ کے

من دون اللہ فیسبوا	سوائے کہ وہ برا کہہ بیٹھیں اللہ کو
اللہ عدوا بغیر علم	بے ادبی سے بغیر جانے ہوئے

بکیون جناب آپنے کس لفظ کا ہمین ترجمہ فرمایا کہ مشرکون کو نہ کہو ہان مشرکون کے معبود ون کے لئے ممانعت ہے اسوجہ سے کہ اولاً تو وہ جیسے ہین انکا قصور کیا۔ دوسرے وہ مشرکون کے مانے ہوئے معبودین وہ اُن کے برا کہنے سے تمہارے خدا کو برا کہنے لگین گے مگر یہ کہ جو مرتکب شرک ہوئے انکو برا نہ کہو یہ کہان ہے العجب ثم العجب اب حال کھلا یہی وجہ تھی کہ گاندہی جی کی تعلیم کے مطابق اہل ہنود سے اتفاق کیا گیا اور آیہ قرانی نظر انداز کیا۔

لا یتخذ المومنون الکفرین	نہ اختیار کرین مومنین کافرون کو
اولیاء من دون المومنین	رفیق مسلمانون کو چھوڑ کر

چونکہ یہ اتفاق خلاف حکم تھا۔ لہذا نہ کوئی فائدہ اوٹھایا اور نہ کوئی باقی رہا۔ وہ آنحالیکہ ایسے شیر و شکر ہوگئے تھے کہ منبر رسول پر بٹھا کر اشلوک پڑھوائے گئے یہ ہوس ملک گیری کی تھی کیون نہ ہوئی بات نہین

ہان جناب - تو مشرکون کو برا نہ کہین بہت اچھا - مشرکون نے دندان مبارک شہید کئے ابن ہیثم مشرک نے حضرت صدیق سے سر بازار کچھ بے ادبی کی مرحبا صد آفرین کہین آپ بھی تو کہئے۔

معظمی آخر خدا کو کیا ضرورت تھی کہ خدا نے قران مین مشرکین منافقین شیاطین کی اکثر مقامات پر مذمت فرما کر لعنت بہی فرمائی پھر جب ہم کو اونکے نسبت برا سمجھنے یا کہنے کی ممانعت تھی تو ایسے کلمات لعن و طعن ہمارے تلاوت کیلئے کیون مقرر فرمائے۔ حضرت یہ حکم بلیغ اشارہ ہے کہ ہم نے انکو ایسا مقرر کر دیا اور سمجھا تم روزانہ تلاوت کر کے ایسا ہی سمجھتے رہو مگر آپ کیون اسکو قبول کرین گے اسمین تو بڑا بھاری راز پوشیدہ ہے کہ پھر ایسے شخص کیطرف خیال بد ذہن نشین ہوگا چاہیے جو ہو - اور حضرت دیکھئے یہان آپ فیسبوا کے معنی برا کہنے کے تحریر کرتے ہین گالی نہ بکی مگر ہان ہماری زبان سے

نہین ہے۔ آپ کا یہ فرمانا کہ تمام قرآن مین ہم کو لعنت کرنیکا حکم نہین دیا گیا۔ گستاخی معاف خدا سورہ نور کا رکوع اول ملاحظہ فرمائیے۔

ترجمہ۔ اور جو لوگ عیب لگاوین اپنی جوروں کو اور گواہ نہ رکھتے ہون سوائے اونکے تو انکی گواہی یہ ہے کہ چار گواہی دے اللہ کے نام کی (یعنی خدا شاہد ہے میرے دعوی کا) کہ سچا ہون (اپنے دعوے مین)

والخامسۃ ان لعنت	اور پانچوین (دفعہ) یہ کہ لعنت ہے
اللہ علیہ ان کان	شخص پر اللہ کی اگر وہ جھوٹا ہو (یعنی
من الکاذبین	وہی عیب لگانیوالا)

گو اپنے اوپر آپ لعنت کرنے کا حکم ہے مگر خیر حکم تو ہے کہ لعنت کرو۔ اور صریحی حکم۔۔۔۔۔۔

قولہ خدا عالم الغیب ہے، دلون کی حالت جانتا ہے لہذا وہ ہر شخص کی اندرونی حالت سے واقف ہے، کہ وہ کافر ہے یا منافق ہے اور اس کا خاتمہ کفر و نفاق پر ہوگا یا کیا لہذا وہ کسی پر لعنت کرے تو حق بجانب ہے۔ ہم لوگ نہ کسی کے دل کی خبر رکھتے ہین نہ کسی کے خاتمہ کا ہم کو علم ہو سکتا ہے۔ لہذا ہم کسیکو لعنت کرین تو مجرم ہین۔

اقول کیون جناب جب اوس نے تمام اسباب و آثار کفر و نفاق کا تذکرہ کر دیا کہ ہمارے احکام کی تعمیل نہ کرے ہم کو اپنا معبود نہ سمجھے ہمارے رسولونکو اذیت دے اور قرآن و رسولون کی تکذیب کرے اور حقوق آل رسول و مومنین کو غصب و تصرف کرے وہ کافر و منافق ہے اوس پر لعنت دنیا و آخرت مین اور عذاب عظیم ہے۔ تو جب یہ آثار کسی شخص مین ہم معلوم کر لین تو ضرور ہم اسکو برا سمجھین گے اور کہین گے یہ کل بیان ہمارے شناخت کے لئے

تذکرے میں آئے اور ہم پر ان آثار و علامات کا ظاہر کرنا کنایتہً و اشارةً حکم ہونا ظاہر کرتا ہے کہ تم بھی ایسا سمجھو اور کہو۔

قولہ یہی وجہ ہے کہ خدائے تعالےٰ نے سورۂ منافقین میں بعض لوگوں کو باوجودیکہ وہ کلمۂ شہادت پڑھتے تھے کافر فرمایا اور ان سے ایمان کی نفی کی لیکن ہم کو یہ حکم دیا کہ ظاہری علامات اسلام کے جسمیں دیکھو کافر نہ کہو۔ ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا یہی وجہ ہے کہ علمائے اہلسنت کا یہ مسلک ہے کہ اشخاص غیر منصوص الکفر پر لعنت کرنا جائز نہیں البتہ اوصاف پر لعنت کیجا سکتی ہے مثلاً یون کہا جائے کہ جھوٹون پر خدا کی لعنت زناکار و نپر خدا کی لعنت تو جائز ہے لیکن فلان جھوٹا ہے یا فلان زانی پر خدا کی لعنت ایسا کہنا جائز نہیں یہی سبب ہے کہ علمائے حنفیہ یزید ایسے شخص پر لعنت کرنیکو منع فرماتے ہیں

اقول (مؤلف) اہن جناب سورۂ منافقین مین خدا نے اپنے علم کے موافق لوگون پر کفر کا اطلاق کیا مگر نام نہین بتائے لیکن انکے افعال بیان کرکے ظاہر کردیا کہ یہ پہچان انکی ہے بنی نے بذریعہ الہام ربانی چند انفار کے نام حذیفہ ؓ سے اماناً ذکر کردیئے تھے اسکی سن گن پاکر ایک صحابی بزرگ (نام لینا نامناسب) حذیفہ سے باصرار دریافت کرکے فرماتے تھے۔ - - - - - -

باللہ یا حذیفۃ ان من المنافقین — قسم ہے خدا کی اے حذیفہ مین منافقون مین سے ہون؟

آخر عقلمند تھے اور ضرب المثل چونکہ وہ آثار اپنے مین پاتے تھے۔ اسیطرح ہم بھی آثار و افعال سے نتیجہ نکالکر تخصیص نام کرلیتے ہین۔ ایک صحابی کی پیروی ہے۔ اور بموجب حدیث۔ اصحابی کالنجوم اقتدا کرکے ہدایت پاتے ہین۔

اور جنابنے جو آیت (ولا تقولوا) یعنی یاد رکھو جو شخص تمہاری طرف سلام علیک کرے کہ تو مسلمان نہین ہے۔ تحریر فرمائی ہے - یہ آیت سورۂ لنسار کوع ۱۲ کی ہے۔

بہر حکم کے مطابق ایمان ظاہری اسلام شاہد کو کے کافر یا منافق نہ کہین گے لیکن اگر کفر و نفاق کے علامات مشاہد ہین آجائین اسوقت انکو کیا کہین مومن ؟ اچھا یہ تو فرمائے کہ صدیق اکبر نے اس آیت پر عمل کیون نکیا صرف زر زکوٰۃ و صدقات نہ بہیجنے پر مالک ابن نویرہ (محصل اموال زکوٰۃ و صدقات) پر جو عہد رسول صلعم سے اس امر پر مامور تھے چڑہائی کردے ظاہر ہے جنکے یقینی مومن قرار دیکر مقرر فرمایا تھا اور پھر قریہ مسکونہ سے برابر اذان کی آواز ہی تھی مگر کچھ نہ خیال کیا گیا اور حضرت سیف اللہ خالد ابن ولید کے ہاتھ سے مع ہمراہیون کے مالک قتل کئے گئے اور انکی زوجہ سے اسی شب جرنیل خالد صاحب نے زنا کی (فرمائیے یہ خالص زنا ہے یا اوس عورت کا فعل مضطربانہ جو جنگل مین بوجہ تشنگی مجبوراً راضی ہوئی اور متعہ) پھر جرنیل صاحب کو بارگاہ خلافت سے کچھ سزا نہ ملی اور دیت بیت المال سے ادا کیگئی ۔ یہ دوسری حالت خلاف حکم قرآن ہے یا نہین آپ ہی پر اس کا انصاف ہے، مگر جناب قرآن اپنا ہے عمل کیا یا نہ کیا کسیکو کیا ۔ اچھا جناب ذرا شیطان و ابولہب و نمرود و فرعون منصوص الکفر اشخاص کے نام بتلائے لیکن علامات اور آثار کا حوالہ دیکر نہ بتلائیگا ۔ ورنہ ہمارا اصول صحیح ہوگا ۔ اچھا توصفات پر لعن کرنا جائز ہے ۔ تو جہاد سے بھاگنے والے ۔ نبوت مین شک کرنیوالے ۔ نبی اور بنت نبی کو اذیت دینے والے نبی اور آل نبی کی توہین کرنے والے اونکے حقوق جو منجانب اللہ مقرر تھے غصب کرنے والے دیکھیئے یہ سب صفات ہین کسی کا نام نہین ہے اگر آپ اپنے اصول کے موافق ایسے سب صفات والونکی نسبت لعن تحریر کرکے مشتہر کر دین تو بخدا مین پھر کسی کا نام نہ لون اور آپکی تقلید کر لون بلکہ آپکی تحریر کو اپنا وظیفہ مقرر کر لون ۔ جنکو ہم ان اوصاف مین نامزد کرتے ہین آپکو انکی نسبت انکار ہے پھر کہنے مین کیا باک ہے ۔ اب رہا یہ کہ یزید ایسے شخص پر علمائے حنفیہ کا لعنت کرنیکو منع کرنا یہ انپر صریحی بہتان ہے بلکہ یہ فرمائیے کہ علماء وہابیہ کا یہ قول ہے جنپر علمائے حنفیہ اوسی کلمہ کا استعمال کرتے ہین اور اسی خوف سے وہ اپنے کو اسطرح حنفی پردہ مین چھپائے ہوئے ہین جیسے کوئی جانور شیر کی کہال اوڑہ لے کہ اسکو تمام جانور شیر تصور کرین ۔ اور ابھی ابھی واقعہ جنت البقیع مین خطبات حنفی علما کے شائع ہو چکے ہین

اچھا اسئے خدا غور سے ہی یزید جسپر لعن ناجائز ہے غیر منصوص الکفر پر لعن کراتے ہین - امام العلامہ
ابو اسحاق اسفرائنی کتاب نور العین فی مشہد الحسین مین سہروردی سے روایت کرتے ہین -
خلاصہ ترجمہ عربی - کہ وہ ایک روز دربار یزید مین موجود تہا ایک کنیز خوب صاف علی اور حسین
دیکہکر اس نے اپنا خواب بیان کیا - کہ فرشتے معہ گرزہائے آتشین اُترے ہین اور کہتے ہین کہ حکم
خدا کا اس گھر کے جلا دینے کا ہے یزید یہ سنکر برہم ہوا اور حکم قتل کا دیا کنیز نے کہا کہ کوئی ذریعہ
نجات کا ہے کہا -

فترقی المنابر وتسبی — کہ منبر پر جا اور علی و اولاد علی پر
علیاً و اولادہ — لعنت کر

کنیز نے منظور کیا حکم احضار مردم کا کیا جب سب جمع ہوگئے وہ منبر پر گئی اور کہا آگاہ ہو کر مجکو حکم
دیا گیا ہے کہ علی اور انکی اولاد پر لعن کرون حالانکہ وہ ساقی کوثر ہین اور حال لوائے حمد ہین پس
سنو مجہسے علی لعنۃ اللہ علی یزید و علی من بایعہ وشایعہ فی قتل الحسین الخ
ترجمہ عربی - یعنی یزید پر لعنت ہے خدا کی اور لعنت ہے لعنت کرنیوالون کی اور جنہون نے بیعت کی
اور شرکت کی قتل حسین مین - اور صلوات ہے علی اور اولاد علی اور شیعیان علی پر
اس روایت سے تین امر ظاہر ہوئے ایک تو یہ کہ غیر منصوص الکفر پر یزید نے لعنت کرانے کی خواہش کی
دوسرے یزید پر مجمع عام مین ایک عورت نے لعنت کہی اور عالم مستند نے صحیح روایت سمجھکر درج کی
تیسرے "سب" کے معنی لعنت کے ظاہر ہوئے نہ گالی - اور ملاحظہ فرمائے حضرت امیر معاویہ
باوجود غیر منصوص الکفر پر خود بہی لعنت فرماتے تھے - علاوہ ابواب احکام لعنت کے تاریخ کامل صفحہ ۱۳۸
جلد ۳)

ان معاویہ کان اذا قنت سب علیا — معاویہ نماز کے قنوت مین بہی لعنت کرتے تھے

یہان بہی "سب" کے معنی لعنت کے ہین نہ گالی کے -

قولہ فرشتوں اور نبیوں کی لعنت کرنے کا جواب یہ ہے کہ وہ اس شخص پر اسیوقت لعنت کرتے تھے جن کے متعلق اور جب حکم خداوندی لعنت کرنے کا انکو ملتا تھا ۔ فرشتوں کی نسبت آیہ

لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یومرون

یعنی وہ کسی بات میں اسکی نافرمانی نہیں کرتے۔

پیغمبر کی نسبت

ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ۔

یعنی وہ ہوائے نفسانی سے نہیں بولتے ان پر آواز وحی الٰہی ہے اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں ، پس فرشتوں اور نبیوں کا لعنت کرنا یقیناً بحکم خدا ہے اس پر کسی دوسرے کا قیاس کرنا اور انکے اس خاص فعل کو قانون کلی بتانا ساری شریعت کو درہم برہم کرنا ہے ۔

اقول اول تو آیۂ ما ینطق عن الھوی صرف آنحضرت صلعم کی شان میں ہے تمام انبیاء پر اس آیہ کا اطلاق ہوتا پایا نہیں جاتا۔ لیکن آپ کا ارشاد ہم تسلیم کرتے ہیں کہ فرشتے وانبیاء کوئی کلام اپنی طرف سے نہیں کرتے مگر احکام عبادات ونظم ونسق شریعت میں لیکن عرض حاجت وحال اس کے واسطے حکم ووحی کی ضرورت نہیں ہے کوئی تخصیص نبی یا ملک یا انسان کی ہے ۔ دیکھئے خلقت آدم کے تذکرہ پر فرشتوں نے عرض کیا نحن نسبح بحمدك کیا یہ کلام حکم سے کہو گیا ۔ اب انبیاء کا عرض کرنا ملاحظہ کیجئے ۔ حضرت نوح رب لا تذر علی الارض جناب مسیح ربنا انزل علینا مائدۃ جناب ابراہیم ربنا وابعث فیھم رسولا منھم حضرت زکریا فھب لی من لدنك حضرت موسی واجعل لی وزیرا وآنحضرت صلعم کا عرض کرنا یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا آپ کو تسلیم ہے ضرور کی

کیا یہ سب وحی سے کلام ہے علی الخصوص نبی صلعم کا کلام گزاشتہ اساحاجت یا غرض نکالنا یا کسی شخص یا شئے سے اپنی بیزاری یا برئت کیلئے عرض کرنیکو وحی وحکم کی ضرورت نہین - پس ایسے نبیون اور فرشتون کا لعن کرنا ہے کہ جب آثار کفر مشاہدہ کرتے ہین جو مخفی نہین رکھ سکتے تو اپنے بیزاری کو درگاہ خدا مین عرض کرتے ہین الفاظ لعن کے ذریعے

قولہ جو آئتین مشفق علیخان صاحبنے اپنے اس مضمون مین نقل کی ہین خود ان سے ہی اس بات کی تائید ہوتی ہے چنانچہ ایک آیت یہ ہے -

لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علے لسان داود وعیسی بن مریم - جس سے صاف ظاہر ہے کہ لعنت کرنیوالا خدا ہے - مگر اس لعنت کا اظہار حضرت داؤد حضرت عیسی علیہما الصلوۃ والسلام کی زبان سے ہوا -

اقول جناب مکرم معنی اسکے تو یہ ہوئے - لعنت کئے گئے منکرین بنی اسرائیل مین سے داود کی زبان پر اور عیسی بن مریم کی زبان پر اسکے کن الفاظ کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالے نے اپنے لعنت کرنیکا اظہار زبان داؤد وعیسی سے کیا - اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ قوم بنی اسرائیل کے منکرون نے اپنا اسقدر ارتداد کیا کہ داؤد وعیسی نے اونپر لعنت کی یعنے وہ خود اپنے افعال قبیحہ سے لعنت کہلانیکے باعث ہوئے جیساکہ تتمہ سے ظاہر ہے - - -

ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون - اس سے کہ گنہگار تھے اور حد پر نہ رہتے تھے -

ہان صاحب جوجی چاہے معنی بتلا لیجئے قرآن اپنا ہے اور آپ اہل قرآن ہین اور راسخون فی العلم بھی ہین کیونکہ حدیث صحیح انی تارک فیکم الثقلین سے آپکے یہان روز اول ہی عترت کو علیحدہ کرکے صرف حسبنا کتاب اللہ پر عمل کر لیا گیا پھر کون سوا آپکے راسخون ہوگا -

قولہ باقی ما انا فرد کا لعنت کرنا جو قرآن مجید مین مذکور ہے اس مین

تین احتمال ہین ۔ اوّل یہ کہ ان الناسون سے مراد انبیا علیہم السلام
ہون ۔ دوّم یہ کہ مراد غیر انبیا ہون اور انکی لعنت سے مراد وہ
لعنت ہو جو وہ اوصاف پر یا اشخاص مخصوص الکفر پر کرین جسکو
شریعت نے جائز قرار دیا ہے ۔ سوّم یہ کہ مراد غیر انبیا ہون اور انکی
لعنت سے مراد وہ لعنت ہو جو وہ از خود بغیر حکم شریعت کرتے
ان تینون احتمالات کو اکثر مفسرین نے ذکر بھی کیا ہے اور ان
احتمالون مین کسیکی بنا پر جواز لعنت کا کوئی عام قانون ثابت
نہین ہو سکتا چہ جائیکہ لعنت کا عبادت ہونا

اقول خوب تین احتمال آپنے لفظ الناس مین ارشاد فرمائے اسی کا نام تاویل ہے پہلا آیتین صاف اپنا مقصود ظاہر کر رہی ہین آپ کو احتمال پیدا ہوتا ہے ۔ اوّل یہ کہ ان الناسون سے مراد انبیا علیہم السلام ہون پہلا سورہ بقر کی آیت رکوع ۱۹ ملاحظہ کرکے فرمائے کہ کیا انبیا کا اولئک یلعن ھم اللہ ویلعنھم اللعنون (یعنی ان پر لعنت کرتا ہے اللہ اور لعنت کرتے ہین لعنت کرنے والے) لعنت کرنا انکی ظیفہ مین روزانہ شامل تھا جو لاعنون (مینے تبرائی) کے خطاب سے مدح کئے گئے تو پھر تاسی انبیا مین ہم پر اعتراض کیون کئے گئے پھر دوسری رکوع مین آیہ لعن کے آخر والناس اجمعین کی لفظ ہے اور سورہ عمران رکوع ۹ مین بھی والناس اجمعین کی لفظ ہے تو اگر ناس سے انبیا مراد ہین تو کیا کل انبیا لعنت کیا کرتے تھے ۔ دیکھئے جہان انبیا نے لعنت کی ہے خدا نے علیحدہ ذکر فرما دیا ہے جو پہلے مذکور ہوا ۔ دوسرا احتمال یعنی غیر انبیا ہون اور لعنت کرنا ان کا اوصاف پر یا مخصوص الکفر پر ہو ۔ تمام تقریر طولانی آپنے تحریر فرمائی مگر اشخاص مخصوص الکفر کے نام نہ لکھے قرآن مجید کے ان آیات مین یا کہین دیگر مقامات مین کسی کا نام نہین ہے شیطان و ابولہب و فرعون و نمرود وغیرہ تو ان آیات مین انکا تذکرہ نہین پھر تو ہر صورت وہی صفات و حالات ارتداد ہون گے اور جب اس کا علم کسی شخص پر خاصۃً حد یقین پر مشاہدہ سے ثابت ہو گیا تو یہی لعن

ہے۔ تیسرا احتمال۔ یہ تو قطعاً لاطائل ہے یعنی بلا حکم شریعت لعنت کرے ایسا کوئی کیون کرے گا لیکن اگر آثار مندرجۂ قرآن مجید کا کسی کو ارتکاب کرتے دیکھ لیا جاے گا یا یقیناً ثابت ہو جائے گا تو پھر بھی یقین بینی یا سماعی حکم شریعت ہو جائیگا۔ ورنہ خدا کا یہ فرمانا کہ۔

لا یتخذ المومنون الکٰفرین اولیاء من دون المومنین۔ (یعنی نہ پکڑین مسلمان کافرون کو رفیق مسلمان چھوڑ کر۔

آخر مومنون کو کافرون کا کفر کیون کر معلوم ہوگا۔ کیونکہ کسیکا نام غیبن وہی آثار و افعال سے اور کیا شناخت ہے۔ اسکے بعد النجم مین یہ نفیس نکتہ ہے۔

جسکا خلاصہ یہ ہے۔ حمد مخصوص خدا کیلئے ہے۔ اگر غیر از خدا کسی کی حمد کیجائے تو وہ حمد خدا ہی کیطرف جاتی ہے مگر وہ شخص جسنے غیر از خدا حمد کی ہے گنہگار اور گمراہ ہوا اپنی نیت اور ارادہ سے اسی طرح سے لعنت ہے کہ جو اشخاص بعلم الٰہی مستحق ہین ہر لعنت انہین پر جاتی ہے اور اگر غیر مستحق پر لعنت کیجاتی ہے تو وہ لعنت بھی مستحقین پر جاتی ہے اور خود لعنت کرنیوالون پر لوٹ آتی ہے۔ پھر فرماتے ہین۔

قولہ شیعہ جو دن رات لعنت کا وظیفہ پڑھا کرتے ہین اور اس وظیفہ پر انکو ناز ہے اس وجہ سے ان کا عزیز ترین لقب اہل لعنت قرار پایا ہے۔

اقول لفظ اہل نے لعنت کے ساتھ نہایت عمدہ معنی پیدا کئے جو آپنے مرحمت فرمائے کیون جناب ہمارے لئے لکن دلائل سے اور کس نص سے اہلیت لعنت کی ثابت ہوئی اب تو آپ بھی تبرا کہنے لگے اوبالفضل کے۔ دیکھئے۔ اہل کہ۔ کہ والے۔ اہل خانہ گھر والے۔ اہلسنت سنت والے اسیطرح اہل لعنت یعنی جنپر لعنت کیجاتی ہے اور مزید معنے اہل کے قرآنی سنئے۔ جناب نوح کی استدعا مین

اور جواباً ارشاد ہوتا ہے

لیس من اھلک — نہیں ہے اہل تمہارا

یا عرض حضرت موسےٰ

واجعل لی وزیراً من اھلی — اور دے مجکو ایک بتانیولا میرے گھر کا

اب اہل کے معنی آپ غور فرمائے۔ حضرت ہمارا خطاب قرآنی لاعنون اور لاعنین ہے۔ یعنی لعنت کرنیوالے نہ لعنت والے۔ جبکا ذکر آپکے احتمالات میں اوپر ہوچکا ہے اب تو آپکے اصول موضوعہ کے موافق جو نکتہ میں ارشاد ہوا ہے غیر مستحق پر یہ خطاب ثابت نہ آئیگا۔ بلکہ اسکے مستحق پر آپ لوگوں کا تحفہ ہوکر پھر واپس آئے گا۔ یا ہمارے کفر ونفاق قرآن سے ثابت کیجئے اس کے بعد ایک سوال عبارت مدرسۃ الواعظین کی تعلیم ورسالۃ الواعظین ورد ولعنت پیدا کرنیکا حال درج کرکے تحریر فرمایا ہے۔

قولہ اپنے بھائیوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کیلئے ہم پھر اسکو نقل کرتے ہیں

اقول حضرت وہ آپ حضرات کا ارشاد بکرات اسقدر سن چکے ہیں کہ کان گنگ ہوگئے ہیں وہ ہماری آواز نہیں سن سکتے نہ اُن پر کچھ اثر ہوسکتا ہے خاطر جمع رکھئے ہم تو انسان ہیں خدا اور رسول کے کلام کا اثر جب نہ ہوا تو ہم لوگ کیا چیز ہیں۔

قولہ مشفق علیخان صاحب نے اس مضمون میں تاریخ الخلفا سے حضرت ابوبکر صدیق کے متعلق یہ جملہ نقل کیا کہ کان سبابا ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قسم کی بے سروپا باتوں سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے علمی وبرہانی طور پر کسی بات کو ثابت کرنا آسان نہیں سب سے پہلے تاریخ الخلفا کی روایت کی پوری سند بیان کرنا چاہئے تھی پھر اس سند میں جتنے راوی ہوں اُن سب کی توثیق اسماء رجال سے دکھانی چاہئے تھی ان دونوں مرحلوں کے طے کرنے کے بعد بھی مقصد حاصل نہیں ہوسکتا۔

اقول

اے مہربان مکرم جسطرح آپنے امیر معاویہ کے فعل مندرجہ صفحہ (۱۰) و کلام صدیق بہ نسبت عروہ (امصص بظر اللات) مندرجہ صفحہ (۱۱) و آیت سورہ حجرات رکوع ۲ صفحہ (۱۷) (انما المومنون الذین) جو اسی جواب میں جسکا آپ جواب لکھ رہے ہیں سوالاً درج تہی چشم پوشی اختیار کی اسمیں بہی چپ ہوگئے ہوتے مگر اسمیں کچھ گنجائش کلام بے سمجہا خیال میں آگئی لہذا زیب قلم فرمایا۔

کیوں مولانا آپ کی تحریر ہے کہ لعنت کرنا غیر منصوص الکفر پر نا جائز ہے لیکن منصوص الکفر و صفات پر جائز ہے تو یہ آپ کی محض رائے و فتویٰ ہے یا کسی حدیث و آیت سے اگر خود رائی ہے تو اسکو خود آپ یا آپکے ہم مشرب مان سکتے ہیں اور اگر حدیث ہے تو آپنے نہ کتاب کا نام لکہا نہ راوی کا نام نہ اسکا وثوق کتاب رجال سے اور اگر آیت ہے تو کس سورہ کی لہذا قابل قبول نہیں اس نیاز مند نے تو کتاب کا نام صفحہ کا پتہ لکہدیا اور مؤلف بہی آپ ہی کے بیان کا ہے اگر روایت صحیح نہتی اور مرتج صرح کیا تو گویا خلیفہ پر اتہام کیا اسکو جو کچھ کہنا ہو کہیے اور کتاب کا غیر مستند ہونا مشتہر فرمائیے بلکہ جسقدر نسخے دستیاب ہوں نذر آتش کیجیے کہ اسی میں ثواب عظیم ہے۔

قولہ کیوں کہ اولاً لفظ کان جو روایت میں ہے اسکا مطلب یہ بہی ہوسکتا ہے کہ حضرت صدیق میں عادت سب و شتم پہلے تہی بعد میں جاتی رہی جب سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو منع کیا اور ارشاد فرمایا کہ صدیقین ولعانین کلا و رب الکعبہ۔ کہنے صدیق لوگ کسی پر لعنت کریں ایسا نہیں ہوسکتا۔ اول تو یہ عبارت بلاغت کلام معصوم سے مقابل نہیں معلوم ہوتی کیا عجب ہے کہ کچہہ عبارت چہوٹ گئی ہو جیسا کہ ترجمہ ناقص ہے دوسرے یہ ارشاد ہمارے بیان کسی کتاب کا ہے یا آپکے بیان کا یہ مضمون ہے اگر ہمارے بیان کا ہے تو کتاب کا نام بتائیے اور آپکے بیان کا ہے تو ہمارے مواجہہ میں اس سے استدلال

کرتا بیجا ہے۔ اور شہادتی کلمہ اس راوی کا وثوق کتاب رجال سے

محض آپ کے تحریر کرنے کو آپ ہی کے مقلدین تسلیم کر سکتے ہین۔

خیر معلوم ہوا کہ پہلے سب وشتم کے عادی تھے گر ما نعت سے چھوٹ گئی

پھر بھی بڑا بڑائی تک کی عادت کہان چھوٹ سکتی ہے آخر صلح حدیبیہ

مین عروہ سے امصص بظر اللات (چوس لات کا بظر) کہی بیٹھے اور

آنحضرت کے روبرو کہا کہ کیا ہم بہاگ جائین گے لیکن جناب ہائے

احد وغیرہ مین بہاگ کر عروہ کے کلام مذکورہ کی تصدیق کردی یہی

سبب زیادہ تر لقب صدیق مشہور ہونیکا ہے

قولہ اور ثانیا تاریخ الخلفاء کی روایت مین یہ لفظ شک راوی کیساتھ

منقول ہے کان سبابا او نسابا۔ پس جب راوی کو

خود شک ہے تو شک کے دونون پہلوؤن مین کوئی پہلو قابل وثوق

نہین ہوسکتا بلکہ نسابا کو لحاظ کرتے ہوئے۔ قرین قیاس یہ ہے

کہ لفظ سبابا یہان سب وان کے معنی مین ہو سبب کا

بمعنے قرابت ورشتہ داری کلام عرب مین مستعمل ہونا کثیر الوقوع

بات ہے اور حضرت ابو بکر صدیق کا ماہر انساب عرب ہونا مسلم الکل

چیز بھی ہے۔

اقول ماشاءاللہ۔ آپ نے جزو اول روایت کا علیحدہ کرکے اپنے مطلب کے موافق فائدہ اٹھانا

چاہا مگر ناقص رہا سبابا ونسابا کے ہم معنی ہونے مین خوب تحریر کی مگر بلا کسی سند دوا لیکے

بہلا یہ تو فرمائیے کہ فقرہ اول استب عقیل ابو بکر۔ کے کیا معنی ہوئے۔ اب فرمائیے

کہ عقیل وابو بکر دونون نساب عرب تھے اسوقت جزو آخر کے معنی یعنی وکان

ابو بکر سبابا او نسابا۔ اور تھے ابو بکر ان سے بڑھکر نساب عرب کے اب معنی درست اور

اب اصلی معنون سے کچھ علاقہ نہ رہا۔ یعنی عقیل وابوبکر نے آپس میں دشنام دہی کی اور یہ کہ ابوبکر بڑے دشنام دہندہ۔ بھلا انصاف فرمائیے کہ پہلے آپس میں مکالمہ سب و شتم ہوا اور بعد میں ایک کی نسب دانی کا تذکرہ۔ اور مسلم اکمل انساب ہونا بالحوالہ کتب و اسم راوی کیونکر صحیح مانا جائے۔

قولہ امر دوم یعنی النجم پر توہین آل رسول کا الزام اسکا جواب یہ ہے کہ یہ الزام نیا الزام نہیں ہے بلکہ پرانا الزام ہے جو ہمیشہ روافض نے اہلسنت وجماعت پر لگایا ہے، اور ہر بار یہ غلط الزام انہیں پر اولٹا دیا گیا ہے لہذا اب اسکا جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ (باقی آئندہ)

یادگار مجدد الشریعۃ المصطفی

فی صلاۃ الشرق الوسطی

ممبران خاندان اجتہاد نے غفرانمآب علیہ الرحمہ کی یادگار ایک انجمن زیر صدارت حضرت عمدۃ العلماء جناب مولوی سید کلب حسین صاحب قبلہ قائم کی ہے جسکی بہترین غرض یہ ہے کہ حضرت غفرانمآب کی خدمات دینی کا عملی اعتراف انکی یادگار کے قیام سے کیا جائے۔ چنانچہ اس انجمن نے ایک کتبخانہ اور ایک دارالمطالعہ کا افتتاح کیا ہے بحصول تمکن ایک دارالعلم اور ایک دارالاشاعت نیز مرمت و تعمیر حسینیہ غفرانمآب بھی اسکا فرض اوّلین ہوگا۔ لیکن انجمن کے بقا اور اسکے اغراض کی تکمیل مومنین کی توجہ و امداد پر موقوف ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ تمام شیعیان ہند اس دینی خدمت میں انجمن کا ہاتھ بٹاتے ہوئے حضرت غفرانمآب کی مساعی جمیلہ کا عملی اعتراف فرمائینگے۔ فیس ممبری صرف ۵ رکھا ہوا ہے تاکہ ہر مومن اس خالص دینی خدمت میں حصہ لے سکے۔ آخر میں ہم تمام اسلامی جرائد سے ملتمس ہیں کہ ہماری کمزور آواز کو پبلک تک پہونچانے میں امداد فرمائیں۔ والسلام

خادم قوم

منشا آغا (از نا ج...) سکریٹری یادگار غفرانمآب

ایک قابل توجہ اپیل

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

آل انڈیا شیعہ یتیم خانہ کے یتیم بچون نے اپنے ذاتی شوق و دلچسپی سے ایک دارالمطالعہ کا افتتاح کیا ہے جو کچھ عرصہ سے کام کر رہا ہے یتیمخانہ مین بجٹ کے اندر ایسی کوئی مد نہین ہے جس سے دارالمطالعہ کے کل اخراجات چل سکین اور اسے آگے ترقی دیجا سکے اسوقت دارالمطالعہ کا احیا و بقا و اہتمام کی اپنی ذاتی کوشش و پرائیوٹ جدوجہد پر موقوف ہے۔ یا بعض دان اہتمام کے انفرادی ایثار و امداد سے ایک دارالمطالعہ کا کام چلیا رہا ہے لیکن دارالمطالعہ کی بقا و ترقی اسوقت تک نہین ہوسکتی کہ جبتک افراد قوم پوری طرح سے اسکی طرف متوجہ ہنون ظاہر ہے کہ زمانہ کا رنگ دیکھتے ہوئے یتیمخانہ مین دارالمطالعہ کا ہونا کسقدر اہم اور ضروری ہے صحیح جذبہ قومیت پیدا ہونے اور واقعات حاضرہ سے باخبر رہنے کیلئے ہمارے پاس سوائے اسکے اور کوئی ذریعہ نہین ہے کہ یتیمخانہ مین ایک ایسا دارالمطالعہ ہو جسمین مفید اور ضروری لٹریچر موجود ہون۔

ضرورت ہے کہ ہماری محسن قوم اسکی طرف بہت جلد ملتفت ہو اور اس دارالمطالعہ کو امداد دیکر اس قابل بنا دے کہ جو ہم یتیمون کو ہمیشہ کیلئے مفید ثابت ہوسکے قومی جرائد کے اڈیٹران سے مخصوص گذارش ہے کہ وہ اپنے اپنے جرائد دارالمطالعہ کو بلا کسی معاوضہ کے پتہ ذیل پر براہ کرم کسیقدر جلد جاری فرما کر ہمین ممنون اور خود کو اجر جمیل کے مستحق بنا دین اور جو حضرات کچھ کتب دینی و دنیاوی ہدیہ کرنا چاہین وہ پتہ ذیل پر ارسال فرما دین۔ اور جو جناب کچھ مالی امداد فرمانا چاہین وہ بنام آنریری سکریٹری صاحب یا صرف ناظم دارالمطالعہ شیعہ یتیمخانہ لکھنؤ کو ارسال فرما دین تحریر کر دین ہم منتظر ہین کہ ہماری اس ضعیف آواز پر کون کون لبیک کہتا ہے۔ ہم حسب ذیل اڈیٹران کے بہت ہی ممنون ہین کہ جنہون نے اسوقت تک ہماری مفت امداد فرمائی جنمین سے قابل الذکر (۱) اخبار سرفراز۔ اخبار شیعہ۔ اخبار صراط۔ اخبار راستی۔ اخبار جدت روزنامہ حقیقت روزنامہ لکھنؤ (اودھ پنچ لکھنؤ کہ جو فی الحال نصف قیمت پر آتا ہے لیکن آئندہ مفت آنیکی امید ہے) ورسالہ ادب و الواعظ لکھنؤ و سہیل بمبئی لکھنؤ ہین (۲) اخبار ہاتف سیتاپور کہ جنہون نے مدوح سے مفت جاری کرنیکا وعدہ فرمایا ہے) ہم ان تمام جرائد و رسائل کے لئے خداوند عالم سے دعا کرتے ہین کہ خداوند عالم انکی اشاعتون مین ترقی دے نیز دیگر جرائد کو بھی اسکی توفیق عطا فرمائے کہ وہ بھی ہماری مفت امداد فرمائین۔ آخر مین ہم اڈیٹر صاحب اودھ پنچ کے خاص کر بیحد مشکور ہین کہ جو اپنے بیان سے کثیر التعداد جرائد روزانہ دارالمطالعہ کو مفت مرحمت فرماتے ہین۔ اب بھی وہ جرائد قومی جنکا نام نامی ابھی تک اس فہرست مین درج نہین ہوا ہے وہ خود ہی متوجہ ہونگے۔ (تمام خط و ترسیل (علاوہ زر) بنام سید اشفاق حسین امروہوی ناظم دارالمطالعہ شیعہ یتیمخانہ لکھنؤ ہونا چاہیئے

فقط (سید وزیر رضا معاون ناظم)

عہد حکومت کے گرو گھنٹال کا دربار

ذیل کا مضمون صاحب مضمون کی خواہش کے مطابق درج سہیل کیا جاتا ہے
کاش مضمون نگار صاحب حوالہ کتاب بھی دیدیتے تو بہتر ہوتا امید ہے کہ
وہ کسی اشاعت میں حوالہ بھی درج کرینگے

یزید ۔ ضحاک ۔ معاویہ ۔ رومی ۔ حُر اور سب ہی درباری بیٹھے ہوئے ہیں اور دو رقاصہ شراب پلا رہی ہیں ۔

یزید تم میں سے کوئی بتا سکتا ہے کہ جنت کہاں ہے

حُر رسول نے تو چوتھے آسمان پر فرمایا ہے

شمس میں چوتھے پانچویں کا قائل نہیں ۔ خدا کا فضل و کرم ہی جنت ہے،

رومی خدا کی نگاہ کوئی قبرستان ہے کہ جہاں مردے دفن ہوں جنت وہی ہوگی جہاں لاشیں دفن کیجاتی ہوں ۔

یزید اوستاد تم بھی چوک گئے پھر زور لگانا ابکی ضحاک کی باری ہے ۔ کہئے شیخ جی جنت کہاں ہے ۔

ضحاک بتلاؤں اس شراب کے پیالے میں ۔

یزید پتے پر پہونچے پر ابھی کچھ کسر ہے ۔ ذرا اور زور لگائیے

ضحاک اس پیالے میں جو کسی نازنین کے ہاتھوں سے ملے ۔

یزید لانا ہاتھ بس وہی جنت ہے ۔ مے گلفام ہو اور کسی نازنین کا پنجۂ مرجان ہو ۔ اس ایک جنت پر رسول کی ہزاروں جنتیں قربان ہوں ۔ اچھا اب بتائیے دوزخ کہاں ہے

حُر یا خلیفہ آپ کو دین حق کی توہین جائز نہیں ۔

یزید تم نے میرا مزہ کرکرا کر دیا ۔ آنکھوں کی قسم ہے تم میری مجلس میں بیٹھنے کے قابل نہیں ہو

سارا مزہ خاک مین ملادیا۔ یزید کے سامنے دین کا نام لینا منع ہے۔ دین اون ملاؤن کے لئے ہے جو مسجد مین بیٹھے ہوئے گوشت کی ہڈیون کو ترستے ہین دین اُنکے لئے ہے جو مصیبتون کے سبب سے زندگی سے بیزار ہین جو محتاج ہین بے بس ہین بہو کہون مرتے ہین جو غلام ہین۔ دُرّے کہاتے ہین۔ دین بوڑہے مردون کیلئے رانڈ عورتون کے لئے دیوالیہ سوداگرون کیلئے ہے۔ اسی خیال سے اُنکے آنسو پونچھتے ہین دلکو تسکین ہوتی ہے۔ بادشاہون کیلئے دین نہین ہے۔ انکی نجات رسول اور خدا کی نگاہ کرم کی محتاج نہین ہے انکی نجات اُن کے ہاتہون مین ہے۔ دوستون بتلانا ہمارا پیر کون ہے۔

ضحاک پیر مغان

یزید لانا ہاتہہ ہمارا پیر ساقی ہے جس کے دست کرم سے ہمین یہ نعمت میسر ہوئی ہے۔ اچھا کون میرے سوال کا جواب دیگا ہے۔ دوزخ کہان ہے۔؟

شمس کسی سودخور کی توند مین

یزید بالکل غلط

رومی خلیفے کے غصہ مین

یزید انعام کے قابل جواب ہے مگر غلط۔

قیس کسی ملاکی نماز مین جو زمین پر ماتہا رگڑتے ہوئے تاکتا رہتا ہے کہ کہین سے روٹیان آرہی ہین یا نہین۔

یزید واللہ خوب جواب ہے مگر غلط

ضحاک کسی نازنین کے روٹھنے مین

یزید ٹھیک ٹھیک بالکل ٹھیک لانا ہاتھ دل خوش ہوگیا۔ رقاصہ سے مخاطب ہو کر نرگس اس جواب کی داد دو۔ زہرہ شیخ جی کے ہاتھون مین بوسہ دو۔ وہ گانا گاؤ جسمین شراب کی بو ہو۔ شراب کا نشہ ہو شراب کی گرمی ہو۔

ہیں سواد اعظم کے خلیفہ و خلیفہ زادے کے زندگی کے کارنامے جنکی سنت کو عبدشی کو رمضبوطی سے پکڑنے میں ابتدی جوئی کا پسینہ گراتے ہیں اور انکی سنت پر چلنے میں اپنا فخر سمجھتے ہوئے خاصان خدا کو برا بھلا کہکر اپنے گروہ کے محل الفساد میں اپنا ٹھکانا بھی بناتے ہیں۔ ہرچند کہ سہیل و شیعہ و اصلاح انکی گوشمالی ہفتہ وار و ماہ واری کرتے رہتے ہیں۔ مگر کتے کی دم کیطرح سیدھے نہیں ہوتے سچ ہے سہ

کند ہمجنس باہم جنس پرواز

الراقم۔ سید موالی حسین نصیر آبادی

مومنین باتمکین و موالیان آل طٰہٰ و یٰسٓ کی

خدمتمیں باادب التماس ہے کہ قبلہ و کعبہ جناب متولی منتظم مدظلہ العالی نے عتبات عالیات کی زیارت کیلئے سفر فرمایا ہے۔ خداوندعالم جناب مدظلہ کو بخیر و عافیت و کمال عافیت زینت افزائے مدرستہ الواعظین فرمائے بمحمد والہ الامجاد۔ جناب مدظلہ نے یہ تحریر آپ حضرات کیلئے تحریر فرمائی ہے تاکہ آپکا تائیدی خیال جو اس ادارہ مبارکہ کی بقاء اور ترقی کے متعلق ہے برابر قائم ہے بلکہ مستحکم ہوتا جائے۔ مجھے امید ہے کہ جسقدر حضرت نجم العلماء مدظلہ العالی کا وثوق آپ حضرات کے ساتھ ہے۔ اسیقدر انکی خواہشوں کی انجام دہی آپکا نصب العین ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ آپ اس جلیل المرتبہ اور کثیر النفع ادارے سے اعراض کرینگے۔ یا بے توجہی سے کام لینگے

وھو الموفق للصواب

عبد المذنب۔ سبط حسن النقوی
پرنسپل مدرستہ الواعظین
۱۴ مارچ ۱۹۲۳ء

بخدمت حضرات ہمدردان مدرسۃ الواعظین التماس یہ ہے کہ آپ حضرات اس ادارہ جلیلہ مدرسۃ الواعظین کی قدردانی و ترقی خواہی و اعانت و امداد فرماتے رہے ہیں اس کا اجر بارگاہ خدا سے ملیگا جس کے دین کی تبلیغ کیلئے یہ ادارہ خدمت کررہا ہے بالفعل چونکہ میں عازم سفر زیارت ہوں آپ حضرات سے متمنی ہوں کہ میری غیبت کے زمانہ میں اپنی توجہ و عنایت میں کوتاہی نہ فرمائیے گا۔ بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ پہلے سے زیادہ توجہ فرمائے گا اور آپ سے مخلصانہ دعا کا بھی امیدوار ہوں

نجم الحسن ۔ ۱۰ شوال سنہ ۳۰ھ

نشاط الکسلان

"این چہ بوالعجبی است"

مسائل عجیبہ

(۱) یہ لوگ بجائے کلوخ کے دیوار سے استنجا کرنا تجویز کرتے ہیں اور بعض دیوار غیر اور مکان وقفی کی دیوار سے استنجا جائز قرار دیتے ہیں (۲) نماز میں امامت کیلئے عجب عجب شرطیں ہیں مرجحات حسب ذیل ہیں۔ جسین ہو خوبصورت ہو تقدم اسلامی ہو شجاع ہو اور اگر صفات وغیرہ میں مرجحات نہ ملسکیں تو پھر عضو مخصوص جسکا چھوٹا ہوگا وہ امام ہوگا چنانچہ والاصغر عضواً اسکی طرف انگشت نما ہے (۳) اگر پانی سے استنجا کرنیکے لئے ننگا ہونا پڑتا ہو تو استنجے کو ترک کرے، خواہ نجاست بول و براز رانوں تک بہتی ہوئی ہو پھیلی ہوا اور درہم سے زیادہ ہوگئی ہو اگر ایسا شخص ننگا ہوگا تو فاسق ہوگا اور اگر نہانے کے لئے یا پیشاب پاخانہ کیلئے کسیکے سامنے ننگا ہوجائیگا تو فاسق نہ ہوگا (۴) پیشاب اور پاخانیکے وقت قبلہ کیجانب پشت کیجا سکتی ہے حنفیہ کے نزدیک حلال ہے اور شافعی مکان کے اندر پشت قبلہ یا رو بقبلہ ہو کے پیشاب کرنیکو مکروہ نہیں جانتے اور اسپر استدلال یوں کرتے ہیں کہ ایک روز ابن عمر ۔ کے ہاں کوٹھے پر چڑھا تو دیکھا کہ جناب رسالتمآب قضائے حاجت کر رہے ہیں اور آپکا منہ قبلہ کیطرف اور پشت شام کیطرف ہے باوجود اس عدم کراہت کے پھر بھی یہ لوگ کہتے ہیں

کہ جو شخص قبلہ کیطرف پاؤن کر کے بیٹھے اسکی گواہی مقبول نہین ۔ ۵ صحیح مسلم اور صحیح بخاری مین حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا (دیکھو در مختار ورد مختار وغیرہ) ۶ مغصوب پانی سے وضو اور مغصوب ڈھیلا سے استنجا مشروع قرار دیتے ہین (۷) ان حضرات کے نزدیک نجس چیز خواہ برتن ہو خواہ کھانے کی شئے ہو مستعمل پانی سے جس کی نجاست کا علم ہو اور سرکہ وگلاب وغیرہ سے اور دودہ سے بلکہ جس حیوان کا گوشت کھاتے ہین اسکے پیشاب سے جو ان کے نزدیک خود نجس ہے پاک ہو جاتی ہے بلکہ انتہا یہ ہے کہ آب دہن سے ظاہر ہو جاتی ہے (۸) اگر کسی کی اونگلی بول و براز سے نجس ہو جائے تو تین بار چاٹنے سے پاک ہو جائیگی ۔ (۹) یہ حضرات روغن کے صابون مین شامل ہونیکو انقلاب عین سمجھتے ہین ۔ اسوجہ سے کہتے ہین کہ اگر میتہ (مردار) کی چربی سے صابون بنایا جائے تو وہ پاک ہے ۔ بلکہ اگر انسان یا کتا صابون کی دیگ مین گر جائے گا اور صابون بنجائے گا تو پاک ہو گا ۔ (۱۰) اگر غصبی زمین مین مسجد بنائی جائے تو اسمین نماز پڑھنا جائز قرار دیتے ہین (۱۱) امام ابو یوسف اس بات کے قائل ہین کہ اگر صبح کی اذان بعد نصف شب کے کہی جائے تو کوئی مضائقہ نہین (۱۲) اذان اگر فارسی مین کہی جائے تو بھی ان حضرات کے نزدیک کوئی حرج نہین ۔ اذان کو گا کر ادا کیا جائے تب بھی کوئی نقصان نہین ۔

"دلم بسوخت نہ حیرت کہ این چہ بوالعجبی است"



التجا

مسلسل علیل رہا اور ہون میری علالت کا اثر رسالہ کی اشاعت پر کافی پڑا اور پڑے گا مومنین سے امیدوار دعا ہون ، رسالہ انشاءاللہ نکلیگا البتہ توقیت کی ذمہ داری اپنی علالت کیوجہ سے نہین کرسکتا ۔

(مدیر)

سفوف مسیحا دافع جریان و ضعف و مقوی اعصاب

چونکہ عوام جریان سے ناواقف ہوتے ہین اسلئے ہم کو یہ بتانا ضرور ہو کہ جریان کیا چیز ہے اور اس سے کیسے مہلک امراض تک نوبت پہونچتی ہو۔ جن حضرات کو یہ مرض بدبہودہ ہو ایک بکس سفوف مسیحا ہمسے طلب کرکے استعمال کرین۔ جریان کو عربی مین سیلان اور ہندی مین پرمیہ پرسوت اور دھات بہنا کہتے ہین اور دھات ایک جوہر نفیس ہے جس کا قطرہ خون کے دس قطرون سے بنتا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جسکو انسان کا جوہر (دست) کہنا زیبا ہے کیونکہ یہی تمام خواہشون کا بادشاہ جسمانی طاقت کا نگہبان دوسرے الفاظ مین یون کہا جائے کہ تمام حسینان جہان اسی کی بدولت حسین بنے ہوئے ہین اور جسقدر اس مین نقص ہوتا ہے اسی قدر رنگ روغن چمک دمک طبیعت کی بشاشت دل کی فرحت مین فرق آجاتا ہے علامات جریان حسب ذیل ہین :۔ بعد پیشاب اور کبھی قبل پیشاب اور کبھی پیشاب کے ساتھ یا حالت قبض مین دھات کا خارج ہونا۔ دھات کا پتلا ہو جانا اور کبھی کبھی احتلام مگر جب خواہش نفسانی سے حرکات بیہودہ مثل مے نوشی وغیرہ کی نوبت آتی ہے تو اول مثانہ کی حالت بگڑ جاتی ہے یعنی حالت بول (پیشاب کرتے مین) گرمی اور جلن کا معلوم ہونا پیشاب مین سوزش بار بار پیشاب کا ہونا۔ سرعت انزال کی لذت خواہش ہوکر ٹھہر کر زائل ہو جانا۔ درد کمر۔ ہتھیلیون اور تلوون کا جلنا۔ اولاد نہ ہونا۔ اولاد کا کمزور پیدا ہونا۔ پنڈلیون کا اینٹھنا دوران سر سستی۔ کاہلی۔ نیند کی کمی۔ غرضکہ بڑھتے بڑھتے سخت امراض مثل مرگی۔ لقوہ۔ فالج گٹھیا۔ جنون۔ تپ شدید۔ وغیرہ لاحق ہوکر جان پر بن جاتی ہے ہم نے بغرض فائدہ عام یہ سفوف صرف ہندوستانی جڑی بوٹیون سے تیار کیا ہے معدنیات سے بالکل پاک ہے جس سے بجز فائدہ کچھ اندیشۂ نقصان نہین یہ سفوف جریان کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اس سفوف کا کام مذکورہ بالا شکایات کی اصلاح کرنا کمزور معدے کو طاقتور بنانا۔ تمام اعضاء رئیسہ کی خرابیون کو دفع کرنا اور ان کے افعال کو قوی کرنا عضو مخصوص کو نیز دیگر اعضاء کو نہایت خوبی کے ساتھ اپنے منصبی کام کیلئے آمادہ کرنا۔ نامردی۔ ضعف مثانہ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف دماغ و جگر و معدہ۔ ذیابیطس و اصلاح قلب کیلئے بمنزلہ تریاق ہے۔ طاقت جوانی پیدا کرنے کیلئے اکسیر ہو اور ہر قسم کے جریان کا دافع ہے لطف یہ کہ اسکے استعمال کیلئے نہ کسی موسم کی قید نہ زیادہ پرہیز کی ضرورت قیمت فی بکس ۳۰ خوراک عہ

فہرست کارخانہ حسب الطلب پیڈ روانہ کیجاتی ہے

المشتہر مرزا سجاد حسین عطار مالک دواخانہ معین العلاج نئی کوٹھی وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

الکاظم تاریخ امام موسی کاظم

علیہ السلام ۔۔ قیمت ۶؍

ھدم الاساس ۔۔ تحقیق حدیث قرطاس ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۵؍

تشریح الاحکام ۔ شرح میراث وہبہ و وصیت شرایع الاسلام ۔۔ عہ

سہیل یمن جلد اول یا دوم یا سوم

کی اگر ضرورت ہو اور دینی مجاہدات کے دیکھنے کی خواہش ہو تو دفتر سے طلب کیجیے محصول بذمہ خریدار

مجلد ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ للعہ

غیر مجلد ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۸؍

سہیل یمن جلد اول مین

پہلا نمبر اور جلد دوم مین نمبر ۵ و نمبر ۶ و نمبر ۷ دفتر مین بالکل باقی نہین حضرات نوٹ کرلین اگر کوئی صاحب نمبران مذکور عنایت فرمانا چاہین تو وہ دفتر کو اچھا دے سکتے ہین

جو حضرات دو خریدار فراہم کرکے انکا چندہ پیشگی دفتر مین بھیجدینگے انکو سہیل جلد اول بلا قیمت حاضر کیا جائیگا

مینیجر سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

٨٠٠٥

سہیل کی توسیع اشاعت آپکا مذہبی فرض ہے

ماء الحیات یعنی نوجوانی کا بیمہ

ہم اس عرق پر جتنا ناز کریں کم ہے۔ یہ عرق طب یونانی کا مایۂ ناز ہے اور اسرار الاطبا میں سے ہے ہم ناظرین کو اس امر کی طرف ملتفت کرتے ہیں کہ جتنے خواص اسکے لکھے جاتے ہیں اگر اسمیں سے کوئی جھوٹ ہو تو فوراً قیمت واپس لے لی جاوے اگر آپکے اعضاء و جوارح کام کاج سے ہمت ہار چکے ہوں اگر آپکا دماغ ہر وقت چکر کھاتا ہو اگر دل بیٹھا جاتا ہو اور اگر قوت متفکرہ بالکل معطل ہو گئی ہو اگر اختلاج قلب سے آپ بیچ ہو گئے ہوں اگر تولید حزن قطعی نہ ہوتا ہو اگر غذا ہضم نہ ہوتی ہو اگر قوت حیوانیہ جواب دے چکی ہو بسا اوقات خجالت حاصل ہوتی ہو اگر ضعف و ناتوانی کا آپ پر غلبہ ہو اگر کام کرتے کرتے دماغ تھک گیا ہو تو ماء الحیات ان تمام امراض میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں بقسمیہ عرض کرتا ہوں کہ اگر اس عرق کو آپ ہر روز دو مرتبہ نوش فرمائیں تو آپ کبھی ضعیف نہ ہونگے اور آپکے بال سفید ہونگے اور نہ آپکی کسی قوت میں کمی ہوگی۔ ان فوائد سمیت **قیمت** فی بوتل جو ایک ماہ کو کافی ہوگی صرف پانچ روپیہ ۵ عہ

نوٹ :- یہ عرق عادۃً قوتِ باہ کیواسطے نظیر نہیں رکھتا صرف ایک ماہ کے استعمال کے بعد رنگ چہرہ کو سرخ و سپید کر دیتا ہے۔ اگر آپکو بیخوابی کی شکایت ہے تو صرف تین دن استعمال کرنے سے نہایت آرام سے نیند آئیگی

وقار ہاؤس نمبر ۹۵ سہیل باغ لکھنؤ

باہتمام محمد جواد نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں چھپا

اور سید نواب علی اڈیٹر و پبلشر نے دفتر سہیل [illegible] لکھنؤ سے شایع کیا

اور رسالت مآب کو اذیت دیکر ان الذین یوذون اللہ ویوذون الرسول جو لوگ کہ خدا اور رسول کو ایذا دیتے ہیں، کی آیت میں جو پاداشیں مذکور ہے اس کے مستحق ہوے اور ضلال کو مول لیا اور ہدایت کو بیچ ڈالا کیونکہ پیغمبر نے کہا تھا کہ ایسا نوشتہ لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو لیکن وہ اس نوشتہ پر راضی نہ ہوے لہذا اس آیت کے مصداق ہوگئے جسمین ہے۔ ان الذین یشترون الضلالۃ بالھدی والعذاب بالمغفرۃ جو لوگ کہ گمراہی کو ہدایت کے عوض مین خریدتے ہین اور عذاب کو مغفرت کے عوض مین، اور تمام مسلمانون کا حق ضایع کیا ایسی مہلک خطا کے بعد ان کا خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین تسلیم کرنا ایک عظیم جرم ہے جو موجب ہلاک ابدی ہے اور ایسے جرم سے ہر مسلمان کو جو پیغمبر کو پیغمبر سمجھتا ہو برارت لازم ہے انھین مصائب سے بچانے کے لیے اور توبہ کا شوق دلانے کے لیے سہیل کے محقق نے یہ بحث چھیڑی لیکن چونکہ مدیر النجم حضرت عمر کی راے پر ہے کیونکہ اگر یہ شخص بھی وہان موجود ہوتا اور پیغمبر کاغذ ودوات مانگ رہا ہوتا تو یہ بھی العیاذ باللہ وہی کہتا جو عمر نے کہا کیونکہ وہ اسوقت بھی طرفداری مین مشغول ہے اس لیے مین اس سے کم سے کم قلمی جنگ کرنے مین آمادہ ہون اور یہ میرا حق ہے۔ ھذان خصمان اختصموا فی ربھم یہ دو دشمن ہین جو اپنے رب کے بارے مین جھگڑے۔

النجم " لیکن قرطاس[۵] کا کفر شکن فیصلہ دیکھ کر اب خود ہی پچھتا رہے ہین آدھے مضمون کا جواب جو عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے لکھکر باقی آیندہ کا وعدہ کرکے کئی ماہ سے غایب ہین ع

کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

سہیل آپ کا فیصلہ دیکھکر جتنے اہل عقل ہین وہ سب آپ کی ریش سپید پر ہنستے ہین، گناہ کرین حضرت عمر اور ہم جو اس کا جواب دین تو وہ بدتر از گناہ ہو اس سے بدتر کوئی گناہ نہین ہوسکتا کہ پیغمبر کا سخن رد کردیا جاے اور اس کا تاج حضرت عمر کے سر پر ہے اور اس کی چھوٹ مولوی عبد الشکور صاحب کی جبین مبارک پر پڑ رہی ہے تاکہ حشر کے دن کے لیے علامت رہے۔ یوم یعرف المجرمون

[۵] وہ بھی جواب دیا گیا دیکھو سہیل جلد ۳ نمبر ۲ و ۳

بسیماھم وہ دن جس روز مجرمین پہچان لیے جائیں گے اپنے سیماسے ! آکبی مہینہ سے غائب رہتا یہ کوئی خوف کی وجہ سے نہ تھا تم ذرا اپنے غیبت کو دیکھو کہ یہ پرچہ جمادی الثانی ۱۳۶۴ھ کا ہے جس کا ہم ۱۳۶۴ھ کے ربیع الثانی مین جواب لکھ رہے ہم تو بخار مین مبتلا رہے جیسا کہ یہ دبا عام تمام لکھنؤ مین شایع ہے مگر اسس کو کیا کیا جاے کہ جھوٹون کو بخار بھی نہین آتا۔

النجم "سہیل کے پردہ نشین محقق کو مناظرہ امروہہ کے وقت سے پورا تجربہ حاصل ہے اور وہ خوب جانتے ہین کہ کسی بحث مین وہ النجم کے مقابلہ مین کامیابی حاصل نہین کرسکتی"

سہیل "امروہہ کے مناظرہ مین تم آئینہ لیکر دیکھتے تو اپنی صورت خود نہ پہچانتے مگر ہم نے خلاف شرائط مناظرہ تمھارے ہفوات کا جواب دینا شروع کیا اور تقیہ کے بحث مین ہم نے قدم رکھا تا کہ تم کسی بات مین ہمین عاجز نہ سمجھو اسوقت آپ کی شرمائی ہوئی صورت جسپر مجمع عام نے بری طرح سہرے چڑھاے تھے دیکھی نہ جاتی تھی مگر بھول گیے اور خوب بھولے۔

النجم "مگر خدا جانے کہ کیا مجبوری پیش آئی کہ بیچارہ کو النجم کے مقابلہ مین آنا پڑا اگرچہ روپوشی کیساتھ سہی"

سہیل "روپوشی اسس لیے ہے کہ میدان جنگ مین کسی طرح تو ٹھہرو جب بھی فرار ہی نصیب ہو رہا ہے اور کسی ایک مطلب مین تم کے داد فہم دینی نصیب نہین ہوتی۔

النجم "پھر مصیبت پر مصیبت یہ پیش آئی کہ النجم کے جس بحث سے ان کو پہلا سابقہ پڑا وہ ایمان بالقران کا مسئلہ تھا"

سہیل وہ تو ہمنے ایسا صاف کیا کہ اب تمنے وہ خواب دیکھنا چھوڑ دیا نہین تو طوطی کی طرح برابر وہی رٹ تھی۔

النجم "دوسری کارروائی یہ کی کہ قصۂ قرطاس وغیرہ کو چھیڑ کر اصلی بحث سے گلو خلاصی حاصل کرنیکی کوشش کی"

سہیل "دیکھئے آپ میدان چھوڑنے کی کوشش کر رہے ہین اور بیکا نظین جھانک رہی ہین وہ اصلی بحث کون سی تھی جسے ہمنے چھوڑا ہی تاکہ تم یہان سے بھاگنا چاہتے ہو حضرات اہلسنت خوب دیکھتے

رہیں جب تک یہ حضرت عمر کو سنبھال نہ لیں اُن کو ہٹنے نہ دیں اور اگر یہ ایسا نہ کر سکیں تو چندہ کی موقوفی سے ان کا مزاج درست کر دیا جاوے۔

النجم "غضب خدا کا اب تمام شیعون کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ شیعون کا ایمان قران شریف پر نہین ہے"

سہیل یہ غضب خدا اچھوتے پر نازل ہو۔

النجم "اب یہ راز بالکل طشت از بام ہو گیا ہے کہ مذہب شیعہ کی بنیاد قران شریف کی عداوت پر ہے"

سہیل جی ہان بالکل درست بجا ہے آپ اور دشمن قران ہون ہم "اطیعوا الرسول" کو حضرت عمر زبان کہ کے رد کر دین اور قران کے دشمن ہم کہے جائین جب شرم پس پشت آ گئی تو جو فرمایئے درست ہے۔ اب تمام سنیون کو یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ تم ہماری ایک بات کا جواب نہین دے سکتے

النجم "اور یہ بات بھی سب پر ظاہر ہو گئی ہے کہ تمام علما و مجتہدین شیعہ اس بحث مین ایسے عاجز ہین کہ کسی مین لب کشائی کی جرئت نہین ہے"

سہیل اور یہ بات بھی سب پر ظاہر ہو گئی کہ آپکے دماغ مین مادہ فہم رہا نہین ورنہ جوابات کی کوئی حد ہے مگر قلب مطبوع مین کوئی حرف صحیح کا ہیکو ابھرنے لگا۔

النجم "باوجود ان سب باتون کے نہ خواص کو کچھ اس کی پریشانی ہے نہ عوام کو"

سہیل تو پھر یہ کہئے کہ یہ شیعہ لوگ آپکے کلام بلاغت نظام کو مجذوب کی بڑ سمجھتے ہین اچھا تو ان کے عوض آپ پریشان رہا کرین۔

النجم "یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ قران مجید پر ایمان نہ ہونے کے بعد کسی طرح ان کا شمار اسلامی فرقون مین نہین ہو سکتا اور نہ دین اسلام سے کوئی تعلق ان کا ہو سکتا ہے اسپر بھی کسی کو کوئی خیال نہین"

سہیل مگر بے ایمان کسی مومن کو بے ایمان کہے تو یہ بات اس کے خوش ہونیکی ہے نہ ذرہ برابر رنج کی بات نہین ہم اس لیے ایمان نہین لاے کہ مولوی عبدالشکور صاحب ہمین ایمان والا ان مین گنین جو سپر ہمارا ایمان ہے اسے معلوم ہے ایسی آوازون سے ہمارا کیا بگڑتا ہے پہلے ان کو تو

یہاں والوں میں گفتگو جنہوں نے صاحب تبلیغ پر زد کی جو تمہارے سردار ہیں اور جنکا طرۂ امتیاز پیغمبر کو ہذیان کی جانب نسبت دینا ہے جب وہ اسلامی تعلق میں آجائیں تو غریب شیعوں کی طرف جھکنا۔

النجم "مگر میں اب بھی اعلان دیتا ہوں کہ اگر کوئی مجتہد شیعہ یہ ثابت کردیں کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر ممکن ہے یا یہی ثابت کردیں کہ قرآن شریف پر ایمان نہ ہونے کے باوجود بھی اہل اسلامی فرقوں میں ہوسکتا ہے اور جو خرابیاں قرآن پر ایمان نہ ہونے کی النجم میں بیان کی گئی وہ وہ سب غلط ہیں تو قسم ہے مالک عرش کی میں اسی وقت مذہب شیعہ قبول کرنے کیلئے آمادہ ہوں"

سہیل واللہ اگر دماغ صحیح ہو یا دنیا آپ کو صحیح الدماغ تسلیم کرتی ہو تو آپ کا سمجھانا ممکن ہے اور ان سب آیات اور ہفوات کا جواب بچے سے ممکن ہو چہ جائیکہ عالم باخبر سے لیکن افسوس کہ آپ وہاں نہیں ہیں جہاں آپ اپنے کو سمجھتے ہیں یہ بعینہٖ اسی طرح کی بات ہے جیسے میں کہوں کہ سید المرسلین کی طرف اگر کوئی ہذیان کی نسبت دی تو وہ ہرگز قرآن پر ایمان نہیں رکھتا اگر کوئی اس کا ایمان ثابت کردے تو میں مالک عرش کی قسم ایسے شخص کی ہجو سے باز آؤں گا بلکہ اس کو ممدوح سمجھوں گا اور یہ بالکل اسی طرح کی بات ہے جیسے ۔لن یدخل الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط جنت میں کبھی نہ داخل ہوگا جب تک اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ نکل جائے ۔ اس کے بعد مدیر النجم نے خیال کیا ہے کہ ایسا نہ ہو سنی بگڑ جائیں کہ مولانا شیعہ ہونے پر آمادہ ہیں اس لیے آپ فرماتے ہیں کہ "میرا اعلان بالکل اسی رنگ میں ہے کہ قرآن مجید میں سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا ہے کہ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین یعنی اے نبی کریم آپ اعلان دیجئے کہ اے عیسائیوں اگر خدا کا بیٹا ثابت کردو تو میں سب سے پہلے اس بیٹے کی عبادت کیلیے آمادہ ہوں"

سہیل اتنی سی عبارت میں غریب نے تین غلطیاں کیں ایک تو قل کا ترجمہ اعلان دیدیجئے غلط ہے دوسرے ان کان للرحمن ولد اگر خدا کا بیٹا ثابت کردو ثابت کردینے پر اول العابدین ہونا موقوف نہیں ہے بلکہ بیٹے کے موجود ہونے پر موقوف ہے مگر ایسے دماغ میں یہ بات کاہیکو آسے گی

تیسرے اس بیٹے کی عبادت کے لیے آمادہ ہون یہ آمادگی نہ معلوم کس کا ترجمہ ہے

دروغ گویم برروے تو

النجم "سہیل کے پردہ نشین محقق صاحب نے ایمان بالقرآن کے بحث مین میدان کو چھوڑ کر حضرت کے حضرات خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم سے جنگ نہ کرنے کی بحث مین دخل دیا مگر اسمین بھی میدان چھوڑا اس کے علاوہ اور بھی جس بحث مین النجم کے مقابلہ مین معرکہ آرائی فرمائی بالآخر میدان چھوڑ کر راہ فرار اختیار فرمانے پر مجبور ہوے"

سہیل صداقت مآب کسی ایک میدان سے بھی ہمنے فرار نہین کیا جدہر ہم گیے آپ کے تعاقب مین گیے جب چاہے اوراق کو الٹ پلٹ کر ملاحظہ فرمالین اچھا اگر کسی مضمون مین پھر الجھنے کی حسرت باقی ہے تو وقت آپ کے قبضہ مین ہے پھر وہ مضمون اٹھایے پھر خدا کی قدرت ملاحظہ فرمایے اب یہی حدیث قرطاس ہے اگرچہ ہمنے اس کا ثبوت ختم کر دیا ہے لیکن جب آپ اسی پرچہ مین اس کے متعلق کچھ فرمانے کے لیے تیار ہین تو ہم میدان کیون چھوڑنے لگا آپ کے الفاظ سے اتنا تو مین سمجھا کہ طبع اقدس پر اس مضمون نے بہت کچھ گرد ملال جمع کر دی ہے لیکن اسکو ندامت کے آنسون سے چھڑانا چاہیے وہ ان باتون سے جو آپ کر رہے ہین چھوٹ نہین سکتی ہے

چھڑانے سے نہ چھوٹے گا اسے قاتل نہین لڑکا — وفاداروں کے خون کا داغ کیا دھبہ ہے کیچڑ کا

النجم "قصہ قرطاس کے متعلق شیعون کے اصلی ذو اعتراض ہین"

سہیل یہ غلط ہے چونکہ جناب مدیر کو شیعون کی کتابون پر عبور نہین ہے اس لیے ایسا ارشاد ہوا کاش وہ تحفہ ہی مین دیکھتے تو وہان بھی اس کا دو چند دکھائی دیتا چنانچہ مین اس کی نقل کرتا ہون تاکہ مولوی عبدالشکور صاحب کی بصیرت ظاہر ہو چنانچہ وہ فرماتے ہین۔

مطاعن عمر

و آن یازده طعن است اول عمدہ طعنہا نزد شیعہ آن	وہ گیارہ طعنین ہین - اول عمدہ طعنہ جو شیعون
قصہ قرطاس است بروایت بخاری و مسلم از ابن عباس آمدہ کہ آنحضرت	کے پاس ہے وہ قصہ قرطاس ہے - بخاری و مسلم

در مرض موت خود بروز پنجشنبہ قبل از وفات
بچہار روز صحابہ را کہ در حجرۂ مبارک حاضر بودند
خطاب فرمود کہ نزد من کاغذے و دواتے
و قلمے بیارید تا من براے شما کتابے بنویسم
کہ بعد از وفات من گمراہ نشوید پس اختلاف
کردند حاضران در آوردن و نہ آوردن و
عمر گفت کہ کفایت میکند ما را قرآن مجید کہ
نزد ما است و ہر آئنہ آنحضرت را درد شدت
دارد پس بعضی تائید قول عمر کردند و بعضی
گفتند کہ ہان بیارید انچہ آن حضرت میخواہند
از کاغذ و دوات و شور و شغب بسیار شد
و درین اثنا کسی ہم گفت کہ آیا آن حضرت
را ہذیان و اختلاط کلام رو دادہ است باز
از آن حضرت پرسید کہ چہ ارادہ میفرمایید پس
بعضے از ایشان باز این کلام را از آنحضرت
اعادہ خواستند آن حضرت فرمود کہ این وقت
از پیش من برخیزید کہ نزد پیغمبران تنازع و شور و
شغب لائق نیست و نوشتن کتاب باین قضیہ
در پرخاش موقوف ماند نیست قضیہ قرطاس
کہ خاطر خواہ شیعہ موافق روایات صحیحہ اہلسنت
است و درین قصہ بچند وجہ طعن متوجہ عمر شدہ

کی روایت ابن عباس سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے
اپنے مرض موت مین پنجشنبہ کے دن وفات سے چار
روز پہلے اصحاب سے جو حجرۂ مبارک مین حاضر تھے
ارشاد کیا کہ کاغذ دوات اور قلم میرے پاس لاؤ تاکہ
مین تمھارے لیے ایک تحریر لکھ دون کہ میرے بعد
تم گمراہ نہ ہو۔ پس حاضرین نے لانے اور نہ لانے
مین اختلاف کیا اور عمر نے کہا کہ "ہم کو قرآن مجید
کافی ہے جو ہمارے پاس ہے۔ بات یہہ
کہ آن حضرت کو درد کی شدت ہے" پس بعض
نے قول عمر کی تائید کی اور بعض نے کہا کہ ہان
لاؤ جو کچھ حضرت چاہتے ہین (یعنی) کاغذ و
دوات۔ (غرض) بہت شور و غل ہوا اور
اس اثنا مین کسی نے یہ بھی کہا کہ آیا آن حضرت
ہذیان اور اختلاط کلام مین مبتلا ہین۔ آنحضرت سے
پھر پوچھو کہ کیا ارادہ فرماتے ہین پس بعضون نے
آن حضرت سے پھر اس تقریر کا اعادہ چاہا لیکن حضرت
نے فرمایا کہ اس وقت میرے پاس سے اٹھ جاؤ کہ پیغمبر
کے پاس جھگڑنا اور شور و غل کرنا مناسب نہین ہے۔
اور اس لڑائی جھگڑے مین تحریر کا لکھنا موقوف رہگیا۔ یہ ہے
قصۂ قرطاس جو شیعون کی خاطر خواہ روایات صحیحہ اہلسنت کے موافق ہے اور
اس قصہ مین چند وجہون سے طعن کا رخ عمر کی طرف متوجہ ہو گیا ہے

اول آنکہ رد کرد قول آن حضرت را و قول آنحضرت
ہمہ وحی است قولہ تعالیٰ وما ینطق عن الہوی ان
ہو الا وحی یوحی و رد وحی کفر است قولہ تعالیٰ ومن لم یحکم
بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون دوم آنکہ گفت
کہ آیا آن حضرت را ہذیان و اختلاط کلام رو
دادہ است و حالانکہ انبیا ازین امور معصوم
اند و جنون بالاجماع بر انبیا جائز نیست والا
اعتماد از قول و فعل شان برخیزد پس در ہمہ
حالات قول و فعل انبیا معتبر و قابل اتباع
است - سیوم آنکہ رفع صوت و تنازع
کرد بحضور پیغمبر حالانکہ رفع صوت بحضور آنجناب
کبیرہ است بدلیل قرآن کہ یا ایہا الذین
آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق
صوت النبی ولا تجہروا لہ
بالقول کجہر بعضکم لبعض ان
تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون
چہارم حق تلفی امت نمود زیرا کہ اگر کتاب
مذکور نوشتہ میشد امت از گمراہی محفوظ
میماند و حالا در ہر وادی سرگشتہ و حیران اند
و اختلافات بیشمار در اصول و فروع پیدا کردہ
اند پس مفسدہ بالیں ہمہ اختلافات

اول یہ کہ اس نے آنحضرت کے قول کو رد کیا
اور آنحضرت کا قول تمام تر وحی ہے - خدا فرماتا ہے
کہ (پیغمبر) اپنی خواہش نفس سے بات نہیں کہتے
جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے - اور وحی کا
رد کرنا کفر ہے - خدا کا ارشاد ہے کہ جو لوگ (لوگوں)
کے درمیان اس چیز کے ساتھ حکم نہیں کرتے
جو خدا نے نازل کی ہے وہ کافر ہیں دوسرے
یہ کہ (عمر نے) کہا کہ آیا آنحضرت ہذیان اور
اختلاط کلام میں مبتلا ہیں حالانکہ انبیا ان باتوں
سے معصوم ہیں اور انبیا کے لیے بالاجماع جنون جائز
نہیں ہے ورنہ ان کے قول و فعل پر اعتماد نہ رہے
پس ہر حال میں قول و فعل انبیا معتبر اور قابل
تقلید ہے - تیسرے یہ کہ پیغمبر کے سامنے آواز بلند کی
اور جھگڑا کیا حالانکہ ان کی حضوری میں آواز کا
بلند کرنا قرآن کی دلیل سے گناہ کبیرہ ہے (ارشاد
خدا) اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو اپنی آوازیں نبی
کی آواز پر بلند نہ کرو اور اس سے بآواز بلند باتیں
نہ کرو جیسا تم ایک دوسرے پر آوازیں بلند کرتے ہو
چوتھے یہ کہ حق تلفی کی کیونکہ اگر وہ تحریر لکھی جاتی تو امت
گمراہی سے محفوظ ہو جاتی اور یہ ہر وادی میں سرگشتہ و حیران نہ ہوتی
اور بے شمار اختلافات اصول و فروع میں پیدا نہ ہوتے پس مفسدہ تمام اختلافات

برگردن عمر است اینست تقریر طعن الخ — اختلافات کا حضرت عمر کی گردن پر ہونا منجو نے تحریر کیا ہے۔

یہ وہ چار طعنین ہین جن کی اطلاع شاہ عبدالعزیز کو بھی تھی لیکن مدیر النجم بیچارے اپنی گھر کی کتابون سے بھی ناواقف ہین بہرحال جہالت کی جہت سے یا حضرت عمر پر رعایت کے سبب سے آپ نے چار طعنون کے ذکر پر رہنے دین لیکن اگر اہل تشیع کی کتابون سے پوچھو تو ایک طعن چھ طعنون سے مرکب ہے جو حضرت عمر کے لیے مسدس کا کام دیتی ہے چار تو یہی جن کا ذکر ہوا پانچوین یہ کہ حضرت کو اسقدر ایذا دی کہ آپ نے غضبناک ہو کر اُٹھ جانے کا حکم دیا چھٹی بات یہ کہ خدا کے حکم کو رد کر دیا جو اطیعوا الرسول کی صورت مین تھا اور جا بجا قرآن مین موجود ہے اور اگر حسبنا کتاب اللہ کے کہنے پر غور کرو تو وہ خود تجہیل صاحب شریعت پر مبنی ہے اور اس مین کسی قسم کا شک نہین ہے کہ یہ شقاق ہے اور کہنے والا اسکا

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لهم الهدی مین داخل ہے

اور اس مین بھی کسی قسم کا شک نہین کہ اس کے قائل حضرت عمر تھے۔ یہ ہے طعنون کی تعداد جسکو گھٹا کر ناواقف مدیر نے صرف دو کی تعداد مین ظاہر کیا ہے، ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

النجم "ان دونون اعتراضون کے متعلق النجم مین ۶ بحثین لکھی گئین تین پہلے اعتراض کے متعلق اور تین دوسرے اعتراض کے متعلق۔ بحث اول یہ کہ لفظ ہجر حضرت عمر کا مقولہ نہین ہے شیعون کو چاہیے کہ کتب اہلسنت سے کوئی معتبر روایت بسند صحیح پیش کرین جسمین یہ لفظ حضرت عمر کا مقولہ ہو"

سہیل اس کے جواب مین لکھ دیا گیا کہ اسمعیلی کی روایت موجود ہے اور وہ بسند صحیح موجود ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ سنیون کے علماے کرام کا اعتراف بھی پیش کیا گیا لیکن نہین کی کوئی دوا ہی نہین چنانچہ آج ہم بطریق اتمام حجت پھر لکھتے ہین کیونکہ اگر مولوی عبدالشکور صاحب اعتراف مین اپنی ہٹ دہرمی کے بعزتی سمجھین گے تو دوسرے لوگ جنکی آنکھون پر تعصب کی پٹی نہین چڑھائی وہ تو سیری داد دین گے، نسیم الریاض شرح شفائی قاضی عیاض جزو رابع صـ ۲۷۸ مین یہ عبارت موجود ہے

وفی بعض طرقه ای طرق — یعنی بعض طرق حدیث مین صاف لفظ یہ ہے کہ ہجر

هذا الحديث للمروية عنه فقال عمر	نے کہا کہ حالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یھجو	ہذیان کہ رہے ہیں = (اور یہ بتقدیر استفہام انکاری
بفتح اوله وضم ثالثة ای یاتی بھجر	میں ہے اور جن لوگوں نے ہجر کے معنی ترک کتابت
من القول وھو علی تقدیر الاستفھام	کے بیان کیے ہیں وہ ہرگز بھی مراد نہیں ہے اور یہ
الانکاری ولیس من الھجو بمعنی	روایت جسمیں ہذیان کی نسبت حضرت رسول کی طرف
ترك الکتابة والاعراض عنھا	حضرت عمر کا مقولہ ہے یہ اسمعیلی کی روایت ہے جو
کما قیل وھذه الروایة الاسماعیلی	ابن خلاد کے واسطہ سے، اور انھوں نے سفیان
من طریق ابن خلاد عن سفیان	سے روایت کی ہے ۔

اب سفیان کا سلسلہ سعید بن جبیر کی طرف دو طرح جاتا ہے ایک تو سلیمان احول کے ذریعہ سے جیسا کہ مسلم کی حدیث کتاب الوصایا اور بخاری کتاب الجہاد میں دوسرا سلسلہ اسحاق بن ابراہیم اور وکیع اور مالک بن مغول اور طلحہ بن مصرف کے واسطہ سے سعید بن جبیر تک پہنچتا ہے اور یہ دونوں سلسلے صحیح ہیں اور سعید بن جبیر ابن عباس سے اصل مضمون کی روایت کرتے ہیں جس کا اسمعیلی نے اپنی روایت میں پتا دیا ہے اب مولوی عبدالشکور صاحب کو اختیار ہے کہ اپنے محک پر جس راوی کو دل چاہے کس کو اعتبار سے ساقط کردیں کچھ بھی ہو ہمنے یہ بحث روایت کو سلسلہ سمیت پیش کرکے ساقط کردیا اب آگے کوئی فرار کا مقام ان کے لیے باقی نہ رہا = اس کے ساتھ ہی ساتھ اعتراف علما کا ذکر بھی سہیل یمن کردیا گیا اور آج پھر کیا جاتا ہے تاکہ سہو و نسیان سے تمسک نہ کیا جاے ۔

اعتراف ابن اثیر جزری

چنانچہ نہایہ جو لغت حدیث بیان کرنے کے لیے لکھا گیا ہے اس میں ان کا قول ہے ۔

ومنه حدیث مرض النبی	یعنی اسی باب سے حدیث مرض نبی ہے
قالوا ما شانه اھجر ای اختلف	جسمیں یہ ہے کہ لوگوں نے کہا کہ پیغمبر کا کیا حال ہے

کلامہ بسبب المرض علی	کیا کلام میں انکی مرض کے جہت سے اختلاف پیدا
سبیل الاستفھام ای ھل	ہو گیا یہ استفہام کی صورت بہترین صورت ہے
تغیر کلامہ واختلط	جو بیان معنای حدیث میں کہی گئی ہے اس کو خبر جملہ
لاجل مابہ من المرض	نہ قرار دینا چاہیے ورنہ اس کے معنی فحش اور ہذیان
وھذا احسن مایقال فیہ ولایجعل	کے ہو جائیں گے اور اس کلمہ کے قائل حضرت
اخبارا فیکون من الفحش	عمر تھے اور عمر کے ساتھ ایسا گمان نہیں کیا جاسکتا
والھذیان والقائل کان عمر	کہ وہ حضرت رسول کے باب میں ایسی بات تجویز
ولایظن بہ ذلک	فرمائیں گے۔

پایۂ ابن اثیر کو دیکھئے اور اس کا اعتراف دیکھئے کہ حضرت عمر اس کلمہ کے قائل تھے اور عبد الشکور صاحب کو دیکھئے اور آپ کا انکار ملاحظہ کیجئے

کیوں مدیر النجم صاحب آپ کو حضرت عمر کی قسم آپ کا احاطہ علمی زائد ہے یا صاحب نہایہ آپ سے علماً زائد تھا پھر آپ انصاف سے فرمائیں کہ دنیا آپ کے انکار پر کان لگائے یا اس کے اقرار کو دیکھے برا نہ مانیئے گا جتنے بھی آپ نے رسالے لکھے وہ سب نہایہ کے مقابلہ میں برہمن کی پوتھی کے برابر بھی وقیع نہیں سمجھے جاسکتے پھر آپ کیوں اپنی جان مفت میں دے رہے ہیں۔

منہاج السنتہ میں ابن تیمیہ کا اعتراف

چنانچہ الثالث ذیل میں فرماتے ہیں۔

فلما کان یوم الخمیس ھم	جب جمعرات کا دن آیا تو پیغمبر نے ایک نوشتہ
ان یکتب کتابا فقال لہ عمر	لکھنے کا ارادہ کیا عمر نے کہا کہ پیغمبر کو کیا ہو گیا

مالہ اھجر فشك عمر هل هذا	ہے کیا یہ ہذیان ہے عمر کو شک ہو گیا کہ کیا یہ بخار
القول من هجو الحمى فكان	کا ہذیان ہے یہ بات بھی عمر پر اسی طرح مخفی ہو گئی
هذا مما خفی علی عمر کما خفی علیه	جس طرح پیغمبر کی موت مخفی ہو گئی تھی بلکہ موت نبی
موت النبي بل انکره	کا تو انھون نے انکار ہی کر دیا تھا۔

کیون جناب مدیر النجم صاحب ابن تیمیہ تو آپ کے روحانی قبلہ و کعبہ ہین پھر بلا وجہ آپ کیون رشتۂ تقلید توڑتے ہین ۔

شارح نووی کا اعتراف

شرح مسلم نووی مین ہے ۔ ایضاً	یعنی عمر کے اجتہاد مین یہ بات پیدا
فادی عمر اجتهاده الی الامتناع	ہوئی کہ کاغذ نہ لکھنے دینا چاہیے اور شاید عمر
من هذا اولعله اعتقد ان	نے اسبات کا اعتقاد کر لیا تھا کہ جو کچھ پیغمبر کے دہن
ذلك صدر منه من غیر قصد	سے آواز نکلی ہے وہ بغیر قصد آپ نے فرمایا ہے
جازم وهو المراد بقولهم هجر ص ۲ ج ۲	یہی ان کے قول ہجر سے مراد ہے ۔

مین کہتا ہون کہ اسی کا نام ہذیان ہے اور حضرت عمر اسی کے معتقد تھے جیسا کہ اس کلام سے پیدا ہے

شیخ عبد الحق دہلوی شرح مشکوۃ مین

هجر بمعنی اختلط ولا یجوز	یعنی ہجر اختلط کے مضمون مین ہے اور یہ جائز
ان یکون بمعنی هذی وفحش	نہین کہ ہذیان و فحش کے معنون مین ہو کیونکہ جو
لان القائل بعدم الکتابة	عدم کتابت کا قائل تھا وہ حضرت عمر تھے
عمر ولا یظن به ذلك	اُن کی طرف ایسا گمان نہین کیا جا سکتا کہ انھون
	نے ایسا کہا ہو ۔

شیخ احمد فاروقی کا اعتراف

ان بزرگ نے اپنے مکاتیب کی جلد دوم اور ۳۶ مکتوب مین فرمایا ہے۔

سوال حضرت فاروق دران وقت کہ گفت	اسوقت نزع مین یہ سوال عمر کہ اھجر
اھجوالرجل مراد ازان چہ باشد جواب	الرجل اس سے کیا مراد ہوگی، شاید یہ
فاروق شاید دران وقت فہمیدہ باشد	مراد ہو کہ رسول سے یہ کلام بغیر قصد
کہ این کلام از ایشان بواسطۂ وجع نے قصد	وارادہ شدت تکلیف مین صادر ہوا۔ اور
واختیار واقع شدہ۔	عمر نے یہی سمجھ کے جملہ مذکور کہا۔

اس عبارت سے اچھی طرح ظاہر ہے کہ ان الرجل لیہجر کا کہنے والا حضرت عمر کے سوا کوئی نہ تھا۔

خفاجی کا اعتراف نسیم الریاض مین

اس نے یہ عبارت نسیم الریاض مین لکھی ہے۔

واماالاختلاف الذی وقع عندہ	لیکن وہ اختلاف جو آپ کے سامنے واقع ہوا
کما ورد فی الاحادیث الصحیحۃ من	جیساکہ احادیث صحیحہ مین وارد ہوا ہے کہ پیغمبر نے
ان النبی قال فی مرضہ ایتونی بدواۃ اکتب	اپنے مرض مین فرمایا کہ دوات لاؤ مین تمھارے لیے
لکم کتابا لا تضلون بعدی فقال عمر	ایک نوشتہ لکھدون جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو
ان الرجل لیھجر حسبنا کتاب اللہ الخ	تو عمر نے کہا کہ "معاذ اللہ" مرد ہذیان کرتا ہے

جمع بین الصحیحین مین حمیدی کا اعتراف

حدیث قرطاس کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ فقالوا ما شانہ لوگون نے کہا کہ یہ کیا

کر رہے ہین۔ فقال عمران الرجل لیھجر تو عمر نے کہا کہ مرد ہذیان کہ رہا ہے اور گیا ہے۔ یہ حرف آن جو تحقیق کے لیے ہے، اور یہ لام تاکید جو یھجر پر داخل ہے اس نے طرفدارون کی سعی مین آگ لگادی ہے نہ استفہام بنتا ہے نہ کوئی دوسری بات۔

عکبری شارح دیوان متنبی کا اعتراف

اس شعر کی شرح مین سے

اانطق فیك ھجرا بعد علمی	بانك خیر من تحت السماء
الھجر القبیح من الکلام	ہجر کلام قبیح اور فحش کو کہتے ہین اور ہجر بمعنی
والفحش وھجر اذا ھذی	ہذیان ہے اور ہذیان وہ ہے جو بخار مین
وھو ما یقوله المحموم عند	صاحب تپ کہتا ہے، اسی باب سے قول
الحمی ومنه قول عمر بن الخطاب	عمر بن الخطاب ہے کہ انھون نے مرض رسول
عند مرض رسول الله ان الرجل	کے وقت یہ کہ دیا تھا کہ مرد ہذیان کہ رہا ہے
لیھجر علی عادة العرب	جیسا کہ عرب کہا کرتے تھے۔

غیاث الدین مورخ صاحب حبیب السیر کا اعتراف

ص۴۲۹ جز سیوم از جلد اول در روایتے	ایک روایت مین یہ ہے کہ امیر المومنین عمر
آنکہ امیر المومنین عمر بن الخطاب یا دیگرے از	بن الخطاب یا کسی اور صحابی نے یہ کہا کہ کیا یہ کلام
کبار اصحاب گفت کہ آیا این سخن از جملہ آن	رسول ویسا ہی ہے جیسے مریض پریشان اور غیر
سخنان پریشان است کہ مریضان در حین	مرتبط باتین کیا کرتے ہین جب مرض کی شدت
اشتداد مرض میگویند یا نے،	ہوتی ہے۔

اور اس عبارت کے بعد یہ شعر لکھے ہین اگر شرم ہو تو چلو بھر پانی مین ڈوب مرنے کے لیے کافی ہ

اوصی النبی فقال قائلھم قد ظل یھجر سید البشر

واری ابابکر اصاب ولم یھجر وقد اوصی الی عمر

یعنی پیغمبر نے جب وصیت کرنی چاہی تو اصحاب میں سے ایک کہنے والے نے کہا العیاذ باللہ پیغمبر ہذیان کر رہا ہے۔

لیکن جب ابو بکر نے عمر کی جانب وصیت کی تو کسی نے نہ ہذیان کی طرف نسبت دی نہ کچھ اور

مجمع بحار الانوار میں محمد طاہر کا اعتراف

ومنہ فی مرضہ قالوا ما شانہ اھجر ای اختلف کلامہ بسبب المرض علی سبیل الاستفھام ای ھل تغیر کلامہ واختلط لما بہ من المرض وھذا احسن ما یقال فیہ ولا یجعل اخبارا فیکون اما من الفحش والھذیان القائل عمر ولا یظن بہ ذلک

ص ۴۷۵ قریب قریب وہی ترجمہ ہے جو ابن اثیر جزری کے کلام کا ترجمہ ہے۔

خود حضرت عمر کا اعتراف

ابن ابی الحدید نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں عمر کی اول خلافت کے زمانہ میں عمر کے پاس گیا ایک صاع خرما عمر کے لیے کسی چٹائی پر ڈال دیا گیا تھا اس کو وہ برابر نوش فرماتے جاتے تھے مجھ سے کہا تم بھی کھاؤ میں نے بھی ایک دانہ اس میں سے اٹھا لیا باقی صاع یہ پورا نوش فرما گئے اور ایک گھڑا پانی جو اُن کے پاس رکھا ہوا تھا اُسے اُٹھا کر پی گئے اور تکیہ پر ٹیک لگا کر حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے مجھ سے کہا کہاں سے آ رہے ہو میں نے کہا مسجد نبوی سے آ رہا ہوں کہا اپنے چچا زاد بھائی کو کہاں چھوڑا میں نے سمجھا کہ عبد اللہ بن جعفر کو پوچھ رہے ہیں تو میں نے جواب میں کہا کہ اپنے ہمسنوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں حضرت عمر نے کہا میں اُن کو نہیں پوچھتا، میں بزرگ اہلبیت کو پوچھ رہا ہوں اب میں سمجھا میں نے کہا باغ میں درختوں کو پانی دے رہے ہیں اور تلاوت قرآن کر رہے ہیں عمر نے کہا اے عبد اللہ بن عباس

قسم دیگر پوچھتا ہون کہ اب بھی اُن کے دل مین خلافت کا کچھ خیال باقی ہے مین نے کہا ہان عمر نے کہا کہ ان کا خیال ہے کہ پیغمبر نے انپر نص کردی ہے اور اس سے بھی مین بیان کرتا ہون کہ میرے باپ سے لوگون نے دریافت کیا کہ جو کچھ ان کا دعوی ہے وہ سچ ہے عمر نے کہا ہان پیغمبر سے ان کے باب مین کچھ باتین ظاہر ہوئی تھین جنسے قطع عذر نہین ہوتا تھا اور وہ اثبات نص کے لیے کافی نہ ہوتی تھین، اور کبھی کبھی پیغمبر اس محبت کے سبب سے جو ان کے ساتھ رکھتے تھے چاہتے تھے کہ حق سے باطل کی طرف میل فرماین چنانچہ مرض موت مین چاہا تھا کہ ان کے نام کی تصریح کردین مین نے روک دیا اور پیغمبر سمجھ گیے کہ مین نے ان کے دل کی بات پالی یہ سمجھ کر وہ چپ ہوگیے' ان الفاظ کے بعد ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ،

ذکر هذا الخبر احمد بن ابی طاهر صاحب کتاب تاریخ بغداد فی کتابه مسنداً حدثنا عبد الله حدثنی ابی ثنا ابن داؤد حدثنا ابن لهیعة عن ابی الزبیر عن جابر ان النبی صلی الله علیه وسلم دعا عند موته بصحیفة لیکتب فیها کتابا لا یضلون بعدہ قال فخالف علیها عمر بن الخطاب حتی رفضها	یعنی اس خبر کو مع اسناد احمد بن ابی طاہر نے تاریخ بغداد مین ذکر کیا ہے۔ نیز مسند امام حنبل مین، ج ۳ ص ۳۲۶ مین ہے۔ سلسلہ اسناد مذکورہ جابر سے روایت ہے کہ رسول نے نزع کے وقت کچھ لکھنا چاہا تاکہ لوگ گمراہ نہ ہون مگر عمر نے اس لکھنے کی مخالفت کی

سر العالمین مین امام غزالی کا اعتراف

حضرت عمر کی ایذارسانی اور رسول کا دم واپسین عمر نے رسول کو ہذیان گو کہا،

ولما مات رسول الله (صلی الله علیه واله وسلم) قال قبل وفاته ایتونی بدوات وبیاض لازیل عنکم اشکال الامر واذکر لکم من المستحق	جب رسول کا انتقال ہوا تو قبل وفات فرمایا کہ مجھے کاغذ دوات دو تاکہ مین تم سے اشکال امر خلافت کو دور کردون اور بتادون کہ خلافت کا مستحق کون ہے اور میرے بعد کس کو

اِنّما یعدی قال عمر و عوالرجل — اس کا اتفاق ہے عمر نے کہا ہٹاؤ بھی

فانہ لیھجر وقیل یھذو — کیونکہ یہ مرد (رسول خدا) ہذیان بک رہا ہے۔

ان تمام بیانات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ حضرت عمر ہی نے ہذیان کی نسبت ذات مبارک رسالتمآب کی طرف دی لہذا بحث اول بعنایت خدا ساقط ہوگئی اب رہی بحث دوم جس کو مدیر النجم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے " بحث دوم یہ کہ لفظ ہجر کے معنی صرف ہذیان کے نہیں ہیں بلکہ یہ لفظ جدائی کے معنی میں بھی آیا ہے اور حدیث قرطاس میں جدائی کے معنی چسپاں ہوتے ہیں ہذیان کے معنی کسی طرح نہیں بنتے لہذا اگر بالفرض لفظ ہجر حضرت عمر کا مقولہ ہو تو بھی کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ شیعہ یہ ثابت کریں کہ لفظ ہجر کے معنی صرف ہذیان کے ہیں یا یہ کہ حدیث قرطاس میں ہذیان ہی کے معنی ہیں "

اس بحث دوم کا جواب اگر عقل ہو تو بالکل واضح ہے

مگر ہمارے مہربان کے پاس زبان ہے اور عقل کا پتا نہیں ملتا اس کو اصحاب اعتباریوں آزمائیں کہ ایک شخص یہ کہ رہا ہے کہ مجھے ایک آخری تحریر لکھنی ہے کاغذ قلم دوات لاؤ۔ اس سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ کیا اس نے انتقال کیا پوچھو تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ انتقال کے معنی کیوں کر چسپاں ہوتے ہیں اس کے سمجھنے کے لیے مجنون ہو جانے کی ضرورت ہے کجا آخری تحریر کے لکھنے کی ضرورت اور کجا تجویز انتقال لاحول ولا قوۃ مجھے اس سے بحث نہیں کہ یہ کس نے کہا ہے جس نے بھی کہا ہو حضرت عمر کی محبت میں لکھنے والے نے نبی سمجھ بھی صدقے کر ڈالی جیسا کہ مدیر النجم بھی انھیں تصدق میں اتر پڑو اوں میں ہیں اس کے علاوہ ناقدین ثقات نے ہذیان کے معنوں کی تصریح کر دی اور محدثین نے انھیں معنوں پر نص کر دی تو پھر ان تکبندیوں کا کیا محل رہا۔

چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل صفحہ ۲۲۲ جلد اول میں ہے

حدثنا عبد اللہ حدثنی — باسناد مذکور سعید بن جبیر سے روایت ہے

ابی ثنا سفیان عن سلیمن	اور انھون نے ابن عباس سے نقل کیا ہے
بن ابی مسلم خال ابن ابی نجیح	وہ کہتے تھے کہ پنجشنبہ کا دن کس غضب کا دن تھا
سمع سعید بن جبیر یقول	اس کے بعد روے اور اتنا روے کہ آنسوؤن نے
قال ابن عباس یوم الخمیس وما	تر کردیا' اور ایک مرتبہ راوی یون کہتا ہے کہ اتنا
یوم الخمیس ثم بکی حتی بل	روے کہ سنگریزون کو آنسوؤن نے تر کردیا ہم
دموعه وقال مرة دموعه الحصی	لوگون نے کہا کہ کہین ابو العباس وہ کیسا دن
قلنا یا ابا العباس وما یوم الخمیس	تھا کہا کہ پیغمبر کا مرض شدید ہوا تو حضرت نے
قال اشتد برسول الله صلی الله	فرمایا کہ لاؤ مین تمھین ایک ایسا نوشتہ لکھ دون
علیه وسلم وجعه فقال ایتونی	جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو تب لوگون نے نزاع
اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ ابدا	کی اور پیغمبر پاس تزاع زیبا نہ تھی پھر یہ کہا کہ
فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع	انھین کیا ہو گیا ہے' کیا یہ کلام غیر مرتبط کر رہے
فقالوا ما شانه اهجر قال سفیان	ہین سفیان راوی حدیث کہتا ہے کہ ہجر کے معنی
یعنی هذی استفهموہ فذهبوا	ہذیان کہنے کے ہین ان سے پھر اچھی طرح سمجھ لو
یعیدون علیه فقال دعونی	لوگون نے پیغمبر پر پھر اسی کلام کا اعادہ کرنا شروع
فالذی انا فیه خیر مما تدعونی	کیا آپ نے فرمایا کہ تم مجھے جس حال مین ہون
الیه	رہنے دو-

مدیر صاحب راوی حدیث سفیان وہ بہتر سمجھا ہے ذرا آپ اپنے غور کو اس مین آپئے اور جو تاویل جناب فرما رہے ہین ان معنون سے وہ روایت ہی نہین کرتا پھر جناب کو کیا دخل ہے کہ حضرت عمر کے بچانے کی تدبیرین سوچ رہے ہین-

زمخشری فائق مین رقمطراز ہے

قال صلی الله علیه وسلم	یعنی حضرت نے اپنے مرض مین فرمایا کہ لاؤ

فی مرضہ ایتونی اکتب لکم کتابا	مین تمھین ایک ایسا نوشتہ لکھدون جس کے بعد
لاتضلون بعدہ ابدا فقالوا	تم کبھی گمراہ نہ ہو تو اصحاب نے کہا کہ انھین
ماشانہ اھجر ای اھذی یقال	کیا ہو گیا کیا یہ ہجر مین مبتلا ہین یعنی کیا یہ ہذیان
ھجر یھجر اذا ھذی و اھجر افحش	مین مبتلا ہین ہجر یہجر اسی وقت کہتے ہین جب
ص ۳۲۱	وہ ہذیان کر رہا ہو۔

یہی تحقیق ابن اثیر جزری کی ہے اور یہی محمد طاہر گجراتی کا مقولہ بھی ہے بلکہ تمام وہ اقوال جو سابق مین گذر چکے وہ کل اسی مطلب کے مصرح ہین پھر آپ زمخشری اور ابن اثیر سے فرمائین کہ ہجر کے کیا یہی معنی ہین جو تم کہہ رہے ہو مفارقت کے معنی بھی تو ہین دیکھیے ان کی رد مین کیا جواب دیتے ہین شاید تم کو مخاطب صحیح سمجھین یا نہ سمجھین۔

اس سادہ لوحی کی کوئی حد ہے

کہ مدیر کی سمجھ مین یہ بات نہین آتی کہ خیر خواہون نے استفہام کیون ٹھہرایا ہے اگر فراق کے معنون مین ہوتا تو استفہام بڑھانے کی ضرورت تھی' قاضی عیاض نے شفا مین یہ عبارت لکھی ہے جس سے اس مطلب کا استفادہ اچھی طرح ممکن ہے۔

قال ائمتنا فی ھذا الحدیث	ملخص ترجمہ یہ ہے کہ اس حدیث مین
ان النبی غیر معصوم من الاعراض	ہمارے ائمہ نے یہ بات کہی ہے کہ پیغمبر اعراض
ومایکون من الامراض ومایکون	اور اُن کے شدائد سے معصوم نہین ہے لہذا
من عوارضہا من شدۃ وجع	اس کو شدت اور غشی وغیرہ سب کچھ عارض
وغشی ونحوہ مما یطرء علی جسمہ	ہو سکتی ہے لیکن وہ اس بات سے معصوم ہے
معصوم من ان یکون منہ من	کہ اسمین وہ باتین پیدا ہون جو اس کے معجزہ
القول اثناء ذلک ما یطعن	مین یا اس کی لائی ہوئی شریعت مین موجب قدح

فی معجزته ویوذی الی فساد فی
شریعته من هذیان او اختلاف
فی کلام وعلی هذا لا یصح روایة
من روی هجر اذ معناه هذی یقه
هجر یهجر هجرا اذا هذی واهجر هجرا
اذا افحش واهجر تعدیة هجر وانما
الاصح والاولی اهجر علی طوبق الانکار
علی من قال لا تکتب

ہو عام اس سے وہ ہذیان ہو یا اس کے کلام
میں کسی قسم کا اختلال ہو فرماتے ہیں کہ اسی بنا پر
اس شخص کی روایت صحیح نہیں ہے جس نے ہجر
کی روایت کی ہے کیونکہ اس کے معنی ہذیان
کے ہیں کیونکہ ہجر یہجر ہجرا اسی جگہ کہا جاتا ہے
جہاں انسان ہذیان کا مرتکب ہو۔ اور اہجر ہجر
کا تعدیہ ہے اور صحیح اور اولی یہ ہے کہ جس نے منکر
کتابت پر انکار کرکے استفہام انکار کیا ہو"

ذرا غور و تامل کی یہ بات ہے کہ یہ منھ سے نہیں نکلتا کہ جس نے ہجر کہا اس نے غلطی کی بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ جس نے ہجر کی روایت کی اس نے غلطی کی جو کچھ مصیبت نازل ہے وہ راوی کی جان پر ہے لیکن قائل کو چھوڑ دیا جاتا ہے ورنہ کھلی ہوئی بات ہے کہ اگر یہ قائل نہ کہتا تو راوی کیوں روایت کرتا' یہ ہیں صاف ظاہر ہے کہ ہجر کے معنی صرف ہذیان کے لیے گیے ہیں - اب مدیر النجم کا سوال وارد ہو سکتا ہے کہ کیا ہجر کے معنی کا انحصار اسی میں ہے لیکن علی الرغم مدیر سب ہذیان ہی کے معنی لے رہے ہیں - یوہیں قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے -

یہاں بھی ہجر کے معنی ہذیان کے لکھ دیئے گیے اب چاہے مدیر صاحب ناخوش ہوں یا خوش بات وہی ثابت ہو رہی ہے جو ہم کہ رہے ہیں لہذا دوسری بحث بھی پادر ہوا ہو گئی -

اب رہ گئی تیسری بحث جس کو مدیر النجم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے "

" بحث سوم یہ کہ لفظ ہجر ہمزہ استفہام کے ساتھ ہے اور یہ استفہام انکاری ہے لہذا اگر بالفرض یہ لفظ حضرت عمر کا مقولہ بھی ہو اور بالفرض اس کے معنی ہذیان ہی کے ہوں تو بھی استفہام انکاری کی صورت میں کوئی اعتراض قائم نہیں ہو سکتا "

سہیل : اب وہ شدید وقت آگیا ہے کہ مدیر نے منھ کھول دیا ہے اور اس غریب کو خبر نہیں کہ وہ

کیا کہ رہا ہے غالباً سکرۃ الباطل نے دل و دماغ دونوں بیکار کر دیے ہیں ورنہ یہ نافہمی کی تقریر ہرگز بھی حوالہ قلم نہیں ہو سکتی حضرت عمر مانع کتابت تھے وہ تو وہی کلمات کہہ سکتے تھے جو کتابت کے غیر ضروری ہونے کی تائید کریں جیسے۔ الرجل لیھجر یہ مرد ہذیان کہہ رہا ہے لہذا تحریر و کتابت بے موقع ہے وہ استفہام انکاری کیوں کہتے ورنہ ان کے مطلوب میں خلل پڑتا استفہام انکاری تو ان لوگوں کا مقولہ ہو سکتا ہے جو لکھنے کی رائے دے رہے تھے کہ تحریر کے نہ ہونے کی کیا وجہ ہے کیا مقولہ نبی کوئی ہذیان ہے یہ جملہ حضرت عمر کی رد ہے لیکن بد حواس مدیر اس کے فہم سے عاجز ہے، یا یہ کہ غصہ نے اس کے دل و دماغ کو خراب کر دیا ہے، اب سوچئے یہ دماغ اور سہیل سے گفتگو۔ ع

برین عقل و دانش بباید گریست

چنانچہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے۔

قوله فقالوا ما شانه اھجر بالھمزۃ	یعنی بخاری کی تمام روایتوں میں ہجر پر الف
لجمیع رواۃ البخاری وفی الروایۃ	استفہام داخل ہے لیکن اس روایت میں
التی فی الجهاد بلفظ فقالوا ھجر	جو کتاب الجہاد میں ہے ہجر بغیر ہمزہ کی ہے اور
بغیر ھمزۃ ورقع للکشمیھنی فقالوا	کشمیہنی کی روایت میں ہجر کی تکرار مرقوم ہے
ھجر ھجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ	قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اہجر کے معنی فحش
وسلم اعاد ھجر مرتین قال عیاض	کہنے کے ہیں ہجر الرجل اسوقت کہتے ہیں جب
معنی اھجر افحش یقال ھجر الرجل	وہ ہذیان کہنے لگے اور اہجر جب کہتے ہیں جب وہ
اذا ھذی واھجر اذا افحش و	فحش کہے اور بعد میں خود ہی کہا ہے کہ یہ مستلزم
تعقب بانه یستلزم ان یکون	ہے یعنی فحش کہنا کہ روایتوں میں اہجر بسکون
سکون الھاء والروایات کلھا	ہا ہو حالانکہ تمام روایتوں میں ہا کو زبر ہے عیاض
انما ھی بفتحھا وقد تکلم عیاض	وغیرہ نے اس مقام میں طویل کلام کیا ہے اور
وغیرہ علی ھذا الموضع فاطالوا	قرطبی نے اس طویل کلام کی تلخیص کی ہے اور یہی

ولخصه القرطبی تلخیصا حسنا	تلخیص کی ہے اس کے بعد مین نے اس تلخیص
ثم لخصته من کلامه وحاصله	کو ملخص کیا ہے حاصل تلخیص یہ ہے کہ انھون نے جو
ان قولهم هجر الرابع فیه اثبات	ہجر کہا ہے تو اسمین ہمزہ استفہام کا ذکر بہتر ہے اور
همزة الاستفهام و بفتحات	ہجر بفتحات ہے کیونکہ وہ فعل ماضی ہے اور بعضون
علی انه فعل ماض قال و	کے کلام مین بجاے ماضی مصدر معلوم ہوتا ہے
لبعضهم اهجرا بضم الهاء	جسمین ہا کو ضمہ اور جیم ساکن ہے اور حرف را کو
وسکون الجیم والتنوین	تنوین ہے اس بنا پر کہ وہ قال فعل مضمر کا مفعول
علی انه مفعول بفعل مضمر	ہے یعنی کیا پیغمبر نے معاذ اللہ ہذیان کہا اور ہجر
ای اقال هجرا والهجر بالضم	بضم ہا و سکون جیم ہذیان کے معنون مین ہے اور
ثم السکون الهذیان و	مراد یہان وہ کلام ہے جو مریض کے منھ سے غیر
المراد هنا ما یقع من کلام	مرتبط ہو کر نکلتا ہے اور اس کی کچھ پروا نہین
المریض الذی لا ینتظم و	کیجاتی کیونکہ اس مین کوئی فائدہ نہین ہوتا اور
لا یعتد به لعدم فائدته	ہذیان کا پیغمبر سے واقع ہونا محال ہے کیونکہ وہ
و وقوع ذلك من النبی	صحت و مرض دونون حالتون مین معصوم ہے
صلی الله علیه وسلم مستحیل	اور اس لیے بھی کہ آپ نے فرمایا ہے کہ
لانه معصوم فی صحته و	مین غصہ اور رضا دونون حالتون مین جو کچھ
مرضه لقوله تعالی وما ینطق	کہتا ہون وہ حق کہتا ہون جب یہ امر معلوم
عن الهوی ان هو الا وحی	ہو چکا کہ حضرت سے ہذیان کا واقع ہونا
یوحی ولقوله انی لا اقول	محال ہے تو جس نے یہ بات کہی تھی کہ کیا
فی الغضب والرضا الا حقا	یہ ہذیان ہے اس شخص پر انکار کرکے یہ بات
واذا عرف ذلك فانما	کہی تھی جس نے کاغذ و دوات لانے مین

قاله من قاله منكرا على	دیر لگائی تھی اور آپ کے امتثال حکم میں توقف
من توقف فی امتثال امره	کیا تھا تو گویا اس کہنے والے نے یہ کہا تھا
باحضار الكتف والدواة فكانه	کہ کیون کاغذ وغیرہ لانے میں توقف
قال كيف تتوقف اتظن	کرتے ہو کیا یہ خیال ہے کہ پیغمبر سے بھی
انه كغيره يقول الهذيان	غیر پیغمبر کی طرح ہذیان صادر ہو سکتا ہے
فی مرضه امتثل امره واحضر	جلدی تعمیل حکم کرو اور جو کچھ آپ مانگتے ہیں حاضر
ماطلب فانه لا يقول الا الحق	کرو کیونکہ آپ بہر حال صحت و مرض میں حق
قال هذا احسن الاجوبة	ہی فرماتے ہیں اور تقریر جواب بہترین ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ استفہام ان کی طرف سے تھا جو ہذیان تجویز نہ کرتے تھے بلکہ ہذیان تجویز کرنے والوں پر رد کرتے تھے پھر کیونکر حضرت عمر استفہامی کلام کے کہنے والے ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ تو ہذیان کی تجویز کرنیوالوں اور قلم دوات کے حاضر کرنے کو روکنے والوں میں سے تھے۔ چنانچہ اس کے بعد ہی ابن حجر نے یہ عبارت لکھی ہے،

قلت ويظهر لي ترجيح ثالث الاحتمالات التي ذكرها القرطبي ويكون قائل ذلك بعض من قرب دخوله في الاسلام وكان يعهد ان من يشتد عليه الوجع قد يشتغل به عن تحرير ما يريد ان يقوله لجواز وقوع ذلك ولهذا وقع في الرواية الثانية فقال بعضهم انه قد غلب عليه الوجع ووقع عند الاسمعيلي من طريق محمد ابن خلاد عن سفيان في هذا الحديث قالوا ماشانه يهجر استفهموه وعند ابن سعد من طريق اخرى عن سعيد بن جبير ان نبي الله يهجر

ابن حجر کی اس عبارت سے صاف ظاہر و واضح ہے کہ جس نے حضرت کے لیے ہذیان تجویز کیا تھا وہ نو مسلم آدمی تھا اس کو پیغمبر کی معرفت نہ تھی اور وہ مرتبہ پیغمبری سے جاہل تھا اور یہی احتمال ابن حجر کی رائے میں راجح ہے اور میں نے سابق میں اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ روایت اہلی

میں ہذیان تجویز کرنے والے حضرت عمر ہی تھے اور ابن حجر کے کلام سے بھی تحقیق حق کی بو آرہی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کا یہ مقولہ تھا کہ پیغمبر کا درد شدید ہوگیا ہے گویا انھیں خیال تھا کہ جس کا درد شدید ہوتا ہے وہ کچھ کا کچھ لکھتا ہے یا لکھوا دیتا ہے حالانکہ بخاری میں جا بجا تصریح ہے کہ جو صاحب شدت وجع کی پکار رہے ہوئے تھے وہ حضرت عمر ہی تھے۔ اب آپ سمجھے کہ حضرت عمر پر کیا اعتراض ہے اور آپ کس نافہمی میں مبتلا ہیں ۔

اسی وجہ سے ابن حجر نے لکھا ہے

وقال غيره يحتمل ان يكون	یعنی اس کے غیر نے کہا ہے کہ محتمل ہے
قائل ذلك اراد انه اشتد وجعه	کہ جس نے ہذیان کو تجویز کیا اس نے وجع کے
واطلق اللازم واراد الملزوم	شدید ہونے کا ارادہ کیا تھا وہ لازم بولا اور
لان الهذيان الذى	ملزوم کا ارادہ کیا کیونکہ مریض میں جو ہذیان
يقع للمريض ينشأ من شدة	پیدا ہوتا ہے وہ شدت وجع ہی کی جہت
وجعه	سے پیدا ہوتا ہے"

اس عبارت میں مولوی عبد الشکور صاحب غور فرمائیں اور سوچیں کہ حسب شدۃ وجع ملزوم ہوا اور ہذیان لازم ہوا تو حضرت عمر کی نجات اس مہلکہ سے کیونکر ممکن ہے ان اختلافات سے کالنور علی شاهق الطور روشن و آشکار ہے کہ قوم کی قوم بدحواس ہے اور ٹھکانا سر نہیں ہوتا یہ ہے وہ نتیجہ جو پیشگاہ نبوت میں بے ادبی کرنے سے حاصل ہوتا ہے حتی اینکہ حضرت عمر کا طرفدار ہذیان میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا کہتا ہے ۔

اور نسیم الریاض صفحہ ۲۸۰ میں ہے ۔

- والاولى اهجر بهمزة الاستفهام الانكارى حتى لا ينسب له ما لا يليق بمقاله وقائله قاله على طريق الانكار على من قال لا تكتب ما امرنا رسول الله صلعم بكتابته لانه لا يجوز مخالفته كما تقدم

فی کلام ابن عباس رداعلی من اباہ وعللہ بشدۃ وجعہ وھو معصوم فی مرضہ وصحتہ والقائل لانکتب عمر والراجع علیہ بقولہ اھجر بعض الصحابۃ

اس عبارت کا بھی وہی محصل ہے جو ابن حجر عسقلانی کی عبارت کا محصل ہے یعنی "اہجر" کہنے والے وہ لوگ تھے جو حضرت عمر کے مقولہ کی رد کر رہے تھے نہ حضرت عمر جیسا کہ صراحتہً اس سے پہلے روایت مین بیان کیا گیا -

ان بیانات سے بحث سیوم بھی ساقط ہوگئی اب رہی بحث چہارم جس کو مدیر نے ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا ہے "

النجم "بحث چہارم یہ کہ اس تحریر کے نہ لکھوانے کا الزام تنہا حضرت عمر پر نہین آسکتا بلکہ حضرت علی پر بھی آتا ہے کہ انھون نے کیون نہ لکھوائی -

یہ بحث صاحب تحفہ نے بھی کی ہے اور منھ کی کھائی ہے اور آج ہم بھی جواب حاضر خدمت کرتے ہین اول یہ کہ ہمارے مہربان کو اپنی ہی روایتون سے کم ازکم یہ بات ثابت کرنا چاہیے کہ حضرت علی بھی وہان موجود تھے اس کے بعد الزام کے مشترک ثابت کرنے کی فکر فرماتے لیکن اس سے کچھ حاصل نہین کہ بلا ثبوتِ وجود اعتراض کرنا فرض سمجھا جاتا ہے بخاری اور مسلم کی روایتون مین کہین حضرت امیر کے موجود ہونے کا تذکرہ نہین ہے ہان بخاری کی پانچوین اور چھٹی اور ساتوین روایت مین یہ الفاظ ہین وفی البیت رجال فیھم عمر بن الخطاب یعنی گھر مین کچھ لوگ موجود تھے جنھین حضرت عمر بھی تھے ان کا وجود تو روایت سے معلوم ہوتا ہے لہذا جو اعتراض ہے وہ ان پر واقع ہونے کی جگہ پاتا ہے لیکن امیرالمومنین کا وجود کسی روایت سے ثابت نہین اب فقط رجال سے یہ فائدہ نہ حاصل کرنا چاہیے کیونکہ شرح قسطلانی مین رجال کے بعد- من الصحابۃ مذکور ہے اور جب روایت مین یہ لفظ آئی ہو کہ فاختلف اھل البیت یعنی گھر والون نے اختلاف کیا تو شارح قسطلانی نے لکھا ہے کہ الذین کانوا فیہ من الصحابۃ لا اھل بیتہ علیہ السلام یعنی ان لوگون نے جو صحاب

مین سے گھر میں موجود تھے انھون نے اختلاف کیا نہ یہ کہ حضرت کے اہلبیت نے اختلاف کیا یوہین فتح الباری مین ابن حجر عسقلانی نے اس فقرہ - واختلف اهل البیت کی شرح مین لکھا ہے ۔ ای من کان فی البیت ح من الصحابة ولم یرد اهل بیت النبی یعنی ان لوگون نے اختلاف کیا جو صحابہ مین سے اسوقت گھر مین موجود تھے اور اہلبیت نبی کا ارادہ نہین کیا بس معلوم ہوا کہ جب اہلبیت نبی وہان موجود نہ تھے تو حضرت امیر وہان کیونکر موجود ہو سکتے ہین لہذا حسب افادہ حضرات اہلسنت بھی یہ اعتراض باطل ہوا ہے ۔

دوم یہ کہ جو لوگ قلم و دوات لانے پر مامور تھے وہ وہی لوگ تھے جنکے لیے گمراہی ممکن تھی جیساکہ کلمہ لا تضلوا ابدا شاہد ہے مین ایک ایسا نوشتہ لکھدون جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے" بھلا اس گروہ مین علی کا وجود کہان کیونکہ آپ تو بروایت مسلمہ فریقین معیٔ قرآن تھے آپ مین گمراہی معاذ اللہ کیونکر متصور ہو سکتی تھی پھر جب نہ وجود ثابت ہوتا ہو نہ صلاحیت خطاب تو امیر المومنین حضرت عمر کی خطا مین کیونکر مشترک ہو سکتے ہین - لہذا بحث چہارم بھی کافور ہوگئی، پانچوین بحث کو مدیر نے ان الفاظ مین تحریر کیا ہے ۔

"بحث پنجم یہ کہ اس تحریر کے نہ لکھوانے کا الزام معاذ اللہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی آتا ہے کیونکہ آپ اس واقعہ کے بعد پانچ روز دنیا مین رہے اس پانچ دن مین بہت موقع تھا کہ آپ اس ضروری ہدایت نامہ کو لکھوا دیتے مگر آپ نے نہ لکھوایا ۔

جواب یہ ہے - کہ حالانکہ وہی نے جو بات لکھوانی چاہی تھی وہ اسواسطے کہ امت گمراہی سے محفوظ رہے اور اس کے لیے صرف ایک وحید طریقہ تھا اور وہ یہ کہ لکھنے کا حکم دیدیا جائے کیونکہ پیغمبر مجبور مین داخل نہ تھا اور نہ اس کا مذہب جبر تھا ۔ لست علیهم بمصیطر کا مفہوم یہی ہے جب آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ میرے حکم کی مخالفت میرے سامنے کی گئی اور لوگون نے ضلال کو پسند کرلیا تو آپ بھی خاموش ہورہے اور یہ خاموشی ایک ضروری بات تھی کیونکہ مخاطبین مین کوئی تبدیلی نہین ہوئی تھی وہی لوگ بقیہ حیات نبی مین باقی تھے جن سے کہ جواب حاصل کرلیا تھا پھر المومن لا یلدغ من حجر مرتین جب مومن ایک سوراخ

سے دو مرتبہ نہین کاٹا جاتا تو پیغمبر بار بار یہ ذلت کیون سہتا حضرت نے خاموشی اختیار کرلی اور اس مین ایک عجیب بات یہ ظاہر ہوئی کہ جن کی خلافت کے نفی کا ارادہ رکھتے تھے اُن کی ناقابلیت ظاہر ہوگئی اور یہانتک ظاہر ہوئی کہ وہ مطیع کے حدود مین بھی نہ ثابت ہوے چہ جائیکہ خلیفہ ہونے کا استحقاق ان مین پایا جاتا مگر اُمتیون مین سخن فہمی کا دماغ ہی کہان اُنھون نے ایسے عاصی اور نافرمان شخص کو خلیفہ تسلیم ہی کرلیا ایک دن کہنا پڑے گا۔ یالیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسولا کاش ہم خدا اور رسول کی اطاعت کرتے ہی مقام پر غور کرنیسے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ نص غدیر بھی یون ہی ٹال دی گئی جیسے قلم اور دوات لانے کا حکم ٹال دیا گیا کیونکہ نصوص کی مخالفت کی عادت پڑگئی تھی' اور مولوی عبدالشکور صاحب ایسے مسلمانون کا وجود اور بھی جاہ نبوت کے گھٹانے مین موثر ہوا جن کا خیال پیغمبر کے مقابلہ مین حضرت عمر کی طرفداری ہے بہرحال فرض تبلیغ فریضہ تھا وہ ادا ہوچکا منوا دینا یہ ہرگز فرائض نبوت مین نہ تھا اور نہ ہے اور نہ کسی نے اس کو تسلیم کیا ہے یہ ہے وہ تقریر جس سے آپ کی بحث پنجم خاک مین ملگئی اور یہ بھی جناب کو لحاظ رہے کہ آپ جیسے پانچ دن کی تعیین فرما رہے ہین اس کا ذکر کسی روایت مین موجود نہین کاش آپ جھوٹ نہ بولا کرین تو آپ کے لیے مفید ہو۔

چھٹی بحث کو ان الفاظ مین پیش کیا ہے۔

"بحث ششم یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت نامہ لکھوانے کا ارادہ محض امتحان کیطور پر ظاہر فرمایا تھا در اصل آپ کا مقصود کچھ لکھوانا نہ تھا"

اس کا جواب یہ ہے اطیعوا اللہ اور اطیعوا الرسول مین یہ قید نہین ہے کہ جب امتحانی طور پر حکم ہو تو اطاعت نہ کرنا اور نہ علماے اصول نے اسے کسی مقام پر تسلیم کیا ہے اس مقام پر بہ تعلیم مولوی عبدالشکور صاحب شیطان کو یہ کہنے کا حق حاصل تھا کہ مجھے سجدہ آدم کا امتحانی حکم تھا اس لیے مین نے نہین کیا بڑے افسوس کی بات ہے کہ اوامر مطلقہ مین بلا وجہ قید پیش کی جاتی ہے اور معصیت خدا و رسول کی تجویز پیش کی جاتی ہے حالانکہ نہ سنت سے اس مطلب پر کوئی دلیل پیش کی جاسکتی ہے نہ کتاب سے نہ عقل سے مرحبا اس کا نام ہے طرفداری کہ نہ خدا سے ڈرو نہ اُس کے رسول سے اور ایک عاصی بننے کے لیے

خدا و رسول پر افترا کرو۔ شرم شرم اسی لیے دنیا کہتی ہے کہ تمہارا مذہب نہ کتاب آسمانی کی مطابق ہے نہ سنن رسول کے مطابق ہے قرآن میں۔ اطیعوا الرسول مطلق موجود ہے اب نافرمانی کی جزا وہ ہے جو قرآن میں ہے (۱) ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئك هم الکفرون (۲) ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئك هم الظلمون۔ (۳) ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئك هم الفاسقون۔ (نافرمانی خدا کرنے والے کافر، ظالم اور فاسق ہیں۔

امام فخر الدین رازی نے ذیل قول باری تعالیٰ۔ یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت میں تحریر کیا ہے،

المسئلة الثالثة مقصود الكلام	ترجمہ اس کلام کا علی طریق الاختصار یہ ہے
ان بعض الناس اراد ان	کہ تیسرا مسئلہ مقصود کلام یہ ہے کہ بعض لوگوں نے
یتحاکم الی بعض اهل الطغیان	اس بات کا ارادہ کیا کہ بعض اہل طغیان کی حکومت
ولم یرد التحاکم الی محمد	کی طرف رجوع کریں اور پیغمبر کی حکومت سے عدول
صلی اللہ علیہ وسلم قال	کیا قاضی نے کہا کہ اہل طغیان کی حکومت کی طرف
القاضی ویجب ان یکون التحاکم	رجوع اور حکومت رسول سے انحراف یہ دونو
الی هذا الطاغوت کالکفر	کفر کے مانند ہیں اس پر چند وجہیں دلالت کرتی ہیں
وعدم الرضا بحکم محمد کفرا	ایک تو یہ کہ خدا نے ارشاد کیا ہے کہ وہ لوگ
ویدل علیہ وجوہ الاول	اس بات کا ارادہ کرتے ہیں کہ طاغوت کی حکومت
انہ تعالی قال یریدون ان	کی طرف رجوع کریں حالانکہ ان کو اس بات کا
یتحاکموا الی الطاغوت وقد	حکم دیا گیا ہے کہ وہ طاغوت کیساتھ کفر اختیار کریں
امروا ان یکفروا بہ فجعل	تو خدا نے تحاکم الی الطاغوت کو کفر بالطاغوت
التحاکم الی الطاغوت مقابلا	کا مقابل قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ تحاکم
للکفر بہ فهذا یقتضی ان التحاکم	الی الطاغوت ایمان بالطاغوت ہے اور اسمیں

الی الطاغوت یکون ایمانا به	کوئی شبہ نہیں کہ ایمان بالطاغوت خدا کے ساتھ
ولا شك ان الایمان بالطاغوت	کفر اختیار کرنا ہے جیسا کہ کفر بالطاغوت خدا کے
کفر باللہ کما ان الکفر بالطاغوت	ساتھ ایمان لانا ہے دوسرے یہ کہ خدا نے فرمایا
ایمان باللہ الثانی قوله تعالیٰ فلا	کہ نہیں تمہارے رب کی قسم وہ کبھی ایمان نہ لائیں
وربك لا یومنون حتی یحکموك	گے جب تک ہر اختلافی بات میں تم کو حکم نہ قرار
فیما شجر بینهم الی قوله ویسلموا	دیں الخ اور یہ اس شخص کے کافر ہونے پر نص
تسلیما وهذا نص فی تکفیر من	ہے جو حکم رسول کے ساتھ راضی نہ ہو تیسرے
لم یرض بحکم الرسول الثالث	یہ کہ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ چاہیے کہ ڈریں
قوله فلیحذر الذین یخالفون	وہ لوگ جو اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اس
عن امره ان تصیبهم فتنة او	بات سے کہ کہیں انکو کوئی فتنہ نہ پہنچ جائے یا کوئی
یصیبهم عذاب الیم وهذا یدل علی	مولم عذاب نہ پہنچ جائے اور یہ آیات پر دلالت
ان مخالفته معصیة عظیمة وفی هذه	کرتا ہے کہ اس کی مخالفت ایک عظیم معصیت ہے اور
الآیات دلائل علی ان من رد شیئا من	ان آیات میں اس بات کی دلیلیں ہیں کہ جو شخص
اوامر الله واوامر الرسول فهو خارج	خدا کے احکام اور اس کے رسول کے احکام کو
عن الاسلام سواء رده من جهة	رد کرے وہ اسلام سے خارج ہے عام اس سے
الشك او من جهة التمرد	کہ شک کیوجہ سے رد کیا ہو یا کسی شر کیوجہ سے۔

مدیر معظم جناب سن رہے ہیں نا؟ ایاك اعنی اسمعی یا جارة رسول کا رد کر دینا آسان نہیں ہے تاکہ ہتخانی کہہ کے ٹال دیا جائے یا محبت کا تقرب ظاہر کرکے بلا سے نجات حاصل کی جائے آپ اپنا نتیجہ بھی یہیں سے سوچ لیجئے کیونکہ فاعلِ فعل اور راضی بالفعل دونوں نتیجہ میں ایک ہی حکم رکھتے ہیں پھر تفسیر سورہ نساء میں اس آیت کی تفسیر میں۔ ومن یطع الرسول فقد اطاع الله امام فخر الدین رازی نے یہ عبارت تحریر کی ہے،

من يطع الرسول فقد اطاع الله من اقوى الدلائل على ان الرسول معصوم وفي جميع الاوامر والنواهي وفي كل مايبلغه من الله تم لانه لواخطأ في شئ منها لم يكن طاعته طاعة الله وايضا وجب ان معصوما في جميع اقواله وافعاله واحواله لانه تم امر بمتابعته في قوله فاتبعوه والمتابعة عبارة عن الاتيان بمثل فعل الغير فكان الاتى بمثل ذلك الفعل مطيعا لله في قوله فاتبعوه فثبت ان الانقياد له في جميع اقواله وفي جميع افعاله الا ما خصه الدليل طاعة الله وانقياد لحكمه

یعنی جو شخص رسول کی اطاعت کرے گا اُس نے خدا کی اطاعت کی یہ آیت ان قوی ترین دلائل مین سے ہے جو اسبات کو ثابت کرتی ہے کہ پیغمبر تمام اوامر و نواہی مین ہر اس چیز مین جسکی تبلیغ وہ خدا کیجانب سے کرتا ہے معصوم ہے کیونکہ اگر وہ کسی ایک بات مین خطا کرتا تو اس کی اطاعت خدا کی نہ ہوتی نیز واجب ہے کہ پیغمبر تمام اقوال و افعال و احوال مین معصوم ہو کیونکہ خداوند عالم نے اس کی پیروی کا حکم دیا ہے اپنے قول فاتبعوہ مین یعنی تم لوگ رسول کی پیروی کرو اور متابعت اسبات کا نام ہے کہ جس طرح کا فعل غیر نے کیا ہے اُسی طرح کا تم بھی عمل مین لاؤ پس جو شخص پیغمبر کی طرح کا فعل عمل مین لائیگا وہ خدا کا اطاعت کرنے والا کہا جائے گا پس ثابت ہوا کہ سوا خصائص نبی کے تمام افعال و اقوال مین پیغمبر کی پیروی واجب ہے اور اس کی پیروی خدا کی اطاعت ہے۔

ان فتاوے کو دیکھتے ہوئے حضرت عمر نہایت سقیم حالت مین مبتلا ہین اور جو ان کے طرفدار ہین وہ اپنے نفس سے بھی غافل نہ رہین۔

النجم "مین خود اپنی حالت پر غور کرتا ہون تو بجذاے لایزال مین اپنی کیفیت یہ پاتا ہون کہ اگر خدا نخواستہ بجاے ان کے مین ہوتا الی اخر الهفوات"

سہیل روایت اور ہجر کا ہذیان کے معنی مین استعمال اور ہمزہ استفہام کا جواب یہ سب آپکی خدمت مین پہنچ چکا اب آپکو

اختیار ہے چاہے اپنے حال پر روئیے اور چاہے اپنے بزرگون کے حال پر ہنسیے "۔

النجم "اب سہیل کے تازہ لطائف نمبروار ملاحظہ ہون "۔

سہیل ہان ضرور فرمائیے قلم در یدہ دہن مرصاد مین ہے "۔

النجم "کاغذ لاؤ مین ایک تحریر لکھوا دون اسپر محقق صاحب حسب ذیل اعتراض فرماتے ہین لکھوا دینا کس لفظ کا ترجمہ ہے "۔

سہیل پوچھئے یہ اعتراض کیا بُرا ہے جو آپ اتنے چراغ پا ہو رہے ہین کیا۔ اکتب کے معنی کسی لغت مین لکھوا دینے کے ہین ۔

النجم جواب اول یہ کہ اگر یہ اعتراض صحیح بھی ہوتا تو ایک لفظی گرفت تھی "۔

سہیل یہ ایسی گرفت ہے جس سے لڑکون کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ جناب مین اکتب کے بھی معنی کہنے کا سلیقہ نہین ہے ۔

النجم "اور لفظی گرفت پر طمطراق وہی لوگ کرتے ہین جو اصلی باتون کے جواب سے عاجز ہوتے ہین "

سہیل طمطراق تو کہین نہین کیا گیا مگر نہین معلوم کان کیون بجتے ہین اب رہ گئی اصلی جواب سے عاجزی وہ تمہارا دل ہی خوب فیصلہ کریگا ۔

النجم "اگر سچے ہین تو بتادین کہ ہمارا کون سا مطلب اِس ترجمہ پر موقوف ہے "۔

سہیل ہم نے اسی لیے تو لکھا تھا کہ تم اپنے خیال کے مطابق اسی ترجمہ پر اڑے رہو گے تو مین پوچھونگا کہ جب حضرت کو لکھنا بھی نہ پڑتا تو حضرت عمر نے کس تکلیف کا خیال کر کے عدم کتابت پر زور دیا ۔

النجم "اصل یہ ہے کہ ترجمہ محض اسوجہ سے کیا گیا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمی تھے خود لکھتے نہ تھے اسی واسطے جہان کہین احادیث مین آنحضرت ؐ کے متعلق کتبہ کا لفظ آیا ہے وہان لکھنے کے بجائے لکھوانے ہی کا ترجمہ کیا جاتا ہے "۔

سہیل یہ جو ارشاد ہو رہا ہے غلط ہے کیونکہ صحیح مسلم مین صلح حدیبیہ کے مقام مین مذکور ہے فقال رسول اللہ ۱ دنی مکانھا فاراہ مکانھا فمحاہ وکتب ابن عبد اللہ یعنی آپ نے کہا کہ

مجھے بتاؤ کہ کلمۂ رسول کہاں کہاں لکھا ہوا ہے تب آپ کو مقام کلمہ دکھلا دیا گیا اور آپ نے اسے مٹا کے ابن عبد اللہ لکھدیا اور نووی نے اس کی شرح میں بیان کیا ہے ۔

احتج بعض الناس بهذا	بعض لوگوں نے اس لفظ سے اثبات پر استدلال
اللفظ على ان النبي كتب ذلك	و احتجاج کیا ہے کہ پیغمبر نے اپنے ہاتھ سے یہ لفظ لکھی
بيده على ظاهر هذا اللفظ و	جیسا کہ ظاہر لفظ بھی ہے، اور بخاری نے بھی اسطرح
قد ذكر البخاري نحوه من رواية	روایت اسرائیل میں جو انھوں نے ابو اسحق سے
اسرائيل عن ابي اسحق وقال	کی ہے ذکر کیا ہے اس میں یہ ہے کہ پیغمبر نے نوشتہ
فيه اخذ رسول الله الكتاب	لے لیا اور اس میں لکھ دیا اور اس سے زائد روایت
فكتب وزاد عنه في طريق آخر	کی دوسرے طریق میں ہے کہ پیغمبر لکھنا نہیں جانتے
ولا يحسن ان يكتب فكتب قال	تھے مگر لکھ دیا اس مذہب کے لوگوں نے یہ کہا ہے
اصحاب هذا المذهب ان الله تعالى اجرى	کہ خداوند عالم نے ان کے ہاتھوں یہ واقعہ
ذلك على يده اما بان كتب ذلك بالقلم	جاری کر دیا یا تو یوں کہ قلم سے آپ نے لکھا اور
بيده وهو غير عالم بما كتب او ان الله	آپ نہ جانتے تھے کہ کیا لکھا، یا خداوند عالم نے
تعالى علمه ذلك حتى كتب وجعل	اسیوقت آپ کو سکھلا دیا اور یوں آپکے معجزات
هذا زيادة في معجزته	میں زیادتی فرمائی ۔

اسی طرح قرطبی نے مفہم شرح مسلم میں ایک طویل عبارت لکھی ہے جس کا محصل یہی ہے کہ اگر آپ لکھنا چاہتے تھے تو لکھ سکتے تھے میں اس کو اختصاراً ترک کرتا ہوں لیکن نفی کتابت کے نقض میں اسقدر کافی ہے جس کا میں نے حوالہ دیکر لکھدیا اور اسس سے یہ قول " کہ جہاں کہیں احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کتب کا لفظ آیا ہے وہاں لکھنے کے بجاے لکھوانے کا ترجمہ کیا جاتا ہے " صحت سے معرا نظر آتا ہے اور کلام خصم کے نقض کے لیے اسیقدر کافی ہے =

النجم " سہیل کے پردہ نشین محقق نے اگر کچھ پڑھا ہوتا تو اس ترجمہ پر اعتراض نہ کرتے کیونکہ یہ مجاز فی الاسناد ہے

اور کلام عرب میں برابر رائج ہے بولتے ہیں بنی الامیر المدینۃ تو کیا یہ مطلب ہوتا ہے امیر نے خود اپنے ہاتھ سے عمارت بنائی "

سہیل النجم کے بے شرم مدیر نے اگر ذرہ برابر پڑھا ہوتا تو اُسے معلوم ہوتا کہ بنی الامیر المدینۃ کا ترجمہ یہ نہیں ہوتا کہ امیر نے شہر بنوادیا اور اگر یہ ترجمہ کیا جاتا تو مجاز اسنادی سے کلام نکل کر حقیقت میں جا رہتا لہذا ترجمہ یوں ہی کیا جائے گا کہ امیر نے شہر بنایا اور کسریٰ نے مدائن لیکن مجاز فی الاسناد ہونے کی وجہ سے ہم سمجھیں گے کہ معماروں نے بنایا لہذا کتب رسول اللہ الیٰ کسریٰ و قیصر کے معنی یہی ہوں گے کہ پیغمبر نے نامہ لکھا چاہے آپ نے کسی سے لکھوا دیا ہو لہذا ترجمہ کی غلطی کا مواخذہ برابر ہے اور رہے گا تاکہ بے سوادی کی وجہ سے سواد وجہ مستمر رہے۔

النجم "جس کے علم عام فہم کا یہ حال ہو وہ النجم کا جواب لکھنے بیٹھا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ

سہیل تمہیں سوچو کہ ہمارا تمہارے مقابلہ میں آنا ہماری مظلومیت نہیں تو کیا ہے حالانکہ تمہیں اسناد مجازی اور حقیقی کے معنی باین ریش دراز معلوم نہیں ہیں۔

النجم "کفر شکن فیصلہ میں لکھا تھا کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ رسولخدا پر اسوقت بیماری کی تکلیف زیادہ ہے لہذا آپ کو تکلیف تحریر نہ دینا چاہیے "

سہیل آپ حضرت عمر سے بتوسط روح مبارک پوچھیے کہ پیغمبر تو خود زحمت اٹھانے پر آمادہ تھا آپ کی تہذیب میں کیا برا لگتا تھا اگر آپ چپ رہتے آپ کو تو کوئی نہ کہتا کہ آپ زحمت دے رہے ہیں جناب کو پیغمبر کی زحمت کا بڑا خیال تھا تو آپ نے پہاڑ پر جا کر آرام طلبی احد میں نہ فرمائی ہوتی حضرت کے دندان مبارک شہید نہ ہوتے اور ولدتی اعلی پر نثار ہو جاتا اسوقت جناب کو پیغمبر کی زحمت کا خیال ہو رہا ہے یہ کہیئے کہ یہ سب خود مطلبی کا خیال ہے ورنہ کیسی زحمت اور کیسا خیال زحمت۔

النجم "اسیر پردہ نشین محق صاحب یہ اعتراض فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کو کیا حق تھا کہ حکم رسول کے بعد اس طرح فرماتے اس اعتراض کو حسب عادت چند سطروں میں بیان کیا ہے "

سہیل حضرت اگر حضرت عمر بندے تھے اور قران کے احکام ان کی طرف بھی متوجہ تھے تو بندے

کا اعتراض بیجا نہین ہے اور اگر آپ کے زعم مین ایسا نہ تھا تو مین اپنے یقین کا مکلف ہون جناب کے یقین کا مکلف نہین ہون ۔

النجم "جواب یہ ہے کہ یہ حکم رسول بالکل ویسا ہی تھا جیسا حدیبیہ مین صلحنامہ لکھواتے وقت حضرت علی کو دیا تھا کہ لفظ رسول کاٹ دو اور حضرت علی نے اس حکم کی تعمیل نہ کی تھی بلکہ کاغذ ہاتھ سے رکھ کر کہ مجھ سے یہ کام نہ ہوگا"۔

سہیل واہ کیا جواب ہے یہ نظیر تو بعد مین پیدا ہوئی لیکن حضرت عمر نے بے نظیر بات کی کیون جناب علی علیہ السلام کا چونکہ ایمان آپ کی رسالت پر تھا لہذا رسول کو آپ نے قلم زد نہین کیا ۔ کیا حضرت عمر کا ایمان معصیت رسول پر تھا جو وہ کاغذ و قلم دوات لانے مین مانع ہوے آخر ایک مقام کا قیاس دوسرے مقام پر کیونکر ہو سکتا ہے اور یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ یہ حکم رسول بالکل ویسا ہی تھا خیر بالکل تو آپ کیا سمجھا سکتے ہین کاش بالجزو ہی آپ اتحاد ثابت کر دین، چنانچہ نووی نے شرح مسلم مین بیان کیا ہے ۔

وھذا الذی فعله علی رضی الله	یعنی یہ جو علی بن ابیطالب نے کیا یہ منجملہ
عنه من باب الادب المستحب	ادب مستحب تھا کیونکہ علی بن ابیطالب ہرگز یہ
لانه لم یفهم من النبی یحتم	نہین سمجھا کہ پیغمبر رسول اللہ کے مٹا دینے پر
محو علی نفسه ولهذا لم ینکر علیه	ختم کیے ہوے ہین (اور کیونکر سمجھتے حالانکہ
ولو حتم لنفسه لم یجز لعلی ترکه	اسی کی شہادت لیجاتی تھی) اور اگر آپ سمجھتے
ولما اقره النبی علی المخالفة	تو علی کے لیے ترک کرنا جائز نہ ہوتا اور پیغمبر
انتهی	ان کو مخالفت پر ٹھہرنے نہ دیتے ۔

اور شیخ عبد الحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین یہ عبارت لکھی ہے ۔

و این امتناع علی رضی از محو لفظ رسول اللہ	اور علی کا لفظ "رسول اللہ" کو نہ مٹانا اور کھڑا جانا
نہ از باب ترک امتثال است کہ مستلزم ترک	ترک امتثال امر نہ تھا جو کہ مستلزم ہے ترک ادب کا بلکہ

ادب است بلکہ عین امتثال و ادب ناشی	اس فعل علی میں عین امتثال امر اور اظہار ادب ہے جو
از غایت عشق و محبت است"	علی کی بے نہایت محبت و عشق کو رسول کیساتھ ظاہر کرتا ہے

مگر مدیر کی سمجھ اتنی کہاں وہ نافرمانی اور عتو و سرکشی کو موجب تقرب سمجھتا ہے اور تجویز ہذیان کو عین محبت۔ لیکن مجھے اندھے کو راستہ بتانا نہیں میرا کام یہ ہے کہ مخالف کے بنائے ہوئے آئینہ میں اس کی صورت دکھلا دوں حتی یمتاز السواد عن البیاض

کفر شکن فیصلہ کی وجہ تسمیہ غالباً یہ ہے کہ جو کلمات واقعہ میں پیش ہوئے ہیں ان سے ایک بڑے شخص کا کفر لازم آتا تھا، لہذا آپ نے ان کا برائت نامہ لکھا جو برابر ناظرین کے سامنے پیش ہو رہا ہے اور اس کا نام کفر شکن رکھا اگر کفر ٹوٹ گیا ہو تو ہمارا کیا ہرج ہے لیکن میں تو دیکھتا ہوں کہ کڑیاں مضبوط ہوتی جاتی ہیں۔

سہیل سے بہت خفا ہیں کہ وہ لکھتا ہے کہ میں برابر النجم کے اقوال کی نقل کیا کرتا ہوں لیکن مدیر صاحب برہم ہیں کہ میرے چھ صفحہ وہ چھوڑ گیا حضرت معاف کیجیے گا جن عبارتوں میں کسی قدر بھی حواس کی بو ہوتی اسے سہیل نقل کرتا ہے اور جس میں بوے ادراک گم ہے اسے وہ کنارہ کشی کرتا ہے سبھی اپنے اپنے پرچوں کو وسیع رکھنا چاہتے ہیں۔

سہیل نے مطالبہ کیا تھا کہ فاروق اعظم جو تم نے لکھا ہے اس پر کوئی دلیل پیش کرو میرا مطلب تھا کہ پیغمبر کے قول سے لیکن مدیر صاحب نے برہم ہو کر کہا کہ یہ لفظ ہم نے اپنے عقیدہ کے موافق لکھی ہے اسپر تمھارا مطالبہ بالکل بے محل ہے۔

النجم "لیکن تم بھی کیا یاد کرو گے وہ حدیث سنو تمھارے علامہ ابن میثم بحرانی نے شرح نہج البلاغہ میں حضرت علی کا ایک خط بنام حضرت معویہ نقل کیا ہے جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں فکان افضلہم فی الاسلام کما زعمت الخ

سہیل یہ نامہ مرحوم معویہ کے مطابق لکھا گیا ہے جیسا کلمۂ زعمت شاہد حال ہے لہذا اس سے احتجاج ساقط ہے۔ یہی باتیں وہ ہیں جو تمھاری سمجھ سے باہر ہیں اور یہی وہ باتیں ہیں جو باب مدینہ علم نے صراط مستقیم کے چلنے والوں کے لیے کلام بلاغت نظام میں ودیعت رکھی ہیں لہذا ہمیں فاروقیت کے تسلیم کرنے کے لیے

اس کلام کی ضرورت ہے جس مین کما زعمت نہ ہو بلکہ حضرت اپنا خیال خود ظاہر فرمائین وہ حجت ہے یہ حجت نہین جو آپ نے پیش کی ہے لہذا ہمارا سوال اول جیسا کہ تھا ویسا ہی باقی ہے -

النجم "صفحہ ۱۹ مین لکھتے ہین کہ تمام علماے اہل تسنن جن کو کسی قدر بھی زبان عرب پر اطلاع ہے سب نے ہجر کو بمعنی ہذیان لیا ہے"

سہیل ان کی ایک طویل فہرست گزری اور جو کچھ تم نے بیان کیا ہے اُس کی دھیمی آواز صاعقہ کی کڑک تک نہین پہنچتی -

النجم "جواب یہ ہے کہ اسقدر سیاہ جھوٹ تمھارے سوا کوئی نہین بول سکتا علامہ ابن حجر، علامہ محمد طاہر گجراتی وغیرہ کے اقوال ہم کفر شکن فیصلہ مین نقل کر چکے کہ وہ ہجر کو بمعنی جدائی بھی تجویز کرتے ہین"

سہیل تمھارے لفظ "بھی" نے ہماری تصدیق کر دی کہ ہر واقف زبان عرب نے ہجر کے معنی ہذیان کے لیے ہین، اسی پر تم بے کار چراغ پا ہو گیے جب ہماری بات ہر طرح سچ ہے تو خیال کرو کہ سیاہ جھوٹ کون بولا اور یہ تجویزین تو بچنے کے راستے ہین لیکن مد مقابل یہ راستہ چلنے تو دے اور عقل بھی تو اسے تجویز کرے -

النجم "اور قران مجید کی آیتین پیش کر چکے کہ وہان بالاتفاق ہجر بمعنی جُدائی ہے"

سہیل واہ رے بالاتفاق دیکھیے تو ملا علی قاری شرح شفا مین کیا لکھتے ہین - [وقد قرئ بهما في السبعة قوله تم سامرا تهجرون فالجمهور بفتح اوله وضم جيمه على انه بمعنى الهذيان ومنه الهجر بالضم الفحش وقرانا فع بضم اوله وكسر جيمه من الهجر اذ الفحش للمبالغة فزيادة المبنى لزيادة المعنى] یعنی جمہور نے اس کے معنی فحش و ہذیان کے لیے ہین کیون جناب اسی کا نام بالاتفاق ہے آپ کو نہ اتفاق کے معنی معلوم ہین نہ اتحاد کے پھر مناظرہ کے لیے قلم اُٹھانے کی ضرورت صرف چندہ تحصیل کرنے کے لیے ہوئی اس نے تو آپ والے معنی کو خیر باد کہدیا ع

برین عقل و دانش بباید گریست

اگر اتفاق اسی معنی پر ہوتا تو ملا علی قاری ہذیان اور فحش کے معنی لکھ کر اختلاف کیون فرماتے۔

النجم "باقی رہا یہ کہ یہ تم نے دو تین عبارتین علما کی نقل کین جنمین لفظ ہجر کے معنی ہذیان کے بیان کیے گیے ہین"

سہیل اللہ ری کور چشمی یہ ہم نے دو تین عبارتین بیان کی ہین، اب گن لو حواس مین آؤ ہم ڈنکے کی چوٹ کہتے ہین کہ تمھین کوئی ایسی عبارت کسی مسلم عالم کی نہ ملے گی جسمین ہذیان کے معنون کی تصریح نہ ہو اگر ہو تو ذرا ہم بھی دیکھین بشرطیکہ خود مولوی عبد الشکور صاحب نہ ہون کیونکہ آپ کی عالمیت صرف منڈی کے سبزی فروش تسلیم کرتے ہین۔

النجم "یہ تمھاری بد حواسی کی دلیل ہے ہم نے کب کہا تھا کہ یہ لفظ بمعنی ہذیان نہین آتا کب کہا تھا کسی نے اس لفظ کو بمعنے ہذیان نہین لیا ہم نے تو یہ کہا تھا کہ اس لفظ کے معنی جدائی کے بھی ہین اور حدیث قرطاس مین یہی معنی جُدائی کے چسپان ہین۔"

سہیل حضرت آپ کی تہذیب کا کیا کہنا جب پیغمبر کو ہذیان گو کہدیا اور پھر صحابہ کبار مین داخل رہے تو مجھے آپ بد حواس بھی نہ فرمائین، مین اس شیرین سخنی کا شکریہ ادا کرتا ہون ؎

بدم گفتی و خورسندم تعالی اللہ نکو گفتی کلام تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

جب آپ کے معنی تجویز کرنے والا بھی ہذیان کے معنی تجویز کر رہا ہے، تو آپ کی مراد کیا ہے یعنی خصم مجادل وہ معنی لے جو آپ کہتے ہین یہ کبھی نہ ہوگا وہ تو وہی معنی لے گا جس سے آپ پر بلا نازل ہو، اور چونکہ آپ کو ہذیان کا اعتراف ہے لہذا وہ یہان سے آپ کو ہلنے نہ دے گا پھر مناظرہ مین یہ سادہ لوحی کام دے سکتی ہے؟ اب آپ فرمائین کہ جناب بد حواس ہین یا مین پھر جب راوی حدیث سفیان جو اعلم ترین مانا جاتا ہے وہ ہذیان کے معنون کی تصریح کرتا ہو تو پھر نقار خانہ مین آپکی آواز کی وقعت طوطی سے زیادہ نہین بولنے کو بولے جایئے مگر اس سے ہوتا کیا ہے۔

ملا علی قاری اپنی شرح مین رقمطراز ہین عن ابن عیینہ اس کلمہ کی شرح کرتے ہوے لکھتے ہین۔

وھو سفیان والا فابن عیینہ یعنی ابن عیینہ سے مراد سفیان ہے ورنہ

عشرة منهم خمسة لهم رواية	ابن عیینہ دس ہیں پانچ ان میں ایسی ہیں جن کے لیے
واجلهم في العلم سفيان	روایت ہے اور سب میں زیادہ جلیل تر علم میں
فهو المراد به الاطلاق لانه	سفیان ہے اور جب ابن عیینہ مطلق بولا جاتا
الفرد الاكمل الخ	ہے تو اس سے مراد سفیان ہی ہوتا ہے کیونکہ
	وہ فرد اکمل ہے "

پھر جب ایسے شخص نے روایت کی تفسیر میں ہذیان کے معنی اختیار کیے ہوں جیسا کہ ہمنے روایت امام احمد بن حنبل میں بیان کیا ہے تو جدائی کے معنوں کے مراد لینے کا کیا محل ہے = پھر لطف یہ ہے کہ ان روایات میں ہجراً بھی ہے بضم ہا و سکون جیم جس کے معنی فحش اور منطق قبیح کے ہیں نہیں معلوم مولوی عبدالشکور صاحب ہجر بضم ہا کو بھی فراق کے معنوں میں فرماتے ہیں یا کیا انھیں بیچارے کو اب تک روایات میں غور کرنے کا موقع نہیں ملا۔

النجم " اس کے بعد کفر شکن فیصلہ میں شیعوں کی ایمانداری کا ایک نمونہ پیش کیا گیا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام پر تو شیعہ ذرا ذرا سی بات میں جبکہ محض بے بنیاد اپنے قصص و حکایات کی بنا پر اعتراض کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں لیکن اپنے ائمہ کے اصحاب کے ساتھ یہ برتاؤ نہیں کرتے "

سہیل لیجئے ایڈیٹر صاحب بحث چھوڑ کے وہ بھاگے ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ کیونکر ایک قبلی جست میں میدان چھوڑ دب کر نکل گیے، اسی لیے سہیل ان کا مخاطبہ چھوڑ دیتا ہے کہ ایک بات میدان میں جم کر طے نہیں فرماتے اور دوسرا بحث اختیار کر لیتے ہیں اور اب ہم ان کو میدان چھوڑنے نہ دیں گے یہ شیعوں کی خانہ زاد حکایت نہیں ہے، بلکہ یہ بخاری کا عنوان ہے، جب تک یہ فتح نہ ہو جائے بھاگ کر دوسرا فرار یاد نہ دلوائیے، اور ہماری طرف مڑیئے تاکہ ہم آپ کو رسول سے بدکلامی کا مزہ چکھائیں۔

کیوں جناب یہ حضرت عمر نے صاحب وحی کو ہذیان گو بنایا اور آپ انھیں خلیفۃ المسلمین اول خلیفۃ الرسول

تجویز کرتے ہین آپ کے علما اس کی شہادت دے رہے ہین اور آپ کے کان پر جون نہین رینگتی اور حضرت عمر خلاف اطیعوا الرسول باتین کر رہے ہین اور آپ ان کو مسلمانون کا سردار مانتے ہین، اور ملا علی قاری اپنی شرح مین لکھ رہے ہین،

والحاصل انه رضی الله عنه	یعنی حضرت عمر اس گروہ مین تھے جو لوگ
کان فی حزب یقولون	کہتے تھے کہ لکھنے کی کوئی ضرورت نہین اور
لا احتیاج الی الکتابة	پیغمبر اس گروہ مین تھا جو کہتا تھا کہ لکھنے کی
صفحہ ۲۸۰	ضرورت ہے۔

یہ امتی کا اور پیغمبر کا مقابلہ کیا، اور پھر غضب یہ ہے کہ سلمان مولوی عبدالشکور ایسے خوش ہین؛ ملا یعقوب لاہوری نے خیر جاری شرح صحیح بخاری مین یہ عبارت لکھی ہے جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے بھی نقل کیا ہے اور آج پھر نقل کرتے ہین۔

لا شك فی ان رسول الله	اس مین شک نہین کہ رسول نے اس مین مصلحت
رای المصلحة فی کتابة الکتاب	دیکھی کہ ایک نوشتہ امت کو گمراہی سے بچانے
بدلیل قوله لن تضلوا بعدی	کے لیے لکھ دیا جاے اور اس مین بھی شک نہین
ولا شك ایضا ان عمر نهی الاصحاب	کہ عمر نے اس تحریر کو روکا اور اس مین بھی شک
عن احضار الدوات والقلم و	نہین کہ اہل بیت نے عمر کے خلاف اس تحریر
لا شك ایضا ان اهل البیت الحوا	پر زور دیا اور فریقین مین نزاع بڑھی یہانتک
علی احضارها وطال النزاع بین الفریقین	کہ نبی نے انکو نکال دیا کہ نبی کے پاس نزاع
حتی اخرجهم النبی جمیعا وهذا القدر مما یتبادر	درست نہین) نص حدیث سے یہ باتین معلوم
الی الذهن من بعض الحدیث کما لا یخفی علی العالم	ہوتی ہین اور اسمین کوئی شک نہین۔

یعقوب لاہوری سے کون کہے کہ آپ نے ذوی العقول کا خیال کرکے لکھدیا ہوگا اب بھی مرتاب موجود ہین جنسے ہم مقابلہ کر رہے ہین۔ النجم دیکھیے تو پتہ چلے

ابوبکر بن ابی قحافہ

بڑے پاک طینت بڑے پاک باطن — ریاض آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں

"سیرت خلفائے راشدین" کے عنوان سے النجم نمبر ۶ جلد ۲ کے صفحہ ۲ پر یہ مضمون ہے جس میں ابوبکر کے حالات لکھے ہیں ہنسی اس بات پر آتی ہے کہ اپنی کتابوں کے حوالے ہیں اور "خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ" کا مصداق ہے۔ یہ عبارت کتنی بڑی ہے کہ جو صفت بھی ثابت کیگئی ہے وہ اہل تشیع کے مقابلہ میں اپنی کتابوں سے، جو نہ ہمارے لیے حجت ہو سکتی ہے اور نہ تمہارے لیے مفید۔ اس مضمون کو دیکھکر میرا بھی دل چاہا کہ مشتے از خروارے کتب اہلسنت سے میں بھی کچھ لکھوں، جو حجت ہو کے رہے کیونکہ میں اپنی کتابوں سے نہیں لکھتا بلکہ وہی تمہاری مایہ ناز کتابوں کا تحفہ ہے۔

النجم " لقب آپ کا صدیق ہے، صدیق کے معنی بڑا سچ بولنے والا اور شریعت اللہ میں صدیق ایک خاص طبقہ ہے خدا کے مقرب بندوں کا جس کا رتبہ نبی کے بعد اور سب نیکوں سے بالاتر ہے"۔

سب سے پہلے تو یہ امر قابل تحقیق ہے کہ آیا ان کا لقب صدیق کس نے رکھا رسول نے تو ایسا کیا نہیں کیونکہ آپ کے بتائے ہوئے صدیق جن کا تذکرہ کتب اہل سنت میں ہے صرف تین ہیں، چنانچہ عرائس ثعلبی اور صواعق محرقہ وغیرہ میں یہ حدیث نہایت جلی قلم سے لکھی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

الصدیقون ثلثۃ حزقیل مومن آل فرعون	صدیق تین ہیں حزقیل مومن آل فرعون
ویوسف النجار وعلی بن ابی طالب الذی	یوسف نجار اور علی ابن ابی طالب جنہوں نے کبھی
لم یکفر باللہ طرفۃ عین	طرفۃ العین بھی کفر نہیں اختیار کیا،

اس فہرست میں ابوبکر کا نشان تک نہیں آخر کیا وجہ تھی کہ رسول نے حدیث کو تین پر منحصر کیا ورنہ ابوبکر کی گنجائش نکل سکتی تھی، اب رہ گیا یہ امر کہ صاحب تاریخ الخلفاء نے لکھا ہے وہ کوئی سنا

نہین ہوسکتی یا یہ کہ امیرالمومنین علی بن ابی طالب نے ایسا کہا اس کا کہین نام و نشان نہین، بھلا امیرالمومنین کو ایک بت پرست کے لیے صدیق کا لقب کیونکر تجویز کر سکتے تھے چاہے وہ بت پرستی تھوڑے ہی زمانہ کے لیے رہی ہو۔ ایسے قوی مطلب کے ثابت کرنے کے لیے تاریخ الخلفا کا حوالہ بہت کمزور ہے مین سمجھتا ہون اور ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو بھی کہ یہ لفظ دال مشددہ کے ساتھ نہ تھا بلکہ دال مخففہ کے ساتھ تھا یعنی بجائے "صدیق" کے "صدیق" چونکہ عرب کے لوگ ان کو رسول کے ہمراہ دیکھا کرتے تھے اور "صدیق" کلام عرب مین دوست اور ساتھی کو کہتے ہین لہذا ان لوگون نے صدیق کہنا شروع کیا" صحابہ پرست جماعت نے مشاطگی کا کام کیا اور تشدید کی کنگھی سے "صدیق" کی زلف کو سنوار کر "صدیق" کر دیا کہ فضیلت بڑھ جائے اور لفظ قرآن کے دامن سے ٹکر کھائے۔

بالکل اسی طرح جس طرح حضرت عمر کو اہل سنت خود ساختہ خطاب سے سرفراز کرتے ہین اور "فاروق" کہتے ہین حالانکہ اگر کنہ حقیقت ڈھونڈھی جائے تو پتہ چلے اور وہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ لقب یہودیون نے حضرت عمر کو دیا تھا، حالانکہ معلوم ہے کہ وہ لوگ، چونکہ آپ ہر جنگ سے بھاگا کرتے تھے، آپ کو "فروق" کہا کرتے تھے جس کے معنی ڈرپوک کے ہین مگر چونکہ عربی کے رسم الخط کے اعتبار سے اظہار الف ضروری نہین جیسے "رحمٰن" اور "رحمن" "عثمٰن" اور "عثمان" "جنات" اور "جنت" لہذا اس سے یاران طریقت نے فائدہ اٹھایا اور "فرق" کو فاروق بنا ڈالا اور یہ تاج ذرا صیقل کر کے حضرت عمر کی اصلع کھوپری پر فٹ کر دیا"

بہرحال تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ یہ القاب رسول کے بانٹے ہوئے نہ تھے بلکہ جس طرح خانہ ساز خلافت اور خلیفہ تھا ویسے ہی یہ القاب بھی تھے، جب ایسا تھا تو فضیلت معلوم، جس طرح خود اپنے کو امیرالمومنین کا لقب دیا ویسے ہی فاروق بھی کہلالیا۔

اب آپ کا دوسرا لقب "عتیق" جس کی گھنگی پر افتخار و شرف ہے وہ بھی رسالتمآب کا دیا ہوا لقب نہ تھا، بلکہ تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ کا لقب نہ تھا بلکہ نام تھا جو ابو قحافہ نے رکھا تھا چنانچہ صاحب تاریخ الخلفا اس مطلب کو اس عبارت مین بیان کرتے ہین۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت ان	عائشہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ ابن
ابی قحافة کان لہ ثلثۃ اولاد فسماھم	ابی قحافہ کے تین بیٹے تھے جن کا نام عتیق معتق
عتیقا ومعتقا ومعیتقا	اور معیتق تھا۔

اور ایک دوسری وجہ بھی لکھی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر کی ماں نے اُن کو "عتیق"

پکارا۔ قلت لابی طلحة لم سمی ابوبکر عتیقا	ابوطلحہ سے جب پوچھا گیا کہ عتیق کو عتیق یوں
قال کانت امة لا یعیش لھا ولد	کہتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ ابوبکر کی ماں کی اولاد
فلما ولدته استقبلت بہ البیت	زندہ نہ رہتی تھی جب یہ حضرت پیدا ہوئے تو انھوں
ثم قالت اللھم ھذا عتیق من	نے قبلہ رخ ہو کے کہا کہ خدایا یہ عتیق موت
الموت فھبہ لی	ہے اسے مجھے ہبہ کر دے۔

اب اس بات کو دیکھنا ہے کہ ان کو عتیق کیوں کہا جاتا ہے اس کے متعلق معتقدین خاص کی یہ عبارتیں ہیں۔

واخرج الطبرانی قال انما	طبرانی نے اس روایت کا ابن عباس سے
سمی عتیقا لحسن وجھہ	اخراج کیا ہے کہ عتیق ابوبکر کو اس لیے کہتے تھے
تاریخ الخلفاء ۲۲	کہ آپ کا چہرہ بہت خوبصورت تھا،

ابن سیرین سے بھی یہی وجہ مروی ہے کہ چونکہ آپ خوبصورت تھے لہذا عتیق کا لقب دیا گیا مگر ذرا اس توجیہ کے دیکھنے کے بعد حلیہ شریف پر نظر کیجیے تو حسن مخترع کی شکل آپ کی نگاہوں میں اس توجیہ کی برملا تکذیب کرے گی، چنانچہ تاریخ الخلفاء کے صہ ۲۴ پر عبارت ذیل حضرت عائشہ سے مروی ہے یہی حلیہ کتاب عقد فرید اور تاریخ طبری و مسعودی میں بھی بباب حال ابوبکر ملاحظہ کیجیے

عن عائشة ان رجلا قال لھا	عائشہ نے ابوبکر کا حلیہ یوں بیان کیا کہ رنگ
صف لنا ابابکر فقالت رجل ابیض	سفید تھا، دُبلے پتلے تھے، گالوں میں گڈھے پڑے
نحیف خفیف العارضین احنا	تھے، ازار گری پڑتی تھی اور کولے پر سنبھلتی تھی،

لا يستمسك ازاره يسترخي عن حقويه	جسم کی ہڈیاں نکلی تھیں، آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں
معروق الوجه غائر العينين ناتي الجبهة	پیشانی ابھری ہوئی تھی۔

اب حسن کا معیار ملاحظہ کیجئے تو معلوم ہو کہ بدشکل کو حسین، کہنا "برعکس نہند نام زنگی کافور" کا مصداق ہے اللهم الا ان يقال مگر یہ کہ کہا جائے "لیلیٰ را بچشم مجنون باید دید"

نتیجہ کلام یہ ہوا کہ نہ لقب رسول کا دیا ہوا تھا کہ قابل افتخار ہو نہ لقب لقب تھا بلکہ وہ نام تھا، اس کے علاوہ جو توجیہ بیان کی گئی وہ کسی صورت سے چسپاں نہیں ہوتی، کیونکہ حسن نہ تھا اور جب حسن نہ تھا تو عتیق کا کہنا چہ معنی دارد۔

النجم "اشراف قریش میں تھے بڑی عزت و وجاہت رکھتے تھے، فن شعر میں بھی بڑی مہارت تھی زمانہ جاہلیت میں شراب کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا، اور کبھی بت پرستی نہیں کی اور عرب کے نسب کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے"

عزت و وجاہت تو اسی سے ظاہر ہے کہ آپ گھوسی تھے، یا اور ترقی دیجئے تو اہیر کہہ لیجئے کیونکہ آپ قبائل عرب میں دودھ دوہتے تھے چنانچہ تاریخ طبری ابن صفحہ ۵۳ پر یہ عبارت موجود ہے۔

وكان يحلب للحي اغنامهم فلما	قبائل کی بکریاں دوہا کرتے تھے جب خلیفہ
بويع له بالخلافة قالت جارية من	ہوئے تو ایک لڑکی نے کہا کہ اب تم دودھ
الحي الآن لا تحلب لنا منائح دارنا فسمعها	دوہنے نہیں آتے، کہا اپنی عمر کی قسم اب یہ
ابوبكر فقال بلى لعمري لاحلبنها لكم	کام پھر کروں گا۔

رہ گئی فن شعر کی مہارت سو اس کا حال یہ تھا کہ آپ جانتے ہی نہ تھے کہ شعر کس چڑیا کا نام ہے، جیسا کہ سیوطی نے تاریخ الخلفا کے صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے

واخرج ابن عساكر عن عبد الله	ابن عساکر نے اخراج روایت عبداللہ
بن الزبير قال ما قال ابوبكر	بن زبیر سے کیا ہے کہ ابوبکر نے کبھی
شعرا قط	کوئی شعر نہیں کہا۔

من غضب رسول الله .. فكان اول من حرها على نفسه واعتقد تفطويه على هذه الرواية وقال شرب ابوبكر الخمر قبل ان تحرم۔ | ان کے ساتھ ابو بکر بھی تھے، جب رسول کا چہرہ سرخ دیکھا تو کہا خدا کی پناہ مانگتا ہوں

اسی سلسلہ عبارت میں ایک اور روایت ملتی ہے جو نفی شعر و شاعری ابو بکر سے کرتی ہے حالانکہ مدیر النجم اس کا قائل ہے کہ وہ بڑے شاعر تھے، طبیعت تو واقعی موزون تھی، مگر شعر کہہ نہ سکتے تھے۔ وقالت عائشة والله ما قال ابوبکر بیت شعر فی الجاهلیة ولا فی الاسلام۔ عائشہ کہتی ہیں کہ ابو بکر نے نہ جاہلیت میں کوئی شعر کہا نہ اسلام میں۔

اب رہ گئی بت پرستی اسکی گواہی حضرت عمر دینگے مدیر النجم کہتے ہیں کہ بت پرستی کبھی نہیں کی اور حضرت عمر فرماتے ہیں کہ بت پرست تھے اور مدتوں تک رہے، اب یہ تاریخ دہنتوں پر اپنا فیصلہ خود کریں میں تو کتب صحیحہ اہلسنت سے صرف واقعات لکھے دیتا ہوں، چنانچہ قسطلانی جلد ۶ صفحہ ۱۵۲ پر یہ عبارت مندرج ہے۔

قال ابوبکر انی لم اسجد لصنم قط فغضب عمر وقال تقول انی لم اسجد لصنم قط وكنت فى الجاهلية كذا وكذا فسكت ولم يجب۔

ابو بکر نے کہا کہ میں نے بتوں کو کبھی سجدہ نہیں کیا اس پر عمر غضبناک ہوئے اور کہا کہ یہ کہتے ہو کہ میں نے بتوں کو کبھی سجدہ نہیں کیا حالانکہ تم جاہلیت میں ایسے تھے اور ایسے تھے یعنی بت پرست تھے یہ سنکر ابو بکر خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہیں دیا۔

یہ ان صفات کا تذکرہ ہے جن سے حضرت ابو بکر منزہ سمجھے جاتے ہیں لہذا میں نے انھیں صفات کے وجود کا ثبوت ذات ابو بکر میں کتب اہل سنت سے دیا اگر آئندہ مجھے اور ارشاد ہوگا، تو اور حاضر کیا جائیگا۔ معلوم ہوا کہ ابو بکر میں نہ شرافت نسب تھی، نہ اشراف قریش میں سے تھے، نہ صدیقیت تھی، بلکہ برخلاف اس کے آپ شراب خوار، ذلیل پیشہ کدب فطرت اور اراذل قریش میں سے تھے جیسا کہ واقعات مذکورہ سے ثابت ہوا ——— دروغ بر گردن راوی

کشکول بہلول

تحریف کرنے والون کی عادت ابھی برقرار ہے، قران سے یہ گروہ فارغ ہو چکا اب معنی قران کے کلام کی تحریف پر آمادہ ہے چنانچہ النجم نمبر ۱ و ۲ جلد، کے صفحہ ۲۹ پر مدیر النجم نے ایک رسالہ گو سالہ کی تقریظ کرتے ہوے امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے شعر مین تحریف، اپنے اسلاف کے طرح کی ہے، لکھتا ہے

الناس من جهة النسب اكفاء ابوهم آدم والام حواء

حالانکہ اصل شعر جو مختلف مطبعون کے دیوانون مین ہے اور جو عروض کے اعتبار سے درست ہو سکتا ہے وہ یون ہے

الناس من جهة التمثال اكفاء ابوهم آدم الام حواء

مگر مدیر النجم بیچارہ اپنی ناموزون طبیعت سے مجبور ہے اور جہالت فنی سے معذور ہے، اسے اوزان و بحور و زحافات جائز سے کیا سروکار، تحریف ضروری سمجھا لہذا کر دی کیونکہ "نسب" کے لفظ آجانے سے اسکے مطلب غلط کی تائید ہوتی تھی اور حضرت عمر کی نسبی آنچ دھیمی رہتی تھی۔

پھر دنیا بتاے کہ جو لوگ ایسی جسارتون کے عادی ہون اور اپنے مطلب برآری کے لیے یہ جرأتین کرین ان سے کتاب خدا کی تحریف کیونکر محال ہو سکتی ہے۔

مہاجرین و انصار عمر کی خلافت پر راضی نہ تھے

جب ابوبکر نے مرتے وقت ایک تحریر لکھی جسمین عمر کو خلیفہ بنایا تھا۔

"اسوقت کی تحریر مین ہذیان وغیرہ کا گمان حضرت عمر کو نہ تھا، کیونکہ ذات مبارک محبوبہ کا خواب دیکھ رہی تھی صرف رسول خدا کی تحریر کے لیے ہذیان کا غل مچایا گیا تاکہ رسول اہلبیت کے

سرگروہ کے لیے کچھ نہ کہدین"۔

تو انصار و مہاجرین ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کہ تو نے عمر ایسے شخص کو پھر خلیفہ بنا یا اور تو انکو پہچانتا ہے اور ان کی ہلاکیون اور (گمراہیون) سے خوب واقف ہے، تو آخر تو نے انھین کیونکر پھر خلیفہ بنا دیا حالانکہ تو مرنے والا ہے اگر خدا نے تجھ سے باز پرس کی تو تو کیا جواب دے گا (کتاب الامامۃ والسیاسہ ابن قتیبہ دینوری مطبوعہ مصر ص ۲۲)

مہاجرین و انصار کا جو ترجمہ ہے وہ مدیر النجم کے مضمون جس کا عنوان "آیات مدح مہاجرین" ہے، سے اخذ کیجئے اور پھر ابوبکر سے مہاجرین و انصار کی ناراضی اور خلافت عمر پر اظہار عدم رضا ملاحظہ کیجئے، یہ سب کچھ سامنے ہے، مگر پھر بھی ابوبکر ابوبکر ہین اور عمر عمر۔

ابوبکر عمر کے نزدیک منافق تھے

جب رسالت مآب کا انتقال ہوگیا تو حضرت ابوبکر نے مہاجرین و انصار کو تسلی دینی شروع کی اور رسول کے مرنے کی خبر مشتہر کرنے لگے مگر حضرت عمر نے اپنے سیاسی دماغ سے کام لیا اور سرور کے انداز مین دروازے پر کھڑے ہو کر گے ڈنڈے بجانے بجائے اس کے کہ غم رسول کرین آپ باآواز بلند فرما رہے تھے۔ روض الانف سیرۃ ابن ہسام زاد المعاد ابن قیم حال وفات رسول

مین نے سنا ہے کہ کچھ لوگ منافقین مین سے یہ خبر مشہور کر رہے ہین کہ رسول کا انتقال ہوگیا وہ ہرگز نہین مرے بلکہ موسی کی طرح غائب ہوگیے ہین اور پھر پلٹ کے آئین گے" (یہ وہ یہودی عقیدہ تھا جو مصاحبت یہود سے عمر کو ہاتھ لگا تھا) اگر کسی نے ان کے موت کی خبر اڑائی تو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالون گا کیونکہ یہ منافق کا کام ہے، اور رسول مر نہین سکتا"۔

حضرت عمر کوڑا ہاتھون مین مضبوط پکڑے ہوے مدینہ کی گلیون مین جست و خیز کر رہے تھے اور لوگون کو اس خبر کے مشہور کرنے سے روکتے تھے کہ ابوبکر سے ملاقات ہوئی جو اس خبر کو مشہور کر کے بقول حضرت عمر "منافق" بن چکے تھے، انھون نے سمجھانا شروع کیا اور کہا کہ رسول کا انتقال ہو چکا ہے

ناول سہیل کی توسیع اشاعت آپکا مذہبی فرض ہے

ماء الحیات یعنی نوجوانی کا بیمہ

ہم اس عرق پر جتنا ناز کریں کم ہے۔ یہ عرق طب یونانی کا مایہ ناز ہے اور اسرار اطبا میں سے ہے ہم ناظرین کو اس امر کیطرف ملتفت کرتے ہیں کہ جتنے خواص اسکے لکھے جاتے ہیں اگر اسمیں سے کوئی جھوٹ ہو تو فوراً قیمت واپس لیلی جاوے اگر آپکے اعضاء جوارح کام کاج سے ہمت ہار چکے ہوں اگر آپکا دماغ ہر وقت چکر کھاتا ہو اگر دل بیٹھا جاتا ہو اور اگر قوت متفکرہ بالکل معطل ہو گئی ہو اگر اختلاج قلب سے آپ عاجز ہو گئے ہوں اگر تولید حزن قطعی نہ ہوتا ہو اگر غذا ہضم نہ ہوتی ہو اگر قوت حیوانیہ جواب دے چکی ہو بسا اوقات خجالت حاصل ہوتی ہو اگر ضعف و ناتوانی کا آپ پر غلبہ ہو اگر کام کرتے کرتے دماغ تھک گیا ہو تو ماء الحیات ان تمام امراض میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں بقسمیہ عرض کرتا ہوں کہ اگر اس عرق کو آپ ہر روز دو مرتبہ نوش فرمائیں تو آپ کبھی ضعیف نہ ہونگے اور آپکے بال سفید ہونگے اور نہ آپکی کسی قوت میں کمی ہوگی۔ ان فوائد ہمیت

قیمت فی بوتل جو ایک ماہ کو کافی ہوگی صرف پانچ روپیہ صہ

نوٹ:۔ یہ عرق اعادۂ قوت باہ کیواسطے نظیر نہیں رکھتا صرف ایک ماہ کے استعمال کے بعد ناگ چہرہ کو سرخ و سفید کر دیتا ہے۔ اگر آپکو بیخوابی کی شکایت ہے تو صرف تین دن استعمال کرنے سے نہایت آرام سے نیند آئیگی

وقار ہاؤس نمبر ۹۵ جھنٹیلا باغ لکھنؤ

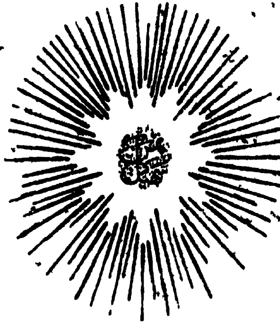
باہتمام محمد جواد نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں چھپا

اور سید نواب علی اڈیٹر و پبلشر نے دفتر سہیل بیرون وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے شایع کیا

علمبردار حمایت مذہب ۶۸۶ رجسٹرڈ نمبر اے ۱۵۶۳

لا تجد قوماً یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ

اے رسول نہ پاؤ گے تم کبھی ایسی قوم کو جن کا ایمان خدا اور روز آخرت پر ہو کہ وہ دشمنان خدا و رسول سے محبت کریں



سہیل یمن

مجلۂ علمیہ

مدیر خاص

ابو البراعۃ سید ظفر مہدی گہر نصیر آبادی الجائسی

قواعد سہیل یمن

(۱) یہ رسالہ ہر ماہ عربی کے پہلے ہفتہ مین شائع ہوگا۔
(۲) سہیل کی ضخامت فی الحال ۴۰ صفحات سے کم نہوگی۔
(۳) سہیل جملہ خریدارون کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا۔
(۴) اگر خریدارون کے پاس کسیوجہ نہ پہونچ سکے تو ۲۰ ماہ عربی تک دفتر مین اطلاع نہ پہونچنے پر دوبارہ روانہ کیا جاسکتا ہے اسکے بعد ۴ر کا ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جائیگا۔
(۵) سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال ۳ اور ششماہی ۶؍ ہوگی
(۶) جملہ مراسلات و ارسال زر و خط و کتابت بنام ابو البراعۃ مولوی سید ظفر مہدی گہر پروپرائٹر و مدیر خاص سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ ہونا چاہیئے۔
(۷) مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر حدود منازل سہیل سے متجاوز نہونگے اور معیار علم پر ٹھیک اترینگے تو بصد امتنان شائع کیے جائینگے۔
(۸) سہیل کو چونکہ آیندہ اپنے کام مین جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے توسیع پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر استعانت حاضر خدمت نہوگا۔
(۹) نمونہ کا پرچہ ۴ر کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا۔ مفت حاضر خدمت نہوگا۔
(۱۰) خریدارون سے عرض ہی کہ خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دین ورنہ تعمیل ناممکن۔
(۱۱) جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے
(۱۲) مضامین موصولہ ضرور بالضرور طبع ہونگے اسکا ذمہ دار اڈیٹر نہین اور نہ وہ مضمون کے واپس کرنیکا ذمہ دار ہے

اغراض و مقاصد سہیل یمن

(۱) ہندوستان کے بہترین اہل قلم کے علمی مضامین کی اشاعت۔
(۲) معاندین اسلام خصوصاً مخالفین مذہب شیعہ کے بیجا اعتراضات اور حملون کا دفاع۔
(۳) حقیقی اخلاق اسلامی نشر۔
(۴) علمی قومی اور مذہبی اور اُن ملکی معاملات پر جو مذہب سے متعلق ہونگے۔ تبصرہ و نقد۔
(۵) حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے علوم و سوانح کا نشر۔

مشتہرین

اس کثیر الاشاعت رسالہ مین اشتہار بھیجتے وقت ذیل کا نرخنامہ ضرور ملاحظہ فرمالین۔

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
ایک سال کیلئے	للعہ ر	صہ ر	سہ ر
چھ ماہ کیلئے	عہ ر	سہ ر	معہ ر
تین ماہ کیلئے	سہ ر	ہے ر	للعہ ر
ایک ماہ کیلئے	صہ ر	ہے ر	۶ ر

کوئی صاحب کمی اجرت کی خواہش نہ فرمائین رعایت کی گنجائش نہین ٹائٹل پیج کے صفحات کا نرخ اسکے علاوہ ہے جو بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتا ہے اجرت ہر حال پیشگی آنا چاہیے۔

منیجر سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سہیل کی توسیع اشاعت مین مدد کرنا نصرت دین ہے

ہر ماہ عربی کے پہلے ہفتہ میں لکھنؤ [illegible] سے شائع ہوتا ہے ۔ قیمت سالانہ ہندوستان میں ۴ بیرون ہندوستان [illegible] مع محصول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ رسالہ محض احقاق حق کی نیت سے نکالا جاتا ہے جس کا قیمہ حفظ افراد مذہب ہے کسی کی توہین کیلئے ۔ اگر کسی کو اس سے دل آزاری کا خیال ہو تو اسکے دیکھنے کیلئے یہ شائع نہیں کیا گیا

سہیل یمن

محبت شہ مردان مجو زبے پدری کہ دست غیر گرفت است پائے مادر او

جلد ۴ — ماہ ربیع الثانی و جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۴۲ھ — نمبر ۵و۶

منثورة الدرر

مقروض تھا، اور کئی ماہ کا، شکر ہے کہ اس نمبر کے ساتھ ساتھ ایک بڑی قسط میرے قرض کی ادا ہوتی ہے یعنی اب میرے ذمہ سہیل جمادی الثانیہ اور غالباً رجب نمبر باقی رہ جائے گا۔ اس قرض کے غرض سے بھی سبکدوشی کی کوشش مین مصروف ہون، مگر دقت یہ ہے کہ جب تک میری سعی انتہا کو پہنچے ایک دوسرا مہینہ اپنی منزلین طے کرتا ہوا سر سے گزر جاتا ہے، اور پھر بار قرض مجھے گران دوش بنا جاتا ہے،

میرے نئے کاتب کی زمین گیری، فطری تساہل، اور دلکش دعادی آج کل میرے لیے بہت کچھ دلچسپ ہین، وہ ہمیشہ مجھ سے مضمون کے جلد لکھنے کا وعدہ کرتے ہین اور ہمیشہ بجائے ایک ہفتہ کے دو ہفتہ مین آتے ہین، اور پھر اپنے ہمراہ مختلف اعتذارات کا ایک جم غفیر لاتے ہین، جس کے سننے کے لیے نہ میرا سامعہ متحمل نہ میرا دماغ، بہرحال مین سمجھ گیا کہ ان کا ایک ہفتہ ہمیشہ دو ہفتون کا ہوتا ہے، جب ان سے کہا گیا "دیر ہوتی ہے" فوراً جواب ملا "آیندہ ایسا نہ ہوگا" بھلا ہو اس "آیندہ" کا جس کی حد فرداے قیامت سے ملتی ہے۔

گذشتہ رسالہ مین "قدح مدح" کے سلسلہ کا حوالہ غلط ہوگیا بجائے "شوال" "رمضان" جلد ۳ سے سلسلہ ملایئے۔ م

سنتا ہون کہ ایک رسالہ نکلا ہے یا نکلیگا، جس کا نام "جن" ہوگا اور اسمین صرف اسی نوع سے بحث ہوگی اور ان کے دلچسپ حالات ہون گے، غائب چیزون کے منکر، اور جنت کو ایک وہمی چیز خیال کرنے والے اس مخفی نوع کے کیونکر قائل ہون گے؟

نہ معلوم اس رسالہ مین ان جن کا بھی تذکرہ ہوگا جس نے سعد بن عبادہ صحابی رسول کو قتل کیا تھا

ـه اس نمبر مین ایک مضمون کی سرخی مین بجائے "سرد تحفۃ الماسیہ" تحفۃ ارد الماسیہ چھپ گیا صحت کر لیجئے۔

یا نہین، اور خدا جانے اسمین "اس شیطان" کا بھی ذکر ہوگا یا نہین، جو خلیفہ اول کا ساتھی تھا جسکا اظہار آپ نے ان الفاظ مین کیا ہے " ان لی شیطانا یعتریني (کتب تاریخ) اور جسکو صاحب "ریٔ الحیرات" نے "حضرت ابوبکر کے سر کا بھتنا" سے تعبیر کیا ہے۔

ایک ہمارے معاصر رسالہ نے "مولویت" کی تقسیم کئی طرح سے کی ہے اور اسکی کئی قسمین بیان کی ہین جو ایک حد تک درست بھی ہین، مگر اس تقسیم مین ایک قسم بھول گیا:۔ وہ، وہ "مولینا" ہے جو "آنر" کی "نے" سے پہلے لگایا جاتا ہے اور نغمہ ریزی خود بینی مین مصروف ہوتا ہے یہ قسم بھی بہت زہریلی ہے اور اس کی واضح علامت یہ ہے کہ جب تک "مولینا" کا لفظ اس کا جزو اسم ہو جاتا ہے وہ دھوکے مین ڈالنے کے لیے ڈاڑھی منڈانے سے بال بال بچتا ہے، اور جیسے ہی یہ مراد پوری ہوتی ہے اور لفظ "مولینا" "ملک" مین آجاتا ہے بالون کی سپیدی کے ساتھ دل کی سیاہی بڑھتی ہے اور بڑھ کے خضاب آہنی سے رخسار کی تواضع کرتی ہے۔ اب ڈاڑھی کی جگہ غائب اور "مولینا" کا نقد، حاضر ہے۔ صنعتِ مبادلہ ایسی تو ہو۔

سہیل نمبر ۵، ۶ کے صفحہ ۱۳۱، ۱۳۴ پر آیات قرآنیہ سہواً غلط طبع ہوگئین ہین، اور یہ غلطی تفسیر رازی کی عبارات سے پیدا ہوئی جسمین آیت قرآنی کے ساتھ الفاظ تفسیر بھی اسی طرح لکھدیے گئے جس طرح کہ وہ حسب معمول آیات لکھتے ہین، بہرحال ناظرین تصحیح فرلین (۱) ان الذین یشترون کے بجائے اولئك الذين اشتروا الخ (ص ۱۳۱) تدعون کے بجائے یدعون یسعیتون بما اصابهم کا جملہ زیادہ ہے یہ تفسیر ہے نہ آیت

حضرات ذیل نے امسال بہین خریدار عنایت فرماکر مشکور کیا، ہم صمیم قلب سے ان حضرات کے شکرگزار ہین:۔
(۱) سید ابراہیم شاہ صاحب [illegible] جھنگ - پانچ خریدار (۲) جناب نظیر حسین صاحب جونپور - دو خریدار - (۳) جناب علی احمد صاحب اور [illegible] ایک خریدار - (۴) جناب مولینا شبیر حسن صاحب قبلہ فیض آباد سے دو خریدار - خداوند عالم انھین جزائے خیر عنایت فرمائے آمین

"ایک مورخ کی ڈائری"

عزاداری کا فلسفہ

یہ معلوم ہے کہ لکھنؤ اور کل جہان کے اہل تشیع ماہ محرم و صفر کو عزاداری کے لیے مخصوص کرتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی دوران سال میں مجالس غم اور محافل سرور کی بنا کرتے رہتے ہیں، اس میں کیا ہوتا ہے؟ وہی فضائل اہل بیت کا تذکرہ یا مصائب اہل بیت کا ذکر یہ فضائل یا مصائب محض اہلبیت ہی تک محدود نہیں ہوتے بلکہ اس تذکرہ میں اصول دین کی ہر اصل پر قرار دستی پڑ جاتی ہے اور توحید و نبوت و عدل و امامت و معاد کا تذکرہ ضمنی یا تصریحی ہو کے رہتا ہے اور یہ ایک ایسا درس ہوتا ہے اور ایسی استفادہ کی صورت ہوتی ہے کہ سوا اس منزل کے طبقہ عام میں اس کا وجود ناممکن کیا بلکہ محال نظر آتا ہے۔

اس تذکرہ میں بہت سے، اقتصادی مسائل کا حل بہت سے اخلاقی مطالب کی تفسیر، اور بہت سی تاریخی ادبی تمدنی اور علمی واقعات کی تشریح و تفریع ہو جایا کرتی ہے اگر بلا استیعاب نہیں تو تھوڑی ہی سہی

منع عزاداری کا فلسفہ

قال الغزالی وغیرہ یحرم
علی الواعظ روایۃ مقتل الحسین
والحسن وحکایاتہ وما جری
بین الصحابۃ والتشاجر والتخاصم
فانہ یھیج علی بغض الصحابۃ
والطعن فیھم

(صواعق محرقہ ابن حجر مکی)

غزالی وغیرہ علمائے اہلسنت نے لکھا ہے کہ واعظ پر روایت مقتل حسینؑ و حسنؑ کا تذکرہ حرام ہے، اور ان حکایات کا تذکرہ بھی حرام ہے جو اصحاب کے درمیان میں مخاصمت اور جھگڑے کی حیثیت سے وقوع میں آئے، کیونکہ یہ باتیں بغض و عداوت صحابہ کو ہیجان میں لاتی ہیں اور اس کے لیے موقع طعن و تشنیع ان باتوں کے تذکرہ سے نکلتا ہے"

یہ ہے وہ علم اور وہ فلسفہ جس پر "منع عزاداری" کا اساس قائم کیا گیا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اکثر علما

عزاداری کا فلسفہ

مصائب کا تذکرہ یہ وہ تذکرہ ہے جو خلاق انسانی کے درست رکھنے کا ذمہ دار اور ظلم کے استیصال کا حامی ہے قطع نظر اس کے کہ گریہ و بکا میں ثواب ہے یا نہیں۔

میں اس بحث میں بخوف طول، با نیچ نظری اور استقصا سے کام لینا نہیں چاہتا کیونکہ میری منزل مراد جس کے لیے میں نے قلم اٹھایا ہے وہ کچھ اور ہے، البتہ اتنا ضرور ہوگا کہ ہر مطلب ضروری پر نوٹ کرتا ہوا اور ہر فعل عزادار پر خط درستی کھینچتا ہوا آگے بڑھوں گا۔

فضائل اہلبیت کا نشر جو محافل یا مجالس میں ہوتا رہتا ہے اس کی بنا اہل تشیع کی قائم کی ہوئی نہیں بلکہ اس کا ذمہ دار بانی اسلام ہے جس نے اہل بیت کے فضائل کو فعلاً و قولاً اتنا نشر کیا کہ عدو ی تھی اور اموی حسد کی آگ سے چراغ پا نظر آنے لگے اور ایسے کہ آج تک تاریخی صفحات اس سوزش روح فرسا کی خبر دیتے ہیں۔

اگر آج بھی کوئی اموی زادہ اس لیب سیر اموغض کا شکار ہے تو ہم اسے اس کے اسلاف کا

منع عزاداری کا فلسفہ

صحابہ اس قابل تھے کہ ان سے ترک موالات کیجائے تو وہ کیوں اس سے بچائے جاتے ہیں، اور کیوں علمائے اہل سنت بروں کو اچھوں کی صورت میں پیش کرنیکے لیے خود مشغول الذمہ بنتے ہیں، اور اگر ایسا نہیں، اور وہ اس قابل ہیں کہ ان سے محبت کی جائے تو اس تذکرہ کے روکنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی مگر معلوم ہے کہ ایسا نہیں، اور حقیقتاً ان تمام مصائب اور آلام کی ذمہ داری جو خاندان رسول پر رسول کی آنکھ بند ہوتے ہی پڑے، وہ ان بزرگ ہستیوں کی گردن پر ہے جو آج "صحابہ کبار" کہے جاتے ہیں۔ امام غزالی نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فتوی جاری کیا ہے اور وہ اس مطلب کی تہ تک پہنچ گیے ہیں۔

اب یہاں پر دو صورتیں اتباع کی، متبوعین کے اعتبار سے پیدا ہوتی ہیں ایک گروہ تو وہ ہے جس میں رسول اور اس کے اہل بیت داخل ہیں، اور کچھ لوگ نظر آتے ہیں جو انھیں دامنوں سے متمسک ہیں کہ انکی خوشی ان لوگوں کی خوشی ہے اور انکا غم ان لوگوں کا غم ہے، کچھ ایسے لوگ ہیں جو تعداد زیادہ ہیں وہ

عزاداری کا فلسفہ

تبع سمجھتے ہیں، اور اس امر میں اس کو ہم اسی طرح مجبور سمجھیں گے جس طرح ہم اتباع رسول میں نشر فضائل اہل بیت کے لیے مجبور ہیں، نہ صرف اتباع رسول بلکہ اس میں ایک کوشش بلیغ اقتضائے تولائی بھی ہے، جو ہمیں کسی طرح خاموش نہیں رہنے دیتی۔ مجھے تو تعجب ان کوتاہ عقلوں پر ہے جو محفل میلاد، عرس اور ذکر اشہادتین کے لیے جمع کرتے ہیں اور اس پر انھیں کوئی اعتراض نہیں ہوتا اجتماع کی حیثیت ایک ہے اگرچہ نوعیت مختلف ہے وہاں عرس وغیرہ کا اجتماع اصحاب ذوق کے لیے جو جماعت

ذق انك انت العزيز الكريم

کی صف میں جگہ پاتے ہیں، ایک خوان دعوت خدا آراستہ کرتا ہے اور جہاں حال و قال کی صحبت کا سرور کچھ اسقدر مستولی ہوتا ہے کہ کیف محفل کسی ایک میں وہ امتیاز باقی نہیں رکھتا کہ ماں اور بہنیں ازواج سے ممتاز نظر آئیں، بلکہ اس مجمع میں صنف نازک کا وہ ہجوم ہوتا ہے کہ بغیر طلب گنبد ہائے بلوریں کی وہ ترقی ہے جسے ہم کوکب دری "حسن" سے تعبیر کرسکتے ہیں، دست شوق میں آجاتی ہے اور شب بھر اسے محل

منع عزاداری کا فلسفہ

امیہ، اور اس کی اولاد کے دلدادہ ہیں لہذا انھیں اس نسل کی خوشی منظور ہے اور اس کے افعال ان کی نگاہوں میں مستحسن ہیں اگر اس سے رسول کی قدر و منزلت گرے یا اہل بیت کو کوئی صدمہ پہنچے تو ان کے نزدیک کوئی نقصان کی بات نہیں، کیونکہ وہ مولفۃ القلوب میں تھے اور ان کے دل میں رسول کا نقش تبلیغ نہ ابھرا تھا۔ اب ان کے تابعین جن کی کثرت حشرات الارض سے بھی زیادہ ہے وہ اسی گروہ کا اتباع قابل فخر و ناز سمجھتے ہیں کیونکہ یہ طبقہ امیہ پرست رہا اور ان کے اسلاف شامی خزانوں کے ممنون احسان رہے لہذا نسل میں وہ محبت دنیا پرستی، محیط کے دیکھتے ہوئے آگئی اور ان کی تحقیق یک قلم تقلید آبائی پر نثار ہو گئی۔

اور جیسے جیسے نسل بڑھتی گئی وہ عداوت و بغض جو اہل بیت سے یا رسول سے تھا مستحکم ہوتا گیا۔

امیہ اور ہاشم میں وہی تھا جو رسول اور ابوسفیان میں ہوا، اگرچہ ابوسفیان کی عداوت کا پلہ اس لیے کہ یہ نسل ثانوی طبقہ میں آچکی تھی امیہ اور ہاشم سے زیادہ نکلا، اور صرف اس ابوسفیان کی جیسے

عزاداری کا فلسفہ

مین اس طرح سے عرش جمال کے تارے توڑے جاتے ہین۔ درحقیقت عرس کو عرس اسی لیے کہتے ہین کہ اس مین تعریس عروس کا لطف حاصل ہوتا ہے ہمارا اجتماع بحمد اللہ ان لغویات کیلیے نہین ہوتا بلکہ اس مین وہ روحانی غذا تقسیم ہوتی ہوتی ہے اور ایسی ملکوتی فضا ہوتی ہے کہ جس سے روح بالیدہ، اور نفس عالم لاہوت کی سیر کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

عزاداری کی ترکیب جن عنصرون سے ہوتی ہے وہ حسب ذیل ہین ان مین سے چند محسوس ہین اور چند مدرک بعقل و وجدان مثلاً تعزیت، غم، گریہ و بکا، آہ و نالہ، شور و شین، خاک اڑانا، ترک لذات، اجتماع، علم، باجا، تعزیہ، دلدل، تابوت وغیرہ وغیرہ۔

تعزیت، یہ وہ چیز ہے جس کو شرع نے مستحب ضروری سمجھا ہے اور یہی وہ شی ہے جو رشتہ اتحاد و ایتلاف کو مستحکم و مضبوط بناتی ہے یہ وہی شی ہے جو رسول کی وفات کے بعد حضرت نے ادا کی اور پیغمبر نے اپنے حیات مین پس ماندگان بعد

منع عزاداری کا فلسفہ

گو ساری لڑائیان لڑی جا چکی ہین، پر بغض و عناد ہنوز ان مین بھی رہا اور اموی خاندان کی زناکار عورتین جنھون نے رسول سے زنا نہ کرنے پر بیعتین بھی کین، رسول اور اس کے خاندان کی دشمن ہوتی گئین یہانتک کہ جگر حمزہ چبانے کے واقعات اور قبر حمزہ کھودنے کا ارادہ، یہ سب اپنی اپنی جگہ کتب تاریخ مین درج ہے۔

ابوسفیان کے بعد معاویہ بزم فتنہ و فساد کا صدر نشین ہوتا ہے اور وہ برادر رسول سے ویسی ہی جنگ کرتا ہے جیسی اس کے باپ نے رسول سے کی تھی امیرالمومنین کی وفات ہوتے ہی سارا بغض و عناد امام حسن کی طرف منتقل ہوتا ہے اور سیاسی نقطہ نظر اور آبائی عداوت، وجود امام حسن کو دیکھ نہین سکتی چنانچہ زہر دلوایا جاتا ہے اور جب موت حسن کی خبر پہنچتی ہے تو سجدہ شکر کیا جاتا ہے اور معاویہ کو خوشی ہوتی ہے تکبیرین بلند ہوتی ہین۔ (مروج الذہب)۔ ظاہر ہے کہ اولاد رسول کی ایسی جانگزا موت پر جو لوگ خوش ہوئے ہونگے تو کیا ان کے اتباع ایسی موت پر کسی دوسرے گروہ کی

عزاداری کا فلسفہ

واحد سے یہ رسم بری، دیکھو مشکوٰۃ باب وفات النبیؐ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۱۱ وغیرہ وغیرہ۔

غم۔ یہ وہ شئ ہے جس کا تعلق وجدان سے ہے اور دشمن و دوست کے درمیان ایک ایسی علامت ہے جو دوست سے دشمن کو ممتاز کر دیتی ہے یہ درحقیقت مخصوص انھیں لوگوں کا حصہ ہے جنکی طینت والے اہلبیت سے ہے، جو سچے اور حقیقی اسلام کے گرویدہ، اور جو رسول اور آل رسول کی عزت و حرمت و منزلت و شرف کو سمجھتے ہیں نہ وہ لوگ جو ہمیشہ رسول و آل رسول کے دشمن رہے اور ان کے اسلاف کی عمریں ان کے بغض و عداوت میں بسر ہوئیں۔

شور و شین و گریہ و بکا۔ اس کے متعلق محرم نمبر سہیل جلد ۱ و ۲ و ۳ میں تفصیل دیکھو کہ یہ غم کے وقت ایک فطری شئ ہے جس سے انسان مجبور ہے اور صحابہ کرام و رسول خدا اور بانیان اسلام کا یہ شیوہ رہا اور آج بھی فطرت انسانی غم میں غم اور سرور میں سرور کرنے کے لیے تیار ہے اور کوئی طاقت اسے بدل نہیں سکتی۔

منع عزاداری کا فلسفہ

گریہ و زاری دیکھ سکتے ہیں، اگر اس غم کے فنا کی بھی کوشش نہیں کرتے تو اپنے اسلاف کے مظالم کو پوشیدہ کیوں کر کریں کیونکہ ایک گروہ ان کا تذکرہ برابر کرتا رہتا ہے اور جس طرح اوراق تاریخ ان باتوں کو لیے ہوئے ہیں اسی طرح اہل تشیع کی ہر فرزند بنا کے دل کو ورق تاریخ بنائے ہوئے ہے، اگرچہ ایسی صورت میں ان مظالم کا نیست و نابود ہونا محال ہے مگر تقاضائے آباپرستی یہی ہے کہ ایسی کوشش کی جائے کہ عزاداری فنا ہو تاکہ مظالم کی یاد تازہ نہ ہونے پائے۔

اب معاویہ مرتا ہے تو اس کا شراب خوار اور فاسق بیٹا یزید تخت نشین ہوتا ہے اور وہ مظالم کی انتہا لخت جگر رسول پر کرتا ہے اور اس قتل پر خوشی کے شادیانے بجائے جاتے ہیں فرزند رسول کے قتل کی خوشی میں نذر کے روزے رکھے جاتے ہیں، اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیتا ہے۔ کیا ایسے فاسقوں کے اتباع آج عزاداری کو دیکھ سکتے ہیں یا اس کو جائز قرار دے سکتے ہیں لا واللہ امام غزالی نے بہت غور و خوض کے بعد

عزاداری کا فلسفہ

خاک اڑانا ۔ یہ رسول کی تاسی ہے کہ آپ سر پر خاک ڈالے ہوئے خون شہید سے چہرہ کو رنگے ہوئے خواب ام سلمہ و ابن عباس مین تشریف لائے اور قتل حسینؑ سے جو تاثر ہوا اسے ظاہر فرمایا دیکھو مشکوۃ باب مناقب اور اصابہ ابن حجر مکی و دلائل النبوۃ بیہقی ۔

اگر ضروری ہے کہ مین اس خاک اڑانے ماتم کرنے اور منھ پیٹنے کا ثبوت ہی دون تو اس کے لیے بھی مین دونون صنفون یعنی صنف نازک اور صنف کرخت عورت، و مرد، دونون کی ایک ایک مثال پیش کرون گا تاکہ مطلب کے وضوح مین کوئی وقت نہ واقع ہو اور یہ معلوم ہو جائے کہ اہل تشیع یہ باتین اس لیے کرتے ہین جس کا غم انھین چیزونکا مستحق ہے، اور پھر اگر حقیقت بین نگاہون سے دیکھا جائے تو جو کچھ بھی کیا جاتا ہے وہ میزان عقل مین کم ہے اور بے حد سبک کیونکہ غم کی گرانی اور اس کی عظمت ادراک سے کہین زیادہ ہے ۔

اسماء بنت عمیس کا نوحہ غم محمد بن ابی بکر مین یا اُن کی سینہ زنی اور عائشہ کا گریہ قابل فراموشی نہین ۔

منع عزاداری کا فلسفہ

یہ فتویٰ دیا ہے کہ نہ ذکر عزا ہو گا نہ مظالم سے پردہ اُٹھے گا اور نہ لعنت کی بوچھار ان تک جائیگی ۔ اور یہی وجہ ہے کہ "لعنت بر یزید" کی بحث کو علماے اہل سنت نے بہت طویل کر کے لکھا ہے اور ابن حجر مکی وغیرہ نے عدم جواز لعنت پر زور دیا ہے اور اس مبحث مین دلائل و استدلال باطل کے بل بوتے پر "سلف الاسلاف" شیطان رجیم کو بھی لعنت کے بلاخیز گرداب سے رہائی دلوادی اگرچہ قرآنی آیت چلاتی رہی ۔ و ان علیک لعنتی الی یوم الدین سنیت و شیعیت کا سلسلہ اگرچہ رسول کے مرتے ہی قائم ہو گیا تھا مگر پھر بھی وہ عہد ابو بکر و عمر مین اتنی نمایان حیثیت نہ رکھتا تھا جتنا کہ عہد عثمان مین، یہ کیون ؟ اس لیے کہ عثمان اموی تھے اور وہی عداوت رسول ان مین موجود تھی جو ایک اموی مین ہونی چاہیے ۔ عثمانی اور فاطمی کا تفرقہ یہان سے نمایان حیثیت اختیار کرتا ہے اور پھر تو معاویہ شاہی شروع ہی ہو جاتی ہے اور وہ تمام مظالم جو ممکن ہو سکتے تھے اہل بیت اور اُن کے متبعین پر توڑے جاتے ہین ۔

عزاداری کا فلسفہ

مصیبت کے وقت علمائے اہل السنۃ کا گریہ و بکا

قال القاضی ابو الطیب الطبری
ورحلت قاصداً الی ابی بکر
وھو حی فمات قبل ان القاہ
قال حمزۃ وسمعتہ یقول لما
وردنی محمد بن ایوب
الرازی بکیت وصرخت
ومزقت القمیص ووضعت
التراب علی راسی الخ

(تذکرۃ الحفاظ ذھبی جلد ۳ صفحہ ۱۵۱)

قاضی ابو الطیب طبری بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو بکر سے ملنے کے لیے کوچ کیا مگر قبل اس کے کہ ملوں وہ مر گیے۔ حمزہ نے بیان کیا کہ انھوں نے ان کو کہتے ہوئے سنا کہ جب محمد ابن ایوب کی خبر وفات مجھ تک پہنچی تو میں رویا، چلایا اور اپنی قمیص شدت غم میں پھاڑ ڈالی اور سر پر خاک ڈالی۔

محمد بن ایوب رازی کی موت فرزند رسول

منع عزاداری کا فلسفہ

جو لوگ کہ اصحاب پرستی اور مہاجرین پرستی کا دعویٰ کرتے ہیں وہ ذرا اس واقعہ پر نظر کریں جو ایک صحابی رسول کے ساتھ کیا گیا صرف اس وجہ سے کہ وہ شیعہ تھا اور متبع علی ابن ابی طالب چنانچہ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب الامامۃ والسیاسۃ میں صفحہ ۳۲ پر لکھا ہے اصل عبارت بخوف طول چھوڑتا ہوں اور ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں، اس سے ظاہر ہوگا کہ بغض و عداوت کی انتہا کہاں تک پہنچی تھی۔

"جب عثمان نے خلاف شریعت عمل کرنا شروع کیا تو اصحاب رسول نے جمع ہو کر ایک تحریر لکھی جس میں ان باتوں کا تذکرہ تھا اور ان کا مطالبہ تھا جو خلاف شرع عثمان سے ظہور پذیر ہوئیں تھیں، یہ تحریر دس آدمیوں نے مل کے لکھی تھی اس میں عمار بن یاسر اور مقداد بن اسود بھی تھے یہ سب کے سب اس تحریر کو عثمان کے دینے کے لیے گیے مگر راستہ سے سب کے سب ڈر کے مارے الگ چلے گیے اور صرف حضرت عمار یاسر اس تحریر کو لیکے عثمان کے پاس پہنچے اس وقت عثمان کے گرد و پیش بنی امیہ کا ہجوم تھا وہ تحریر عثمان کو دی گئی۔ عثمان نے پڑھی اور کہا

عزاداری کا فلسفہ

جگر گوشہ بتول کی موت نہ تھی اور نہ وہ ایسے مصائب و آلام اُٹھا کے مرے تھے جن کو سیدالشہدا نے برداشت کیا مگر یہ نوبت پہنچی کہ گریہ و بکا کی حالت میں شدت غم سے مجبور ہو کر قمیص پھاڑ ڈالی گئی، خود فریشین کیا گیا اور سر پر خاک اُڑائی گئی - اب کون سکے کہ جو شدت غم میں تم نے ایک معمولی ہستی کے لیے کیا وہی ہم فرزند رسول کی سی عظیم ہستی کے لیے کرتے ہیں مگر تمھاری آنکھوں میں تمھارا عیب تمھیں ہنر معلوم ہوتا ہے اور ہمارا ہنر عیب -

یونہی قمیص عثمان، انگشت بریدہ عثمان اور نزانگشت مقطوع عثمان پر شام میں مدتوں ماتم رہا جس کو تفصیلاً سہیل محرم نمبر جلد۲ میں لکھا جا چکا ہے مگر اس میں کور باطنوں کو کوئی عیب نظر نہیں آتا۔

یونہی عمر ابوبکر کا گریہ اور ان پر ماتم بنت زید کا نوحہ و ماتم سب کچھ لکھا جا چکا مگر دل کے اندھوں کو کچھ سجھائی نہیں دیتا - خود رسول کی میت پر جس انداز سے گریہ و زاری کی گئی اور جس طرح دست نازک سے رخسار نازک کی تواضع کی گئی وہ نوحہ و ماتم کا ہیکو تھا بلکہ غالب کے اس شعر کا ایک مجسمہ تھا کہ

منع عزاداری کا فلسفہ

تمھارے ساتھ اور کون تھا کن لوگوں نے یہ تحریر لکھی کہاں اصحاب نبی تھے - کہا ان کا نام بتاؤ کہا یہ تو میں نہیں کروں گا عثمان نے کہا اللہ اکبر اب تمھیں یہ جرات ہو گئی ہے" مروان نے کہا اے امیرالمومنین اس غلام حبشی (عمارؓ) نے آپ پر بڑی جرات کی آپ اسے قتل کر ڈالیے - عثمان نے کہا اچھا مارو چنانچہ لوگوں نے زدوکوب شروع کی اور یہاں تک مارا کہ حضرت عمار کا پیٹ پھٹ گیا اور ان کو غش آ گیا آخر اسی حالت میں کھینچ کر دروازہ کے باہر پھینک دیا"

آپ نے اس اموی بغض کو دیکھا جو وابستگان دامن رسول سے تھا اور جو متمسکین اہل بیت سے تھا اسی سے قیاس اس عداوت کا بھی کیجیے جو آل رسول سے رہی ہوگی -

پھر اگر ان مظالم کے تذکرہ کو حرام نہ کر دیا جائے تو کیا صورت ان سے بچنے کی ہو سکتی ہے -

اچھا اب خاندان رسول مٹا دیا گیا اور وہ کانٹا جو کھٹکتا تھا وہ اتباع امیہ و خاندان امیہ کے دلوں سے نکل گیا مگر پھر بھی اہل بیت سے تمسک رکھنے

عزاداری کا فلسفہ

کیفیت کو خیال کرکے روح حیوانی لرزہ براندام
نظر آتی ہے ؎

کرے ہے قتل لگاوٹ مین تیرا رو دینا
تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دے

چنانچہ خود حضرت عائشہ نے اپنے "نخل ماتم"
بننے کی تصریح ان الفاظ مین فرمائی ہے۔
وقمت التدم مع النساء واضرب وجھی
مین ہمراہ عورتون کے منہ پیٹنے اور رونے لگی یہ عبارت
طبری ص۱۹ اور سیرت ہشام مطبوعہ مصر ص۲۷۱ پر موجود ہے
اس کے علاوہ بھی اس مطلب کی تشریح
تاریخ روض الانف مطبوعہ مصر ص۲۷۱ پر یون ہے۔
قالت عائشة انه صلعم قبض
فی حجری فوضعت راسه علی الوسادة
وقمت التدم مع النساء الالتدام
ضرب الخد بالید ولم یدخل هذا
فی التحریم لان التحریم انما وقع
علی الصراخ والنوح ولعنت الخارقة
والحالقة ولم یذکر الله م
لکنه وان لم یذکر

منع عزاداری کا فلسفہ

طبقہ باقی تھا جو اگرچہ کم تھا مگر نشر فضیلت اہل بیت
اور عزائے حسین اس کا شیوہ تھا۔ اب پھر اسی
مصیبت سے دشمنان رسول کو سابقہ پڑا جو مصیبت
کے وجود اہلبیت مین متصور تھی لہذا اس کی ترکیب
صرف یہی تھی کہ یہ لوگ بھی فنا کردیئے جائین۔
تاکہ نشر فضیلت اور اظہار مظالم کے تمام باب مسدود
نظر آئین چنانچہ ان باتون کو ابن ابی الحدید معتزلی
اور دیگر مورخین نے تصریحاً لکھا ہے جس کا ترجمہ
نذر ناظرین ہے۔ وہ لکھتا ہے :۔
ابوالحسن علی بن محمد بن یوسف مدائنی نے کتاب
احداث مین لکھا ہے کہ معاویہ نے ایک تحریر بعد
اس سنہ کے جسمین اہل سنت کی نیو پڑی اپنے
عمال اور حکام کو لکھی جس مین یہ حکم تھا کہ تم لوگ
اس سے تبرا کرو جو شخص فضیلت اہل بیت یا فضیلت
علی بن ابیطالب کا ایک حرف بیان کرے چنانچہ
خطبا ہر مقام پر منبر پر جانے لگے اور امیرالمومنین کا
سب و شتم علی الاعلان شروع کردیا گیا اور لوگ
برابر قتل کیے جانے لگے۔ سب سے زیادہ بلا اور آفت
اہل کوفہ پر تھی کیونکہ یہان اہل تشیع کی آبادی بہت

عزاداری کا فلسفہ

فانہ مکروہ فی حال المصیبۃ
وترکہ احمد الاعلی احمد
صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتی ہین کہ رسول کا انتقال میری آغوش مین ہوا اور مین نے انکا سر گود سے اُتار کر تکیہ پر رکھ دیا پھر اسکے بعد مین اور عورتون کے ہمراہ اُٹھ کر اپنا منھ پیٹنے لگی

اس کے بعد مورخ اپنی طرف سے لکھتا ہے کہ غم مین منھ وغیرہ پیٹنا یا جسم کے کسی حصہ پر ہاتھ مارنا حرام نہین جو چیز حرام ہے وہ چیخ چیخ کے رونا (یعنی چیخے جاؤ مگر منھ سے آواز نہ نکلے اے سبحان اللہ کیا فطرت کا گلا محبت عائشہ مین گھونٹا جاتا ہے) اور کپڑے پھاڑنے والیون پر لعنت کی گئی اور سر منڈانے والیون پر (یعنی عورت پر لعنت ہے اگر غم مین کپڑے پھاڑے اور اگر مرد ایسا کرے تو اس پر لعنت نہ ہوگی اس استثنا لفظی سے جن عالم صاحب نے محمد بن ایوب کے غم مین اپنا قمیص پھاڑا تھا وہ خوب لعنت سے بچے کیونکہ انکا شمار صنف نازک مین نہین)

اب رہ گیا اجتماع محافل ومجالس اس کا کھلا ہوا یہی فلسفہ ہے جو نماز جماعت نماز جمعہ اور

منع عزاداری کا فلسفہ

زیادہ تھی اور اس پر عامل زیاد ابن سمیہ سا (حرامزادہ) تھا اور چونکہ زیاد اہل تشیع کی ہر فرد سے واقف تھا کیونکہ امیرالمومنین کے عہد مین رہ چکا تھا لہذا اہل تشیع چن چن کر قتل کیے جانے لگے، بہت سے ایسے تھے جن کے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے گیے اور بہت سے ایسے تھے جن کو پھانسی دیدی گئی بہت سے ایسے تھے جن کی آنکھین نکلوائی گئین بہت سے ایسے تھے جو جلاوطن کیے گیے یہانتک کہ ایک بھی باقی نہ رہا (ناظرین غور کرین کہ تقیہ کی تجدید کب سے شروع ہوتی ہے اور آیا نفس مومن کے بچانے کے لیے اس سے بہتر کوئی سپر اس ناہنجار اور کفر خیز زمانے مین ہو سکتی تھی) پھر ایک دوسرا حکمنامہ بھیجا گیا جس مین یہ حکم تھا کہ دیکھو اگر کسی کو علیؑ یا اہلبیت سے محبت ہو اس کا نام دیوان سے کاٹ دو اور اس کا رزق بند کر دو ایک اور حکمنامہ تھا جس مین یہ تحریر تھا کہ جو لوگ خاندان رسول سے محبت کرتے ہون انکے گھرون کو کھدوا ڈالو۔ چنانچہ نفاذ حکم ہونے لگا اور زیادہ تر بلا عراق، خصوصاً کوفہ پر نازل ہوگئی

عزاداری کا فلسفہ

حج بیت اللہ کے اجتماع کا ہے یعنی مومنین کی آپس ملاقاتیں اور ایک دوسرے کا اتحاد وغیرہ۔ باجا۔ اگرچہ ہمارے علما نے اس کو جائز نہیں رکھا اور عوام اس کو کیا کرتے ہیں مگر پھر بھی ہم تم کو سمجھانے کے لیے یہ بتاتے چلیں کہ یہ ویسا ہی ہے جیسے اذان سے پہلے حضرت عمر کا فرمانہ عادت کے مطابق ناقوس بجاکے لوگوں کو نماز کے لیے بلایا کرتے تھے اب شاید تم سمجھ گئے ہو کہ باجا جلوس عزا میں کیوں ہوتا ہے صرف اس سے اعلام مقصود ہوتا ہے اور کچھ نہیں جس طرح حضرت عمر کیا کرتے تھے جب نماز کے لیے یہ بات بری نہ ہوئی جو اصل فرع اسلام ہے تو عزاداری تو فرع فرع اسلام ہے اس کیلیے کیونکر بری ہو سکتی ہے ناقوس کی روایت تمھیں مشکوٰۃ شریف میں ملے گی۔ اب رہ گیا دُلدل و تعزیہ اس کی تصریح تمھیں سہیل محرم نمبر میں ملے گی وہاں دیکھو میں آموختہ پڑھنا نہیں چاہتا صرف اتنا کہدوں کہ جیسے مسجد نقل خانہ کعبہ ہے ویسے ہی تعزیہ نقل ضریح مقدس ہے، اور جیسے حضرت عائشہ کا پروار گھوڑا تھا جو حضرت سلیمان کے گھوڑے سے ملتا جلتا تھا

منع عزاداری کا فلسفہ

یہانتک کہ کوئی شیعہ اگر کسی دوست کے گھر میں جاتا تھا تو وہ اس کے خادم وغیرہ سے ڈرتا تھا اور کوئی بات رازکی نہیں کر سکتا تھا جب تک کہ حلف و قسم سے ایک وثوق نہ حاصل ہو جائے یہی حالت برابر مستمر رہی یہانتک کہ امام حسنؑ کا انتقال ہو گیا اور اب اہل تشیع پر بلا اور فساد کا دروازہ بالکل وا تھا، اور ہر شخص جو بھی کسی نہ کسی طرح باقی رہ گیا تھا وہ خائف و ہراسان نظر آتا تھا، پھر یہ بلا قتل حسین علیہ السلام کے بعد اور تیز ہو گئی یہانتک کہ عبد الملک بن مروان تخت حکومت پر بیٹھا اور اس نے اہل تشیع پر حجاج بن یوسف کو معین کرکے مظالم کی انتہا کر دی، یہانتک کہ بغض علی اور عداوت اہل بیت تقرب شاہی کا ذریعہ قرار دی گئی چنانچہ اصمعی کے دادا نے ایک روز حجاج سے کہا کہ میں تیری عنایتوں کا محتاج ہوں اور فقیر ہوں، چونکہ یہ بغض علی سے متوسل ہوا لہذا ایک مقام کا والی کر دیا گیا۔ یوں ہی عباسیوں نے، اموی گروہ کے بعد مظالم شروع کیے، اور متوکل نے تو ظلم کو انتہا تک پہنچا دیا۔

عزاداری کا فلسفہ

ویسے ہی بلا تشبیہ و لدل ہے جو ایک مظلوم کی
یاد کو تازہ کرتا ہے اور بس، یونہیں اور چیزوں کو
بھی سمجھو ایک بات اور رہ گئی روشنی اور تقسیم شیرینی
اس کو یوں سمجھو کہ خانہ میت میں چراغ جلانا شرعاً
مستحب ہے، اب اگر اس رسم کے اعتبار سے عزاخانوں
میں روشنی ہو تو کوئی عقلی استبعاد تو نہیں یونہیں
شمع مزار کو سمجھو اس کے علاوہ ایک بات تمھیں
اور معلوم رہے وہ یہ کہ شیرینی کی تقسیم یا روشنی کی
کثرت یہ صرف ان لوگوں کے لیے رواج ہو گئی
جو کہ خالص اہلبیت سننا نہیں چاہتے تھے اور نظام
امویہ کو سنکر چراغ پا ہوتے تھے لہذا دین سے
الگ جانیوالوں کو یہ دنیا کی چاشنی شریک کر کے
بلایا گیا کہ دنیا پرست شاید اسی ذریعہ سے کلمات
حق سن لیں اور راہ راست پر آ جائیں۔
کیا تمھیں دکھائی نہیں دیتا کہ ایک روشن
اور سرمایہ دار تعزیہ خانہ میں دنیا پرست افراد
کتنے ہوتے ہیں اور ایک تاریک و مفلس عزاخانہ
میں کس قدر کم افراد ہوتے ہیں۔
اس سے اسلاف اہل تشیع کا جنھوں نے

منع عزاداری کا فلسفہ

اب جبکہ عباسی و اموی نسل فنا ہو چکی ہے اور
وہ زمانہ نہیں باقی رہا کہ ایسے مظالم کیے جائیں جو
قلوب اور ان زبانوں کو فنا کر دیں جن سے نشر
فضائل ہوتا تھا تو کم از کم اتنا ہی سہی کہ منع
عزاداری میں ایک کوشش بلیغ ہی کیجائے
تاکہ "طابق النعل بالنعل" اسلاف
سے اخلاف کا رشتہ منقطع نہ ہونے پائے۔
یہ تمام واقعات اور ان کے علاوہ ہزاروں
اور، ان سب کا تذکرہ مجالس میں ہوتا رہتا ہے
لہذا اگر غزالی کا فتویٰ اس کے عدم جواز کے
متعلق ہو یا نگار خانہ چین سے کوئی آواز نکلے
تو بیجا نہ ہوگی۔
یہیں سے تکفیر شیعہ کا بھی فتویٰ نکلا ہے۔ مگر
اس فاسق کے لیے جس کے لیے انسداد لعنت کی
ترکیبیں سوچی جاتی ہیں اور جس نے اپنے اشعار
میں یہ ظاہر کر دیا ہے کہ کربلا کا واقعہ بدر و احد
وغیرہ کا انتقام تھا اور جس نے یہ کہہ دیا کہ رسول
معاذ اللہ جھوٹا ہے نہ ملک اس پر آیا اور نہ قرآن
نازل ہوا اس کے لیے کوئی فتویٰ نکلا نہیں اور

عزاداری کا فلسفہ

یہ باتین رائج کین یہ بھی مطلب تھا کہ صاحبان عقل کو تمھاری دنیا پرستی اس روشنی مین اچھی طرح نظر آے -

یہ اعتراض نہین وارد ہو سکتا کہ پھر کتنے کلمۂ حق سنتے ہین اور دین حق قبول کرتے ہین مبلغ کا فریضہ اور تبلیغ کا اساس اس پر نہین کہ فی صدی ننانوے افراد پر اس کی تبلیغ کارگر ہو ورنہ پیغمبران الٰہی کی تبلیغ تبلیغ نہین رہتی اور ما امن معہ الا قلیل (نوح پر تھوڑے ہی لوگ ایمان لاے) یہ بانگ دہل اس کی رد کرتا ہے اور فرقون کے مقابلہ مین ہمارے فرقہ کا امتیاز تبلیغی نظر انداز کرنے کے قابل نہین کہین تبلیغ مین ہارمونیم کے زیر و بم اور طبلہ کی تھاپ خدیعہ اجتماع قرار دیجاتی ہے تو کہین مصنوعی اولیاء اللہ کے قبور پر محافل سماع و رقص وسیلہ ازدحام بناے جاتے ہین گو کہ یہ تمام کشش ذرائع اصل مقصود کے سنوانے یاد کھانے کے لیے ہوتے ہین جو غنا و رقص کے ادہر پوشیدہ ہے - یوہین بلا تشبیہ مجالس عزا مین شیرینی و روشنی کو سمجھ یہ ویسی ہی ہے جیسے دارو سے تلخ مین شکر کی آمیزش -

منع عزاداری کا فلسفہ

نہ اس کے اتباع کے لیے ، چنانچہ یزید کا یہ شعر بہت مشہور ہے ؎

لعبت هاشم بالملك فلا
ملك جاء ولا وحي نزل

جن گون نے جام محبت بنی امیہ بنی کے مقابلہ مین پی رکھا ہے ان کے نزدیک درحقیقت یوم عاشور یوم غم نہین ہو سکتا اور نہ قتل حسین کوئی وقعت رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ غنیۃ الطالبین مین عبد القادر جیلانی جن کی وقعت پیغمبر سے کہین زیادہ ہے ، نے لکھ دیا ہے کہ - یوم عاشورا یوم فرح و سرور - یوم عاشور روز شادی و مسرت ہے کیون نہ ہو ؎

برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر
این چنین تسبیح کے دارد اثر

" عمر سعد کا سرور جو قتل حسین پر ہوا اس کی یادگا آج تک اموی پرستون کے دلون مین قائم ہے چنانچہ بشر جب عمر سعد کے پاس بعد قتل سید الشہدا آیا تو اس نے پوچھا کیا ہوا کہا وہی بات جو امیر کو خوش کرے گی یعنی قتل حسین ، کہا تو اس کا اعلان کر دو

۲ جب بنی ہاشم کی عورتین قتل حسین کی خبر سنکر پیٹتی نکلین تو عمر سعد نے کہا کہ ویسی ہی بکا اور تلاطم ہے جیسے عثمان کے قتل مین ہوا تھا - تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۳۹ ، یہ ہے منع عزاداری کا مختصر فلسفہ -

یہ تھے وہ مختصر نوٹ جو خلاصۂ فلسفۂ عزاداری پر لکھے گئے اگرچہ ابھی اس مین بہت کچھ لکھنے کی گنجائش ہے اب نفس مطلب کی طرف رجوع کی جاتی ہے اور صاحبان انصاف سے انصاف کی کوشش کی جاتی ہے قبل اس کے کہ مین کچھ لکھون اس امر کو ظاہر کیے بغیر نہین رہ سکتا کہ کلمات ذیل کا لحاظ قبل مضمون کر لیا جاے اور وہ یہ ہین ۔

(۱) کوئی ایسی فرد جو اسلامی خصوصیات چھوڑے ہوے ہو، اصول و فروع اسلام کی تضحیک کرتی ہو اور رسول کے لاے ہوے احکام کی تکذیب کرتی ہو اس کو ہم محض ترکی ٹوپی پہننے کی وجہ سے مسلمان نہین سمجھ سکتے خواہ وہ کوئی فرد ہو یا فرقہ یا سلطنت ۔

(۲) اگر کوئی عبادت خانہ خدا کی عبادت کے لیے بنایا گیا ہو اور لوگ اس کو میخانہ بنا ڈالین تو اس کا ذمہ دار بانی معبد کبھی نہین ہو سکتا ۔

(۳) حج کے اجتماع مین جو ایک خدائی حکم ہے اور جس مین مرد و عورت کا اجتماع اس حد پر ہوتا ہے کہ جو تصور سے باہر ہے یہ خدائی حکم ہے اور رہے گا اگر کوئی نجس طینت اور گندہ ظرف اس کو وصل جسمانی اور مس اعضا کا ذریعہ سمجھے تو اس کا ذمہ دار خدائی فرمان نہ ہو گا بلکہ اس شخص کی کمینہ طینتی ہو گی ۔

ان عبارات کے لکھنے کے بعد اب یہ عرض کرون گا کہ اسوقت ایک رسالہ میرے پیش نظر ہے جس کا بد مست عیش اڈیٹر اپنے کو بڑے سے بڑا علامہ، بڑے سے بڑا متبحر اور بڑے سے بڑا انشا پرداز سمجھتا ہے جس کا مذہب دنیا پرستی، جس کا مسلک عوام فریبی اور جس کا مشرب طلب جاہ و نمود کے سوا کچھ نہین، اس نے ایک مضمون، اپنے زعم باطل مین، اس لیے لکھا ہے کہ عزاداری کو ذریعہ ہوا و ہوس نفسانی اور وسیلۂ اغراض بہیمی قرار دے ۔

چنانچہ وہ لکھتا ہے :۔

"مجھے بالطبع موسیقی سے لگاؤ ہے اور جان عالم نے ٹھمریون کے ایجاد سے محمد شاہ رنگیلے کے خیال کو جسقدر رنگین بنا دیا اس کا بھی معترف ہون"

کیون نہ ہو یہ تو ایک بدیہی بات ہے کہ الجنس یمیل الی الجنس جنس جنس ہی کی طرف مائل ہوتی ہے اور اس مین بھی نظر و فکر کی ضرورت نہین کہ کل شیٔ یرجع الی اصلہ

ہر چیز اپنے اصل کی طرف پلٹتی ہے شاہانہ دماغ اور ہوتے ہیں اور فقیرانہ جذبات اور اگر ایک عالم کو علمی حقائق سے دلچسپی ہوگی تو ایک جاہل کی تمام تر دلکشیاں ایسی چیزوں میں نظر آئیں گی جنکو جنس عالی نگاہ تنقید سے دیکھے گی اگر کسی کو ایسا آغوش تربیت ملا ہو جو آب وہوائے نغمہ عام میں کشادہ ہوا ہو، اور جس کا سازِ برگ زندگی عوام کی نگاہ التفات کا محتاج رہا ہو، جس کا زیر و بم نخیر وز فیر، طلبر دار موسیقی رہا ہو، اور جس کا تار و پود، غنا کی نغمہ ریز و نغمہ زا حرتیت شرمسار سے بنایا گیا ہو تو ہمارے نزدیک وہ اس امر پر فطرتاً اور بالطبع ہر حیثیت سے مجبور ہے کہ یاد اسلاف میں۔ الثمرۃ تنبئ عن الشجرۃ کا خیال رکھتے ہوئے موسیقی اور صرف موسیقی کی طرف مائل ہو۔

"(شاہ نجف میں یوم غم) قمقموں کی روشنی میں اس طرح پرتکلف دعوتیں ہو رہی ہیں جیسے کسی بادشاہ کی سالگرہ منائی جا رہی ہو"

گرچہ "روشنی" کا فلسفہ اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے، مگر یہاں اتنا اور لکھ دوں کہ جب قرآن، شعر اور حامل قرآن شاعر سمجھا گیا، جب آیات نتیجہ جنون اور رسول مجنون سمجھا گیا، اور جب الفاظ کلام الٰہی نتیجہ کہانت اور پیغمبر کاہن، آپ کے اسلاف کے نزدیک، سمجھا گیا تو آج اگر آپ یوم غم کو یوم سرور سمجھے تو کوئی نئی بات نہیں کی یہ تو اپنی اپنی سمجھ ہے اس سے حقیقت کی شعاعیں مضمحل نہیں ہو سکتیں، حضرت عمر[۵۰] رسول کو کاہن و شاعر وغیرہ کہا کیے آخر بعد مدت کچھ سمجھے اور اسلام لائے وہ جیسا اسلام بھی رہا ہو، یونہیں آپ بھی کسی نہ کسی دن سمجھ لیں گے آج نہ سہی حشر میں سہی۔

"میں جس حصہ ملک کا رہنے والا ہوں وہاں محرم کا وجود کوئی معنی نہیں رکھتا نہ وہاں مجالس عزا کا قیام ہوتا ہے نہ بزم عزا آراستہ کی جاتی ہے"

تو کیوں ایسا ہوا، ہم ہیں نے کب فرزند رسول کا ماتم کیا، اصحاب پرستوں نے کس جگہ اجر مودت دیا، تو مسلموں نے کس دن اجرت امر رسالت ادا کی اگر ابو جہل یہ کہے کہ میں اس محلہ کا رہنے والا ہوں

---

۵۰ دیکھو خصائص سیوطی حال اسلام عمر بن الخطاب و شفائے قاضی عیاض۔

جہاں توحید کا وجود کوئی معنی نہیں رکھتا اور جہاں بزم عبادت الٰہی آراستہ نہیں ہوتی تو اس سے وحدانیت کا کیا بگڑیگا۔

"یہ امر افسوسناک ہے کہ سوز خوانی کا رواج یہاں سے تقریباً اٹھ گیا ہے یعنی تنہا وہ چیز جو ایک صاحب ذوق کو ان محافل کی شرکت کے لیے مجبور کر سکتی تھی وہی مفقود ہو گئی"۔

یہ پھر وہی جذبہ ہے جو آغوش اسلاف پر چوٹ ڈال رہا ہے، اور نگاہ رقاص غم کی صحبتوں میں سرور کی کیفیات ڈھونڈھ رہی ہے اور چین پاتی، سوز خوانی کے رواج کا اٹھ جانا خصوصاً ایسی سوز خوانی جس میں ترجیع کے سوا کچھ نہ ہو، اچھا اور بہت اچھا ہوا کیونکہ یہ دامن خلوص عزا پر ایک بدنما داغ تھا، اس چیز کو صاحبان ذوق، برعکس نہند نام زنگی کافور، اپنے ولی اللہ کی قبروں پر ڈھونڈیں جہاں متاع حسن بہت سستی ہے۔

"(مرثیہ میں) صحت روایات اور جذبات محاسن کے اعتبار سے سارا مرثیہ غیر معصوم لٹریچر کی حیثیت رکھتا ہے"۔

یہ فرمانا تو "تعریف ناشناس" سے زیادہ وقیع نہیں، مجھے تعجب ہے کہ آپ اپنے کو ایسا بھولے کہ ٹھہریں اور ادراک تنقید کرتے کرتے آپ اب صحت و عدم صحت روایات پر بھی انتقاد فرمانے لگے، بھلا آپ کو ان چیزوں سے ربط ایک جاہل بحث ہتی جس کے کان میں آغوش مادر سے لیکے آغوش لحد تک سوا نغمہ کی آوازوں کے اور کچھ نہ ہو وہ صحت روایات کو کیا جانچے گی، رہ گئے جذبات محاسن اس کو وہ گروہ نہیں سمجھ سکتا جس کے متبوعین، احد و خندق و خیبر میں جذبات جبن پر قلم صاد اٹھا چکے ہیں اور رسول سے "فرار" کا "ڈپلوما" حاصل کر چکے ہیں۔

"شہادت حسین پر جس انداز سے اظہار الم کیا جاتا ہے وہ اہلبیت سے تو کسی طرح منسوب نہیں کیا جا سکتا، ممکن ہے کہ جان عالم کے مٹیا برج جاتے ہوئے ان کے پس ماندگان نے اس طرح کا شور شین کیا ہو"۔

اس مطلب کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کے ہاتھ میں دامن اہلبیت ہو ایک عامی، واقعات سے نابلد

تاریخ سے جاہل، اور تفسیرات سے بے خبر اسے کیا سمجھے ' یہ اس طرح کا شور و شین نہیں جو کسی نے غارِ ثور میں کیا تھا اور ایسا کہ آنحضرت رسول کو غار میں ٹھہرنے کی ضرورت ہوئی ' دیکھو مشکوۃ ، اور نہ یہ اس طرح کا شور و شین ہے جو کسی کے گھوڑے ننھی میں ڈوب کر محمد بن ابی بکر کی یاد میں نکلا تھا ' بلکہ یہ اس طرح کا شور و شین ہے جس میں پیغمبر اور آباء پیغمبر شریک تھے ۔ اور کربلا کا میدان انبیا کی چیخوں سے گونج رہا تھا ۔

"مرثیہ پڑھنے کا انداز وہ ممکن ہے کہ کالکاوین، بنداوین کے نقطہ نظر سے کوئی خاص فن کی چیز ہو لیکن میں نے تو بجائے حرکات شجاعت کے اک قسم کی نسائیت ہی ان میں پائی" ۔

واہ " جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے " ناظرین آغوش کے اثر اور تربیت کے تاثرات کہ کہیں کسی جگہ گانے بجانے کی رعایت سے الفاظ گمراہ نہیں ہونے پاتے ، اور اسلاف کی یاد میں غریب ملاعنہ داد سعادتمندی دے رہا ہے ۔ اس کو سوز خوانی میں غنا ، ذاکری میں رقص ، اور انداز بیان میں نسائیت ہی نظر آتی ہے ۔

گمراں کو کون سمجھائے کہ ذاکری کی جگہ ممبر ہے اور یہ وہ مقام ہے کہ بڑے بڑوں کی ہوا بجگہ نکل جاتی ہے امیر معاویہ کا وقعہ یاد کرو تو تمھیں کچھ نغمے ' کچھ زیر و بم ' اور کچھ ایسے سُر ملیں گے جو تم ایسے صاحب ذوق کے لیے کافی سرمایۂ دلچسپی اپنے میں رکھتے ہوں گے تمھیں ان کا یہ خطبہ یاد ہے یا نہیں

الحمد لله الذی جعل خروج الریاح لنا راحة اگر نہ یاد ہو تو تاریخیں دیکھو پھر اگر شرم اجازت دے تو ہم سے گفتگو کرو ۔ اسی میں ڈوبا ہوا حضرت عمر کا بھی خطبہ ہے دیکھو محاضرات راغب تمھیں ان لوگوں کی ثنا و صفت کرنی چاہیے جو ممبر ایسے مقام پر جا کے کچھ بول تو لیتے ہیں تمھارے اسلاف دینوی میں تو یہ بھی نہ تھا اور ایسی نسائیت تھی کہ مردوں کے سامنے زبان کی جنبش حیائے نسوانی پر صدقے ہو جاتی تھی چنانچہ عثمان بن عفان کو ایک روز کچھ بولنے کا شوق ہوا آپ ممبر پر تشریف لے گیے اور بہت دیر تک خاموش بیٹھے رہے ان کی شرمگین نگاہیں ، سرنگوں گردن اور شرمندہ ادائیں نہ معلوم کیا کیا کچھ مجمع سے

ع ۵ راغب اصفہانی اور دیگر کتب میں یہ واقعہ مرقوم ہے کہ امیر معاویہ نے خطبہ کی ابتدا " فرفرا " سے فرمائی اور پھر شرمندگی مٹانے کے لیے یہ خطبہ پڑھا ۔

کہ لیکن گھبراہٹ کی زبان متحرک نہ ہوسکی فرمایا تو اتنا فرمایا کہ "سنو جی ابوبکر اور عمر منبر پر خطبہ پڑھنے کے لیے بہت پہلے سے تیار ہوتے تھے، اور تمہیں امام عادل کی زیادہ ضرورت ہے نہ امام خطیب کی اور بس" یہ فرما کر منبر کے نیچے تھے چنانچہ ابوعثمان جاحظ نے اس واقعہ کو کتاب بیان و تبیین میں لکھا ہے۔ وصعد عثمان بن عفان المنبر فارتج علیه فقال ان ابابکر وعمر کانا یعدان لهذا المقام مقالا وانتم الی امام عادل احوج منکم الی امام خطیب صـ ۱۲۹ مطبوعہ مصر۔ یے بھلا ایسے لوگ جن کے بیتوں میں ایسے رہے ہوں وہ ہمارے یہاں کے ذاکروں کی تنقید کرنے بیٹھے ہیں جن کو یہ بھی نہیں معلوم کہ فن خطابت کیا ہے اور طرز ادا سے مطلب کس چڑیا کا نام ہے۔ ابن خرداذبہ نے اغانی خلفا اور اولاد خلفا کا جو تذکرہ کیا ہے اور جس میں غنا سے میراثی ثابت کی ہے اس کے اعتبار سے ممکن ہے کہ کالکا دین اور بندا دین کسی نسبی شجرہ میں مل جاتے ہوں ورنہ جن لوگوں کے یہاں اسلامی حیثیت سے غنا حرام ہو وہاں اس کا کیا تذکرہ وہی لوگ اس کی قدر کرسکتے ہیں جن کے وجود اور علت وجود میں رقص و سرود و نغمہ وغیرہ ظاہراً نہ سہی باطناً دخیل ہو۔

"نسائی طبقہ میں جو شبستان ماتم قائم کی جاتی ہے وہ بیشک ایک لطیف پہلو بھی رکھتی ہے کیونکہ اول تو یوں ہی کسی عورت کا محل ماتم بنجانا کم قیامت نہیں ہے چہ جائیکہ ایک خاص سوگوار لحن سے اشعار پڑھنا اور پھر ساری محفل کا نازک ہاتھوں سے نازک سینوں پر خانہ برانداز قسم کی ضربیں لگاتے لگاتے ایک آغوش طلب انداز سے گرجانا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ایسی صورت میں شہادت کو زیادہ وزنی قرار دے یا اس خون بہا کو۔"

ہم اس غیر مہذب نادیہ مراد کا جواب صرف اسی انداز پر دینا چاہتے ہیں جو تاریخی حیثیت رکھتا ہوتا کہ ہمارا مخاطب کوئی سبق صحیح لے سکے۔ درحقیقت شبستان ماتم کا قیام اور کسی عورت کا "محل ماتم" بننا موثر ہے اور بلا کا موثر قیامت خیز ہے اور غضب کا قیامت خیز، خصوصاً اس وقت جب کسی خلیفہ کی میت بیٹی اور نازک اندام بیٹی کے سامنے پڑی ہو اور نوحہ کرنے والیاں اپنے حلقہ میں کسی "شمع بزم ماتم" کو لیے ہوئے فروغ شبستان غم

کی ذمہ دار ہون، ایسے وقت مین سینون کی سحر جو چاک گریبان سے اپنا چہرہ نکالے ہوے جھانکتی ہو اور جس پر آنسوؤن کے ستارے گرگر کر ضیا باری مین مشغول ہون اور نخل ماتم کے وہ بار جو مقیاس الشباب کی حیثیت رکھتے ہون، جن کی ماتمی لرزش ایک شاعر کے دماغ مین اسی طرح متصور ہو سکتی ہے جیسے کسی بہتے ہوے دریا پر ہوا کی مضمحل رفتار سے ہلکی ہلکی لہرین جو سینۂ بحر پر زرہ پوشی کا کام دیتی ہوئی پہلوے بحر تک آتے آتے اپنے کو خود اپنی رفتار پر تصدق کر کے فنا ہو جاتی ہین۔

ایسے وقت مین کسی شرمگین آنکھ سے اگر کوئی سیاہ پوش آنسو گر جاے تو سوا اس کے کیا کہا جا سکتا ہے

نہین معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگان کا

مگر کچھ ایسی بھی ہستیان ہوتی ہین جن کے پہلو مین بجاے دل کے کوہ بو قبیس کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے، جو عورت کے نخل ماتم بننے کو سرو چراغان سے زیادہ وقیع نہین سمجھتے اور نہ شبستان ماتم کی محشر خیزی کی تاثیرات کے نقوش ان کے دل پر ابھرتے ہین، بلکہ بجاے اس کے کہ وہ آئینہ خانہ جمال، یا ماتمکدہ حسن مین جاکے، انسانی ہمدردی سے کام لین، اور چشم گریان کی ساحری انداز کرشمون سے متاثر ہون، اپنے ظالم کوڑے سے داد عدل و انصاف دیتے ہین، اور کوڑا اس خرمن جمال پر صاعقۂ عذاب بنکر گرتا ہے، یہ نمک پاشی جراحت کوئی اس نازنین کے دل سے پوچھے جس کا پندار حسن اس طرح مجروح کر دیا گیا ہو۔ دیکھو حال موت ابوبکر عقد فرید ص۱۱ ، طبری ص۴۸

یوم الدار کے واقعہ سے کون ناواقف ہے عثمان کا قتل اور اصحاب نبی کے ہاتھون، پھر اس قتل پر وہ عورت جو نخل ماتم بنی اس کی بیتا بیان، اور سینہ زنی کتب قوم مین مرقوم ہے، اصحاب نبی کا ظلم وہ جا ہو یا بیجا اس کا بھی ذکر ہے۔ ایسے وقت مین اگر اس خونی منظر سے متاثر ہو کر اور غم جانفرسا سے مغلوب ہو کر کوئی عورت ماتم کرتے کرتے "آغوش طلب انداز" سے زمین پر آ رہے اور ایک ایسی دردناک آواز سے فریاد کرے جس پر نسائیت نہ صرف نسائیت، بلکہ حسن ہمہ گیر، نہ صرف حسن ہمہ گیر بلکہ درد و غم نے بھی اس مین وہ جذب بھر دیا ہو کہ الہی توبہ! ایسے وقت مین کیا اصحاب کو یہی چاہیے تھا کہ وہ معاذ اللہ اپنے ہاتھون کو "کبیرۃ العجائز" سے مس

کرکے بالیدگی روح کا سامان فراہم کریں لاو الندر ــــ درحقیقت ایسے وقت میں ایک انسان اس بات کے سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ وہ اس شہادت کو زیادہ وزنی سمجھے یا اس "لطف گران" کو جو حس لطیف سے پیدا ہوا۔

بصرف یہی نہیں بلکہ حسن کی پردہ چاکیوں کے جلوے کچھ ایسے نظر آتے ہیں کہ چشم نیاز اگر خیرہ حیا ہو تو تعجب نہیں۔

" اتفاق سے ایک ضعیفہ عورت جس کے ہاتھ میں چھوٹی سی تسبیح بھی تھی میرے پاس سے گزری اور میری چشم نگران کو دیکھ کر بولی " میاں آج کے دن تو اوپر نہ دیکھو "

کون کہہ سکتا کہ عزاداری کے اثر کو دیکھا کہ وہ کس شریفانہ کیرکٹر کی ذمہ دار ہوجایا کرتی ہے اس عورت کا یہ کہنا کہ " آج کے دن تو " اس خصوصیت کے یہ معنی تھے کہ یہ یوم غم وہ یوم غم ہے کہ جو اس کا ذمہ دار ہے کہ ایسی مخرب اخلاق باتوں کا استیصال کردے نہ یہ کہ وہ آج کے دن ایسے لوگوں کو اپنے سامنے دیکھے جن کی اموریت انھیں عظمت غم کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتی درحقیقت غم سیدالشہدا کی عظمت جن لوگوں کے دلوں میں ہے وہ کم از کم ایام عزا میں تو یقیناً عصیانی راستوں سے ہٹ کے چلتے ہیں اور یہ اس غم کا فیض جلی ہے کہ راہ ہدایت ابتک اس ہادی سے وابستہ نظر آتی ہے، مگر اس کو وہ طبقہ نہیں سمجھ سکتا جس نے راہ ہدایت کے چراغ گل کرکے راہ غوایت پر چراغان کیا ہو۔

"دوسرا رُخ"

ہمارے معترض کو جن باتوں پر خفیہ اعتراضات ہیں درحقیقت اس نے ان باتوں کو نظر تحقیق سے نہیں دیکھا اور نہ ان اعتراضات کے منشا پر اس نے غور کیا ورنہ اسے کبھی یہ جسارت نہ ہوتی کیونکہ منشائے اعتراض خود اس کی ذات ہے اور اس کا آوارہ اسلام اور اس کی آبرو باختہ اسلامیت،

گو کہ میں مجملاً اس بات کو بیان کر آیا ہوں کہ اگر کوئی فریضۂ الٰہی یا فریضۂ انسانی، یا فریضۂ جذبۂ ولا کو بیجا صرف کرے، تو یہ صرف بیجا کرنے والے کا قصور ہوگا نہ فریضہ یا آمر فریضہ کا مثلاً اسلام میں بیعت کی شان جو رکھی گئی تھی وہ عورت اور مرد دونوں کے لیے تھی رسول نے جب عورتوں سے بیعت لی تو صرف

اس لیے، کہ ہاتھ سے ہاتھ مس نہ ہو، ایک ظرف میں پانی بھروایا اور اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیا اور صحابہ کو حکم دیا کہ اسی ظرف میں آ کر وہ اپنے ہاتھ ڈالیں چنانچہ مجمع نساء نے یہی کیا اور یوں بیعت لی گئی۔
اب اگر کوئی نفس پرست اور محکوم نفس امارہ بیعت لے، اور جس طرح سے مردوں سے بیعت لی جاتی ہے وہی انداز عورتوں سے بیعت کا قرار دے اور ہاتھوں کے مس اور تطبیق سے عہد تجدید تمنا کا خیال کرے اور اس کو لطف اندوزی کا ذریعہ قرار دے تو اس سے رسم اسلامی ہرگز قابل اعتراض نہیں ہو سکتی بلکہ ان کمینہ خصائل کا ذمہ دار اس شخص کا نفس اور اس کا کیرکٹر ہے۔

یا میں اگر عزاداری کے رسوم میں کچھ زائرہ نگاہیں نیچی ہوں، تاکہ وہ گذرگاہ پر گذرتے ہوئے صاحب عزا کی زیارت کریں تو اصل میں ان کا قصور ہے جو قل للمومنین ان یغضوا ابصادھم کے برخلاف نگاہِ بے محابا کو اپنا راہبر بناتے ہیں یا ان کا قصور ہے جو۔ قل للمومنت ان یغضضن ابصادھن کے برخلاف اپنی نگاہوں سے بیغیری کا کام لیتی ہیں، عزاداری اور جلوس عزاداری کا کیا قصور ہے۔

اگر اب بھی یہ مطلب واضح نہ ہوا تو میں یہ کہوں گا کہ فرض کرو فریضۂ حج اور اس کا اجتماع ایک الٰہی حکم اور الٰہی فریضہ ہے۔ اب اگر کوئی بد باطن اور ہوا پرست خدائی عظمت کا خیال نہ کرے اور اس اجتماع کو ذریعہ وصل و وصال سمجھے تو اس سے نفسِ فریضہ یا حکمِ فریضہ کو کیا گزند پہنچ سکتی ہے مثال کے طور پر چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

فریضہ حج ذریعہ وصال تھا

محمد بن اشعث کی لڑکی کی کرشمہ سازیاں

بنت محمد بن اشعث نے حج کیا ان کے ہمراہ ان کی ماں بھی تھیں عمر بن ربیعہ یعنی ابو الخطاب عمر کا پیشہ ور عاشق بھی وہاں موجود تھا کیونکہ ایام حج میں حسن کی شعاعیں بے حجابانہ غالب کے اس شعر کا وظیفہ پڑھا کرتی تھیں :۔

وا کردیے ہیں شوق نے بند نقاب حسن — غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا

عمر بن ربیعہ شاعر بھی تھا ظریف بھی، عاشق مزاج بھی تھا حسن پرست بھی بنت محمد بن اشعث نے جب اس کا قیام بھی وہاں سنا تو اس کو بلوا بھیجا جب وہ آیا تو اس سے اس کے شعر پڑھنے کی فرمائش کی گئی چنانچہ اس نے اپنا پورا قصیدہ جس کا شعر اول یہ ہے پڑھا :-

تشط غدا دار جیرا ننا — وللدار بعد غد ابعد

جب یہ قصیدہ سنا جا رہا تھا تو اسوقت عمر بن ربیعہ اور بنت محمد بن اشعث کے درمیان ایک پردہ پڑا ہوا تھا یہاں تک کہ اشعار نے رفتہ رفتہ جذبات حسن پر اثر کرنا شروع کیا اور یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ معاذ اللہ سامری نشراور آنکھوں نے طور کے برق تجلی کا منظر پیش کیا البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ بنت محمد بن اشعث کچھ ایسی متاثر ہوئی اور حسن خود نما اتنا بیچین ہوا کہ برق جمال پردے پر گری اور آتش کی پوری مثنوی "شب وصل" عمر بن ربیعہ کے سامنے "تھی"

حضوری نگاہوں کو دیدار سے تھی — اٹھا تھا وہ پردہ کہ جو درمیاں تھا

اب کیا تھا جذبات عشق و حسن میں غضب کا تصادم ہوا اور عمر بن ربیعہ نے نثارہ حسن پانچسو اشرفیاں اس کی ماں کو دیں کہ اسے رونمائی اور دلربائی کا پیش کش سمجھے اور قبول کرے مگر اس کی ماں نے انکار کیا مختصراً یہ کہ عمر بن ربیعہ کی لگائی ہوئی آگ کچھ ایسی نہ تھی کہ اس مجسمہ حسن کے برق جمال سے مقابل نہ ہو سکتی اس کے دل میں بھی وہی تھا جو ایک جوان عورت کا جذبہ بعد تحریک جذبات ہو سکتا ہے آخر عمر عراق میں بلا یا گیا اور اس شخص کو جس نے عمر کے آنے کی خبر بنت محمد بن اشعث تک پہنچائی ایکسو اشرفیاں انعام دی گئیں کیونکہ یہ شخص بشیر وصل و مبشر وصال تھا" (اغانی حالات عمر بن ربیعہ صفحہ ۳۹ مطبوعہ مصر)

کیا کوئی عاقل ان واقعات کو دیکھ کر جن کو میں نے مجملاً لکھا ہے نہ مفصلاً فریضہ حج پر اعتراض کر سکتا ہے واللہ کبھی بھی نہیں، فریضہ حج اپنے اسی خلوص و طہارت پر باقی ہے جو اس کے لیے زیبا ہے جو کچھ گندگی آئی وہ ان دونوں کے اخلاق رذیلہ میں ہے نہ دربان — یہ تھا وہ اسلامی گروہ جس کے افراد آج تمیو میں ظاہر ہیں ستان میں اور یہ تھا انکا آغوش تربیت جس کے ہوتی کی تاب غزنی کو جنگ تا بان سے

ایک دوسری مثال

عائشہ بنت طلحہ کی برق پاشیان

حج کا موسم ہے اور عرب کا مشہور شاعر

من قاش فروش دل صدپارۂ خویشم — لختے بردازدل گذرد ہر کہ زپیشم

عمر بن ربیعہ طواف بیت مین مشغول ہے کہ اس کی نگاہ دفعتاً جمال جہان آرا ے عائشہ پر پڑی گیا تھا کعبہ دل صنمخانہ بنا اور آرزوون کے ہجوم نے سویدا ے قلب کا حجرالاسود حرم کی طرح استلام شروع کردیا، اب طواف کیسا اور حج کی حرمت کیسی طاقِ ابرو کی اہمیت طاقِ حرم سے کہین زیادہ تھی اور نگاہ کا طواف، طواف بیت سے کہین عظیم حسن جہان سوز کی برق جو چمکی تو مبہوت ہو کے رہ گیا، عائشہ نے بھی اپنے اثرِ کارفرما کو محسوس کیا، اور ایک عورت کو اس کے پاس بھیجا اس نے عمر بن ربیعہ سے یہ کہا کہ عائشہ کہتی ہین کہ ذرا سہمہ گیری جمال کی حکمرانی کا خیال رہے، شاعری مین میری ذات کے لیے کچھ اول فول نہ بکنا، عمر نے کہا کہدینا کہ اس نے سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ مین تو ہمیشہ اچھا ہی اچھا کہتا ہون اور کبھی برا نہین کہتا اس نے وہ قصیدہ کہا جسمین عائشہ کا مقابلہ آہو سے کیا ہے اور غزال حرم کو غزال دشت سے تشبیہ دی ہے اور جس کا شعر اول یہ ہے

لعائشة ابنة التيمي عندي — حمى في القلب مايرعى حماها

جب ان اشعارِ تلمیح طلب کی خبر جوانان تیم کو پہنچی تو ایک غل برپا ہوا اور ابوبکر اور طلحہ کی اولاد عمر بن ربیعہ کے پاس آئی اور اس نے واقعات حاضرہ بیان کیے اور اس فتنہ کا ذکر کیا جو عنقریب بلند ہونے والا تھا، عمر بن ربیعہ نے عہد کیا کہ اب وہ کچھ عائشہ کے بارے مین نہ کہے گا۔ عائشہ بنت طلحہ بنت عبداللہ اجمل دہر عورت تھی اور حق یہ ہے کہ اسوقت عرب مین اس کے حسن کا نظیر نہ تھا۔ یہ تھا وہ حج کا شرف جو اس شخص کے اولاد مین نظر آرہا تھا جس کا شمار عشرہ مبشرہ مین ہے۔

گو کہ قبیلہ تیم مین اس بات پر بہت کچھ شور و غوغا مچا اور گو کہ عمر بن ربیعہ نے تو بظاہری کی مگر وہ

ہمیشہ عائشہ کی محبت اپنے دل میں لیے رہا اور موقع حج مین آکر ہمیشہ کچھ نہ کچھ اشعار اس کے لیے کہتا رہا
بخوف طول ان تمام واقعات کو ترک کرتا ہون جن صاحب کا دل چاہے تاریخ اغانی جلد ۲ کے صفحہ ۸۰ کو
ملاحظہ کرین بہت کچھ نظر آئے گا۔

اتنا اور کہدون کہ انھین عائشہ بنت طلحہ نے چند ہزار اشرفیون پر اپنا جسم برہنہ ایک طالب دید کو
دکھا کر برق گرائی تھی یہ خود کوٹھے پر تھین اور صید جمال " زیر سایہ دیوار اپنا مزار آرزو بنا رہا تھا"
اس واقعہ کو بھی صاحب اغانی نے لکھا ہے۔

کیا ان برہنہ واقعات سے فسوق طرفین کے سوا فریضہ حج یا رو اسم حج پر کوئی آنچ آتی ہے اس کا
قائل ایک سفیہ کے سوا کوئی اور ہو نہین سکتا۔

مجھے تو تعجب ان لوگون سے ہے جو پردہ شرع کے مخالف ہونے کے با وجود اس طرح کے لغو اعتراضات
کرتے رہتے ہین - یہ اسوقت کا بیان ہے کہ ہنوز بحمد اللہ پردہ باقی ہے اور اس بقا پر اہل فسق و فجور
کی وہ جسارتین ہین کہ وہ مصعب کی طرح اپنا "مزار زیر سایہ دیوار" عائشہ بناتے رہتے ہین، اور نگاہ
تجسس سے پردہ دری کی کوشش کرتے رہتے ہین نہ معلوم اسوقت کیا کیا ہوگا جب حسن بے نقاب ہو جائیگا
اور قوت فعل و انفعال اور جذب و انجذاب کے تصادم مین کوئی مانع نہ رہے گا۔

" تو برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

" زری (ضریح) کا جلوس کیا تھا اس کا بیان اتنا ہی مہمل ہوگا جتنا اس کا اطناب ہے چند
ہاتھی، چند اونٹ، چند جھنڈیاں، متعدد بینڈ، دو چار تعزیے، اور ایک گھوڑا مع خون آلود
ساز و یراق کے یہ تھی زری اور اس کی جملہ کائنات "

ضریح کو زری کہنا یہ تو اس تحریف کا نتیجہ ہے جس کی عادت قرآنی تحریف نے ڈالی، رہ گیا اطناب
جلوس کا اہمال، یہ وہی کور باطن کہہ سکتا ہے جو غم اور ساز غم سے نابلد ہو اور اپنی تاریخون سے جاہل،
ورنہ جس چیز کو وہ مہمل کہہ رہا ہے اس کی مثال اسے اس کے اسلاف کے تاریخون مین مل سکتی ہے ؎

یک چینے نیست تا گرد و شہید ورنہ بسیار اند در دنیا یزید

آج ہمارا گروہ جس بات پر نالان ہے اس سے قبل زید مجنون رحمہ اللہ اس پر ماتم کر چکے ہیں، یہ ظاہر ہے کہ زید سا عاقل صفحۂ دہر پر نہ تھا مگر ان کا جنون صرف ان مظالم کی اعتبار سے تھا جو اموی اور عباسی گروہ آل رسول اور متمسکین آل رسول پر کر رہے تھے، صرف قیام عزا کے لیے ان کو مجنون بننا پڑا اور انھوں نے عقلمندی اسی میں دیکھی، کیونکہ دشمن رسول قبر حسینی کا نشان تک مٹانے کی کوشش کر رہا تھا، اگر ایسا ہو جاتا تو ظاہر ہے کہ ایک صدی کے بعد وہ تمام مظالم جو اموی اور عباسی خاندان نے فرزند رسول پر کئے تھے سب کے سب پردۂ فنا میں مخفی ہو جاتے، مگر وہ غم جس کے حیات کی خود دار قدرت ہو اسے کون مٹا سکتا ہے۔

یہی جلوس غم جس پر تمہیں اعتراض ہے اور جس کی جھنڈیوں پر تمہیں مضحکہ کا موقع ملتا ہے اس کو اک ذرا حالات متوکل میں بھی دیکھ لو پھر تمہارا اعتراض شاید ہی جائے۔

واقعات زید مجنون رحمہ اللہ

فبینما هو جالس اذ سمع صراخا	زید مجنون بیٹھے تھے کہ غل و شور، گریہ و بکا آہ و بکا
عالیا و نوحا شجیا و بکاء عظیما و نساء بکثرة	نالہ و فریاد کی آوازیں کان میں آئیں اور ہزاروں
منشرات الشعور مشققات الجیوب	عورتوں کو دیکھا کہ جن کے بال بکھرے ہوئے تھے اور
سودات الوجوه و رجالا بکثرة یندبون	گریبان چاک تھے چہرے سیاہ تھے اور لاتعداد مردوں
بالویل والثبور والناس کافة فی	کو بھی دیکھا کہ چیخ چیخ کر روتے ہیں اور لوگ نہایت مضطرب
الاضطراب واذا بجنازة محمولة علی اعناق	و پریشان تھے، ناگہاں ایک جنازہ لوگوں کے کاندھوں
الرجال وقد نشرت لها الاعلام والرایات	پر دکھائی دیا۔ اس کے جلوس میں علم میں پھریری
والناس من حولها افواجا فقد انسدت	لہرا رہے تھے اور جھنڈیاں بکثرت تھیں فوج فوج لوگ گردو
الطرق من الرجال والنساء فقال زید	پیش تھے اور اتنی کثرت عورتوں اور مردوں کی تھی
ظننت ان المتوکل قد مات فتقدمت	کہ راستے بند ہو گئے تھے۔ زید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سمجھا

الی رجل منہم وقلت لہ من یکون ھذا	متوکل مرگیا میں بڑھا اور میں نے بڑھ کے پوچھا کہ کون
المیت فقال ھذہ جاریۃ المتوکل وھی	مرا یہ کس کا جنازہ ہے کہا کہ یہ متوکل کی ایک لونڈی کا
جاریۃ سوداء حبشیۃ وکان اسمھا	جنازہ ہے جو حبشیہ تھی اور جس کا نام "ریحانہ" تھا اسکو
ریحانۃ وکان یحبھا حبا شدیدا ثم انہم	متوکل بہت عزیز رکھتا تھا - اس کے بعد اسکو ایک
علموا لھا نشانا عظیما ودفنوھا فی قبر	قبر میں دفن کیا اور اس میں مشک و عنبر اور پھول بچھائے
جدید وفرشوا فیہ الورد والمسک	گیے اور قبر پر ایک قبہ بنایا گیا جب زید کی نگاہ ان باتوں
والعنبر والریاحین وبنوا علی قبرھا	پر پڑی تو رنج و غم کی کوئی انتہا نہ تھی منھ پیٹنے لگے
قبۃ عالیۃ فلما نظر زید فی ذلک ازداد	کپڑے پھاڑنے لگے خاک اُڑانے لگے اور کہتے تھے
اشجانہ وجعل یلطم وجھہ ویمزق	افسوس اے حسین آپ کی قبر کھدوائی جاے اور
اطمارہ ویحثی التراب علی راسہ وھو	آپ کا نام مٹایا جاے اور ایک حبشن لونڈی کی
یقول واویلاہ واسفا علیک یا حسینؑ	یہ توقیر کی جاے -

دیکھئے سیاہ علم بھی تھے جھنڈیاں بھی تھیں عورتوں اور مردوں کا ازدحام بھی تھا، گریہ بکا بھی تھی، شور شین بھی تھا، کپڑے بھی پھٹے ہوے تھے قبر بھی بنی، قبہ بھی بنا، یہ تمام باتیں آج تک قابل اعتراض نہ ہوئیں صرف قابل اعتراض کیا ہے عزاداری حسین اور بکا و گریہ = اس کا نام ہے تعصب اور یہی یگانہ پرستی -

معاویہ کیا اُمیہ سے لیکے پورے اموی دور پر نظر کرو اور پھر عباسی دور کو نظر غور سے دیکھو تو متوکل کے عہد تک تمھیں یہی عداوتیں خاندان رسول سے نظر آئیں گی جنکا ایک شمہ بھی میں بیان نہیں کر سکتا - جب یہ ظالم دور گزر گیے تو آج رئیس التحریر اور اس کے ہمنوا اُٹھتے ہیں اور وہ ان مظالم کو چھپانے کی کوشش میں، جو کبھی چھپ نہیں سکتے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مگر ایک صداے بے ہنگام ہے جو قدرت کے محیر العقول کرشموں سے ٹکراتی ہے اور صداے بازگشت بنکر انکی طرف پلٹتی ہے اس سے زیادہ نہ آج تک کوئی اس کا اثر ہوا اور نہ انشاء اللہ ہوگا -

سنا آپ نے ممتاز محل جس کی قبر آج تفریح گاہ خاص و عام ہے اور جس کا حسن شاہجہان کا معبود تھا وہ مرتی ہے اور بادشاہ مع درباریوں اور حشم و خدم کے سوگ مناتا ہے روتا ہے عزا کے آثار اس پر ظاہر ہوتے ہیں، اور سالانہ یادگار اسی غم کی شاہجہان کی زندگی تک منائی جاتی ہے مگر دل کے مدعیوں کو کوئی موقع اعتراض نہیں ملتا، البتہ فرزند رسول کے لیے جو کچھ ہوتا ہے وہ سب بدعت نظر آتی ہے، سبحان اللہ، جو دا بائی اور جیا رانی کی نسل جو چاہے کرے قابل گرفت نہیں، مگر فرزند فاطمہ کا غم اگر اہل تشیع کریں تو قابل گرفت ہے سے

گیا ہے عرش معلی پہ شور نالوں کا خدا بھلا کرے آزار دینے والوں کا



اثبات الحجاب رسالہ کا موضوع اس کے نام سے ظاہر ہے، بسلسلہ دار التبلیغ امروہہ شایع کیا گیا ہے اس سعی مشکور کا سہرا مولوی سید محمد مجتبیٰ صاحب نوگانوی کے سر ہے، ایسے تاریک محیط میں جبکہ احکام شرعیہ اور انوار ہدایت کے فنا کرنے کی کوششیں برابر جاری ہیں، اُمید تو ہے کہ یہ رسالہ شمع ہدایت کا کام دے۔ ممدوح نے وجوب حجاب عقل و سنت و کتاب سے ثابت فرمایا ہے، خوب ہے اور بہت خوب ہے، حجم رسالہ تین جز کا ہے اور قیمت صرف پانچ آنے، دفتر شیعہ دار التبلیغ امروہہ سے طلب کیا جائے۔

وفات عثمان یہ ایک رسالہ ہے جس کا حجم ۴۸ صفحات کا ہے اسمیں جناب مولوی مرزا یوسف حسین صاحب صدر الافاضل نے واقعات قتل عثمان اور اسباب قتل عثمان کو با سلوب شائستہ سلیس اور با محاورہ اُردو میں معتبر تاریخوں سے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ رسالہ دلچسپ ہے اور انجمن حسینیہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے تبلیغی جذبہ کا نتیجہ ہے قیمت صرف دو آنے۔ سید امیر حسین زیدی منیجر حسینیہ دارالتبلیغ ڈیرہ اسمٰعیل خان صوبہ سرحد سے منگائیے۔

نجم الهدایہ سلسلہ تبلیغ اعجازی کا چھٹا رسالہ ہے، جسمیں دنیا کے دس مذاہب مشہورہ کا مقابلہ کیا گیا ہے مولانا حاجی اعجاز حسن صاحب بدایونی کے عبور تام اور کوشش بلیغ کا نتیجہ ہے، آپ کو مذاہب ہنود پر کتنا عبور ہے اس رسالہ کے دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ رسالہ کا حجم ۸۰ صفحات کا ہے اور دلچسپ ہے۔ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے منگایا جائے البتہ تحریف کے متعلق جو نوٹ ممدوح نے اس رسالہ میں دیا ہے اس سے ہم ازکم میں متفق نہیں۔

ضمیمۂ حدیث قرطاس

خدا کے فضل سے ہمارا مضمون قرطاس ہنوز سفر جہاد مین ہے اور دیکھیے کب تک رہے لیکن اس مضمون مین ممد و معاون بہت سی چیزین ہین جن کا پیش کرنا ناظرین کی دلچسپی اور تحقیق حق سے خارج نہین اس لیے مین نے یہ ارادہ کر لیا کہ کچھ ایسی باتین ضرور صفحات سہیل پر نظر آنی چاہئین اور ساتھ ہی الہام غیب نے دل سے بطور سرگوشی یہ نوید کہدی کہ۔ اذا عزمت فتوکل علی اللہ پھر کیا تھا اس الہام خاص نے تصمیم ارادہ کر دیا اور ثمر ارادہ یہ ہوا کہ آج قلم کی شاخ مین یہ ثمر آ گیے جنمین تحقیق کا مزہ اور ہدایت کی شمیم بسی ہوئی ہے۔ وللہ الحمد

زہرۃ الریاض (شگوفہ ۱)

اہلسنت کا کوئی محقق مطلع مجھے یہ بتا دے کہ صفحات تاریخ مین حضرت عمر کے متعلق کیا نظر آ رہا ہے اور کیون؟ ہمین حضرت عمر سے کوئی ذاتی عناد نہین ہے نہ ہم افترا کرتے ہین نہ جھوٹ تہمت باندھتے ہین مگر خدائی وجہ سے زبردستی اگر ایمانی تحریک سے دل مین کوئی بات پیدا ہو جاے تو مجبوری ہے اور بغض قلبی اچھی چیز ہی لیکن اگر کوئی صاحب جواب دین اور اب ہے کون ایک مدیر النجم جن کے دل مین خیال ہے کہ وہ عالم بھی ہین محقق بھی اور کون جواب دے سکتا ہے اگرچہ اُن کو بھی یہ یقین ہے کہ شیعون کا جواب دینے والا صفحہ گیتی پر کوئی ہے نہین جیسا کہ النجم کے صفحہ اول ٹائٹل پیج پر خود ان کو اعتراف ہے تاہم اگر وہ غور کرین تو انھین حدیث قرطاس کا واقعہ بطیب خاطر مان لینا چاہیے اور اگر وہ نہ مانین تو انھین تا آخر نفس جواب کے لیے تیار رہنا چاہیے اور مین ان کے سامنے یہ بے نظیر ہدایا پیش کرتا رہون گا وہ یہ سمجھین گے کہ یہ معاندانہ استہزا ہے لیکن مضمون حدیث ہے کہ بہترین ہدایا وہ کلمہ ہے جو کسی کو ہدایت تک پہنچاتا ہو یا ضلالت سے روکتا ہو لہذا یہ میرا ہدیہ ناچیز نہین ہے بلکہ چیز ہے۔

لاخیل عندك تهديها ولامال فليسعد النطق لولم يسعد الحال

المختصر مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر کو اس بات کی عادت پڑی ہوئی تھی کہ وہ پیغمبر خدا کی بات بلکہ ارشاد بلکہ امر کو آپ پر بلا تکلف رد کر دیتے تھے اور اس میں آنجناب کو بالکل تامل نہیں ہوتا تھا اور آپ کو مطلق اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا خیال تک نہ ہوتا تھا عمل درآمد تو درکنار ممکن ہے کہ آپ اپنی ذات کو اولوالامر میں خیال فرماتے ہوں اور یا یعنی قائل مساوات ہوں اور یہ سمجھتے ہوں کہ جیسے یہ واجب الاطاعۃ ہیں ویسے ہی میں آیندہ ہوں گا پھر کوئی وجہ تعمیل حکم نہیں یا کوئی اور سبب ہو جو میں بہ سبب اپنی لاعلمی کے جان نہیں سکتا خیر العلم عند اهله رہ گیا یہ امر کہ وہ کب ایسا کرتے تھے اور یہ افترا محض و بہتان ہے تو میں اس کے ثابت کرنے کے لیے تیار ہوں، مسند امام احمد بن حنبل صفحہ ۳۹۳ جلد ثالث مطبوعہ مصر میں ہے۔

حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا عفان ثنا ابو عوانة ثنا الاسود بن قيس عن نبيح العنزي عن جابر بن عبد الله قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من المدينة الى المشركين ليقاتلهم وقال لي عبد الله يا جابر لا عليك ان تكون في نظاري اهل المدينة حتى تعلم الى ما يصير امرنا فاني والله لولا اني اترك بنات لي بعدي لاحببت ان تقتل بين يدي قال فبينما انا في النظارين اذ جاءت عمتي بابي وخالي عادلتهما على ناضح فدخلت

ترجمہ سلسلہ مذکورہ سے جابر بن عبد اللہ انصاری سے نبیح عنزی نے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے اس لیے نکلے کہ کافروں سے جنگ فرمائیں میرے باپ عبد اللہ نے مجھ سے یہ کہا کہ دیکھو جابر تم اہل مدینہ کے دیکھنے والوں میں سے نہ ہونا جب تک تمہیں ہمارے انجام کا علم نہ ہو جائے کیونکہ اگر میں اپنے بعد چند لڑکیاں نہ چھوڑ جاتا تو میری یہ خواہش ہوتی کہ تم بھی میرے سامنے قتل ہو جاؤ۔ ہم اسی انجام کو دیکھ رہے تھے کہ لڑائی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے کہ دفعۃً میری پھوپھی ایک اونٹ پر میرے باپ اور میرے ماموں کی لاشیں رکھے ہوئے لائیں اور مدینہ

بها المدينة لتدفنهما في مقابرنا
اذ لحق رجل ينادي الا ان النبي
صلى الله عليه وسلم يأمركم
ان ترجعوا بالقتلى فتدفنوها
في مصارعها حيث قتلت فرجعنا
بهما فدفناهما حيث قتلا فبينا
انا في خلافة معاوية بن
ابي سفيان اذ جائني رجل
فقال يا جابر بن عبد الله والله
لقد اثار اباك عمال معوية
فبدا فخرج طائفة منه فاتيته
فوجدته على النحو الذي دفنته
لم يتغير الا ما لم يدع القتل
او القتيل فواريته قال
وترك ابي عليه دينا من التمر
فاشتد علي بعض غرمائه
في التقاضي فاتيت نبي الله ص
فقلت يا نبي الله ان ابي اصيب
يوم كذا وكذا وترك علي
دينا من التمر واشتد علي بعض
غرمائه في التقاضي فاحب

مین ان کو لے کر داخل ہوئین تا کہ ہمارے مقبرے مین
اُن کو دفن کرین اتنے مین پیغمبر کی طرف سے ایک
منادی نے آکر آواز دی کہ رسول اللہ نے حکم دیا ہے
کہ شہیدون کے لاشون کو لیکر پلٹ آؤ اور وہین دفن
کرو جہان وہ شہید ہوے ہین ہم اس حکم کو سُن کر
ان لاشون کو لیکر پلٹے اور وہین لیجا کر ان کو دفن کیا
جہان وہ قتل ہوے تھے جب معویہ بن ابی سفیان
کا زمانہ آیا تو میرے پاس ایک شخص نے آکر بیان کیا
کہ اے جابر بن عبد اللہ تمھارے باپ کو عمال معویہ
قبر مین بھی چین نہین لینے دیتے یہ سن کر ایک گروہ
نکلا اور مین نے بھی وہان آکر اپنے باپ کو اسیطرح
پایا جیسا کہ مین نے انھین دفن کیا تھا بس اتنا ہی تغیر
تھا جو قتل کی وجہ سے کسی مقتول مین ہوتا ہے یہ دیکھکر
مین نے انھین پھر خاک مین چھپا دیا جابر کہتے ہین کہ
میرے باپ پر ایک شخص کے خرمے قرض تھے ان
قرض خواہون مین سے بعض نے مجھ پر قرضکی طلب
مین سختی کی مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس حاضر ہوا اور خدمت اقدس مین مین نے
یہ عرض کیا کہ ای نبی خدا میرے باپ نے فلان فلان
دن شہادت پائی اور اتنا اتنا قرضہ چھوڑ کر انھون
نے وفات پائی ان کے بعض قرض خواہون نے مجھ

ان تعینني علیه لعله ان ینظرني	نہایت سختی کر رکھی ہے مین یہ چاہتا ہون کہ اس
طائفة من تمرة الی هذا الصرام	قرض خواہ کے بارہ مین آپ میری مدد فرمائیے شاید
المقبل فقال م نعم اٰتیك انشاء	وہ آپ کے فرمانے سے اس فصل کے کاٹنے تک
الله تعالیٰ قریبا من وسط النهار	مجھے مہلت دیدے جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا
وجاء معه حواریه ثم استاذن	کہ اچھا مین انشاء اللہ نصف النہار کے قریب
ودخل فقلت لامراتي ان النبي	آؤن گا چنانچہ آپ اپنے ساتھیون سمیت تشریف
صلی الله علیه وسلم جاء تی	لائے آپ نے اجازت آنے کی طلب کی اور
الیوم وسط النهار فلا اریتك	گھر مین داخل ہوے ۔ جابر کہتے ہین کہ مین نے
ولا تؤذی رسول الله م في بیتي	اپنی بی بی سے کہا کہ دیکھو پیغمبر آج میرے گھر
شئ ولا تکلمیه فدخل ففرشت	نصف النہار مین تشریف لاے ہین پیغمبر کو کسی طرح کی
له فراشا وسادة فوضع راسه	اذیت نہ ہو اور کوئی کلمہ زبان سے خدمت رسول
فنام قال وقلت لمولی لی اذبح	مین نہ نکلنے پاے یہ کہہ کے مین نے اپنے گھر مین
هذه العناق وهي داجن	فرش بچھایا اور پیغمبر کے لیے مسند لگائی حضرت نے
سمینة والوحا والعجل افرغ	اپنا سر رکھکر آرام کیا اور سو رہے ۔ اور مین نے
منها قبل ان یستیقظ رسول الله	اپنے غلام سے کہا کہ یہ بکری جو موٹی تازی ہے اس کو
وانا معك فلم نزل فیها حتی	بکا پیغمبر اُٹھنے نہ پائین کہ یہ تیار ہو جاے اور
فرغنا وهو نائم فقلت له	مین بھی تیرے ساتھ کام مین مشغول ہون برابر ہم
ان رسول الله اذا استیقظ	بھی کام کرتے رہے یہانتک کہ وہ تیار ہوگئی اور
یدعوا بالطهور واني اخاف	ابھی حضرت آرام مین مشغول تھے ۔ مین نے اپنے
اذا فرغ ان یقوم فلا یفرغن	غلام سے کہا کہ پیغمبر جب بیدار ہونگے تو وضو کیلیے
من وضوئه حتی نضع العناق	پانی طلب فرمائین گے اور مین اس بات سے ڈرتا

بين يديه فلما قام قال ياجابر
ايتني بطهور فلم يفرغ من
طهورة حتى وضعت العناق
عنده فنظر الي فقال كانك
علمت حبنا اللحم ادع لي ابابكر
قال ثم دعا حواريه الذين
امعه فدخلوا فضرب رسول الله
بيده وقال بسم الله كلوا فاكلوا
حتى شبعوا وفضل لحم منها كثير
قال والله ان مجلس بني سلمة
لينظرون اليه وهو احب اليهم
من اعينهم ما يقربه رجل منهم
مخافة ان يوذوه فلما فرغ قام
وقام اصحابه فخرجوا بين يديه
وكان يقول خلوا ظهري للملائكة
واتبعتهم حتى بلغوا اسكفة الباب
قال واخرجت امرأتي صدرها
وكانت مستترة بسقيف في
البيت قالت يا رسول الله صل
علي وعلى زوجي صلى الله عليك
فقال صلى الله عليك وعلى زوجك

ہون کہ وضو کرکے حضرت اُٹھ نہ کھڑے ہون قبل
اس کے کہ آپ وضو سے فارغ ہون یہ طعام
حضرت کے سامنے رکھ دینا جب جناب رسالتمآب
بیدار ہوے تو آپ نے آواز دی کہ جابر وضو کیلئے
پانی لاؤ ابھی آپ وضو سے فارغ نہ ہوے تھے
کہ وہ طعام آپ کے سامنے رکھدیا گیا پیغمبر نے میری
طرف دیکھا کہا کہ گویا تھین معلوم تھا کہ ہم گوشت کو
محبوب رکھتے ہین اس کے بعد فرمایا کہ فلان فلان
کو بلاؤ جب لوگ آے تو پیغمبر نے ہاتھ بڑھا کر فرمایا
کہ بسم اللہ کھاؤ لوگون نے کھایا یہانتک کہ وہ سیر
ہوگیے اور بہت سا گوشت اس مین سے بچ رہا
اور بنی سلمہ اسے دیکھ رہے تھے اور وہ ان کی
آنکھون سے زیادہ ان کے نزدیک محبوب تھے
کوئی اس خوف سے قریب نہ آتا تھا کہ کہین آپکو
اذیت نہ ہو ۔ جب حضرت کو فراغ ہوا اور آپ
اپنے ساتھیون سمیت اُٹھے تو وہ لوگ آپ کے
سامنے نکل گیے اور آپ فرماتے تھے کہ میرے پشت
ملائکہ کے لیے خالی رکھو مین بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا
یہانتک کہ دروازے تک پہنچے اس وقت
میری بی بی جو پردے مین چھپی ہوئی تھی اس نے
اپنے صدر کو نکال کر آواز دی کہ اے خدا کے

ثم قال ادع لی فلانا الغریمی الذی
اشتد علی فی الطلب قال فجاء
فقال ایسر جابر بن عبد الله یعنی
الی المیسرة طائفة من دینك الذی
علی ابیه الی هذا الصرام المقبل قال
ما انا بفاعل واعتل وقال انما هو
مال یتامی فقال این جابر فقال
انا ذا یا رسول الله قال کل له فان
الله عز وجل سوف یوفیه فنظرت
الی السماء فاذا الشمس قد دلکت
قال الصلوة یا ابا بکر فاندفعوا الی
المسجد فقلت قرب اوعیتك
فکلت له من العجوة فوفاه الله
عز وجل وفضل لنا من التمر کذا
وکذا فجئت اسعی الی رسول الله
صلی الله علیه وسلم فی مسجده کانی
شرارة فوجدت صلی الله علیه وسلم
قد صلی فقلت یا رسول الله ص
الم تر انی کلت لغریمی تمره فوفاه
الله وفضل لنا من التمر کذا وکذا
فقال این عمر بن الخطاب فجاء

رسول میرے لیے اور میرے شوہر کے لیے دعا کرتے
جائیے خدا آپ پر درود بھیجے - پیغمبر نے موافق خواہش
اس کو دعا دی اس کے بعد فرمایا کہ اُس قرضخواہ
کو بلاؤ جو تم پر تقاضے مین شدت کرتا ہے - چنانچہ وہ
آیا آپ نے فرمایا کہ جابر کو اتنی مہلت دیدے کہ
ان کا ہاتھ کشادہ ہو جاوے اور یہ آنے والی فصل
کٹ چکے - اس نے انکار کیا اور حیلہ حوالہ کرنا شروع
کیا اور کہا کہ یہ یتیمون کا مال ہے آپ نے فرمایا کہ
جابر کہان ہے مین نے کہا یا رسول اللہ مین موجود
ہون فرمایا کہ اچھا تمھارے پاس جو خرمے ہین انھین
سے ناپنا شروع کرد و خدا اس کے قرضہ کو اسی سے
پورا کر دے گا مین نے آسمان کو جو دیکھا تو آفتاب کا زوال
ہو گیا تھا آپ نے فرمایا کہ ابوبکر اب نماز کا وقت آگیا
لوگ مسجد مین گیے اور مین نے اپنے قرض خواہ سے کہا
کہ اپنے برتن لاؤ اور مین نے پیمانے ناپنا شروع کر دیے
خداوند عالم نے وہ قرضہ پورا کر دیا اور میرے لیے
اس مین سے خرمے بچ رہے مین دوڑتا ہوا رسالتمآب
کے پاس شرارے کی طرح مسجد مین پہنچا حضرت اُس وقت
نماز پڑھ چکے تھے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے
خرمے اُسے تول دیئے اور خدا نے قرضہ پورا کر دیا
اور اتنا اتنا خرما بچ رہا آپ نے فرمایا کہ عمر بن خطاب

یقول فقال سل جابر بن عبد اللہ	کہان ہے عمر دوڑتے ہوے پہنچے آپ نے فرمایا کہ جابر
عن غریمہ و تمرہ فقال ما انا بسائلہ	سے پوچھو کہ قرضہ کا کیا حال ہوا اور ان کے قرضخواہ
قد علمت ان اللہ عزوجل سوف	کا کیا حال ہوا عمر نے کہا کہ مین تو نہ پوچھونگا مین اسکو
یوفیہ اذا خبرت ان اللہ عزوجل	کو جان چکا ہون کہ خدا اس کو پورا کردے گا کیونکہ آپ
سوف یوفیہ اذا خبرت ان اللہ	نے کہدیا ہے کہ خدا اسے پورا کردے گا رسول اللہ
عزوجل سوف یوفیہ فکرر علیہ	نے تین مرتبہ عمر کو حکم دیا کہ جابر سے پوچھو مگر تینون مرتبہ
ھذہ الکلمۃ ثلث مرات کل ذلک	انھون نے رسالتمآب کی عدول حکمی کی اور حضرت کی
یقول ما انا بسائلہ وکان لا یراجع	عادت تھی کہ تین مرتبہ کے بعد کوئی بات پھر نہین فرماتے
بعد المرۃ الثالثۃ فقال یا جابر ما فعل	تھے، پھر آپ نے خود ہی جابر سے کہا کہ کہو جابر تمھارے
غریمک و تمرک قال قلت وفاہ اللہ	قرضخواہ اور قرضہ کا کیا حال ہوا جابر نے عرض کیا کہ
عزوجل و فضل لنا من التمر کذا و کذا فرجع	خدا نے قرضہ ادا کردیا اور اس مقدار مین خرما بچ رہا۔
الی امرأتہ فقال الم اکن نھیتک ان تکلمی	جابر وہان سے پلٹ کر گھر آئے اور اپنی عورت سے کہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت	کہ کیون مین نے پہلے تم سے نہین کہا تھا کہ رسول اللہ صلعم سے
اکنت تظن ان اللہ عزوجل یورد رسول	کوئی کلام نہ کرنا ان کی بی بی نے کہا کہ کیا تمھارا یہ خیال
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتی ثم یخرج و	تھا کہ خدا اپنے رسول کو میرے گھر تک لائے اور مین
لا اسئلہ الصلوۃ علی و علی زوجی قبل ان یخرج	اُس سے اپنے اور اپنے شوہر کے لیے دعا نہ چاہون ؟

سہیل اس خبر مین جو کچھ ہے وہ اصحاب نظر پر مخفی نہین ہے اور ناظرین کو اس مین ایک سطحی نظر کی ضرورت ہے کیونکہ وہ ایسے واضح امور ہین جن مین مزید غور کی ضرورت نہین ہے ۔

حضرت عمر کو حکم دینا اور خصوصیت سے حکم دینا کہ تم جابر سے پوچھو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بزرگ ہمیشہ حضرت کی نظر مین شاک نظر آتے تھے اور گویا آپ کا خیال تھا کہ انھین آپ کے معاجیز مین شبہہ رہا کرتا ہے اور بعید نہین اگر آپ کا ایسا خیال ہو کیونکہ مقام حدیبیہ مین جس کا ذکر اسی باب مین آیندہ آئیگا

آئے گا حضرت عمر سے کچھ ایسی باتین موقع ظہور مین آئی تھین جس سے پیغمبر کے دل مین ایسے خیالات کا پیدا ہونا بعید نہ تھا کیونکہ صاحب وحی کے دل مین ایسے خیال نتائج قوت متوہمہ نہین ہوسکتے بلکہ وہ ہرگز کبھی واقعیت سے خالی نہین ہوتے تھے چنانچہ حکم دینے پر وہی معاملہ ظاہر ہوا جو کسی شاکی الجوت سے ظاہر ہوسکتا ہے تین مرتبہ پیغمبر کا حکم دینا اور تین مرتبہ مخالفت یہ وہ درجہ ہے جس سے بالاتر درجۂ مخالفت ممکن نہین ایک خطا دو خطا الخ۔

اور تنہا رسول ہی کی مخالفت نہین ہوئی بلکہ قول خدا "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول" کی بھی مخالفت ہوئی اور تین مرتبہ جس کو مخالفت موکدہ کہین تو بیجا نہین ایسا شخص "حسبنا کتاب اللہ" کہے تو سوا خندۂ باطل کے اور اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

جناب رسالتمآب نے اس سوال کے فعل رجحان کو اس طرح ثابت کردیا کہ جب حضرت عمر نے پوچھا تو حضرت نے خود پوچھا تاکہ اعلائے کلمۂ حق ہو اور کوئی عمر پرست یہ جواب دے سکے کہ چونکہ ان کو یقین تھا اس لیے پوچھنا بے ثمر تھا کیون کہ پیغمبر سے زیادہ کس کو یقین ہوسکتا ہے مگر معہذلک پھر بھی آپ نے پوچھا۔ پھر اگر کوئی ثمر نہ ہوتا جب بھی تعمیل حکم رسول خود ایک ثمرۂ مہمہ ہے جس کا ضایع ہونا اہل ایمان کی نظرون مین قیامت ہے گو عمر پرستون کی نظرون مین یہ کچھ نہ ہو۔

اب جب اس معتبر روایت سے ثابت ہوا کہ جب حضرت عمر کی یہ عادت تھی کہ تین مرتبہ کہنے مین عصیان فرماتے تھے تو حدیث قرطاس مین تو ایک ہی مرتبہ کاغذ و قلم و دوات لانے کا حکم دیا اس کی مخالفت تو اس بڑے صحابی کی نظر مین کوئی چیز نہین معلوم ہوتی ہوگی پھر ان کے انصار کیونکر اس مخالفت پر پردے ڈال سکتے ہین۔

ہفت بند زہرا جناب سید فضل رسول صاحب پھر سری تم اللکنوی نے ایک ہفت بند مدح سیدۂ عالم مین، بزبان فارسی، ہفت بند کاشی کے انداز پر نظم فرمایا ہے، بہت خوب ہے، اور جذبہ تولا کا نتیجہ خاص اور محرک عام ہے خدا ممدوح کو اجر جزیل عنایت فرمائے جوہری محلہ لکھنؤ مکان ممدوح سے طلب کیجیے۔

تفریح طبع

شمائل ترمذی اور اغلاط شکوری

ضروری کام میں مشغول تھا اتنے میں مشام فکر میں ایک اجنبی بو آئی توجہ کی تو پرچہ النجم آیا ہوا سامنے دکھائی دیا جو ۵ و ۶ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ کا تھا یہ معلوم تھا کہ اس خرمن میں قابل تغذیہ نفوس قدسیہ کوئی چیز نہ ہوگی ـ اس لیے دل و دماغ کسی طرح بھی متوجہ نہ ہوتے تھے لیکن سہیل کے لیے زاد سفر فراہم کرنے کیلیے قوت قسریہ کے بدولت نگاہ کی تو نامہ عمل سیاہ کے سوا کچھ نظر نہ آیا اور مناظرون کی حکایت کرتے ہوے۔ انا الغالب کے نعرون کے سوا کچھ نظر نہ آیا مدیر صاحب کس قدر ہوشیار بزرگ ہین کہ وہ کسی کی تعریف کے محتاج نہین ہین پرچہ اپنا تحریر اپنی ثنا اپنی جتنی تمجیدین مطلوب ہوئین اور جسقدر مدح کے فقرے مطلوب ہوے وہ سب اپنی شان مین لکھ لیے اور اس بات کے منتظر رہتے ہین کہ کوئی مرتد المزاج کا فر القلب یہ کہ اُٹھے کہ۔ انت کما اثنیت علی نفسك صائب نے اس موقع پر کچھ کہا ہے لیکن اسے کون کہے ـ اگر کسی کو فرصت ہو اور اُن واقعات کی تحقیق کرے جو درج النجم ہین تو اس کو معاملہ علی طرف النقیض دکھائی دے گا۔ پنجاب کے پر فوائد سفر مین یہ ایک عجیب بات درج ہے جو بلفظہ ناظرین سہیل کے سامنے پیش کی جاتی ہے صفحہ ۱۳ النجم

"ضلع اٹک مین ایک سُنی نے مجھ سے آکر مسئلہ پوچھا کہ کیا سید کی لڑکی کا نکاح امتی کے ساتھ ہو سکتا ہے اس سوال کو سن کر جسقدر مجھے افسوس ہوا ظاہر ہے بڑی مشکل سے مین نے اُس کو سمجھایا کہ سید بھی امتی ہے رسول خدا صلعم پر ایمان لانا احکام شرعیہ کی پابندی کرنا جس طرح سب پر فرض ہے اسی طرح اس پر بھی فرض ہے پھر مین نے اس کو بتلایا کہ سید کو امتی نہ سمجھنا رسول خدا صلعم کی رسالت عامہ کے انکار کا مرادف ہے اور اس مین اندیشہ کفر ہے" سہیل خیر سوال سائل جو کچھ تھا اس مین کوئی افسوس کا مقام نہ تھا بلکہ خدا کے شکر کرنے کا موقع تھا کہ سائل کے دل مین اجلال اولاد نبی اور احترام

خاندان نبوت بسا ہوا تھا اور اسی بنا پر اُس نے یہ سوال کیا اس کا مقصود بظاہر یہ تھا کہ کفویت شرط جواز نکاح تو نہین لیکن آپ اس لیے بظاہر متاسف ہین کہ اب تک قلوب مین کیون اس قدر سادات کا احترام علی رغم الانف باقی ہے ناظرین کرام پر یہ بات مخفی نہین ہے کہ اس کا جواب صحیح یہ تھا کہ کہدیا جاتا کہ کفویت نکاح مین شرط نہین ہے کسی بلند خاندان کی لڑکی کسی دھنیئے جولاہے کو بنکاح صحیح دی جاسکتی ہے وبالعکس۔ بس کافی تھا اُمتی کہنے سے کیا فائدہ ہوا یہان وہ سائل غریب کب کہتا تھا کہ سادات رسول کی امت مین نہین ہین تاکہ آپ امتی ثابت کرکے فائدہ پہنچاتے وہ تو اولاد رسول کا خیال کرتا تھا اس لحاظ سے وہ اسے مستبعد سمجھتا تھا آپ بُرا نہ مانئے گا مین آپ کو سادات اور غیر سادات کا فرق سمجھاؤن اگر آپ فرمائین کہ انا نعبد ما وجدنا علیہ اٰبائنا ؑ تو غلط ہے اور اگر سادات کہین تو قطعاً صحیح ہے یہ فرق بڑا فرق ہے اور قابل لحاظ فرق ہے اس ہمارے لطیفہ کو سلسلۂ بالا مین لیجایئے تو اور بھی واضح نظر آیئے گا خیر حاصل یہ ہے کہ سادات کی عظمت جو خدا نے قائم کی ہے وہ کسی طرح جا نہین سکتی چاہے آپ ان کو اُمتی کہین یا سادات فافہم پھر فرماتے ہین کہ مین نے اس کو بتلایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیون کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمن کے ساتھ کردیا تھا اور حضرت علی نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح جو خاص حضرت فاطمہ کے بطن مبارک سے تھین حضرت عمر فاروق کے ساتھ کیا تھا۔

سہیل آپ جو کچھ بھی فرما رہے ہین وہ من سمجھتا ہے اس کے لیے سہیل میدان مین آنے کیلیے تیار ہے اس مین سوال کی جگہ ہے کہ وہ دونون لڑکیان صلب رسالت مآب سے تھین اس کا تاریخی ثبوت (۲) یہ کہ دونون عقد حضرت عثمن کے کس حالت مین ہوے (۳) یہ کہ کفر اس زمانہ مین قادح جواز نکاح تھا یا نہین (۴) یہ کہ امیرالمومنین نے یہ نکاح خود کیا (۵) یہ کہ جو کربلا کے واقعہ مین لشکر شام کے ہاتھون اسیر ہوئی تھین وہی تھین یا کوئی اور (۶) معویۃ شام کا تخت نشین حضرت عمر کی وجہ سے ہوا یا کچھ اور (۷) کربلا کے واقعہ کے زمانہ مین عبداللہ بن عمر زندہ تھے یا نہین (۸) یزید پر کسی نے یہ الزام دیا تھا کہ حضرت عمر کی زوجہ کو کیون قید کیا؟

ع۵ (۱) ہم اس کی پرستش کرتے ہین جس کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے)

(۹) آپ نے کسی عالم نے یزید پر اس وجہ سے لعنت کی کہ اس نے خلیفہ دوم کی ہتک عزت بعد موت کی (۱۰) کسی کلام اور خطبہ مین حضرت ام کلثوم نے اس مطلب کا اشارہ کیا ہے (۱۱) شیعون کی کس کتاب کی روایت سے احتجاج کیا ہے اور وہ کیا عبارت ہے (۱۲) اس کے وہ صحیح معنی جو تم سمجھے ہو ہمین بھی سمجھا دو۔ تمھاری کتاب مین تو سبھی کچھ ہے لیکن ہم بھی تو اسنے ماننے کے قابل سمجھین۔

خیر صفحہ تک اسی طرح کے ہفوات ہین اس کے سوا غریب کو کوئی چیز نہ ملی اس نے اپنا ایک رسالہ درج کر کے النجم کا پرچہ تیار کرلیا میرے خیال مین مدیر موصوف نے طالب علمی کے زمانہ مین میانجی کے بتائے ہوے الفاظ کچھ یاد کرلیے تھے وہی اس ترجمہ مین مندرج ہین اور اگر اس زمانہ کے تجربہ کا نتیجہ ہے تو آپ کے علمی سواد پر ایک تیز روشنی پڑتی ہے ہم اس مضمون مین اس ترجمہ پر اصلاح دینا چاہتے ہین ممکن ہے کہ روح ترمذی بھی ممنون ہو اور شاید مدیر کو بھی فائدہ پہنچے اور اُمید ہے کہ ناظرین بھی دام تزویر جہالت سے محفوظ رہین۔ واللہ الموافق صفحہ ۱۲ النجم اذا مشی یتکفأ ترجمہ مدیر جب چلتے تھے تو قدم اُٹھا کر چلتے تھے" بھلا ناظرین خود ہی غور فرمالین کہ انسان جب چلتا ہے تو ضرور ہی قدم اُٹھاتا ہے یہ تو کوئی ایسی بات نہین ہے جسے شمائل نبی مین ذرہ برابر بھی دخل ہو یہ بات لغت عرب کی جہالت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے ہم اس کی تحقیق کرتے ہین تاکہ سہیل کا رائد الخیل ہونا اور النجم کا حاطب اللیل ہونا سب کی سمجھ مین آجاے وھو المعین

صاحب صراح لکھتے ہین تکفأت المرئة فی مشیتها ای تبخترت یعنی تاو تاوان رفت۔ مجمع البحار لغت حدیث مین ہے تکفا ای یرفع القدم من الارض ثم یضعها ولا یمسح قدمه علی الارض کمشی المتبختر وفیه کان اذا مشی تکفا تکفیا ای تمایل الی قدام وفی النهایة وفی صفة مشیه علیه الصلوٰة والسلام کان اذا مشی تکفی تکفیا ای تمایل الی قدام الخ تمام عبارتون کا محصل یہ ہے کہ حضرت کی چال

مین ایک قسم کا سیل تھا جو ممکن ہے کہ اردو زبان مین جھوسنے کی تعبیر سے ادا ہو جاسے ابھی بات کو صاحب مجمع البحار نے اپنی اس عبارت مین ادا کرنا چاہا ہے تکفأ بالهمزة وقد تترك اى ال يميناوشمالاكالسفينة یعنی چلنے مین دہنے اور بائین جھکتے تھے مگر حضرت کی شمائل مین یہ جھکاو آگے کی طرف ہوتا تھا جس کی تعبیر ہم نے جھوسنے سے کی ہے بہرحال ترجمہ مدیر النجم غلط ہے ایضاً صفحہ ۲ بعیدما بین المنکبین ترجمہ مدیر " دونون شانون کے درمیان مین کچھ فصل تھا " مجھے مدیر کسی ایسے آدمی کو دکھلادے جس کے دونون شانون مین کچھ فاصلہ نہ ہو۔ بھلا یہ بھی کوئی ترجمہ ہے جس کو لفظ سے کوئی لگاؤ نہ ہو صفحہ ۲ شثن الكفين والقد مين دونون ہتھیلیان اور دونون قدم کشادہ تھے " دیر تک مین اس کے مفہوم تک پہنچنے کے لیے متفکر رہا لیکن تو بہ بعد سمجھ مین آئے تو کیونکہ ہتھیلی اور قدم کی کشادگی کے کوئی معنی ہون جب تو سمجھ مین آئین ۔ قال فی مجمع البحار فی صفته صلی الله علیه وسلم شثن الكفين والقدمين اى انهما يميلان الى الغلظ والقصر وقيل هو من فى انامله غلظ بلا قصر ويحمد فى الرجال لانه اشد لقبضهم ويذم فى النساء

یعنی آپ کے ہاتھ اور پاؤن مین گونہ سختی تھی اور چھوٹا پن بھی تھا اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ صفت اس شخص کی ہے جس کی انگلیان سخت ہون مگر چھوٹی نہ ہون یہ صفت مردون مین اچھی ہوتی ہے اور عورتون مین بری "

بجائے مقصود اور کجا ترجمہ مدیر با فہم ۔ ایضاً صفحہ ۳ عن ابی المسعود بهذا الاسناد نحوه بمعناه کا ترجمہ یون کیا ہے " حدیث سابق ایک دوسری سند سے وہ کہتا ہے بهذا الاسناد آپ فرماتے ہین تھوڑے تغیر کے ساتھ " واہ واہ سبحان اللہ

ایضاً صفحہ ۳ وکان ربعة من القوم اس کا ترجمہ فرماتے ہین " آپ کا قد تمام قوم مین متوسط تھا " یعنی یہ مقصود ہے کہ آپ کے سوا قوم بھر مین کوئی دوسرا آدمی میانہ قد تھا ہی نہین یہ ایک

عجیب بات ہے جس پر نہ عبارت کو دلالت مطابقی ہے نہ التزامی نہ تضمنی، ترجمہ یہ ہے کہ آپ مردوں میں متوسط القد تھے آپ گھبرائیں گے کہ مردوں میں کس چیز کا ترجمہ ہے لیکن آپ تھوڑا تصفح کریں گے تو پتا لگ جائے گا صفحہ اذا مشی تقلع کانما ینحط فی صبب جب چلتے تھے تو اس طرح کہ گویا بلندی سے پستی کی طرف اتر رہے ہیں" امین مدیر یہ سمجھا ہے کہ ینحط فی صبب یہی تقلع کے معنی ہیں حالانکہ یہ غلط ہے تقلع کے معنی یہ ہیں کہ قوت کے ساتھ زمین سے پاؤں اٹھائے جائیں جو مردوں کی شان ہے نہ نرمی سے جو عورتوں کا شیوہ ہے قال فی مجمع البحار اذا مشی تقلع اراد قوة مشیه کانه یرفع رجلیه من الارض رفعا قویا لا کمن یمشی اختیالا و تقارب خطاه تنعما فانه من مشی النساء صفحہ اذا التفت التفت معا جب کسی طرف دیکھتے تو پوری نظر سے دیکھتے (یعنی گوشہ چشم سے دیکھنے کی عادت نہ تھی) حدیث میں ہے اذا التفت التفت جمیعا حضرت کو تحریف و تصحیف کی عادت ہے لہذا جمیعا کو معا سے تعبیر فرمائی۔ ترجمہ اگر یہ کیا جاتا تو اچھا ہوتا کہ گوشہ چشم سے یا منہ موڑ کر کسی چیز کو نہیں دیکھتے تھے بلکہ تمام جسم اسی طرف کو ہوتا تھا جدھر دیکھنا چاہتے تھے صفحہ واکرمہم عشیرۃ اس کا ترجمہ یوں فرمایا ہے "آپ اپنے قرابت والوں کے ساتھ سب سے زیادہ سلوک کرتے تھے" میں کہتا ہوں کہ اگر دنیائے علمی میں کوئی شخص بھی اس ترجمہ کو صحیح سمجھے یا اس کی تصویب کرے تو میں اپنے مجرم ہونے کا اعلان کر دوں گا لیکن اگر یہ غلط ہو تو مدیر النجم کو چاہیے کہ وہ پھر سرے سے اپنے درس و تدریس کو جاری کریں اور کسی مکتب میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کریں اور اس کے بعد ان کے لیے لب کشائی کا موقع حاصل ہو سکتا ہے۔ ہم آپ کو اس جملہ کے معنی بتائیں اور وہ یہ ہیں کہ آپ کا تمام عشیرہ تمام قبائل میں کریم تر تھا یہ آپ کی مدح باعتبار قبیلہ و عشیرہ ہے لفظی ترجمہ یہ ہوا کہ آپ ان سب سے زیادہ باعتبار عشیرہ بزرگ تر تھے فاضبطہ تاکہ آپ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کے صحیح معنی کہہ سکیں، باقی آیندہ۔

نارِ حامیۃ لکوامیہ

تحفہ ردِّ امامیہ

حکیم حافظ عبدالشکور حنفی الٰہی مرزاپوری جو کبھی مدیر نجم کا جنم لیتے ہیں اور کبھی مرزاپوری ہو جاتے ہیں انھوں نے ایک رسالہ النجم نمبر ۱۵ اپریل ۱۹ء جلد ۲ میں شایع کیا ہے اور اس کا نام "تحفہ امامیہ" رکھا ہے اس رسالہ میں شیعوں سے سوالات کیے گیے ہیں اور اُن کا جواب مانگا گیا ہے، تحریف قرآن کی عادت کچھ ایسی پڑی کہ جو عبارت بھی نقل کریں گے وہ محرف ضرور ہوگی، خیر حق کے تبع اور باطل شکن افراد جوابات دیتے ہوے ان تمام مذہبی رازوں کو کھول کے رہیں گے جن پر دولت نے پردے ڈالے تھے اور دنیا پرستی نے ان پر حجاب ڈالنے کی کوشش کی تھی، ہم ہر سوال کو لکھ کر اس کا جواب علیحدہ علیحدہ نذر دامن سہیل کریں گے۔

تحفہ امامیہ سوال نمبر ا "دیگر فرق اسلامی کے مقابلہ میں آپ کا کوئی مخصوص مذہبی نام ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کس خاص مذہبی نام سے مخاطب کروں؟ اگر ہے تو وہ اسم رافضی ہے یا شیعہ یا دونوں؟ پہلی اور تیسری صورت میں پھر شیعہ اپنے اسم رافضی سے کیوں ناراض ہوتے ہیں؟ دوسری صورت میں آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے کہ جب ابوبصیر نے ایک دن حضرت امام جعفر صادق سے عرض کیا کہ مخالفوں نے ہمارا نام بہت برا رکھا ہے تو امام نے فرمایا کیا وہ نام رافضی ہے ابوبصیر نے کہا ہاں امام نے فرمایا خدا کی قسم تمہارا نام (رافضی) مخالفین نے نہیں رکھا بلکہ (خود) اللہ نے رکھا ہے"

سہیل:- فرق اسلامی سب بعد کو پیدا ہوے اور ہمارا مذہب اسوقت سے ہے جب سے اسلام کی نیو پڑی اور وحدانیت کی تبلیغ دنیا میں ہوئی "ان من شیعتہ لابراھیم" پر نظر کرو اور سمجھو کہ عمر و ابوبکر و عثمان کے پہلے خدا اُن کو جس شخص نے توڑا تھا اور ذلیل کیا

تھا وہ ایک شیعہ ہی تھا اور یہ خدا کا رکھا ہوا نام ہے۔ نہ تمھارے مذہب کی طرح معاویہ کا رکھا ہوا۔

وفی سنة احدی واربعین فسمی عام السنة والجماعة لان الامة اجتمعت فیه بعد الفرقة علی امام واحد سنہ۴۱ھ میں سنی سنت الجماعت نام رکھا گیا کیونکہ اسنے بعد افتراق امام واحد پر اجماع کیا" معلوم ہوا کہ یہ نام صفحہ ہستی پر اس سے پہلے نہ تھا اور سنہ۴۱ھ میں بغض علی پر اس کی نیو رکھی گئی۔

"اب غالباً تمھیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہم شیعہ ہیں اور ہمارا نام خدا کا رکھا ہوا نام ہے اور یہ تو ایسی مشہور بات ہے کہ تمھارے علما اس کو جانتے ہیں مگر تمھاری جہالت تمھیں اپنے علما کے حالات سے غافل بنائے ہوئے ہے، لو سنو ہم تمھارے علما کی عبارتیں لکھتے ہیں تاکہ تم ہم سے اب یہ سوال نہ کرو کہ تمھارے مذہب کا نام کیا ہے"

الشیعة ای الذین شایعوا علیا	"شیعہ" یعنی وہ لوگ جنھوں نے امیر المومنین
بعد رسول الله لنص اما جلیا واما	علی ابن ابی طالب کا ساتھ دیا رسول کے بعد اور
خفیا واعتقدوا ان الامامة لاتخرج	ان کی خلافت کو نص جلی یا خفی سے مانا ان کا اعتقاد
عنه وعن اولاده وان خرجت فاما	ہے کہ امامت ان سے اور ان کی اولاد سے نہیں
بظلم یکون من غیرهم واما	نکل سکتی اور اگر نکلے گی تو یا کسی کے ظلم سے اور
بتقیة منه ومن اولاده شرح موقف صـ۶۲۴	یا تقیہ کی وجہ سے (جو ظلم کی وجہ سے کرنا فرض ہے)

شیعة الرجل اتباعه وانصاره	"شیعہ" پیرو اور پیروی کرنیوالوں کو کہتے ہیں
وقد غلب هذا الاسم علی کل من	اور اب یہ نام غالب طور سے اس شخص پر بولا جاتا ہے
یتولی علیا واهل بیته حتی صار	جو علیؑ اور ان کے اہلبیت کا دوست اور محب ہو اب
اسما لهم خاصة	یہ لفظ "شیعہ" انہی مخصوص (فرقہ) کا نام ہو کے

قاموس صـ۱۵۶ رہ گیا ہے۔

شيعة الرجل بالكسر اتباعه وانصاره هوادران اولاد فاطمه رضي الله عنهم "صراح"

"شیعہ" کسی شخص کے پیرو اور مددگار کو کہتے ہیں اور ہواداران اولاد فاطمہؑ اس سے مراد ہوتے ہیں ۔

وقد غلب هذا الاسم على من يزعم انه يتولى عليا واهلبيته ...... فاذا قال فلان من الشيعة عرف انه منهم "نہایہ ابن اثیر"

یہ نام غلبہ کی حیثیت سے اسپر بولا جاتا ہے جس کا خیال یہ ہو کہ وہ دوستدار علیؑ اور اہلبیت ہے، جب یہ کہا جائے کہ فلاں شخص شیعہ ہے تو اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ گروہ محبین علی میں ہے

الشيعة هم الذين شايعوا عليا عليه السلام على الخصوص و قالوا بامامته وخلافته نصا اما جليا او خفيا واعتقدوا ان الامامة لاتخرج من اولاده دون خرجت فبظلم يكون من غيره او بتقية من عنده ...... والقول بالتولي والتبري قولا وفعلا الا في حال التقية ملل ونحل

"شیعہ" وہ گروہ ہے جس نے علی کی پیروی کی اور ان کے امامت و خلافت کے قائل نص کے اعتبار سے ہوئے وہ نص جلی ہو یا نص خفی ہو" اور اس بات کے قائل اور معتقد ہیں کہ خلافت انکی اولاد سے نہیں نکل سکتی مگر یا تو ظلم سے اور یا تقیہ کی حالت میں .... یہ گروہ تولا اور تبرا فعلاً اور قولاً، دونوں حالتوں میں کرتا ہے اگر حال تقیہ میں نہیں، اگر تقیہ ہو ۔

وفي ترجمة الحاين المعروف بالشيعي هذه النسبة الى من يتولى شيعة الامام علي ابن ابي طالب ابن خلکان جلد نمبر

"شیعہ" یہ نسبت اُن لوگوں کی طرف ہے جو امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کے دوستدار ہیں ۔

تعجب ہے کہ تمھارے علماء سب ہمارے مذہبی نام سے واقف ہیں مگر تمکو ہمارا مذہبی نام نہیں معلوم شاید تجربے کے خیال سے تم نام لیتے ہوئے ڈرتے ہو بہرحال ہمارا وہی مذہبی نام ہے جو تمھارے علماء جانتے ہیں یہ سوال اگر تم کسی پڑھے لکھے سے اپنے یہاں کے کرتے تو وہ بھی جواب دے دیتا اب رہ گیا " رافضی کا جھگڑا اس سے ہم بالکل نہیں خفا ہوتے تم شوق سے کہو البتہ جب ہم تمکو خارجی کہتے ہیں تو تم البتہ چراغ پا ہوتے ہو حالانکہ تم ہو ہی جس کا ثبوت انشاء اللہ آئیگا۔

اب سنو کہ " رفض " کے معنی ترک کرنے کے ہیں، چونکہ ہمارے فرقہ نے تمھارے بنائے ہوئے خلافت ساز خلفا کو ترک کر دیا لہذا تم ہمیں رافضی کہنے لگے، درحقیقت اس میں بجائے مذمت کے مدح نکلتی ہے کیونکہ جو کوشش بدولت ہمارا فرقہ وہی تھا جس نے اس خلافت خانہ ساز پر لات ماری اور اسے ترک کر دیا۔

ہر وہ گروہ جو کسی امیر کی امارت سے گردن تابی کرے وہ رافضی کہلائے گا جیسے ہمارا فرقہ جس نے امارت ثلاثہ کی تسلیم کرنے سے انکار کیا اور جیسے اصحاب نبی جنھوں نے امارت عثمان کو نہ مانتے ہوئے انھیں قتل کر دیا اگر حضرت عثمان کی طرف نسبت دیتے ہوئے ان اصحاب نبی کو دیکھو گے تو وہ بھی رافضی کہے جانے کے مستحق ہیں۔

اب غالباً تم سمجھ گئے ہو کہ ہم کو شیعہ کیوں کہتے ہیں اس لیے کہ ہم نے رسول اور اس کے اہلبیت کا ساتھ دیا، اور ہمیں رافضی کیوں کہتے ہیں اس لیے کہ ہم نے ابوبکر و عمر و عثمان کی خلافت کو ... عشتر مائشہ سمجھا۔

رہ گئی امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث وہ حقیقتاً بالکل ٹھیک ہے اگر باطل پرستوں کی سمجھ میں نہ آئے تو حدیث کا کیا قصور ہے جب امام سے سوال کیا گیا تو امام نے جو کچھ فرمایا بالکل صحیح تھا کہ یہ نام خدا کا رکھا ہوا ہے اور اس کا ثبوت بھی امام علیہ السلام نے دیا مگر تمنے ان تمام عبارتوں کو حذف کر کے ایک تھوڑی سی عبارت جو تمھارے مطلب کے موافق تھی لکھ دی اب پوری حدیث ہم سے سنو اور اگر تم اس کو کہ یہ نام خدا کا رکھا ہوا نہیں رد کر سکتے ہو تو ہم سے شرط ہے

کا نام لیکے رد کر دو۔

فقال ابوعبدالله ع الرافضة قال
قلت نعم قال لا والله ما هم سموكم
بل الله سماكم اما علمت يا ابا محمد ان سبعين
رجلا من بني اسرائيل رفضوا فرعون
و قومه لما استبان لهم ضلالهم
فلحقوا بموسیٰ عليه السلام لما استبان
لهم هداه فسموا فی عسكر موسیٰ
الرافضة لانهم رفضوا فرعون
و قومه و كانوا اشد اهل ذلك العسكر
عبادة و اشدهم حبا لموسیٰ و هارون
و ذريتهما فاوحی الله عز و جل الی
موسیٰ ان اثبت لهم هذا الاسم
فی التورٰة فانی قد سميتهم
به و نحلتهم اياه فاثبت موسیٰ
عليه السلام لهم ثم ذكر الله
هذا الاسم حتی نحلكموه
يا ابا محمد رفضوا الخير و
رفضتم الشر

حضرت ابو عبداللہ نے فرمایا کہ "رافضہ" یعنی نے
کہا "ہاں" فرمایا خدا کی قسم یہ نام مخالفوں نے نہیں
رکھا بلکہ یہ نام خداوند عالم نے رکھا ہے سکیا تم نہیں
جانتے اے ابو محمد کہ ستر آدمیوں نے فرعون اور اسکی
قوم کو ترک کر دیا جب اُن کو فرعون کی گمراہی معلوم ہوئی
اور ان لوگوں نے جناب موسیٰ کی پیروی کرنی شروع
کی اور ان سے متمسک ہوے کیونکہ انہیں جناب موسیٰ کا
مذہب پسند آیا لہذا موسیٰ کے لشکر والوں نے انکو
لفظ "رافضہ" سے پکارا کیونکہ انہوں نے فرعونی مذہب
کو ترک کر دیا تھا۔ یہ لوگ (رافضہ) سب سے زیادہ
عبادت گذار اور سب سے زیادہ موسیٰ سے محبت کرتے
تھے اور ہارون کو چاہتے تھے اور انکی ذریت کو۔
لہذا خدا نے وحی کی جناب موسیٰ کو کہ اس نام کو
(رافضہ) توریت میں ثبت کر دیں کیونکہ اس نام سے
تسمیہ میں نے کیا ہے (یعنی خدا نے) پس اے ابو محمد
یہ نام موسیٰ نے ثبت توریت کیا۔ تم لوگوں نے شر کو
ترک کیا اور خیر کا ساتھ دیا اور فرعون نے خیر کو ترک
کر کے شر کا ساتھ دیا۔

اب تو تم کو معلوم ہوا ہوگا کہ روافض کون لوگ تھے موسیٰ کی محبت کرنے والے روافض تھے اور
یہ خدا کا رکھا ہوا نام تھا اور فرعونی گروہ اسی طرح اس نام سے تمسخر و استہزا کرتا تھا جس طرح آج تم۔

حق و ناحق کا فیصلہ یہین سے ہو سکتا ہے خود کرو انبیاے خدا سے کون محبت کرنے والا ہے اور فرعونی لشکر کا متبع کون ہے —

تمہارا یہ اضافہ کہ ابو بصیر نے کہا " ہمارا نام مسلمانون نے بہت برا رکھا ہے " اس کا پتہ کہین روایت سے نہین چلتا نہ ابو بصیر نے خوارج کو مسلمانون کے لقب سے یاد کیا بھلا فرعونی مذہب کے پیرودن کو ابو بصیر سا شخص مسلمان کے لقب سے کیون تعبیر کرنے لگا تھا اگر سچے ہو تو ابو بصیر کا یہ قول ثابت کرو۔

سوال

<u>اہلسنت</u> | تمہارا نام کس نے رکھا، کیا رسول کے عہد مین یا خلفاے خانہ ساز کے وقت مین تم اس نام سے پکارے جاتے تھے اگر ایسا ہو تو نقلی یا اصلی ثبوت دو — (۲) تمہارا یہ نام مذہبی حیثیت رکھتا ہے یا دنیاوی کیا اہلسنت اور خارجی مین کوئی فرق ہے اگر نہین تو تم خارجی کہنے سے کیون ناراض ہوتے ہو اور اگر ہے تو اس کو عقلی حیثیت سے ثابت کرو — تمہارا یہ مذہب یعنی اہلسنت و الجماعت سنہ ۴۱ھ عہد معاویہ مین پیدا ہوا جیسا کہ استیعاب، حیوٰۃ الحیوان، حاشیہ ابو الشکور سلمی صفحہ ۱۰۲ سیرۃ محمدیہ صفحہ ۵۴۶ حاشیہ ہدی بر شرح عقائد نسفی صفحہ ۵ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۸۹ مین مندرج ہے تو اس کے پہلے جناب کے مذہب کا کیا نام تھا اور آپ کس نام سے پکارے جاتے تھے — مسلم کہے جاتے تھے یا منافق،

<u>ایک خوشکن مقابلہ</u> | بعض بچے بن چالیس برس تک کافر رہے اکتالیسوین برس اسلام ظاہری لائے مذہب اہلسنت چالیس برس تک بے نام رہا سنہ ۴۱ھ مین اس مذہب کا نام رکھا گیا کیسا اچھا اتباع کا۔ قد طابق النعل بالنعل

<u>تحفہ امامیہ سوال نمبر ۳</u> | "آپ کے مذہب شیعہ کا موجد عبداللہ بن سبا یہودی ہے یا نہین؟ اگر ہے تو پھر سبائی کہنے سے شیعہ کیون خفا ہوتے ہین؟ اور اگر نہین تو اس کا کیا جواب ہے جو جناب کی معتبر کتاب مین لکھا ہے کہ ابن سبا پہلے یہودی تھا اور ... "

کی بابت غلو کرتا تھا۔ پھر مسلمان ہوا اور بعد وفات رسول صلعم علیؑ کے متعلق ویسے ہی غلو کرنے لگا اس کے

بعد لکھا ہے کہ یہ ابن سبا پہلا وہ شخص تھا جس نے فرضیت امامت علی کو شہرت دی (۲) ان کے دشمنوں

پر تبرا کیا (۳) اور ان کی تکفیر کی اس وجہ سے مخالفین شیعہ کہتے ہیں کہ اصول مذہب شیعہ کا

مخرج یہودیت ہے"

جواب نمبر ۲ - مذہب شیعہ کا بانی خداوند عالم ہے نہ عبد اللہ بن سبا، مذہب شیعہ کا بانی وہ شخص

ہے جس کی رسالت آپ کے عمر کے نزدیک مشکوک تھی نہ عبد اللہ بن سبا جس نے فرمایا یا علی انت

وشیعتك تردون الحوض اے علی تم اور تمہارے شیعہ حوض کوثر پر وارد ہوں گے

جس نے یہ فرمایا۔ علی وشیعته هم الفائزون علی اور ان کے شیعہ فائز المرام ہیں

دیکھو کنوز الحقائق امام مناوی۔

بانی وہ ہے جس نے لفظ شیعہ کا استعمال اس وقت کیا جب عبد اللہ بن سبا کا پتہ بھی نہ تھا،

اور جس نے یہ فرمایا کہ:-

قال یدخل الجنة من امتی سبعون الفا بغیر حساب فقال علی من هم یا رسول الله قال هم شیعتك وانت امامهم

رسول نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب داخل جنت ہوں گے، امیر المومنین نے فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں اے رسول خدا فرمایا اے علی وہ تمہارے "شیعہ" ہیں اور تم ان کے امام ہو۔

دیکھو معجم طبرانی اور اسعاف الراغبین۔

اب رہ گئی وہ عبارت جو ہمارے معتبر کتاب رجال کشی سے عبد اللہ بن سبا کی یہودی ثابت کرنے

کے لیے لکھی گئی ہے، اس عبارت میں میاں عبد الشکور نے اسی اپنے آبائی مسلک یعنی تحریف و

افتراء سے کام لیا ہے جس کو ناظرین ابھی ابھی ملاحظہ فرمائیں گے۔

جس کتاب کا حوالہ میاں عبد الشکور نے دیا ہے یعنی رجال کشی اس میں عبد اللہ بن سبا ایک مذموم

شخص قرار دیا گیا ہے جس سے صاف روشن ہے کہ اگر وہ کسی مذہب کا بانی ہوتا تو اس کی توہین و مذمت نہ کی جاتی چہ جائیکہ جس مذہب کا بانی ہو اسی کی کتاب میں اُس کی تذلیل کی جاے۔ اس کے علاوہ رجال کشی میں جو کچھ بھی لکھا گیا ہے وہ ابن سبا کے نصیری ہونے کے متعلق ہے اور اسکی روایات کثیر ہیں۔ ملاحظہ ہو

عن ابی جعفر علیہ السلام ان عبداللہ بن سبا کان یدعی النبوۃ ویزعم ان امیر المومنین علیہ السلام ھو اللہ تعالیٰ عن ذالک فبلغ ذالک امیر المومنین فدعاہ وسالہ فاقر بذلک وقال نعم انت ھو فقال امیر المومنین ویلک قد سخر منک الشیطان فارجع عن ھذا ثکلتک امک وتب فابی فحبسہ ثلثۃ ایام فاستتابہ فلم یتب فاحرقہ بالنار۔ (رجال کشی ص ۷۰)	حضرت ابو جعفرؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عبداللہ بن سبا دعوائے نبوت کرتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ امیر المومنینؑ خدا ہیں (معاذ اللہ) جب یہ خبر امیر المومنین کو پہنچی تو آپ نے اسے بلوایا اور سوال کیا اس نے اپنے عقیدہ کا اقرار کیا اور کہا ہاں "آپ ضرور خدا ہیں" امیر المومنین نے فرمایا اے ہو تجھ پر تجھے شیطان نے سخر کیا ہے اس عقیدے سے باز آ اور توبہ کر تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے" اس نے انکار کیا، امیر المومنین نے اس کو تین دن تک قید کیا اور چاہتے تھے کہ توبہ کرے مگر اس نے توبہ نہ کی تو آپ نے اسے آگ میں جلوا دیا۔

قال سمعت اباعبداللہ علیہ السلام یقول وھو یحدث اصحابہ بحدیث عبداللہ بن سبا وما ادعی من الربوبیۃ فی امیر المومنین ع فقال انہ لما ادعی ذلک استتابہ امیر المومنین ع فابی	میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام کو جبکہ آپ اصحاب سے حدیث ابن سبا بیان فرما رہے تھے، کہتے ہوے سنا، "جب اس نے علیؑ کی ربوبیت کا دعویٰ کیا تو حضرت امیر المومنین نے اس کو بلوایا اور اس سے توبہ چاہی، مگر اس نے انکار کیا اور آپ نے

ان یتوب فاحرقه بالنار

بھسم کو آگ میں جلوا دیا۔

عن ابی حمزة الثمالی قال قال علی بن الحسین علیہ السلام لعن اللہ من کذب علیا انی ذکرت عبد اللہ بن سبا فقامت کل شعرة فی جسدی لقد ادعی امرا عظیما ماله لعنه اللہ کان علیا علیہ السلام واللہ عبد اللہ صالحا اخو رسول اللہ الخ (رجال کشی ص ۷۱)

ابو حمزہ ثمالی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت امام زین العابدین نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے اس شخص پر جو علیؑ کی تکذیب کرے، میں عبد اللہ بن سبا کا خیال جب کرتا ہوں تو میرے جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اس شخص نے ایک امر عظیم کا دعویٰ کیا جو اس کو زیبا نہ تھا خدا اس پر لعنت کرے۔ در حقیقت امیر المومنین علیہ السلام ایک بندہ صالح خدا وند عالم اور برادر رسول تھے۔

ان علیا علیہ السلام لما فرغ من قتال اهل بصرة اتاه سبعون رجلا من الزط فسلموا علیه وکلموه بلسانهم فرد علیهم بلسانهم و قال لهم انی لست کما قلتم انا عبد اللہ مخلوق فابوا علیه وقالوا له انت انت فقال لهم لئن لم ترجعوا عما قلتم فی وتتوبوا الی اللہ تعالیٰ لاقتلنکم قال فابوا ان یرجعوا وتوبوا فامر ان یحفر لهم ابار فحفرت ثم خرق

جب امیر المومنین قتال بصرہ سے فارغ ہوئے تو ستر آدمی "زط" کے آئے اور آپ کو سلام کیا اور انھوں نے آپ سے اپنی زبان میں باتیں کیں آپ نے بھی انھی کی زبان میں ان سے کلام کیا اور فرمایا کہ جیسا تم کو خیال ہے ویسا میں نہیں ہوں یعنے (خدا میں نہیں ہوں) بلکہ میں ایک مخلوق خدا ہوں ان لوگوں نے انکار کیا اور کہا نہیں "تو وہی ہے" یعنی خدا ہی ہو، آپ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اس عقیدے سے باز نہ آؤ گے تو میں تم سب کو قتل کر ڈالونگا ان لوگوں نے انکار کیا اور توبہ نہ کی آپ نے ان کے لیے کنویں کھدوائے اور آگ جلوا دی

بعضها الى بعض ثم قذفهم فيها ثم طم رؤسها ثم الهب النار فى بئر منها ليس فيها احد فدخل الدخان عليهم فماتوا (رجال ص۲۰)

اور انھیں کنوؤں میں ان لوگوں کو ڈال کر ان کے منھ بند کروا دیئے یہاں تک کہ یہ لوگ سب کے سب گھٹ گھٹ کر رہ گئے اور کوئی بھی انھیں سے زندہ نہ بچا۔

وعبدالله بن سبا فى السبعين رجلا من الزط الذين يدعون الربوبية فى امير المومنين عليه السلام (ص۲۰)

"عبداللہ بن سبا" بھی انھیں ستر آدمیوں میں سے تھا جو "زط" کے تھے اور جنھوں نے امیر المومنین کے "خدائی" اور ربوبیت کا عقیدہ رکھا تھا۔

(باقی باقی)

اخبار قلم

قلم گوید کہ من شاہ جہانم

ایسا پُر مغز و مفید اور سستا اخبار دنیا کے پردہ پر نہیں ہے

کیونکہ

نہ از برائے بہشت است بندگی ما را ، کہ دوستی بود آن جانہ کار مزدوری

میدان معرفت کا شہسوار صداقت و حقیقت کا علمبردار صراط مستقیم کا رہبر [illegible] سرفراز اور دشمنان قوم کا خونخوار حامیان دین کے لیے تیغ آبدار انصاف پسند حکومت کا وفادار [illegible] سے منافرت کا اظہار خود غرض بامرکز لیڈران اور کٹھ ملاؤں سے بیزار علمی اخلاقی اقتصادی اور ملکی خبروں کا مخزن و ہلالی [illegible] صحافت کا گلدستہ [illegible] خود مختار صاحب [illegible] سواد اعظم [illegible] اکبر آباد کا [illegible] قلم اخبار۔ یکم جنوری ۱۹۲۸ء سے ہر ہفتہ [illegible] قیمت [illegible] سالانہ [illegible] ۱۹۲۸ء [illegible] قلم [illegible] شہر [illegible] [illegible] قلم [illegible] اخبار قلم شاہ گنج آگرہ

"نواے غم"

سہیل اپنی پا بہ زنجیری کی وجہ سے اپنے وقت سے موخر شایع ہو رہا ہے اور کئی ماہ سے "تقدیر چنین راند قلم را" کا وظیفہ خوان ہے، اس کی وجہ بھی خریداران سہیل سے مخفی نہین اور ظاہر کر دی گئی ہے۔ جب یہ سانحہ عظمیٰ ہوا۔ اسوقت سہیل زیر اشاعت تھا اور اس خبر جانفرسا کا بار نہ اٹھا سکا۔ چونکہ یہ واقعہ دلخراش ماہ ربیع الثانی مین ہوا لہذا اسی ماہ کے پرچہ مین اس کی اشاعت بھی کی گئی جو یقیناً بے محل نہین ہے حضرت قدوۃ العلما اعلی اللہ مقامہ کے انہماک دینی، قوم پرستی، نفس کشی، کنبہ پروری، خورد نوازی اخلاق گستری، خدمت دینی، اور جد و جہد علمی سے زمانہ بے خبر نہین اگر کوئی دہن اس کا انکار یا کوئی قلم ان صفات کے ضد کا اقرار کرے تو یہ ایک کفران نعمت اور عظیم کفران نعمت ہوگا۔ آجکل کے زمانہ مین جبکہ ہواے ضلالت کا زور اور طوفان دہریت کا شور ہے یہ جھلملاتی ہوئی شمع ہدایت اپنی پوری نور بار طاقت سے راہ ہدایت پر چھوٹ ڈال رہی تھی اور سفینہ اس تلاطم خیز طغیانی مین تدبر کے امواج کو چیرتا ہوا صحیح منزل مقصود پر مستکین کو پہنچانے کی کوشش کر رہا تھا کہ دفعتاً بمصداق "تجری الریاح بما لا تشتہی السفن" باد مخالف کے جھونکون نے شمع زندگی خاموش کر دی اور وہ آتش غم جو اہل تشیع کے دلون مین پنہان تھی اور جو ہنوز خاموش نہ ہوئی تھی پھر بھڑک اٹھی۔ درحقیقت واقعہ کی عظمت کو اگر نگاہ غور سے دیکھا جاے تو یہ وہ چیز ہے جس کا جبر کسر اگر محال نہین تو ناممکن ضرور نظر آتا ہے ہم ان کے پسماندگان خصوصاً جناب مولوی سید کلب حسین صاحب عرف کبن صاحب قبلہ سے دلی ہمدردی ہے اور ہمارے تمام جذبات تسکین اُن کے ہمراہ ہین رسم دنیا کے لحاظ سے نہین، بلکہ فرائض تعزیت و تسلیہ کو ملحوظ رکھتے ہوے یہ چند اشعار بہ حیثیت تعزیت نامہ پیش کش ہین۔

شریک غم

مدیر

قطعہ تاریخیہ

گریست جہان زخون درین سبز خیام   چون ابر بہار دو دیدہ ابن حسام

بر مرد علم دین و اثار کمال   کاین رفت بیاد و آن بنقص ہست تمام

بر خاک قدم منہ کہ ز احباب و است | آہستہ خرام بلکہ اے دل مخرام
این قافلہ رفتہ اند از صحن وجود | واللہ مداول تلک الایام
کان بود بوقت صبح خورشید شرف | بنمود میان شام تربت آرام
آن مہ کہ بر سپہر ہستی متیافت | تبدیل مقام کرد و تفویض خیام
بر رفتہ خلیل ذآل از دیے نالد | با چشم پر آب زمزم و رکن و مقام
اینک حرمین ماتم و غم دارند | در ہجر رسول و عترت خیر انام
از دوش نبی قرو آمد چو ہیر | خوابید بخاک بعد قلع اصنام
در وہر بیاتم حسین ابن علے | دل مضطرب است ہمچو طیرے دردام
در ماتم اہل علم تا لیم ہمے | کانانکہ بشرع و دین نمودند قیام
رفت از چمن جہان کلینی و صدوق | آمد بفید ہم اجل را پیغام
ذکر علم طہے بدہر است دلے | مانند رضی رسید در دار سلام
پر زد بخلد کرد ابن طاوس | تا روح مقدس آمد از موت سہام
از رحلت آملی ازمل سشد کوتاہ | در ماتم مجلسی بجار است مدام
در بحر علوم صیحہ دارد عالم | از آل طباطبا است در ماتم عام
در ہجر شد ز آل پاک علامہ عصر | ولدار علی سحر شدہ بعد ظلام
عبرت کدہ جہان ہمین دارد رسم | دنیا است ہمہ رحیل جا الناس نیام
دیروز بیا قرے بدان ماتم خاص | امروز بقدوہ شد این نوحہ عام
آقا حسن آن فرشتہ خوے برست | رخت از سر دہر و کرد در خلد مقام
آوازہ ز قبر آورسید از پے سال | افتاد از فوت بن عماد الاسلام

۱۳۴۸

فرقہ اہل سنت کے نزدیک عبدالقادر جیلانی کا مرتبہ رسول سے کہیں زیادہ ہے

ہمیں حالات عبدالقادر جیلانی دیکھتے ہوئے کوئی تعجب نہیں لاحق ہوتا کیونکہ کرامات قادریہ لکھنے والے وہ لوگ ہیں جو خدا کی وحدانیت کو صید تکثر بنا چکے ہیں اور رسول کی رسالت کو عصمت غرضی کا الزام دے چکے ہیں، احکام الٰہی میں تغیر و تبدل کو رواج دیا ہے، اور سنن نبوی کو اپنے مطلب کے موافق بنایا ہے، شیخ عبدالقادر جیلانی کے لیے جو فضائل تحریر کیے گئے ہیں وہ جناب رسول کو بھی میسر نہیں ہوئے، جس کے کھلے ہوئے معنی یہ ہیں کہ یہ فرقہ گو ظاہر طور سے ختم نبوت کا قائل ہے مگر باطنا وہ اس کا منکر ہے۔ مجھے اس مضمون کے لکھنے کی ضرورت، صرف "گیارھویں شریف" کا سرنامہ سنکر، ہوئی ورنہ یہ مضمون باوجود ضروری ہونے کے بھی ضروری نہ تھا۔

جو کچھ واقعات اسوقت لکھے جا رہے ہیں وہ کتاب نور فتح الانوار جلد (۱) سے ماخوذ ہیں۔ ان واقعات کے لکھنے کے بعد کو رضیوں کو یہ دکھانا مقصود ہے کہ جب ایک امتی، بعید العہد زمانہ رسالت خیر منصوص من الرسول مجہول الشرف، اس قابل ٹھہرا کہ مساوات نہیں، بلکہ رسول سے افضل دکھائی دیتا ہے تو وہ نفس رسول جو یار رہا، رسول کی طرف زبان رسول سے منسوب ہوئی — اور انت منی وانا منک لحمک لحمی ودمک دمی کا تاج فخر رسول کے ہاتھوں سر پر رکھ چکی ہے وہ کیونکر مجال اعتراض میں آسکتی ہے درانحالیکہ ہم سوائے نبوت، مساوات مانیں نہ افضلیت،

پہلی فضیلت ہلال کی روشنی میں

حکی عن امہ قالت لما وضعت	عبدالقادر جیلانی کی ماں بیان کرتی ہیں کہ جب
ولدی عبد القادر کان لا یرضع	بچہ پیدا ہوا تو اس نے یہ کرامت دکھلائی کہ ماہ
انقدی فی نہار رمضان ولقد	رمضان میں دودھ پینا چھوڑ دیا۔ لوگوں کو چاند دکھائی
غم علی الناس ھلال رمضان	بھی نہ ہوئی تھی جب انہوں نے ہلال کے متعلق کہہ دیا

فاتوف وسالونی عنه — تو انھوں نے عبدالقادر کے دودھ نہ پینے سے تحقیق

فقلت لهم — حال پر روشنی ڈالی۔

کیا کہنا اس کرامت کا، کہ آپ کو اتنا احساس تھا کہ رمضان کی حرمت کا خیال رہا، اگرچہ آپ مکلف نہ تھے مگر بہ تکلف مکلف بنے، جس کے بچپنے کی شرعی تکلیف اتنی رہی ہو، اس کی جوانی کی تکلیفوں کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ شرع بتاتی تھی کہ آپ مکلف نہ تھے مگر آپ خود اپنی تکلیف کو بہتر جانتے تھے یہ ہے وہ مقام جہاں عرفی کا یہ مصرعہ یاد آتا ہے۔

"شرع گوید منع لب کن عشق گوید نعرہ زن"

اب ملاحظہ کیجئے کہ ام ایمن کی گواہی اور تمام فضائل علی بسبب خبر واحد کے نامعتبر ہوئے مگر والدہ عبدالقادر جیلانی کی گواہی اس فرقہ کے نزدیک معتبر نکلی، یہ ہے وہ فضیلت جو فضیلت رسول پر بھی غالب ہے۔

دوسری فضیلت قبر کی تاریکی میں

یقول ایما امری مسلم عبر علی باب مدرستی خفف الله عنه العذاب یوم القیامة وکان رجل یصرخ فی قبرہ ویصیح حتی اذی الناس فاخبروہ فقال انه رأنی مرة ولابد ان الله تعالیٰ یرحمه لاجل ذلك

شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ جو مرد مسلم میرے مدرسہ کے دروازے سے ہو کے گزرے خدا اس پر روز قیامت عذاب کم کرے گا۔ ایک شخص قبر میں مرنے کے بعد چیختا تھا اور اتنا کہ لوگ عاجز ہو گئے تھے ان سے آکر بیان کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ اس نے مجھے دیکھا ہے اور اب اس زیارت کی وجہ سے خدا اس پر ضرور رحم کرے گا۔

مدرسہ کے پاس سے گزر جانے میں عذاب کم ہو جانے پر ایمان ہے، اور اہلبیت کے دامن سے متمسک ہونے پر بھی اس فرقہ کے نزدیک نجات مشکوک ہے۔ میرے نزدیک تو اس میت کی کرامت عبدالقادر جیلانی کی کرامت سے کہیں زیادہ تھی کیونکہ خدا کا ضرور رحم کرنا" یہ پھر بھی شک کی حالت میں تھا، مگر یہ کہ

بعد موت بولنا یقین کی حالت مین تھا پھر کیا سبب کہ وہ کرامت نہین اور یہ کرامت و معجزہ ہے۔ مین تو سمجھتا ہون کہ شیخ صاحب نے کسی بھیانک شکل مین اس میت کو اپنی زیارت کرائی جبھی وہ چیخنے چلانے لگا اور لیا کہ گرد و نواح کے لوگ عاجز ہو گئے۔

تیسری فضیلت صاعقہ طور کی روشنی مین

اجتمع مائة فقيه من اذكياء بغداد يمتحنونه فى العلم فجمع كل واحد له مسائل وجاء اليه فلما استقر بهم المجلس اطرق الشيخ فظهرت من صدره بارقة من نور فمرت على صدور المائة فمحت ما فى قلوبهم فصاحوا صيحة ومزقوا ثيابهم وكشفوا روسهم

سو عدد فقہا بغداد کے اس لیے جمع ہوئے کہ شیخ کا امتحان علوم مین لین چنانچہ ہر ایک نے مسائل فراہم کیے اور لیکے آئے جب تمام لوگ جمع ہو لیے تو شیخ نے ایک دفعہ گردن جھکائی کہ ناگہان ایک حق شیخ کے سینے سے چمکی اور ان سو علما کے سینہ سے گذری جو کچھ علوم ان کے دل مین تھے ان سب کو محو کر دیا یہ علما کپڑے پھاڑنے لگے ' چیخنے لگے اور اپنے سرون کو برہنہ کر دیا۔

یہ وہ معجزہ ہے جو موسیٰ کیا خاتم النبیین کو بھی میسر نہین ہوا ' نور کیا تھا گویا قہر الٰہی تھا جس نے تمام علوم دنیات علما کے سینون سے محو کر دیئے ' موسیٰ علیہ السلام بھی اس نور کی تاب نہ لا سکے تھے اور غش کھا کے گر پڑے تھے مگر واہ رے قلب شیخ ' کہ سیکڑون پروانے بجھ گئے اور شمع ویسی ہی جلتی رہی کاش یہ واقعہ کسی تاریخ مین بھی ہوتا ' مگر افسوس کہ بغداد مین اتنا بڑا واقعہ ہو گیا ' اور ایک مورخ نے بھی نہ لکھا ' شاید سب کو غش آگیا تھا ' نور کاہیکو تھا دھتورے کی جڑ تھی کہ سب پاگل ہو گیے اور کپڑے پھاڑنے لگے۔

چوتھی فضیلت طیارہ کے پردہ مین

ويرتفع فى الهواء الى ان يغيب عن البصر

ہوا مین اڑتے تھے یہانتک کہ دیکھنے والونکی نگاہون سے غائب ہو جاتے تھے۔

یہ وہ فضیلت ہے جو طائر معراج کے پرون کو کتر دیتی ہے، اور حضرت سلیمان کے معجزے کی تو کوئی حقیقت ہی نہین رہتی اس لیے کہ وہ نبی تھے اور یہ غیر نبی۔

پانچوین فضیلت مقاطعہ جوعی کے پیرایہ مین

"ہنگر اسٹرائک" کی تعلیم کا الزام شیخ عبدالقادر جیلانی ہی پر ہے کیونکہ اس کی ابتدا آپ ہی نے کی اور اس مین یہ معجزہ دکھایا کہ سال بھر نہ کھانے پر بھی زندہ رہے، نہ صرف مقاطعہ جوعی بلکہ آپ مقاطعہ نومی پر بھی عامل تھے۔

سنۃ لا اکل ولا اشرب ولا انام ایک سال نہ کھایا نہ پیا اور نہ سوئے۔

یہ فضیلت رسالت مآب کے فضائل سے کہین بڑھی ہوئی، اور لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا .... پر خط نسخ کھینچتی ہے۔

چھٹی فضیلت حکومت ثقلین مین

یاتینی من رجال الغیب — میرے پاس جن، ابدال اور ملک آتے تھے

والجان اعلمھم الطریق الی اللہ تعالیٰ — اور مین انہین تعلیم کرتا تھا۔

رجال غیب سے ابدال، و ملک ہی مراد ہو سکتے ہین، ملک مکلف شریعت انسانی نہین، اور ابدال عالم برزخ مین مکلف نہین پھر نہ معلوم یہ تعلیم کیسی تھی، غالبا رسول جن و انس کی طرف مرسل تھے لہذا آپ بھی اس فضیلت مین شریک کیے گیے۔

ساتوین فضیلت کشف حجاب مین

رایت شخصا عیناہ مشقوقتان — شیخ نے ایک شخص جسکی آنکھین لنبان مین چری ہوئی

طویلا فعلمت انہ جنی فقال لی انا — تھین اور ہیبناک تھا دیکھا اور سمجھے کہ جن ہے اسنے کہا کہ نہین

الحیۃ التی رایتھا البارحہ — مین وہ سانپ ہون جسکو آپ نے کل دیکھا تھا۔

خدا جانے یہ کس قسم کا کشف تھا کہ تغیر صورت مین نہ پہچانا بلکہ اس سانپ کا کشف زیادہ تھا جو ان کے خیال کو سمجھ گیا اور بتا دیا کہ مین سانپ ہون جن نہین۔

وضوشکن

مذتین گزرین کر شگوری پروپگنڈا اہل تشیع کے مسائل کو جن کا مطلب بھی وہ نہین سمجھ سکتا، برے پیرایین جاہل طبقات کے سامنے پیش کر رہا ہے اور خوش ہو رہا ہے، اگرچہ ان باتون کا جواب بھی دیا جا چکا اور دیا جا رہا ہے مگر جاہل طبقون کے ذہن مین وہ باتین کسی طرح جاگزین نہین ہوتین، کیونکہ وہان مکابرہ و مجادلہ کا خیال ہے نہ تحقیق حق اور ابطال باطل کا، تھوڑا ہی زمانہ ہوا جب "ماتین" کے نام سے ایک رسالہ "بنام النجم" کی حیثیت سے شائع کیا گیا، اور جلب منفعت کے دوائر وسیع پیمانے پر نظر آنے لگے، ہم نے کہا تھا کہ سہیل ابھی اس کی طرف ملتفت نہین اور جس دن وہ اس مطلب کیطرف متوجہ ہوگیا اس دن اس عنکبوتی مذہب کا شیرازہ بکھرا ہوا نظر آئے گا، بہرحال "ماتین" اس بات پر آمادہ کر رہا ہے کہ کم از کم "البغین" کا تحفہ نوصحیح جواب مین پیش کیا جائے چاہے حدود تجاوز ہو جائین اور "آلاف" کی سرحد سامنے آجائے۔

وہ مذہب جو رسول اور اہلبیت کو چھوڑے ہوئے ان اماموں سے متمسک ہے جن کے اعجاز ولادت کا جغرافیہ چار برس کے مربع مین محدود ہوتا ہے، اور جن کے یہان تغیر سنت و تبدیل شریعت ادنیٰ کرشمہ نفس پرستی ہے وہ موحدین و متمسکین دامن اہلبیت کے سامنے قلم اٹھاتے ہین،

"تفو بر تو اے چرخ گردان تفو"

آج ہم اس شرعی چیچالیدر کا تذکرہ شروع کیے دیتے ہین، جس نے شریعت پیغمبر کو الٹ دیا اور جس نے کفار کو اس قسم کے موقع دیے کہ وہ اسلام کو محل اعتراض بنائین چنانچہ ہم موثق کتب عامہ سے چند مسائل جو دلچسپی سے خالی نہین پیش کرتے ہین اور لب نکتہ ریز کو اس مصرعہ کی پڑھنے کی دعوت دیتے ہین۔

برین عقل و دانش بباید گریست

چونکہ عبارت عربی کی نقل کرنے مین خوف طول ہے لہذا اسے ترک کیا جاتا، اور صرف تراجم پر اکتفا کی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مسائل عجیبہ

(۱) اگر نیند سے قوت ماسکہ جاتی رہے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر قوت ماسکہ باقی رہے تو وضو نہ ٹوٹے گا اگرچہ انسان عمداً نماز یا غیر نماز میں سو رہے۔

اسی بنا پر کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے سو جائے، اگرچہ کسی چیز پر ٹیک لگائے ہو اسطرح کہ اگر وہ چیز اٹھالی جائے تو وہ شخص گر پڑے، یا جو ہیئت سجدہ نماز کی مسنون ہے اس طریق پر سوئے گو حالت نماز مین نہ سہی، یا کسی اور طرح، یا محمل اور زین وغیرہ پر سو جائے ان سب حالتون مین باوجود نوم اس کا وضو باقی رہے گا اور ہرگز نہ ٹوٹے گا۔

"پھر کب ٹوٹے گا"

اگر محمل وغیرہ سے اتر زمین سو جائے گا تو وضو شکست ہو جائے گا۔ یہ ہے شکست و بست وضو کی حیثیت، جو مشتے نمونہ از خروارے پیش کی جا رہی ہے۔

"اور سنئے"

(۲) اگر کوئی بیٹھے بیٹھے جھکا ہوا سو رہے پھر گر پڑے تو اگر گرتے ہی چونک پڑے گا تو وضو بھی چونک پڑے گا اور نہ ٹوٹے گا

سمجھ کا پھیر

(۳) پیغمبرون کا سو رہنا ناقض وضو نہین، مگر اگر وہ غشی مین ہون یا بیہوش ہو جائین تو ناقض وضو ہے
(۴) جس شئی سے وضو ٹوٹتا ہے وہ ابو حنیفہ کے نزدیک وہ نشہ ہے جسمین سرور ہو جو عقل کو کھو دے، اور ایسا کہ اسے آسمان و زمین، طول و عرض مین، تمیز نہ ہو سکے، اور صاحبین کہتے ہین کہ وہ حالت ناقض وضو ہے جب اکثر کلام مین ہذیان ہو لہذا اگر اکثر کلام مین ہذیان نہ ہو، اور بعض کلام مین ہو اور بعض مین نہ ہو تو نشہ ناقض وضو نہین، نہ اس کا وضو ٹوٹ سکتا ہے۔
(۵) یہ حضرات قہقہہ کو حالت نماز مین ناقض وضو کہتے ہین (نماز تک تو غنیمت تھا یہ آخر وضو قہقہہ سے کیونکر ٹوٹتا ہے ہو نہ ہو اول بآخر نسبتے دارد، اعلی سے اسفل کو ایک تعلق ہے) اور اگر کوئی نماز

نماز میں سو جائے اور سونے کی حالت میں قہقہہ لگائے تو ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اس کا وضو فاسد ہوگا وضو کرے اور جسقدر نماز باقی رہی ہے اس کو پورا کرے اور بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ نہیں وضو نہ ٹوٹے گا مگر نماز فاسد ہو جائے گی ۔

(۶) اگر آخر نماز میں بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد قہقہہ لگائے، تو اگرچہ اس نے تشہد ادا نہ کیا ہو مگر یہ نماز صحیح ہو جائے گی اور نماز کے لیے دوسرا وضو کرے گا ۔

(۷) اگر امام آخر نماز میں اسی طور سے قہقہہ مارے اور اس کے پیچھے وہ لوگ ہوں جو پہلی رکعت میں شریک نہیں ہوے تھے تو امام کی نماز صحیح ہوگی (کیونکہ اس نے قہقہہ لگایا ؟) اور ان لوگوں کی نماز فاسد ہو جائے گی جیساکہ "کنز" میں ہے ۔

(۸) اگر ماموں بعد سلام قہقہہ لگائیں تو ان سب کا وضو باطل ہو جائے گا، قہقہہ سے مراد وہ آواز خندہ ہے جو ہمسایہ تک پہنچے ۔ (درمختار جلد اول مطبوعہ نول کشور پریس از صفحہ ۱۳۱ تا صفحہ ۱۴)

(۹) اگر کان یا آنکھ وغیرہ سے پانی یا پیپ یا اور رطوبت درد کے ساتھ نکلے تو کہتے ہیں کہ وضو ٹوٹ جائے گا، اور اگر پانی یا پیپ یا رطوبت انھیں اعضا سے بغیر درد نکلے تو وضو نہیں ٹوٹے گا ۔ لہذا وہ لوگ جن کو درد چشم یا عمش کی بیماری ہو اور ان کے آنکھوں سے پانی نکلتا ہو تو ان کا وضو ٹوٹ جائے گا ۔

(۱۰) اگر کوئی شخص اپنی ۲۰۶ میں انگلی داخل کرے، پس اگر غائب نہ کرے تو وضو باقی رہیگا اور اگر غائب کردے یا استنجا کے وقت داخل کرے تو وضو اور صوم دونوں باطل ہو جائیں گے (درمختار صفحہ ۱۴۱ سطر ۱۳)

(۱۱) یہ حضرات کہتے ہیں جو نجس چیز بدن سے نکلے خواہ مخرج بول و براز سے ہو یا کسی اور مقام سے وضو اس سے ٹوٹ جائے گا ۔

(۱۲) صاحب ہدایہ اور اس کے بعض شارحین کا قول ہے کہ جو چیز دبا کر نکالی جائے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا مثلاً کسی زخم سے اگر دبا کر خون یا پیپ نکالی جائے تو وضو نہیں ٹوٹے گا، اس سے صاف

ظاہر ہے کہ اگر "ریح" یا "براز" باہر نکالا جائے تو وضو نہ ٹوٹے گا شاید اسی وجہ سے فاضل قہستانی نے اس قول کو فاسد کہا ہے۔

(۱۳) یہ حضرات قے کو خواہ صفراوی ہو یا سوداوی یا آب و طعام سے ہو نجس و ناپاک بتاتے ہین اور اس کو ناقض وضو کہتے ہین مگر شرط یہ ہے کہ قے کی مقدار اتنی ہو کہ منھ بھر جائے اگر اس سے کم ہوگی تو نہ ناقض وضو ہوگی اور نہ نجس ہوگی (گویا نجاست اور نقض کا تعلق کثرت سے ہے نہ قلت سے) اور اگر کیڑون کی قے ہو تو وہ پاک ہے چاہے بہت ہو، اگر شراب اور پیشاب کی قے آئے تو اگر کم مقدار مین ہو تو ناقض وضو نہ ہوگی، یونہی بلغم کی قے ناقض وضو نہ ہوگی اور اگر کھانے سے ملی ہوئی بلغم کی قے ہو تو اسمین غالب حصہ کا خیال کیا جائے گا۔

(۱۴) اگر بڑی جونک خون چوسے تو وضو شکست ہو جائیگا اور اگر چھوٹی جونک خون چوسے تو وضو شکست نہ ہوگا۔ (درمختار ص ۱۳)

(۱۵) قاضی القضاۃ امام ابویوسف اس پانی کو جو سونے مین کسی کے منھ مین آجاتا ہے نجس جانتے ہین۔ یونہین وہ رطوبت جو ناک سے نکلتی ہے وہ بھی ان کے نزدیک نجس ہے۔

(۱۶) وضو مین ان اعضا کا دھونا جن مین دقت ہو واجب نہین مثلاً اگر آنکھ مین سرمہ لگا ہو اور وہ نجس ہو تو اس کے غسل کی ضرورت نہین۔

(۱۷) جو شخص نماز کے لیے وضو کا انکار کرے یہ لوگ اُسے کافر کہتے ہین اور اگر غیر نماز کے لیے جسمین وضو لازم ہو، وضو کا انکار کرے تو اس کو کافر نہین سمجھتے۔

(۱۸) اگر کسی کو علم ہو کہ وضو مین کسی ایک عضو کو نہین دھویا اور اسمین شک ہو کہ وہ عضو کون ہے تو یہ صرف اپنا بایان پاؤن دھولے گا اور وضو اس کا صحیح ہو جائے گا۔

(۱۹) امام محمد کا قول ہے کہ عورت کو غسل کے وقت اپنے ۲۸۳ مین انگلی داخل کرنی چاہیے بلکہ بعضون کے کلام سے اس کا وجوب ظاہر ہوتا ہے۔ (البتہ جس سنی عورت کے ہاتھ یا انگلیان نہ ہون ان کے متعلق کوئی صریح حکم نہین ملتا ممکن ہے اس سے یہ عمل واجب ساقط ہو یا یہ کہ اس کو دوسرون کی مدد کا

کار خیر میں درکار ہو۔

(۲۰) اگر کوئی عورت غسل کرنے میں سر پر پانی بخوف مضرت نہ ڈال سکتی ہو تو کوئی حرج نہیں بغیر سر بھگوئے وہ غسل کرے اور اس کا غسل ہو جائے گا۔ (در مختار ص۱۵)

(۲۱) ایک شخص کے ذمہ غسل ہے اور وہاں اور مرد موجود ہیں تو ان حضرات کے نزدیک یہ امر ہے کہ وہ ان لوگوں کے سامنے برہنہ نہائے چاہے اس کی شرمگاہ حاضرین دیکھیں (در مختار ص۱۵)

(۲۲) جس طرح مرد ننگا ہو کے نہا سکتا ہے اسی طرح عورتیں بھی عورتوں کے سامنے برہنہ نہا سکتی ہیں

(۲۳) فرماتے ہیں کہ اگر مکلف آب جاری میں یا بڑے حوض میں یا مینہ میں بقدر وضو و غسل ٹھہرا رہے تو اس کا وضو و غسل دونوں مع سنتوں کے کامل ہو جائے گا صرف اتنی دیر ٹھہرا رہنا کافی ہے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔

(۲۴) اگر کسی کے بدن پر مکھیوں اور پسوؤں کا گو اتنا چڑھا ہوا ہو کہ یقیناً اس کے نیچے پانی نہ پہنچے گا یا مہندی لگی ہوئی ہو یعنی اس کا جرم موجود ہو نہ صرف رنگ یا تیل اور چکنائی ملی ہوئی ہو یا مٹی اور گارا مٹا ہوا ہو یا رنگریز کے ناخن پر رنگ چڑھی ہو یا دانتوں میں کھانا بھرا ہو یا کوئی دانت کھوکھلا ہو اور اس میں کھانا ہو تو ان حضرات کے نزدیک یہ چیزیں طہارت کی مانع نہیں اس کا غسل و وضو سب صورتوں میں صحیح ہوگا۔ (در مختار ص۱۵)		(باقی آئندہ)

ادب دنیائے ادب یہ ایک نیا رسالہ ہے جو زیر ادارت جناب سید اعظم حسین صاحب ادب لکھنؤ سے حال ہی میں شائع ہوا ہے اور میرے پاس بغرض تبصرہ و مبادلہ آیا ہے۔ ادبی دنیا آج کل کے دور میں کوئی ایسا ممتاز رسالہ نہیں رکھتی جسکو صحیح معنوں میں نمائندہ ادب کہا جا سکے، ممکن ہے کہ یہ رسالہ آئندہ چل کے اس کمی کو پورا کر سکے۔ اس رسالہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کشمکش و پیچ میں ہوں، کیونکہ حقیقی تبصرہ کا یہ محل نہیں، اور عرفی تبصرہ کا میں متحمل نہیں۔

ہماری دعا ہے کہ خدا اس کی مدد کرے اور اگر یہ اخت ہے تو سہرتابان ہو جائے۔

قیمت سالانہ للعہ، حجم چار جز، سائز ۲۰×۲۶/۸ ۔

دفتر ادب متصل چوراہا یحییٰ گنج سے طلب کیجئے۔

جواب استفسار

ہمارے پاس یہ سوالات آئے ہیں جنھیں ہم بالفاظہا درج سہیل کرتے ہیں -

سوال - ماں سے یا کسی محرمات سے لڑکا بعد نکاح پیدا ہو تو اس کو حرامی کہنے والے کو حد لگائی جائیگی؟

فروع کافی صفحہ ۲۵ شرم شرم - شرم شرم - غرق ہو جاؤ -

یہ سوال یہیں تک ختم ہو گیا اب ہم فروع کافی کی عبارت لکھ کر اسکا جواب دیتے ہیں جس کے سمجھنے کیلئے دماغ کی ضرورت ہے، وھو ھذا

کافی میں ایک باب اس لیے منعقد کیا گیا ہے کہ وہ نکاح اور سفاح اور زنا میں فرق بیان کرے اور جو کچھ اس باب میں صاحب کافی نے بیان کیا ہے وہ یونس رحمہ اللہ کا کلام ہے جو امام کے صحابی تھے -

میں اس کلام کا خلاصہ بیان کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو مطلب کے سمجھنے میں کافی امداد حاصل ہو اور کلام کا اول و آخر مشتبہ نہ ہو اور جو کچھ بیان ہوگا اسے ارباب فہم سمجھ سکتے ہیں کہ اس میں کوئی غبار شک و ریب نہیں آسکتا -

یونس نے پہلے اسبات کو بیان کیا ہے کہ ہر زنا سفاح ہے اور ہر سفاح زنا نہیں ہے) اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں میں عام اور خاص مطلق کی نسبت ہے یعنی زنا خاص ہے اور سفاح اس سے عام ہے لہذا اس کا وجود ایسے مقام پر بھی ہو سکتا ہے جہاں زنا نہ ہو، اور یہی عموم کے معنی ہیں -

اس مثال میں سمجھو حیوان عام ہے اور ناطق خاص ہے جہاں ناطق ہوگا وہاں حیوان کا وجود ضرور ہوگا لیکن ایسا نہیں کہ جہاں حیوان کا وجود ہو وہاں ناطق موجود ہو اسی طرح مقام ناطق پر زنا کو خیال کرو اور مقام حیوان پر سفاح کا تصور کرو -

اس کے بعد یونس نے خصوص زنا اور عموم سفاح کو یوں ثابت کیا ہے کہ - لان معنی الزنا فعل حرام من کل جهة لیس فیه شیء من وجوه الحلال فلما کان هذا الفعل بکلیته حراما من کل وجه کانت تلك العلة راس کل فاحشة

وراس کل حرام حرمه الله من الفروج کلها

یعنی زنا یہ ہیں کہ ہر جہت سے حرام ہو اور اسمیں کوئی جہت حلال کی نہ ہو ۔ اور یہی وہ فعل ہے جسے ہر ملت اور ہر دین کے لوگ حرام سمجھتے ہیں ۔

بخلاف سفاح کہ اسمیں چونکہ عموم ہے لہذا وہ ایسے مقام پر بھی پایا جاتا ہے جہاں حرام کے ساتھ کوئی جہت حلال بھی ہو ۔ فلما کان وجه منه حلالا ووجه حراما کان اسمه سفاحا لان الغالب علیه نکاح تزویج جبکہ ایک جہت اسمیں حلال کا تھا اور ایک جہت حرام کا تھا اس لیے اس کا نام سفاح قرار پایا کیونکہ غالب یہ ہے کہ سفاح میں نکاح تزویج ہوتا ہے ۔ الا انه مشوب ذلك التزویج بوجه من وجوه الحرام غیر خالص فی معنی الحرام بالکل ولا خالص فی وجه الحلال بالکل مگر اتنی بات اسمیں ہے کہ یہ تزویج نہ حرام سے خالص ہے تاکہ بالکل حلال محض ہو اور نہ حرام سے خالص ہے تاکہ حرام محض ہو ۔

اس کی تحریر کرنے کے بعد انھوں نے سفاح کی مثالیں دینی شروع کی ہیں اور وہ یہ ہیں ۔ نظیر الذی یتزوج ذوات المحارم التی ذکر الله عزوجل فی کتابه تحریمها فی القرآن من الامهات والبنات الی اخر الایة کل ذلك حلال من جهة التزویج حرام من جهة ما نهی الله جیسے وہ شخص (مجوسی) جو محرم کے ساتھ جیسے ماں اور بہنیں نکاح کرے تو اسمیں حرام اور حلال دونوں جمع ہیں تزویج کا پہلو حلال کا ہے لیکن چونکہ یہ وہ عورتیں ہیں جنسے خداوند عالم نے نکاح کرنے کو منع فرمایا ہے لہذا حرام ہے ۔ وکذلك الذی یتزوج المرئة فی عدتها مستحلا لذلك فیکون تزویجه ذلك سفاحا من وجهین من وجه الاستحلال ومن وجه التزویج فی العدة الا ان یکون جاهلا غیر متعمد اور جیسے وہ شخص جو کسی عورت سے عدۃ طلاق رجعی میں نکاح کرلے یہ دو وجوں سے سفاح ہوگا کیونکہ اس نے جان بوجھ کر

عدۃ میں نکاح کیا اس وجہ سے بھی کہ اس نے اس حرام کو حلال سمجھا۔ ونظیر الذی یتزوج الحبلی
مستعلما بعلم   اور جیسے وہ شخص جو کسی غیر کی حاملہ عورت سے جان بوجھ کر نکاح کرے۔ و
الذی یزوج المحصنة التی لها زوج بعلم اور جیسے وہ شخص جو کسی
شوہر والی عورت سے جان بوجھ کر نکاح کرلے ان تمام صورتوں میں حلال و حرام جمع ہیں۔ والذی ینکح
المملوکة من الفیٔ قبل المقسم اور جیسے وہ شخص جو تقسیم مال غنیمت کے قبل کسی لونڈی سے نکاح کر
والذی ینکح الیهودیة والنصرانیة والمجوسیة وعبدة الاوثان و
علی المسلمة المحررة اور جیسے وہ شخص جو کتابیات سے نکاح کرلے درانحالیکہ اس کے پاس مسلمان آزاد
عورت موجود ہو ان مثالوں کو لکھنے کے آخر میں فرماتے ہیں۔ فهؤلاء کلهم تزویجهم من
جهة التزویج حلال حرام فاسد من الوجه الاخر لانه لم یکن
ینبغی له ان یتزوج الا من الوجه الذی امر الله عزوجل فلذلك صار
سفاحا مردودا ذلك کله غیر جائز المقام علیه ولا ثابت لهم
التزویج بل یفرق الامام بینهم پس یہ جتنے لوگوں کی مثالیں ہم نے دیں ان کے نکاح تزویج
کی جہت سے تو حلال ہیں مگر ایک دوسرے سبب سے فاسد ہیں کیونکہ ان لوگوں کو اسی طرح کا نکاح اختیار کرنا تھا جس کا
خدا نے حکم دیا ہے اور چونکہ انہوں نے ایسا نہ کیا لہذا ان کا نکاح سفاح کہا جائے گا اور رد کر دیا جائے گا اور وہ ایسی عورتیں
ان کے پاس نہ رکھی جائیں گی بلکہ امام کا یہ فریضہ ہے کہ ایک کو دوسرے سے الگ کردے ولا یکون نکاحهم
زنا ولا اولادهم من هذا الوجه اولاد زنا اور [illegible] نہ ہوگا کیونکہ
ہم پہلے بتا آئے ہیں کہ زنا وہ ہے کہ جس میں کوئی پہلو حلال کا نہ ہو) اور نہ اولاد ان کی اس وجہ سے اولاد زنا ہوگی
ومن قذف المولود من هؤلاء الذین ولدوا من هذا الوجه
جلد الحد اور جو شخص ایسی اولاد کو اولاد الزنا کہے گا اس کو حد لگائی جائے گی (دیکھو کہ واضح ہے کہ یہ سفاح
ہے زنا نہیں ہے) لانه مولود بتزویج رشدة وان کان مفسدا له بجهات
من الجهات المحرمة والولد المنسوب الی الاب مولود بالتزویج رشدة [illegible]

بنکاح مسلمة من الملل خارج من حد السفاح الزنا معنا نہ کہلائی جانے کی وجہ
بیان کرتے ہیں کیونکہ ویسا بچہ تزویج سے پیدا ہوا ہے اگرچہ یہ تزویج کسی حرام جہت سے فاسد ہے لیکن بچہ اپنے
باپ کی طرف تزویج ہی کے واسطے سے منسوب ہے جو ایک ملت میں رائج ہے جس کو زنا نہیں کہتے ۔

یہ خلاصہ ترجمہ جو عبارت کافی سے متعلق ہے اگرچہ اسی قدر ارباب فہم کے نزدیک کفایت ہے مگر ہم
زیادہ سے زیادہ اس مطلب کی توضیح کرتے ہیں تاکہ سائل کو سمجھنے کا موقع ملے ۔

اس میں شبہ نہیں ہے کہ جتنی اسباب متضاد جمع ہوا کرتے ہیں یعنی وہ سبب تحریم واقع ہوں یا تحلیل
اور یہ اختلاف موجود کسی طرح قابل انکار نہیں ہے شراب حرام ہے اور نجس ہے اسمیں کسی قسم کا شک
نہیں مگر پانی حلال ہے اور پاک دونوں کا حکم الگ ہے اگر کسی ظرف میں شراب ہو اور اسمیں پانی بھی
ملا لیا جائے تو اب یہ طاہر و نجس سے مخلوط ہو کر ۔ ہو جائے گا لیکن باوجود نجاست کے پھر بھی یہ کہنے کا حق حاصل
ہوگا کہ شراب ہی کی جہت سے نجاست اور حرمت شامل ہے اور پانی کی جہت سے طہارت اور حلت ہے کہ
ہر ایک جہت کا حکم واضح ہو جائے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مخلوط ہو جانے کے بعد بھی یہ طہارت اور حلت باقی ہے لیکن
درحقیقت ہر جہت کا حکم اصلی یہی ہے جو بیان کیا گیا ۔

بعینہ یہی بات ان فاسد نکاحوں میں ہے جن کی مثالیں سابق میں گذریں تزویج چونکہ محلل ہے اور اسی کی جہت سے
جائز عورتیں مباح ہو جاتی ہیں اسلیے عقد فاسد بھی تزویج کی جہت سے حلال سمجھا جائیگا لیکن اسمیں حرمت
پیدا ہونے کی دوسری وجہ ہے اور وہ وجہ یہ ہے کہ خدا نے ان عورتوں سے تزویج کو منع فرمایا ہے تو حرمت
تزویج کی جہت سے نہیں ہے بلکہ اس نہی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے جو جناب باری نے قرآن مجید میں ایسی
عورتوں کے متعلق کی ہے ۔ اگر سائل متعجب ہو کر کہے کہ ہم کو شک ہو تو ہم سمجھا دیں گے کہ اگر کسی
شخص نے اپنی جائز زوجہ منکوحہ سے حالت حیض میں مباشرت کی ہو اور سائل اسکو زنا کہے تو زن و مرد دونوں پر
حد زنا جاری ہونا چاہیے لیکن اسکے تو کوئی بھی قائل نہیں معلوم ہوتا ہے اسی وجہ سے کہ تزویج
جہت محللہ ہے اور حرمت نہی باری سے پیدا ہوئی ہے اسلئے فعل مذکور حرام ہے کیونکہ نہی موجود ہے مگر زنا ہرگز
نہیں ہے سائل کو بھی اسطرح کا تفاوت سمجھ لینا چاہیئے اور یہ نہیں کہا جا سکتی ہے کہ ایسی صورت میں زوجین پر حد کہیں

لازم ہوگی ۔

درحقیقت کلام یونس علیہ الرحمہ میں کوئی مقام ریب و شک نہیں ہے کیونکہ جب انھوں نے یہ بات بیان کر دی کہ زنا وہ کہی جاتی ہے جسمیں حلال کی کوئی جہت نہ ہو لہذا وہ صورتیں جسمیں حلال کی بھی کوئی جہت موجود ہو وہ سب زنا سے خارج ہو جائینگی لیکن یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ زنا کے صادق نہ کرنے سے حلال ہونیکا حکم نہیں کیا جا سکتا بلکہ صرف زنا کی نفی کیجاتی ہے سائل کو یہیں استبعاد ہو رہا ہے وہ اپنی نافہمی سے یہ خیال کرتا ہے کہ جب زنا نہیں ہے تو حلال ہونا چاہیے یہ غلط ہے کیونکہ ہر غیر زنا حلال نہیں ہے جیسا کہ ہم نے ابھی مثال زن و شوہر میں دکھلایا کہ فعل قطعاً حرام ہے اور پھر ہرگز زنا نہیں ہے یوہیں سمجھنا چاہیے کہ یونس علیہ الرحمہ و الرضوان مذکورہ صورتوں کو یہ نہیں کہنا چاہتے کہ وہ حلال ہیں بلکہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہ تمام شکلیں زنا نہیں کہی جاتی ہیں مگر حرام ہیں اور اسمیں کسی قسم کا نہ استبعاد ہے نہ استحالہ ۔ اب بتاؤ کہ ڈوب مرنے کا کون مستحق ہے جس کے دماغ میں کوئی بات آتی نہیں ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ پہلے سمجھنے کی کوشش کریں کہ کہنے والا کیا کہتا ہے پھر اعتراض کا شوق فرمائیں ۔

اس اختلاف جہات کا ثمرہ بھی ظاہر ہوا کرتا ہے جیسا کہ یہاں ظاہر ہوا اس کیلئے ہزاروں مثالیں ہیں فرض کرو کہ کوئی شخص مکان مغصوب میں نماز پڑھتا ہے نماز کی حیثیت کا اگر خیال کرو تو وہ جائز ہے اور اس کے بجالانے کا حکم ہوا ہے اور اسمیں ثواب ہے وغیرہ وغیرہ اور مکان غصبی میں واقع ہونے کی حیثیت کا لحاظ کرو تو یہ ممنوع ہے اور ناجائز ہے ۔

یوہیں قربانی حلال ہے اور موجب ثواب ہے لیکن اگر حیوان حرام سے متعلق ہو تو ناجائز ہے موجب عتاب ہے ہر ایک جہت اپنا حکم ساتھ رکھتی ہے ۔

یوہیں پیغمبر کی معیت اگر صرف معیت رسول اور آپ کا ساتھ دینا مقصود ہے تو ہر جہت سے ممدوح ہے اور جہت ثواب اور سبب رضائے رب الارباب ہے اور اگر یہ معیت ایذا دہی کے لیے ہو تو ممنوع ہے اور موجب لعنت رب ہے آپ ملاحظہ فرماتے ہیں کہ کیوں کر ایک ہی شئ جہات مختلفہ سے مختلف حکم رکھتی ہے ۔

مذہب اہل سنت کے عجائب

یہ جو کچھ ہم نے لکھا یہ ان تاؤیلوں کا جواب بلا تاویل تھا جو کلام یونس علیہ الرحمہ والرضوان میں ہمارے مخالف کو ہوئی تھیں لیکن ہم وہی حیثیت سے اپنے مخالف سے پوچھتے ہیں کہ ان مسائل نکاح کا جناب کبھی کبھی بدقت فرصت حل ثابت کریں تاکہ آپ پر علم و جہل کا فرق آشکار و روشن ہو جائے ۔

(۱) رجل تزوج امراۃ نکاحا فاسدا فدخل بہا فجاءت بولد لستۃ اشہر ثبت النسب منہ واختلفوا فی اعتبار ہذا الوقت انہ یعتبر ستۃ اشہر من وقت النکاح او من وقت الدخول قال ابوحنیفۃ وابویوسف یعتبر من وقت النکاح ۔ ص ۱۷۰ فتاوائے قاضی خان

ترجمہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح فاسد کیا (یہ عنوان مسئلہ محرمات سے بھی نکاح کرنے کو شامل ہے جیسے ماں بہن وغیرہ) اس کے بعد اس نے اس عورت سے ہم بستری کی اب اس کے یہاں چھ مہینے کے بعد بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کا نسب ثابت ہو جائیگا یعنی یہ بچہ اسی نکاح کرنے والے کا ہوگا اس میں اختلاف ہے کہ یہ چھ مہینے نکاح کرنے کے وقت سے گنے جائینگے یا ہم بستری کرنے کے وقت سے ابوحنیفہ اور ابویوسف نے کہا کہ یہ چھ مہینے نکاح کرنے کے وقت سے گنے جائینگے

اب سائل صاحب اپنے یہاں کے مسئلہ میں غور کریں اور فرمائیں کہ نکاح فاسد میں محرمات اور محارم کے ساتھ عقد کرنا بھی آگیا کیونکہ یہ صورتیں عنوان مسئلہ میں مستثنیٰ نہیں تو آپ بتائیں کہ چھ مہینے کے بعد لڑکا اگر پیدا ہو تو اس کا نسب ثابت ہو جائیگا اور نسب ثابت ہونے کا فائدہ جناب کو معلوم ہے کہ وہ میراث میں کام آتا ہے تزویج کے حرام و حلال ہونے میں خبر رکھتا ہے وغیرہ وغیرہ تو معلوم ہوا کہ وہ ولد الزنا نہیں سمجھا جائیگا ورنہ زنا سے تو نسب ثابت نہیں ہوتا اگر مسئلہ الحاق زیاد بابی سفیان پر عمل نہ کیا جائے ۔ اور معاویہ کی پیروی نہ کی جائے ۔

اور جب صورت مسئلہ میں نسب ثابت سمجھا گیا تو معلوم ہوا کہ زنا نہیں ہے ورنہ نسب کیسے ثابت ہوتا

پھر اب یہ بات نکاح محرمات تک آئی ہے اور نکاح فاسد ہے اور زنا نہیں ہے لہذا حد زنا بھی نہ لگائی جائے گی اور نسب ثابت ہے اب ذرا یونس کی تقریر پر اپنا اعتراض یاد کرو اور چاہو غرق ہو جاؤ چاہو شرم کرو۔

لیکن مسئلہ میں جو طرفہ امتیاز ہے اگرچہ وہ معلوم ہو چکا لیکن امام ابو حنیفہ کی اتنی بات اور قابل غور ہے کہ نکاح سے چھ مہینے کا گذرنا ثبوت نسب کے لیے ضروری ہے تو اگر ربیع الاول کی یکم کو نکاح ہوا اور شعبان تک اس سے ہم بستری نہیں ہوئی اور یکم ماہ صیام کو عورت کے یہاں بچہ پیدا ہو گیا تو اسکا نسب ثابت ہو جائیگا اب یہ آپ کا کام ہے کہ اسکو امتیاز کے موافق ثابت کر دیجئے۔

(۲) رجل غاب عن امراته وهی بکرا و ثیب فتزوجت بزوج اخر وولدت کل سنة ولدا قال ابو حنیفة الاولاد للاول ص ۱۰ فتاوے قاضی خان	ایک مرد اپنی بی بی کو چھوڑ کر چلا گیا اور وہ عورت کنواری تھی یا کنواری نہ تھی جب وہ اسے چھوڑ کر غائب ہو گیا تو اس عورت نے ایک دوسرے مرد سے نکاح کیا اور ہر سال ایک لڑکا جنا۔ تو ابو حنیفہ کا ارشاد ہے کہ سب لڑکے اس پہلے شوہر کے ہیں جس کے بعد اس عورت نے دوسرے مرد سے نکاح کیا ہے۔

اب یہ حضرات اہلسنت کا کام ہے کہ وہ ہمیں اس مسلم کو سمجھا دیں کہ مرد طلاق دیکر نہیں گیا تھا پھر تعلق اول اسطرح باقی ہے پھر عنوان مسئلہ میں یہ بھی ہے کہ اس عورت نے تعلق اول کے باقی رہتے ہوئے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا یہ لڑکے جو ہر سال اس عورت سے پیدا ہوئے ہیں وہ زنا زادے کیوں نہیں ہیں اور اس مرد کو زانی کیوں نہیں کہتے اور یہ بچے کس وجہ سے اول کے سر تھوپے جاتے ہیں۔

(۳) مجبوب تزوج امراة فمكثت عنده زمانا ثم جاءت بولد قال ابو یوسف الولد ولده و یحلها ذلك لزوج كان قبله طلقها ثلثا فتاوے قاضی خان ص ۱۵	ترجمہ ایک ایسے شخص نے جو آنثیین کے نکال لینے کیوجہ سے بیکار ہو گیا تھا اس نے ایک عورت سے نکاح کیا وہ عورت اس کے بعد اس مرد کے پاس ایک زمانہ تک رہی پھر اس عورت کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو ابو یوسف کہتے ہیں کہ وہ لڑکا اسی مجبوب کا ہے اور یہی مجبوب اس عورت کو پہلے شوہر کے لیے حلال بھی کرسکتا جس نے اسکو اس مجبوب کے پہلے تین طلاق دیئے تھے - یہ لطائف قابل غور و فکر ہیں ہم نے وہ باتیں لکھی ہیں جو راستہ میں چلنے والے کو چراغ دکھلائیں وہ بھی نہایت قلت کے ساتھ - آیندہ بلا ذوق بحث لاتی-

امداد و پرورش ایتام

مرسلہ از دہلی

ارباب جود وسخا! خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس شیعہ یتیم خانہ دہلی کی عمارت کا سنگ بنیاد ۲۶ اگست ۱۹۲۸ء کو ایک عظیم الشان جلسہ میں عالیجناب معلی القاب حجۃ الاسلام آیۃ اللہ فی العالمین حضرت قدوۃ العلماء فخر زمن مولانا مولوی السید آقا حسن صاحب قبلہ مرحوم لکھنوی مجتہد العصر والزمان کے دست حق پرست سے درگاہ پنجہ شریف کشمیری دروازہ میں نصب ہوا تھا بحمد اللہ اب وہ عالیشان عمارت شیعہ یتیم خانہ دہلی کارکنان انجمن حسینی کی ان تھک سعی و کوشش - ایتام کی افراط و زیادتی - قوم کی بخشش و کرم کی وجہ سے قریب تکمیل ہے اور بعد تکمیل بھی ناکافی نظر آتی ہے جس میں گلستان قومی کے چھوٹے چھوٹے نورستہ پودے جن کے باغبان دست اجل کا شکار ہو چکے ہیں - جن کے غنچہ ہائے تمنا زمانہ کے تیز اور تند جھونکوں سے افسردہ - جن کے شگوفہائے آرزو حوادث زمانہ کی آندھیوں سے پژمردہ ہو چکے ہیں مصیبت زدہ دل اور حسرت بھری آنکھیں اس غریب الوطنی کے عالم میں آپ کی فیاضی اور دریا دلی کا تماشہ دیکھنے کے لیے بصد شوق و تمنا آرزومند ہیں - اپنی زندگی راحت و آرام سے بسر کر رہے ہیں - علی الصباح بعد قرآن خوانی و تعلیم دینی بزرگان قوم و محبان ملت و حامیان یتیم خانہ کیلیے وقت دعا ہوتے ہیں بقول کسے ؎

بے کسی و نامرادی پاس حرمان ہم نفس ... زندگی یہ ہے تو ایسی زندگی کس کام کی!
فرش گل پر لوریاں دیتی رہی جن کو نسیم ... کیا خبر ان کو کسی آوارۂ و ناکام کی!
صاحبان جود بھی دست عطا کر دیں دراز ... منتظر ہے ہاتھ پھیلائے دعا ایتام کی!

اگر آپ حضرات کی توجہ اسی طرح اس قومی ادارہ کی طرف مبذول رہی تو انشاء اللہ آپ کی فیاضی اور کرم سے اُمید واثق ہے کہ موجودہ عمارت شیعہ یتیم خانہ کے پہلو بہ پہلو افتادہ زمین پر عنقریب دوسری سربفلک عمارت تیار ہو جائے گی اور ایتام کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا برعکس موجودہ حالت کے۔ بوجہ نہ ہونے عمارت درخواستہائے داخلہ ایتام مجبوراً نامنظور کرنی پڑتی ہیں شریعت اسلام میں جو خاص اہمیت ایتام کو دی ہے وہ اور مذاہب میں کم نظر آئے گی - متعدد حدیثوں اور مختلف عنوانات

یتیموں کی امداد و اعانت - دستگیری و پرورش - ان کی آیندہ زندگی درست کرنے کے لیے جد و جہد - انکی تعلیمی اخلاقی مدارج بلند کرنے میں سعی - ان کے سامان زندگی مہیا کردینے میں کوشش کرنا یقینی رضائے حق کا موجب ہے یہ ایسے لاوارث گروہ کی خود خداوند کریم نے سرپرستی فرما کر جو ظل پدری کے قابل قدر نعمت سے دست اجل کے ذریعہ محروم ہو چکے ہیں اور اب دنیا میں آیندہ فلاح و بہبود کا انحصار صرف قوم کے ارباب ہمت و کرم کی توجہ اور ہمدردی پر رکھتے ہیں امداد و اعانت پر ترغیب و تحریص دی کبھی (واما الیتیم فلا تقہر) کہہ کر ہمدردوں کو ڈرایا کبھی (ذوی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین وابن السبیل) سے ان کے حقوق کی طرف متوجہ کیا کبھی (الم یجدک یتیماً فآوی) سے یتیموں کی پناہ دینے اور ان کی امن و عافیت کا انتظام کرنے کی طرف اشارہ فرمایا اور کبھی (ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً و یتیماً و اسیرا) سے یتیموں کی شکم پری میں اہل رضا کو شریک کیا غرضیکہ مثال قرآنی احادیث نبوی (من ضم یتیماً الی الطعام حتی یستغنی عنہ) یعنی جو شخص اپنے کھانے میں کسی یتیم کو شامل کرلے یہانتک کہ وہ یتیم سیر ہو جائے تو اسپر جنت واجب ہے - غربا - فقرا - مستحق غیر مستحق آپ کے دست کرم سے ہمیشہ مستفید و مستفیض ہوتے رہتے ہیں - قومی حمیت اس بات کی مقتضی ہے کہ آپ ان ستم رسیدہ و دور افتادہ یتیم بچوں کو بھی اپنے عیال میں شمار فرمائیں جو شیعہ یتیم خانہ دہلی درگاہ پنجہ شریف کی عمارت میں مقیم ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے (من عال یتیماً حتی انقطع یتمہ) جو کسی یتیم کو اپنا عیال بنا لے یہانتک کہ وہ بالغ ہو جائے تو خدا اسپر جنت واجب کرتا ہے - جس طرح ایتام کا مال کھانیوالوں پر جہنم واجب کرتا ہے - اقوال و سیرت ائمہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم کفالت ایتام کے ثواب عظیم پر شاہد ہیں کہ جسقدر انہماک ایتام کی پرورش اور نگہداشت میں دکھایا ہے اُس کا اندازہ غیر لوگ نہیں کرسکتے - میدان کربلا میں ہمدردی ایتام کا ناقابل فراموش سبق جو آپ کی شاہراہ بنایا گیا ہے اس کی مثل و نظیر کسی قوم کی تاریخ میں نظر نہیں آتا - یاد کیجئے جبکہ آپ کے اجداد طاہرین نے صرف ایتام و مساکین کی امداد کیلئے روزہ پر روزہ رکھا اور اپنے حصہ کا کھانا یتیموں کو عطا فرمایا - آپ کی نظر التفات ان بدنصیب ستم رسیدہ بچوں کو جن کی بدبختی نے آغوش مادری سے اور جن کی بدقسمتی نے سایۂ پدری کی قابل قدر نعمتوں سے محروم کر دیا ہے جو عالم غربت و بیکسی میں آج آپ کی فیاضی اور فراخ دلی کے بھروسہ پر پیارے وطن کو خیرباد کہہ کر

شیعہ یتیم خانہ دہلی درگاہ پنجہ شریف کشمیری دروازہ صوبہ دہلی قائم کردہ انجمن حسینی کی عالیشان عمارت مین پناہ گزین ہین اور مختلف مدارس صنعت وحرفت ودیگر شعبہ جات مین تعلیم پا رہے ہین ؎

بس آپ ہی ہین اب ارمان نکالنے والے ۔۔۔ ملے ہین خاک مین سب ان کے پالنے والے
خدا کے بعد بھروسہ ہے آپ کا ان کو ۔۔۔ کرے گا قابل خدمت کبھی خدا ان کو
یہ التفات کرم رائگان نہ جائے گا ۔۔۔ کرین گے حق یہ ادا اک زمانہ آئیگا

محبان علیؑ وبتولؑ وپیروان فرزندان رسولؐ ! شیعہ یتیم خانہ واقع درگاہ پنجہ شریف کشمیری دروازہ صوبہ دہلی قائم کردہ انجمن حسینی نمایندہ شیعہ جماعت کی ترقی جو برائے اغیار قابل رشک وحسد وبرائے احباب سبب مسرت ہے آپکے احسان حمیت مذہبی وجذبہ عصبیت قومی پر منحصر ہے ۔ ہرکس وناکس کو سال بھر مین تین مواقع عید الفطر ۔ عید قربان ۔ شب برات ۔ دیگر موقعون کے علاوہ ضرور پیش آتے ہین ۔ ان موقعون پر امیر، غریب، رئیس، فقیر، خادم، مخدوم اپنی آمدنی کا قلیل جز خیرات وبہترین صرف کیلئے ضرور صرف کرتا ہے ۔ اس لیے برادران اسلام سے گذارش ہے کہ اولاد فاطمہؑ وامانت رسولؐ کو دشمنان اسلام کے پنجون سے بچائین اور فطرہ کی رقم شیعہ یتیم خانہ دہلی مین ارسال فرمائین ۔ بموقعہ عید قربان بیرونی حضرات قیمت کھال اور مقامی حضرات قربانی کی کھالین عنایت فرماکر اپنی قوم کے بے والی ووارث بچون کی جو شیعہ یتیم خانہ دہلی مین مقیم ہین سرپرستی فرمائین نیز ان غنچہ ہاے افسردہ وشگوفہ ہاے پژمردہ کو بموقعہ شب برات اپنے پیارے بچون کی خوشی کا تصدق حلوئی اور آتشبازی مین سے قلیل رقم سے امداد واعانت فرماکر ثواب حاصل فرمائین ۔ ہر صوبہ ۔ شہر ۔ قصبہ ۔ وہر دیار کے مومنین سے خواہش کی جاتی ہے کہ ولمے ۔ درمے ۔ قدمے ۔ سخنے ہر قسم کی امداد پر یک دل ہوکر آمادہ ومستعد ہوجائین کہ ہر جمعہ بعد نماز رضاے حق اور شفاعت رسولؐ برحق کا استحقاق حاصل کرنے کے لیے مومنین شیعہ یتیم خانہ دہلی کا تذکرہ فرماکر ایک کافی رقم سرمایہ مین جمع فرمائین اپنے قومی یتیم جگر کے ٹکڑون کو گداگری کی نحوس مصیبتون اور فقر وفاقہ کی بلاؤن سے نجات دینے کے لیے خود گھر گھر جاکر چندہ وصول فرمائین اور اسکو قومی خدمت اور اخلاقی وایمانی فرض تصور فرمائین ؎ خدا نے آجتک اُس قوم کی حالت نہین بدلی + نہ ہو جسکو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

یتیموں کے ساتھ ہمدردی اور ان کی سرپرستی کے حسنات کسی مومن سے پوشیدہ نہیں جیسا کہ حدیث نبوی میں ارشاد ہے (کافل الیتیم کہاتین فی الجنۃ واشار باصبعیہ) یعنی میں اور وہ شخص جو یتیم کی امداد و پرورش کرے جنت میں اس طرح ہوں گے جس طرح ایک انگلی دوسری انگلی سے متصل ہوتی ہے یونہی میرا اور مدد کرنے والے کا درجہ متصل ہوگا۔ موالیان ائمہ اطہار اور شیدائیان رسول مختار اس قومی ادارہ کی ایسی امداد و استعانت فرمائیے کہ دنیا کی قوموں میں آپ کی جد و جہد، فیاضی، ایثار اور مالی قربانی کی دھاک بیٹھ جائے اور آپ کی نیک کمائی بہترین صرف میں آئی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس قومی ادارہ میں آپ کی عنایت کردہ رقم کی حفاظت کی جاتی ہے آپ کے عطیہ کو بدیانت بموجب ہدایت صرف کیا جاتا ہے۔ تمام حساب آمد و خرچ دفتر شیعہ یتیم خانہ درگاہ پنجہ شریف دہلی میں موجود رہتا ہے ہر وہ شخص جس نے کسی مد میں بھی عطیہ مرحمت فرمایا ہے حساب کتاب کی جانچ پڑتال جس وقت بھی چاہے تعین وقت کے ساتھ کر سکتا ہے۔ اگر ہماری قومی انجمنیں اپنے فرائض کا احساس کریں اور اپنی مقامی ضروریات کے ساتھ ساتھ اس قومی ادارہ شیعہ یتیم خانہ دہلی کی امداد و اعانت پر توجہ مبذول کریں تو ہماری قوت مستحکم۔ بنیادیں مضبوط اور سرمایہ وافر ہو جائے جیسا کہ دستہ حیدریہ دہلی۔ امامیہ انجمن اجمیر۔ انجمن حسینیہ پانی پت نے اس ادارہ کی ضروریات کو محسوس کر لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اسی طرح دیگر انجمنیں بھی شیعہ یتیم خانہ دہلی کی معاون ہو جائیں تو انشاء اللہ عنقریب تمام مشکلات دور ہو جائیں اور یتیم خانہ کی حالت قابل رشک ہو جائے بحق محمد و آل محمد اپنے دست کرم کو بڑھائیے۔ ایتام شیعہ یتیم خانہ دہلی کی اعانت فرمائیے اور دیگر مومنین کو متوجہ فرما کر قصر جنت خرید فرمائیے ؎

بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

امداد کا طالب

سید محمود حسین زیدی کسمرا اسسٹنٹ سکریٹری

شیعہ یتیم خانہ دہلی

اشک غم

نقشِ حیات محو کرد اُمدروشِ ستمگری — دورِ جہانِ بے ثبات گردشِ چرخِ چنبری
ذکر بماند آن نماند حیف کہ در جہان نماند — طاعتِ خاص قنبری عجز و نیاز بوذری
خواب شد و فسانہ گشت فخر لبِ ذکر گشت — سطوت و شانِ کسروی دبدبہ سکندری
گشت زمانہ نوحہ گر رفت ز دہر دانشور — سوز و گدازِ عابدیؑ صدقِ مقالِ جعفریؑ (گوہر)

فرقہ اہل تشیع جس کی غم انگیز داستان دل ہلا دینے والی ہے اور جو بمصداق "الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر" دنیا مومن کیلیے قید خانہ اور کافر کیلیے جنت ہے ہمہ دم مصائب و آفات کا شکار ہے اس کے آلام کی حکایات اور اس کے ہموم کا ذکر زبان قلم سے نہین بیان ہو سکتا تھوڑا ہی زمانہ گذرا جب اس کے سر سے حضرت باقر العلوم اعلی اللہ مقامہ کا سایہ اٹھا اور اس غم کی کڑی دھوپ نے دل پگھلا دیے ہنوز اس غم کے اثرات فنا نہ ہوے تھے کہ ایک دوسری چوٹ قلب مغموم پر پڑی جو حضرت قدوۃ العلما اعلی اللہ مقامہ کے انتقال پر ملال سے پیدا ہوئی یہ سلسلہ غم یہین منقطع نہین ہوتا بلکہ آگے بڑھتا ہے اور جناب مولانا مولوی سید محمد سجاد صاحب قبلہ بنارسی کی خبر موت آتی ہے جو ہوش ربا اور روح فرسا ہوتی ہے۔ درحقیقت ممدوح کی موت نہ تنہا اہل بنارس کے لیے جانگزا ہے بلکہ تمام مومنین بلاد اس غم سے متاثر ہین آپ کا تبحر علمی اور آپکی وہ کاوشین جو نشر علم مین آمدو شد نفس کیساتھ وابستہ تھین مخفی نہین تنہا آپ ہی کی ذات والا صفات تھی جس نے بنارس ایسے بتکدہ کو توحید کی تبیحون سے کعبہ مراد بنا دیا اور دار العلوم دینی کی اساس قائم کی یہ صرف آپ ہی کی ہستی تھی جسکی تنہا کوشش نے وہ نتیجہ مترتب کیا جو مدہا باہمی دست سعی سے اگر محال نہین تو ناممکن ضرور تھا۔

اس تاریک زمانہ مین دل سوز دین و مذہب یہی چراغ ہدایت تھے جنکی شعاعین شاہراہ ہدایت کو نمایان کر کے دکھاتی تھین افسوس کہ موت کے تند جھونکون نے انھین گل کر دیا اور انکا غم چراغ داغ بنکر دلون مین جاگزین ہوا خدا پسماندگان ممدوح کو صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے۔ ہماری دعا ہے کہ پروردگار عالم ہمارے ان راہبران کامل و ہادیان دین کو جو زمانے کے ہاتھون مغلوب نظر آرہے ہیں اپنے حفظ و امان مین رکھ کر عمر طویل کرامت فرمائے اور ہماری ناقدر شناسیون سے غض بصر کرے بحق محمد و آلہ الامجاد۔ "بر من منگر بر کرم خویش نگر" مدیر سہیل

قطعۂ تاریخیہ انتقال پر ملال حضرت سید الفقہا تاج العلما مولانا مولوی سید محمد سجاد صاحب بانی طاب ثراہ

از خبر موحش و غم آفرین — دست بصد حسرت بچشم آستین
آن نشنیدی که به پیچید دهر — ظل ظلیلے ز سر مومنین
رفت بدست اجل آن گهر که بود — خاتم ضوبار عمل را نگین
سید سجاد که با علم خویش — بود چراغے بسر راه دین
دامن ضوبار خورشش بر پچید — کشته شد از باد مخالف، همین
رخ ز جهان تافت که گوشش شنید — "ازلفت الجنة للمتقین"
رونق بازار جهانِ عمل — یوسف مصرِ شرف و مجد و دین
کوکب تابندۂ چرخ کمال — گوهر رخشندۂ شرع متین
مهر جهانتاب بدرج عروج — بر فلک علم، چو ماهِ مبین
داشت عروجے بزمانہ، که بود — خوشۂ پروین فلک خوشه‌چین
بهر عدو حرف خشش، همچو زهر — بهر محبان سخنش، انگبین
طرز کلامش، همه جا دلپسند — طور بیانش، همه دم دلنشین
موجۂ کوثر شود از فرط لطف — موجے فزاید، چو ز چین جبین
طبع روانش، چو یم سلسبیل — قطع بیانش، چو دم تیغ کین
متقی و عابد و شب زنده دار — شمع شب انجمن ساجدین
چون دل آئینہ دلش پاک صاف — طینتِ صافیش چو ماء معین
ساغر سرشار بهشتی چو دید — کرد بدل از نگه واپسین
رفت ز دنیائے دنی آن چنان — ما همه بیتاب شدیم اینچنین
فرط غم مصرع سال وفات — خواسته چون از دل اندوهگین
گفت که بشکن دل صبر و بگوئے — مرجع سجاد بهشت برین

نشاط الکسلان

ایک شخص نے اس آیت " اذن اللہ فی بیوت ان ترفع " مین لفظ " بیوت " کو پیش دیکے پڑھا اور " فی بیوتٌ " کہا - ایک دوسرے شخص نے اُس کی تصحیح کی اور کہاکہ قران مین " فی بیوتٍ " ہے اور یہی ہونا بھی چاہیے کیونکہ " فی " کلام عرب مین اپنے معمول کو زیر ہی دیتا ہے اس نے کہاکہ جب خدا اس کو پیش دینا چاہتا ہے یہ کہکے کہ " ان ترفع " رفع دے جائین تو آپ اس کے زیر دینے والے کون ؟ وہ شخص یہ جواب سنکے ہنسنے لگا اور خاموش ہوگیا " رفع " کلام عرب مین بلند کرنے کو کہتے ہین اور اصطلاح نحو مین ضمہ یعنی پیش کو کہتے ہین اس شخص نے آیت مین معناے ثانی مراد لیے اور " بیوت " کو پیش دیکے پڑھا -

---

فضال بن حسن ایک روز ابو حنیفہ کے پاس گیے اور وہان ایک اچھا خاصہ مجمع تھا راہ مین انھون نے اپنے ساتھی سے کہاکہ چلو آج ابو حنیفہ سے ایک ایسی گفتگو کرون کہ وہ خجل ہو اور کوئی جواب نہ دے سکے چنانچہ یہ پہنچے آپس مین صاحب سلامت ہوئی اور انھون نے ابتداے کلام یون کی :-

فضال بن حسن کونی " اے ابو حنیفہ میرا ایک بھائی ہے جو کہتا ہے کہ رسول کے بعد سب سے بہتر ذات امیرالمومنین علی بن ابی طالب کی ہے " اور مین کہتا ہون کہ نہین ، سب سے بہتر بعد رسول ابو بکر ہین اور پھر عمر ، تو آپ کا کیا مسلک ہے اور کیا راے ہے "

یہ سنکر ابو حنیفہ نے اپنی گردن جھکائی اور تھوڑی دیر سکوت کے بعد گردن اٹھاکے کہاکہ انکی منزلت ، افضلیت ، اور فخر اسی سے ظاہر ہے کہ وہ بعد موت ، رسول کے پہلو مین دفن ہین ، اب اس سے بڑھ کے کیا حجت افضلیت ہو سکتی ہے ؟ "

فضال بن حسن نے کہاکہ مین نے یہ بات اپنے بھائی سے کہی تھی ، تو اُس نے جواب دیاکہ دو صورتین ہین ، یا تو وہ زمین جس مین یہ دونون دفن ہوے رسول کی تھی ، اگر ایسا تھا تو انھون نے ایسی

زمین میں جسمین کہ ان کا کوئی حق نہ تھا، دفن ہو کے ظلم کیا۔ اور اگر زمین رسول کی نہ تھی اور انکی تھی اور انھوں نے رسول کو ہبہ کر دیا تھا، تب بھی بڑی بات کی کہ اپنے ہبہ کی طرف پھر رجوع کی اور گویا اس کو باطل کر دیا اور جو عہد رسول سے تھا اُس کو بھول گیے"۔

ابو حنیفہ نے پھر سر جھکا لیا اور تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ وہ زمین اُن کی نہ تھی مگر اُنھوں نے عائشہ اور حفصہ کے حق کو خیال کیا اور اس اعتبار سے استحقاق دفن اُن کو ہوا، اور اس اعتبار سے وہ دفن کیے گیے"۔

فضال بن حسن نے کہا کہ کیا کہوں، میں نے اس سے یہ بھی کہا تھا، مگر وہ ایک نہیں مانتا اور اس بات کا یوں جواب دیا کہ ہم نے مانا کہ وہ حق زوجیت میں دفن کیے گیے، مگر رسول کی نو بیبیاں تھیں اور زوجہ کا حق ثمن ہے اور اس اعتبار سے ہر زوجہ کیلیے تسع ثمن ہوتا ہے اگر اس حصہ کی اور اس اسم کی پیمایش کی جائے تو ایک بالشت زمین حصہ میں آے گی لہذا ایسی صورت میں، ایک چھوڑ، دو طویل القامت انسان ایک بالشت میں کیسے آگیے، اس کے ماسوا اگر زمین وراثۃً انھیں ملی تو یہ کیا کہ بیبیاں تو حق پائیں اور وارث ہوں، اور بیٹی اپنے حق سے محروم کر دی جائے"

اس کا جواب ہی کیا تھا، ابو حنیفہ نے مجمع سے پکار کے کہا" ارے اسے بھگا دو یہ ملعون رافضی ہے" لعنہ اللہ"

"جاحظ" عثمانی ایک بڑے علامہ ہیں اور علماے اہل تسنن میں ان کا پایہ شرف بہت بلند ہے باوجود اس حسن کے ایک قبح بھی انمیں تھا وہ یہ کہ ان سا کریہ المنظر اور بدشکل آدمی اُس عہد میں ڈھونڈھے نہ ملتا تھا چنانچہ بعض شعراے یہ شعر بھی ان کے متعلق کہا ہے:- ؎

لو یمسخ الخنزیر مسخا ثانیا   ماکان الا دون قبح الجاحظ

شعر کا ترجمہ عمداً چھوڑتا ہوں مسخ کا تعلق "خنزیر" سے ایسا ظاہر و نمایاں ہے جس کے بیان کی ضرورت نہیں۔

بہرحال ایک روز ایک عورت ان کو ایک مصور کے دوکان پر با صرار لے گئی اور جب وہاں پہنچے تو اس عورت نے مصور سے کہا "بس ایسے ہی" یہ کہہ کے وہ عورت چلی گئی۔ یہ نہایت متحیر و پریشان کہ یہ کیا واقعہ ہے، آخر مصور ہنسا بعد اس نے کہا کہ یہ عورت مجھ سے فرمائش کرتی تھی کہ ایک "شیطان کی تصویر" اسے بنا دی جائے، چونکہ میں نے کبھی شیطان کی زیارت نہ کی تھی لہذا میں اس کی تعمیل نہ کر سکتا تھا، آج وہ آپ کو لے آئی اور یہ کہہ کے کہ "بس ایسی ہی" تمام مذمات میرے قطع کر دیئے۔

ایک شخص دریا میں جا رہا تھا کہ ایک دوسرے شخص نے اس سے پوچھا "آپ کا نام کیا ہے" ۔ کہا مجھے "بحر" کہتے ہیں، کہا جناب کس کے باپ ہیں" ۔ کہا "ابو فیض کے" ۔ اس نے کہا "آپ بیٹے کس کے ہیں" جواب دیا مجھ باپ کا نام ہے "ابن الفرات تھا" ۔ یہ سنکر اس سائل نے کہا ۔ "تو آپ سے کشتی میں بیٹھ کے ملنا چاہیے"۔ کیونکہ غرق ہو جانے کا اندیشہ ہے ۔

بعینہ واقعہ مذکورہ کی طرح ایک دوسرا واقعہ پیش آیا اور وہ یہ کہ ایک آدمی نے ایک جوان سے پوچھا جو سنی تھا کہ ۔ "آپ کے باپ کا کیا نام ہے" کہا اسکو "عمر" کہتے ہیں ۔ کہا ماں کا کیا نام ہے کہا ۔ "عائشہ" ۔ نے پوچھا ۔ "چچا کا نام فرمائیے" کہا "عثمان" پھر اس شخص نے پوچھا کہ "آپ اپنا تو نام بتائیے" ۔ ابھی یہ جواب نہ دینے پائے تھے کہ ایک دوسرے شخص نے جو قریب ہی تھا، کہا آپ کو "شمر" کہتے ہیں یہ سنکر اور حاضرین ہنسنے لگے ۔

جس شخص کا تذکرہ کیا گیا یہ ایک بہت بڑے خاندان کی فرد تھی جو سنی تھی مع اپنے خاندان کے، یہ تمام خاندان عراق میں تھا اور ایک زمانہ میں تحقیق حق کر کے سب کے سب شیعہ ہو گئے ۔

ماء الحیات یعنی نوجوانی کا بیمہ

ہم اس عرق پر جتنا ناز کرین کم ہی۔ یہ عرق طب یونانی کا مایہ ناز ہی اور سرار اطباء مین سے ہی ہم ناظرین کو اس امر کیطرف ملتفت کرتے ہین کہ جتنے خواص اسکے لکھے جاتے ہین اگر اسمین سے کوئی جھوٹ ہو تو فوراً قیمت واپس لی جاوے اگر آپکے اعضاء جوارح کام کاج سے ہمت ہار چکے ہون اگر آپکا دماغ ہر وقت چکر کھاتا ہو اگر دل بیٹھا جاتا ہو اور اگر قوت متفکرہ بالکل معطل ہو گئی ہو اگر اختلاج قلب سے آپ بے چین ہو گئے ہون اگر تولید حزن قطعی نہ ہوتا ہو اگر غذا ہضم نہوتی ہو اگر قوت حیوانیہ جواب دے چکی ہو بسا اوقات خجالت حاصل ہوتی ہو اگر ضعف و ناتوانی کا آپ پر غلبہ ہو اگر کام کرتے کرتے دماغ تھک گیا ہو تو ماء الحیات ان تمام امراض مین اکسیر کا حکم رکھتا ہی مین بقسمیہ عرض کرتا ہون کہ اگر اس عرق کو آپ ہر روز دو مرتبہ نوش فرمائین تو آپ کبھی ضعیف نہونگے اور آپکے بال سفید ہونگے اور نہ آپکی کسی قوت مین کمی ہوگی۔ ان فوائد سمیت قیمت فی بوتل جو ایکماہ کو کافی ہوگی صرف پانچ روپیہ صہ

نوٹ :۔ یہ عرق اعادۂ قوت باہ کیواسطے نظیر نہین رکھتا صرف ایک ماہ کے استعمال کے بعد آپکے چہرہ کو سرخ و سپید کر دیتا ہی۔ اگر آپکو بیخوابی کی شکایت ہے تو صرف تین دن استعمال کرنے سے نہایت آرام سے نیند آئیگی

وقار ہاؤس نمبر ۹۵ صحبتیال باغ لکھنؤ

باہتمام محمد جواد نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ مین چھپا

اور سید نواب علی اڈیٹر و پبلشر نے دفتر سہیل مین وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے شایع کیا

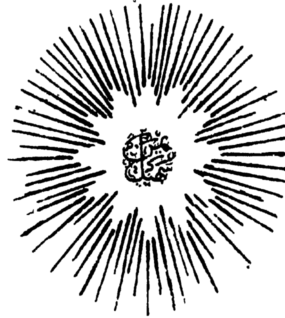
علمبردار حمایت مذہب

رجسٹرڈ نمبر اے ۱۵۶۳

۷۸۶

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

اے رسول نہ پاؤ گے تم کسی ایسی قوم کو جن کا ایمان خدا اور روز آخر پر ہو اور پھر وہ دشمنان خدا و رسول سے محبت کریں۔

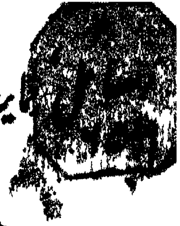


سہیل یمن

مجلۂ علمیہ

مدیر خاص

ابو البراعة سید ظفر مہدی گہر نصیر آبادی الجائسی



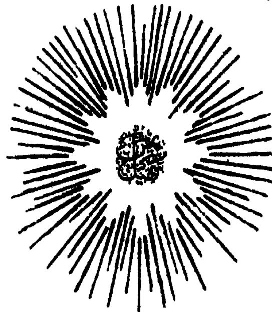
ایت مذہب

رجسٹرڈ نمبر اے ۱۵۶۳

۶۸۶

لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله

اے رسول نہ پاؤ گے تم کبھی ایسی قوم کو جو ایمان خدا اور روز آخر پر لائے اور پھر وہ دشمنان خدا و رسول سے محبت کریں

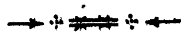


سہیل یمن

مجلۂ علمیہ

مدیر خاص

ابو البراعۃ سید ظفر مہدی گہر نصیر آبادی الجائسی



قواعد سہیل یمن

(۱) یہ رسالہ ہر ماہ عربی کے پہلے ہفتہ مین شایع ہوگا۔
(۲) سہیل کی ضخامت فی الحال ۴۰ صفحات سے کم نہوگی۔
(۳) سہیل جملہ خریدارون کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا۔
(۴) اگر خریدارون کے پاس کیوجہ نہ پہونچ سکے تو ۲۰ ماہ عربی تک دفتر مین اطلاع نہ پہونچنے پر دوبارہ روانہ کیا جاسکتا ہو اسکے بعد ۴؍ کا ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جائیگا۔
(۵) سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال ۳؎ اور ششماہی ۲؎ ہوگی
(۶) جملہ مراسلات و ارسال زر و خط وکتابت بنام ابو البراعۃ مولوی سید ظفر مہدی گہر پروپرائٹر و مدیر خاص سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ ہونا چاہئیے۔
(۷) مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر حدود منازل سہیل سے متجاوز نہونگے اور معیار علم پر ٹھیک اترینگے تو بصد امتنان شائع کیے جائینگے۔
(۸) سہیل کو چونکہ آیندہ اپنے کام مین جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے توسیع پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر استعانت حاضر خدمت نہوگا۔
(۹) نمونہ کا پرچہ ۴؍ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا۔ مفت حاضر خدمت نہوگا۔
(۱۰) خریدارون سے عرض ہی کہ خط وکتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دین ورنہ تعمیل ناممکن۔
(۱۱) جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے
(۱۲) مضامین موصولہ ضرور بالضرور طبع ہونگے اسکا ذمہ دار اڈیٹر نہین اور نہ وہ مضمون کے واپس کرنیکا ذمہ دار ہے

اغراض و مقاصد سہیل یمن

(۱) ہندوستان کے بہترین اہل قلم کے علم[ی]
مضامین کی اشاعت۔
(۲) معاندین اسلام خصوصاً مخالفین مذہب[ِ] [شیعہ]
کے بیجا اعتراضات اور حملون کا دفاع۔
(۳) حقیقی اخلاق اسلامی نشر۔
(۴) علمی قومی اور مذہبی اور اُن ملکی معاملات پ[ر]
جو مذہب سے متعلق ہونگے تبصرہ و نقد۔
(۵) حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے [سـ]
وانح کا نشر۔

مشتہرین

اس کثیر الاشاعت رسالہ مین اشتہار [...]
وقت ذیل کا نرخنامہ ضرور ملاحظہ فرمالین

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صـ[فحہ]
ایک سال کیلئے	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چھ ماہ کیلئے	[illegible]	[illegible]	[illegible]
تین ماہ کیلئے	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ایک ماہ کیلئے	[illegible]	[illegible]	[illegible]

کوئی صاحب کمی اُجرت کی خواہش نہ فرمائیں [...]
کی گنجائش نہین مثل ترتیب کے صفحات کا نر[خ]
اسکے علاوہ ہے جو بذریعہ خط وکتابت طے [...]
ہے اُجرت اشتہار پیشگی آنا چاہئیے۔

منیجر سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سہیل کی توسیع اشاعت مین مدد کرنا نصرت دین ہے

ہر ماہ ہجری کے شب ہفتہ میں ایک مرتبہ شائع ہوتا ہے قیمت سالانہ ہندوستان میں ... بیرون ہند ... محصول



یہ رسالہ محض احقاق حق کی نیت سے نکالا جاتا ہے ... کی تبلیغ کیلیے اگر کسی کو اس سے دل آزاری کا خیال ہو تو اسکے دیکھنے کیلئے شائع نہیں کیا گیا

سہیل یمن

[illegible]

[illegible]

ماہ شوال ۱۳۴۷ھ مطابق ماہ مارچ ۱۹۲۹ء

فہرست مضامین

جنیوۃ الدہر

خدا کا لاکھ لاکھ شکر کہ آج سہیل یمن کا دور چہارم شروع ہوتا ہے اور اسکے مدیر کا قلم تولائے اہلبیت کے راستہ کو دفاع عن المذہب کرتا ہوا طے کرتا ہے، یہ جو کچھ بھی تھا اور ہے جبکہ عمل سے زیادہ وقیع نہیں اس سے ہزار گنا زیادہ ہوتا تب بھی اسی لفظ کے مفہوم میں محیط ہوتا چونکہ جو کچھ بھی کیا جا رہا ہے وہ کم ہے اور بہت کم،

مذہب جسکے احساس کے بغیر میرے نزدیک انسان انسان نہیں اسکی مدد اور اسکی نصرت ایک وہ فریضہ ہے جو من جانب اللہ ہے رسول کی کاوشیں انبیائے اسلف کی کوششیں ائمہ معصومین کی جانبازیاں، پرستاران مذہب کی جانثاریاں، علمائے سلف کی عرق ریزیاں سب اسی فریضہ اور اسی احساس کے کرشمہ سازیاں تھیں،

اُسوقت زمانہ مخالف بھی تھا اور مساعد بھی، اس حیثیت سے کہ کفار کی آوازیں انکی ایذا رسانیاں انکا مقابلہ مہم حق کے لیئے سد راہ تھا، زمانہ کو مخالف کہہ لیجیے، ہو سکتا ہے مگر اس حیثیت سے کہ انصار مذہب موجود تھے وہ کم ہی کیوں نہوں، اعوان مذہب کے رگوں میں خون حمیت جوش زن تھا وہ اپنی حیات کو معاملہ مذہب میں نثار کرنا اپنا فخر سمجھتے تھے وہ اپنی زندگی کو ان معاملات میں موت پر ترجیح نہ دیتے تھے بلکہ موت انکی نگاہوں میں ایک حسین شے تھی جسکے استقبال کے لیئے انہیں کی ہر فرد آمادہ نظر آتی تھی بدر، خندق وخیبر وصفین، وحنین وجمل، اسی فریضہ کی عملی تصویریں تھیں جو ایک کمزور فرقہ نے اپنے زوردار بازؤں سے اور توانا ہاتھوں سے صفحہ دہر پر کھینچ دیں یہ وہی تصویریں ہیں جنہیں شہداء کے خون سے رنگ بھر گیا ہے اور آج تک مذہب انکی سعی بلیغ پر نازاں اور مفتخر نظر آتا ہے، اصرت اسلام کے پھیلانے کے لیئے اور برائے نام مسلمان کہنے کے لیے یہ سرفروشیاں نہ تھیں ورنہ ان معرکوں کی ضرورت

نہ تھی کیونکہ صفین وجمل وشام کے جنگجو اپنے زعم میں مسلمان تھے اور اُنکو اسلام کا دعوی تھا اور ایسا دعوی کہ ایک جم غفیر اُنکے اتباع میں نظر آتا ہے وہ دولت کا زور بھی اور یہی سبب ہے مگر اُنکے ساتھ ایک ایسی جماعت بھی جسکا شمار ناممکن و محال ہے،

پھر یہ حرب کیوں ہوے یہ خونریزیاں کیوں ہوئیں یہ انصار نے اپنی جانیں کیوں دیں مجاہدین نے اپنے گھروں کو کیوں وداع کیا موت کو کیوں ترجیح دیگئی حیات کیوں حقیر نظر آنے لگی ؟ کبھی ان باتوں پہ غور بھی کیا ہے، اگر نہیں تو اب غور کیجئے اور سمجھئے، صرف اسلئے کہ اسلام والے نام کے مسلمان تھے اور تبدیل شریعت اور تغیر احکام اُنکا نصب العین تھا، رسول کے لائے ہوئے احکام خدا کے فرض کی ہوئی باتیں مٹ رہی تھیں، شراب کا دور تھا محرمات سے کوئی پرہیز نہ تھا، واجبات کا ترک تھا رقص وسرود کی محفلیں گرم نظر آتی تھیں، خدائی فرامین فرلتن کی ٹھوکروں سے ٹھکرائے جاتے تھے اور حقارت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے،

یہ وہ باتیں تھیں کہ حسین سا مجاہد مع اپنے انصار واعوان کے گھر چھوڑ کر تپتی تابکے موسم میں بچوں کو ہمراہ لیکر نکل پڑا اور کربلا کے میدان میں داغ پہ داغ کھا کر یہ ثابت کردیا کہ حسین اپنی زندگی میں شریعت کا یہ تغیر اور احکام خدا کی یہ بے وقعتی جو ایک شرابخوار وفاسق کے ہاتھوں ہورہی ہے نہیں دیکھ سکتا اور ایسی زندگی کو ایک لمحہ کے لیئے بھی گوارا نہیں اسکے باوفا اصحاب تھے اسکے پرجوش آواز پر لبیک ..... کہی اور آج گنج شہیداں کی زمین اور کربلا کا مقتل انکے ان نعروں سے جو ہمارے اسلام کے محفوظ رکھنے کے لیئے کیے گئے تھے گونج رہا ہے یالیتنی کنت معھم فافوز فوزا عظیما،

آپ غور تو کریں کہ کن احکام شرعیہ میں تعطل تھا صوم وزکوٰۃ وصلوٰۃ ولو غلط ہی سہی سب اپنے اپنے مقامات پر تھیں، پھر کیا تھا محرمات کا جواز عملًا ہورہا تھا اور احکام خدا کی وقعت خاک میں ملائی جارہی تھی جسکو دیکھکر رہبران حق نے اپنی جانیں دیدیں،

پھر آج کیا ہو رہا ہے کیا اُس سے بدتر زمانہ نہیں کیا تغیر شرع اور تبدیلی احکام

شریعت، اور محرمات کے جواز کے ساتھ صوم وصلوۃ وزکوۃ کم نہیں پھر کیا یہ خاموشی کا وقت ہے کیا ایسی صورت میں پرستاران دین کی مدد اور دین کی نصرت فرض نہیں کیا ترقی کے یہی معنی ہیں کہ مذہب مٹا دیا جائے کیونکہ اسکی وجہ سے ترقیوں میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے،

میں بھی یہی کہتا ہوں کہ اسکی وجہ سے ترقیوں میں کاوٹ ہوتی ہے تو کیوں نہ وہ کوشش کیجے کہ سب ایک مذہب پر نظر آئیں تاکہ اختلاف مذاہب کی بھیانک شکل نگاہوں سے پنہاں ہوجائے اور اسلام و بانی اسلام کی مراد پوری ہو وہ بھی یہی چاہتا تھا کہ قاف سے تا قاف ایک مذہب ہو اور جب ایسا ہوتا تو یہ تعصب کی ٹکریں ہوتیں نہ مذاہب کا تصادم، نہ آج ترقی کرنے والوں کو یہ موقع ہوتا کہ وہ کہتے کہ مذہب مانع ترقی ہے درحقیقت مذہب مانع ترقی نہیں بلکہ اختلاف مذاہب کا تصادم مانع ترقی ہے،

یہی وہ خیالات ہیں جو مذہب کی طرف سے آج ہر فرد کو غافل کیے ہوے ہیں اور یہی وہ غفلت ہے کہ وقل ماعن المذہب بھی آج بری نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے اور رہبران کامل، ائمہ معصومین پر جو حملے کیے جاتے ہیں انکا جواب دینا اچھا سمجھا جاتا ہے اور انکا دفاع برا سمجھا جاتا ہے اسکو کہتے ہیں زمانہ کی گردش یہ ہے عالم کا انقلاب کہ جن لوگوں نے اپنی جانیں اسلام پر فدا کر دیں انکو اگر برا کہا جاتا ہے تو چپکے سنو اور کچھ نہ کہو یہ حمیت اسلامی تو حمیت جاہلیت سے بھی بدتر نکلی ذہے صد افسوس :-

گیا ہے عرش معلی پہ شور نالوں کا خدا بھلا کرے آزار دینے والوں کا

از غلط بخشی ابنائے زماں نیست عجب کہ گہر آب ستانند و بدریا بخشند

مدیر ناچیز کی کوششیں در آپکی قلمی اور غیر قلمی تگ و دو جو کچھ بھی تھیں اور ہیں خدا انکو بہتر جانتا ہے کہ وہ محض قربۃ الی اللہ ہیں اور انشاءاللہ جب تک آمد و شد نفس ہے اہلبیت کے دروازہ پر یہ انکی غلامانہ سعی اور خادمانہ کوشش برقرار رہیگی انشاءاللہ زمانہ اسکے اس رویہ کی بری

نگاہوں سے دیکھے یا اچھی نگاہوں سے اسے یقین ہے کہ یہ اسکا دینی فریضہ ہے اور اس یقین کی بعد اگر کوئی فتوےٰ حرمت بھی نکلے تو شاید اسکے اس یقین کے زور کو توڑ نہ سکے بلکہ خود شکستہ پائی کا شکوہ سنج نظر آئے،

ابنائے جنس کے ہمت شکن اقوال اور ابنائے زمانہ کے دلشکن عمل اگرچہ اس کی اجازت نہیں دیتے کہ آج کوئی شخص میدان عمل میں نظر آئے کیونکہ انہیں ایک کی کوشش دوسرے کی طرف منسوب کر دینے میں کوئی باک نہیں اور وہ ان بعض الظن اثم، سے بالکل ناواقف رہنا چاہتے ہیں،،

مگر ایک وہ ہستی جسکو نام و نمود کی بت خانہ ساز کا عشق نہیں وہ ان باتوں کی پروا نہیں کر سکتی کیونکہ اسکا قبلۂ سعی کچھ اور ہے اور اسکا حجر الاسود مراد کعبہ نمود میں نہیں، بلکہ عتبہ عالیہ ابوتراب علیہ السلام پر ہے، لہذا اسکے کہ ان باتوں سے اسکی ہمت ٹوٹے اسکا دل اور بڑھتا ہے کہ اسکی سعی کے نتیجہ پر اسکے بزرگوں کی سعی کامل کا گمان قطرہ پر دریا کا شبہ اور سہیل پر آفتاب کا دھوکا ہے، یہی وہ چیز ہے جس پر مجھے جتنا بھی فخر ہو کم ہے



تو وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بے ننگ و نام ہے   یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گھر کو میں

ابھی سہیل کے سرورق پر آپ کو گل بوٹے نہ دکھائی دینگے اور اسپر نقاشی کی دل چسپیاں نہ نظر آئینگے اسکی یہ وجہ نہیں کہ میں نے کوئی کوتاہی کی بلکہ اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ خریداران سہیل نے میرے اس تین سال کی کوشش کو جو سہیل کی صوری تزئین میں تھی بہت زیادہ پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھا بلکہ اسکے خلاف اکثر حضرات نے مجھے سرزنش کی کہ جتنا روپیہ سہیل کے ٹائٹل میں صرف ہوتا ہے وہ ایک حد تک اسراف کی حد میں آتا ہے، یہ سچ ہے کہ سہیل کے ٹائٹل میں جو کچھ بھی حسن ابتک پیدا کیا گیا وہ کافی رقم کا ممنون تھا خصوصا سال گذشتہ تو اسکے کئی رنگ میں چھپنے کی وجہ سے ایک معتد بہ رقم صرف ہو گئی اور جسقدر

زرکثیر صرف ہوا اتنا ہی ملامت مدیر میں اضافہ نظر آیا، یہ بات تو ضرور ہے کہ کوئی ایسا رسالہ جسکی لیئے تین روپیہ سال مقرر ہوں وہ اس سیر چشمی سے صرف نہیں کرسکتا اور پھر اسوقت جبکہ رسالہ کی گردش محدود ہو اور تعداد منحصر ہو، میرے اس قول کی تصدیق اور رسائل حاضرہ آپ کرسکتے ہیں،

بہرحال اس سال میں نے بھی توبہ کی اور ٹائیٹل میں سوا تنوعات کے ہر چیز برقرار رکھی جس سے کچھ نہ کچھ بار میں تو ضرور تخفیف ہوجائیگی، اور یہی کیا کم ہے کہ اب میں وہ ملامت نہونگا،

کون سنتا ہے کہانی میری　　اور پھر وہ بھی زبانی میری

ہر سال کا وظیفہ ہے کہ متواتر خریداروں کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے کہ زرسالانہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیجیے اور ابھی تو کئی ماہ برابر اس یاددہانی کا سلسلہ جاری رکھا گیا مگر نہ معلوم کیا جذبہ ہے وی پی کی آمد میں کہ انکا استقبال بالجبر پسند ہے اور منی آرڈر کا رسال بالجبر ناپسند اسمیں بھی کوئی مصلحت پنہاں ہوگی ابتک باوجود اسکے کہ صرف گنتی کے دن ماہ شوال کے ختم ہونے میں باقی ہیں بہت کم منی آرڈر وصول ہوسکے اور یہی اصرار ہے کہ وی پی بھیجیے وصول کرلیا جائیگا، اچھی بات ہے مجھے اسمیں کیا عذر ہوسکتا ہے لیجیے وی پی حاضر خدمت ہے، خدا مبارک کرے۔

صرف یہی نہیں، کئی مرتبہ یہ بھی عرض کردیا گیا ہے کہ سہیل کی قیمت مع محصول ۳ سالانہ ہے مگر ہمارے اکثر کرم فرما صرف تین روپے بھیجکے خاموش ہوجاتے ہیں بلکہ یاددہانی کے لیئے دو پیسہ کا خون بھی ہوتا ہے اور یوں بجائے چار آنے کے ساڑھے چار آنے کا خون ہوتا ہے، غالبًا ایسے خریدار سمجھتے ہوں گے میرے چار آنہ نہ بھیجنے سے کیا نقصان ہوسکتا ہے کیونکہ یہ ایک حقیر رقم ہے مگر واللہ یہ بھی تو غور کیجیے کہ ہر خریدار اگر یہی اپنی جگہ خیال کریگا تو یہ قطرہ قطرہ کی کمی دریا کے ہستی پر اثر کریگی، براہ کرم تین روپے بھیجتے وقت چار آنوں کو نظر انداز نہ فرمایا کیجیے کیونکہ وہ اعانت کا جزو متمم ہے،

———

احقاق الحق

از قلم مولانا سید الحسنین صاحب مدیر رسالہ سلطانیہ

الاسئلۃ و الاجوبۃ

سوال علی ابن ابی طالب کی ولایت قرآن مجید سے ثابت کرو اور اُنکی محبت کا وجوب کسی قرآنی آیت سے ثابت کرو

جواب خداوند عالم سورۂ مائدہ میں ارشاد فرمایا ہے یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین ترجمہ اے میرے پیامبر پہونچادے اس عہد ولایت کو کہ جو علی ابن ابی طالب کے بارے میں تجھپر نازل کیا گیا ہے اور اگر تونے عہد ولایت کو نہ پہونچایا تو تو نے میرے رسالت کے کام کو انجام نہ دیا، اور منافقین سے مت ڈر اسلئے کہ خدا تجھکو اُنکے شر سے محفوظ رکھیگا، اور خدا کافر قوم کی ہدایت نہیں کرتا ہے، جمہور علمائے اہل سنن اور جملہ مفسرین اسلام تفسیر میں اس آیت کے تحریر فرماتے ہیں کہ یہ شان میں علی علیہ السلام کے نازل ہوا ہے۔ بمقام غدیر خم جو درمیان مکہ و مدینہ واقع ہے، اور نزول اسکا اسوقت ہوا ہے جب رسول مقبول حج وداع سے واپس آرہے تھے، چنانچہ بعد نزول آیہ شریفہ آپنے حجاج کو مجتمع فرمایا اور پالان شتر کے منبر پر تشریف لے گئے اور علی علیہ السلام کا ہاتھ تھام کے بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل دونوں بزرگوں کی نمایاں ہوگئی اور پھر فرمایا آپنے الست اولی منکم بانفسکم کیا میں میں اولی بالتصرف اور حاکم نہیں ہوں مسلمانوں نے عرض کی بلی ہاں آپ ہم لوگوں کے نفسوں پر حاکم ہیں اُسوقت آپنے فرمایا فمن کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وال

من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ وادر الحق معہ کیف ما دار ہ ترجمہ میں جسکا مولیٰ ہوں اسکے علی بھی مولیٰ ہیں خدا وند دوست رکھے اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو علی کو دشمن رکھے، مدد کر اُسکی جو علی کی مدد کرے اور چھوڑ دے اُسکو جو علی کو چھوڑ دے اور حق کو علی کے ساتھ کر دے جدہر علی جائیں اودہر حق جائے،

علامہ روزبہان سنی المذہب اپنی کتاب ابطال منہج الباطل واہمال کشف العاطل میں تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث غدیر خم کتب صحاح اہل سنن میں وارد ہے اور صحیح ہے اور محصل حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ جب حج آخری سے واپس ہو رہے تھے تو غدیر پر پہونچکر آپنے قیام کیا، چونکہ یہ مقام جدائی کا قافلوں کے ہے اور رسول اللہ کو معلوم تھا کہ میرا آخری زمانہ ہے اسکے بعد میں مر جاؤنگا اور مجکو پھر ایسا مجمعہ مسلمانوں کا نہ ملیگا لہذا جو کچھ وصیت کرنی ہو کر دینی چاہیے تاکہ مسلمان میرے اہلبیت سے محبت کریں اور میرے قبیلہ کو دوست رکھیں چنانچہ آپنے سوال کیا الست اولیٰ منکم بانفسکم کیا میں تم سے اولیٰ نہیں ہوں تمھارے نفسوں پر حکومت کرنیکے لیے قالوا بلیٰ اُن لوگوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ اسوقت آپنے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ الی آخر الحدیث میں جسکا مولا ہوں اسکے علی بھی مولا ہیں آخر حدیث تک، اور اسمیں شک نہیں کہ علی سردار تھے قبیلہ بنی ہاشم کے اور بزرگ ترین اہلبیت محمد تھے لہذا رسول اللہ نے اُنکے فضائل کا ذکر اچھا سمجھا اور اُنکو اپنے نفس کے مساوی بنادیا کہ جسطرح میں تمھارا ولی ہوں اُسیطرح علی بھی تمھارے ولی ہیں اور جسطرح تملوگ مجھ سے محبت رکھتے ہو علی سے بھی محبت رکھو اور جسطرح میری نصرت کرتے تھے علی کی نصرت کرو، اور یہ سب امور آپنے اسلیئے فرمائے تھے کہ مسلمان علی کو بعد رسول اپنا سردار مان لیں اور اُنکی اطاعت فرمانبرداری کریں،

اس کلام سے علامہ روزبہان کے اور حدیث غدیر اور آیت بلغ سے علی کا ولی ہونا اور اُنکی محبت کا مثل محبت رسول کے واجب ہونا ثابت ہوگیا، اور علی کا خلیفہ ہونا بھی معلوم ہوگیا اب منکر اگر انکار کریں تو یہ اُنکی نادانی وجہالت ہے،

صواعق محرقہ ابن حجر عسقلانی صفحہ ۲۷،

قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم غدیر خم فرمایا میں جسکا مولا ہوں اُسکے علی بھی مولا ہیں اے پروردگار عالم تو دوست رکھ اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو علی کو دشمن رکھے،

ورواہ ثلاثون صحابیا وان کثیرا من طرقہ صحیحۃ اس روایت کو تیس آدمیوں نے اصحاب رسول اللہ سے نقل کیا ہے اور اکثر طرق اُسکے صحیح ہیں،

اس کلام سے بھی ابن حجر کے معلوم ہوگیا کہ حدیث غدیر صحیح ہے، اور علی کو یوم غدیر خم رسول اللہ نے ولی اور خلیفہ اپنا بنایا تھا وھو المطلوب،

ابن عقدہ کتابے برائے ذکر حدیث غدیر تصنیف نمودکہ آنرا مسمیٰ ساختہ بحدیث الولایۃ و بیک صد و پنج طریق ایں حدیث درآں ذکر نمودن عبقات الانوار،

ابن عقدہ علیہ الرحمہ نے حدیث غدیر کے متعلق ایک کتاب تصنیف کی ہے جسکا نام اُنے حدیث الولایۃ رکھا ہے اور جسمیں ایک سو پانچ طریقہ سے حدیث غدیر نقل کی ہے دیکھو عبقات الانوار،

قال اللہ تبارک وتعالی فی القرآن المجید والفرقان الحمید قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ، ترجمہ خداوند عالم پچیسویں پارہ سورہ شوریٰ میں ارشاد فرمایا ہو کہ کہدے اے رسول اپنی امت سے کہ میں تم سے اجر رسالت کچھ نہیں مانگتا مگر یہ کہ تم لوگ میرے قرابتداروں سے محبت کرو، زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف صفحہ ۲۳۹ میں تفسیر میں اس آیت کے لکھا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی شان میں اہلبیت محمد مصطفےٰ کے چنانچہ مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ من قرابتک ھولاء الذین وجبت علینا مودتھم یہ جنکی مودت ہم لوگوں پر واجب ہے آپکے قرابتداروں میں سے کون لوگ ہیں

قال علی و فاطمہ و ابناھما فرمایا حضرت نے وہ لوگ جنکی مودت قرآن میں اس آیت سے
خدا نے واجب قرار دی ہے وہ علی ہیں اور فاطمہ ہیں اور ان دونوں کی اولاد ہیں اسکے بعد وہ
لکھتے ہیں کہ اسی وجوب قربیٰ پر وہ روایت بھی دال ہے کہ جو علی بن ابی طالب علیہ السلام سے
مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن رسالتمآب سے شکایت کی لوگ مجھ سے حسد
کرتے ہیں اور مجھ کو دشمن رکھتے ہیں آپ نے فرمایا یعنی رسول اللہ نے اے علی کیا تم راضی نہیں ہو
کہ چوتھے ہو ان چار آدمیوں میں سے پہلے سب سے میں جنت میں داخل ہونگا پھر تم داخل جنت
ہوگے پھر حسن و حسین علیہما السلام داخل جنت ہونگے اور ازواج ہمارے داہنے بائیں طرف ہمارے
ہونگی اور ذریتیں ہماری بھی ہونگی ان ازواج کے اور سب کے سب داخل جنت ہونگے، وعن
النبی حرمت الجنۃ علی من ظلم اھلبیتی و آذانی فی عترتی و من اصطنع صنیعۃ الی احد
من ولد عبد المطلب ولم یجازہ علیہا فانا اجازیہ علیہا غدا اذا لقینی یوم القیامۃ
ترجمہ فرمایا حضرت رسول نے کہ جنت حرام کردی گئی ہے اُس شخص پر جسنے ہمارے اہلبیت پر ظلم
اور جسنے مجکو اذیت پہونچائی ہمارے اہلبیت کو اذیت پہونچا کر اور جس نے کوئی نیکی کی اولاد
حضرت عبد المطلب کے ساتھ اور اسکا بدلہ اُسکو نہیں ملا تو میں اُسکا بدلہ اور عوض کلہٗ یوم قیامت
میں اُسکو دونگا جب وہ مجھ سے ملاقات کریگا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
من مات علی حب آل محمد مات شہیدا الا ومن مات علی حب آل محمد مات
مغفورا لہ الا ومن مات علی حب آل محمد مات تائبا الا ومن مات علی حب آل
محمد مات مومنا مستکمل الایمان الا ومن مات علی حب آل محمد بشرہ ملک الموت
بالجنۃ ثم منکر و نکیر الا ومن مات علی حب آل محمد یزف الی الجنۃ کما تزف العروس
الی بیت زوجہا الا ومن مات علی حب آل محمد فتح لہ فی قبرہ بابان الی الجنۃ ومن مات
علی حب آل محمد جعل اللہ قبرہ مزار ملائکۃ الرحمۃ الا ومن مات علی حب آل
محمد مات علی السنۃ والجماعۃ الا ومن مات علی بغض آل محمد جاء یوم القیامۃ

ردّ الجہول

(سلسلۂ ماسبق)

قولہ - دربابِ امامت خود ائمہ معصومین میں اختلاف تھا جناب حضرت امام زین العابدین اور حضرت محمد حنیفہؓ (چچا بھتیجے) دونوں حضرت مدعی امامت تھے اور باہم خوب اس امر پر تنازع ہوتی تھی کہ حجر اسود تک نوبت آئی چنانچہ یہ قصہ مجالس المومنین میں مذکور ہے اگر امامت منصوص ہوتی تو یہ اختلاف کیوں ہوتا

نوٹ - یہ حقیر حافظ صاحب کی عبارت بلفظہٖ نقل کرتا ہے کیونکہ یہ حقیر عبارت میں کسی قسم کا تغیر و تبدل سخت معیوب سمجھتا ہے، یہانتک کہ اس حقیر نے الفاظ کے ہجے تک اکثر وہی لکھے ہیں جو حافظ صاحب کی کتاب میں ہیں، نہ معلوم مطبع صدیقی میں کون صاحب کاتب ہیں جنہوں نے اتنے اغلاط کیے ہیں کہ حد شمار سے خارج ہیں کہیں دونوں کو دو نو لکھا ہے، کہیں مسئلہ کو مسلہ از غرض وہ غلطیاں کی ہیں کہ اگر دیکھیں تو وہ بھی ہنسیں،

اقول، حافظ صاحب دکھانا تو یہ چاہتے ہیں کہ دربابِ امامت خود ائمہ میں اختلاف تھا اور مثال پیش کرتے ہیں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور جناب محمد حنیفہؓ کی حالانکہ حضرت محمد حنفیہؓ کو شیعہ امام نہیں مانتے ہیں، اگر آپکو مابین ائمہ علیہم السلام اختلاف دکھانا تھا تو آپ کوئی ایسی مثال پیش فرماتے جس سے دوازدہ امام علیہم السلام میں اختلاف پایا جاتا۔ حضرت محمد حنفیہؓ اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام میں معاذ اللہ کوئی خصومت نہ تھی بلکہ جناب محمد حنفیہؓ شانِ امام خلق پر واضح کرنا چاہتے تھے کہ دیکھو امام ایسا ہونا چاہیئے کہ جملہ چیزیں اسکے تابع فرماں ہوں، یہانتک کہ پتھر بھی باذن حق تعالیٰ امام سے کلام کریں چنانچہ مصنف جلاء العیون بحوالہ خرائج لکھتے ہیں کہ محمد حنفیہؓ کو سید الساجدین کی امامت میں شک شبہ نہیں ہوا وہ ابتدا سے انکو امام مفترض الطاعۃ جانتے تھے جو کچھ کہا اور حجر اسود سے مکالمہ کیا وہ اور لوگوں کے شکوک رفع کرنیکے لیئے تھا (جلاء العیون صفحہ ۱۷۰) امامت کا منحصر ہونا دوازدہ امام علیہم السلام میں احادیث کثیرہ سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ میں ایک حدیث لکھتا ہوں جو مسلمہ بین الفریقین ہے اور جسکو بخاری اور مسلم نے بھی اپنی صحیحین میں لکھا ہے،

عن جابر بن سمرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال ھذا الامر عزیزا منصوراً الی اثنا عشر خلیفة کلھم من قریش

جابر ابن سمرہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ یہ امر عزت والا رہیگا جب تک کہ مدد کرینگے بارہ خلیفہ جو سب قریش ہونگے

اگرچہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ بارہ خلیفہ وہ بارہ خلیفہ نہیں ہے جنکو حضرات اہلسنت مانتے ہیں کیونکہ اگر یہ ہوتا تو ولید کے بعد جو بحساب اہلسنت بارہواں خلیفہ تھا اسلام معزز نہ رہتا حالانکہ اسلام نے ولید کے مرنیکے بعد اور زیادہ ترقی کی اور بادشاہان عباسیہ و عثمانیہ کے زمانے میں فتوحات کا دائرہ اور بھی وسیع ہو گیا لیکن پھر بھی اگر حافظ صاحب یہ خیال فرمائیں کہ اس حدیث سے دوازدہ امام کے نام نہیں معلوم ہوتے پھر ہم یہ کیوں مان لیں کہ اس سے وہ ائمہ اثنا عشر مراد ہیں جنکو شیعہ مانتے ہیں تو میں ایک دوسری حدیث پیش کرونگا جسکو صاحب ارجح المطالب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے،

عن سلمان قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا الحسین علی فخذیہ وھو یقبل عینیہ ویقبل فاہ ویقول انت سید انت امام وابن امام حجة بن حجة ابو حجج تسعة تاسعھم قائمھم (اخرجہ فی المودات السید الھمدانی الشافعی واخطب خوارزم فی المناقب)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کے پاس گیا کیا دیکھتا ہوں کہ جناب امام حسین علیہ السلام آپکی ران پر بیٹھے ہیں اور آپ انکی آنکھوں اور منہ کو چوم رہے ہیں، اور فرماتے ہیں تو سید ہے تو امام ہے اور امام کا بیٹا ہے اور تو حجت ہے اور حجت کا بیٹا ہے اور نو حجتوں کا باپ ہے اور ان نو کا قائم آل محمد ہے (ارجح المطالب صفحہ ۴۰۲)

کیوں حافظ صاحب اب جناب کی سمجھ میں آیا کہ امامت خود آپکے یہاں کی احادیث سے ثابت ہے، اس حدیث سے ایک بات یہ ظاہر ہوتی ہے کہ قائم آل محمد علیہ السلام اولاد امام حسین ع سے ہونگے نہ کہ اولاد امام حسنؑ سے جیسا کہ حضرات اہلسنت کا عقیدہ ہے، ایک امر اور قابل غور ہے حضرت رسول صلعم نے فرمایا کہ تو نو حجتوں کا باپ ہے لیکن نواں انکا قائم آل محمد ہے،

گویا امام حسینؑ کے بعد نواں امام قائم آل محمدؐ ہے، اب اگر فرقۂ زیدیہ یہ کہیں کہ حضرت زید شہید رحمۃ اللہ امام تھے تو انکا قول باطل ہوگا کیونکہ اگر انکے عقیدے کے مطابق جناب زید شہیدؒ کو چوتھا امام مان لیا جائے اور انکے بیٹے کو پانچواں وقس علیٰ ہذا تو جناب زید شہید کی نسل میں سے نواں شخص ایسا پیدا ہونا چاہیے جو بقول رسول صلعم زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے اور حضرت عیسیٰ بن مریم اسکے ماموم ہوں (ارجح المطالب باب فضائل مہدیؑ صفحہ ۴۳۴) اور ابتک باوجود اسکے کہ حضرت زید شہید کی ۴۰-۵۰ نسلیں دنیا میں آچکی ہیں کسی مہدیؑ نے ظہور نہیں کیا حالانکہ حسب فرمودہ رسولؐ نواں انکا مہدی ہے لہذا ثابت ہوا کہ حضرت زید شہید رح امام مفترض الطاعۃ تھے ہی نہیں، اسیطرح آغاخانی خوجوں کا یہ دعویٰ کرنا کہ بعد حضرت صادق علیہ السلام کے حضرت اسمٰعیل بن حضرت صادق امام مفترض الطاعۃ تھے قطعاً باطل ہو جاتا ہے کیونکہ ان جناب کی نسل میں سے بھی کبھی ایسے مہدی نے ظہور نہیں کیا جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے اور حضرت عیسیٰ بن جناب مریم اسکے پیچھے نماز پڑھیں، اور اسیطرح تمام دیگر فرقہائے اسلام جو سوائے ائمہ اثنا عشر یعنی علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، عابدؑ، باقرؑ، صادقؑ، کاظمؑ، رضاؑ، تقیؑ، نقیؑ، حسنؑ عسکری، مہدیؑ کی کسی دوسرے کو امام مانتے ہیں قطعاً غلط راستہ پر چل رہے ہیں انکو چاہیے کہ اب بھی اپنے غلط عقائد سے توبہ کریں اور مذہب حق قبول کریں، یہاں ایک اور سوال پیدا ہو سکتا ہے وہ یہ کہ رسول خدا صلعم نے یہ فرمایا ہے ''تو حجت ہے تو حجت کا باپ ہے نواں انکا قائم آل محمدؐ ہے'' یہ تھوڑی فرمایا ہے کہ حجت نہم اسقدر عرصہ دراز تک زندہ بھی رہینگے، جواب یہ ہے کہ اول تو جیسا میں عرض کر چکا ہوں ہر امام کی سوائے امام حسن عسکریؑ کے انکی نسلیں گزر چکی ہیں جو تعداد میں ۳۰، ۳۵ سے بھی زیادہ ہیں اس صورت میں مجبوراً ماننا پڑیگا کہ قائم آل محمدؐ صرف امام حسن عسکریؑ کے صاحبزادے ہو سکتے ہیں کیونکہ صرف وہی حجت نہم ہو سکتے ہیں اور جب یہ مان لیا کہ وہی حضرت حجت نہم ہو سکتے ہیں تو لازماً یہ بھی ماننا پڑیگا کہ وہ زندہ ہیں کیونکہ حدیث رسول ہے کہ مہدیؑ

ہو ضرور فرمائینگے اور اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ معاذ اللہ ان حضرت نے رحلت فرمائی تو معاذ اللہ حدیث رسول غلط ہوئی جاتی ہے، رحلت حضرت امام حسن عسکری یقینی ہے اور انکا حجت ہشتم ہونا ظاہر اور ولادت صاحب العصر علیہ السلام بھی یقینی ہے پھر یہ ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ حجت ہشتم ابتک زندہ ہیں، ایک اور بات ہے آپنے غور فرمایا ہوگا کہ جس حدیث میں مہدی علیہ السلام کا ذکر ہے وہاں یا تو لیبعثن اللہ (برانگیختہ فرمائیگا) استعمال کیا گیا ہے یا لیخرجن (خروج کریگا) کہیں یہ نہیں ہے کہ ایک مرد پیدا ہوگا ان الفاظ پر غور کیجیے تو پھر آپکو بھی معلوم ہو جائیگا کہ مہدی سے مراد جناب امام عصر علیہ السلام ابن جناب امام حسن عسکری ہیں اور منصوص من اللہ امام وہی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام ہیں جنکو شیعیان علی امام مانتے ہیں،

قولہ - التصرۃ فی مسئلۃ الخلافۃ - قال اللہ عز اسمہ وعد اللہ الذین آمنو منکم وعدہ کیا اللہ تعالی نے جو ایمان لائے تم میں سے ف واضح ہو کہ منکم بصیغۂ جمع مخاطب خطاب ہے پس موعود خلافت میں سے کم نہ ہونگے خواہ زائد ہوں اور جنسے وعدہ ہے وہ موصوف بصفت ایمان ہیں، منافق و مرتد و کافر نہیں پس رد ہو گیا قول انکا جو کہتے ہیں کہ کل صحابہ مرتد ہو گئے. العیاذ باللہ وعملوا الصلحت اور کام کیے نیک ف معلوم ہوا کہ جنسے یہ کہ وعدہ ہے وہ متصف بصلاح و تقوی اور ابرار و نیکوکار لوگ ہیں نہ فاجر و بدکار فاحفظ پس معلوم ہوا کہ صحابہ کو ظالم غاصب کہنا عناد ہے

لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم بیشک بیشک خلیفہ [illegible] جیسے خلیفہ کیا انکو جو پہلے تھے انکے ف جیسے حضرت داؤد حضرت سلیمان اور بنی اسرائیل کہ مصر و شام میں مثل ملوک وہ حکمراں رہے اسیطرح [illegible] حکومت دینگے ف لیمکنن لھم دینھم اور البتہ یقینی [illegible] کے [illegible] اشاعت کریگے واسطے انکے دین [illegible] ف [illegible] سب

غالب ہونگا اور تسلط سے انپر قائم ہونگے اور وہ کیسا دین ہے الذی ارتضی لھم جسکو
پسند کیا اللہ نے واسطے انکے ف معلوم ہوا کہ جنسے وعدہ خلافت ہے انکا دین بھی
اللہ کا پسندیدہ و برگزیدہ ہے پس بقول شیعہ اگر حضرت امیر خلیفہ بلافصل برحق تھے
تو تقیہ میں کیوں رہا ہے ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا اور بیشک بیشک
چل دینگے او نہیں خوف کے بعد امن دیجو فی، الغرض بعقیدۂ مومنین پاک حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کو نہ خلافت فی الارض حاصل ہوئی نہ تمکن فی الدین نہ امن
از اعدا میسر ہوا پس شیعوں کے عقیدے کے قرآن پاک کی پیشین گوئی جھوٹی معاذ اللہ
ثم معاذ اللہ جب قرآن میں احتمال کذب پیدا ہوا تو رسالت بھی مشتبہ ہوئی جب
رسالت مشتبہ ہوئی تو اسلام کی حقیقت نہ باقی رہی اے ذریت ابن سبا تمہارے
اعتقاد نے اسلام کو بھی رخصت کیا، خلاصہ یہ کہ مومنین پاک نہ انکا خدا صادق الوعد
نہ رسول و قرآن راستباز نہ اسلام لائق اعتماد، فاعتبروا یا اولی الابصار ہم جمہور شیعوں کو
اعلان دیتے ہیں کہ جنکو خلافت خلفاے راشدین میں شک ہے وہ اسلام کی حقیقت
کو ثابت کریں،

اقول۔ خدا جانتا ہے ہمارے حافظ صاحب نے پوری آیت لکھنے سے کیوں گریز فرمایا ہے
شاید یہ سمجھتے ہوں کہ اگر ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا کے بعد یعبدوننی لا یشرکون
بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون بھی لکھدوں تو شاید کوئی بھی کچھ تاویلیں
پیش کردیں حضرت وعدہ میں تخصیص ان مومنین کی نہیں ہے جو اس زمانہ میں موجود تھے اسواسطے کہ
اکثر آیتیں ایسی ہیں کہ خطاب المومنین موجودین کیطرف ہے اور مراد تمام مومنین ہیں تا قیامت
مثلاً خداوند عالم فرماتا ہے ومن یرتد منکم عن دینہ الخ اگر اب ہم [illegible] سے یہ مطلب نکالیں
کہ منکم سے صرف مومنین زمانہ رسول صلعم مراد ہیں تو پھر آجکل جو لوگ مرتد [illegible] مومن
ہی رہینگے پس واضح ہوگیا کہ منکم سے ہمیشہ مومنین زمانہ رسول صلعم ہی مراد نہیں [illegible]

جمیع مسلمین مراد ہو سکتے ہیں اگرچہ وہ بعد زمانہ رسول صلعم ہوں، دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ خدا وند عالم آیت استخلاف میں ارشاد فرماتا ہے لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم اور اسکے آپ بھی معترف ہیں کہ کما استخلف الذین من قبلہم سے مراد جناب داؤد و حضرت سلیمان علیہم السلام ہیں پس معلوم ہوا کہ جن مومنین کاملین کو خداوند عالم نے خلیفہ بنانے کا وعدہ کیا ہے وہ بھی مثل انبیا معصوم ہوں گے اور چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ روے زمین تھے اور جنہ وغیرہ بھی اُنکے مطیع تھے اسلیئے یہ ضروری ہے کہ وہ مومنین کاملین جنکو خدا و رسول نے خلیفہ بنانے کا وعدہ فرمایا ہے تمام دنیا کے بادشاہ ہوں اور جنہ بھی اُنکے تابع فرمان ہوں ورنہ تشبیہ ناقص ہوگی معاذ اللہ کلام الٰہی ناقص ہو نہیں سکتا اسلیئے یہ ضروری ہوا کہ وہ مومنین کاملین جنسے خداوند عالم وعالمیان نے خلیفہ بنانیکا وعدہ فرمایا ہے مثل انبیاء علیہم السلام معصوم ہوں بادشاہ روے زمین ہوں اور جنہ وغیرہ بھی تابع فرمان اور یہ امر بین الفریقین مسلم ہے کہ حضرت ابوبکر ابن ابی قحافہ و عمر ابن خطاب و عثمان بن عفان مسلمان ہونے سے قبل عرصۂ دراز تک بت پرستی کرتے رہے تھے لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ معصوم نہیں تھے، یہ امر بھی محتاج دلیل نہیں کہ حضرات ثلثہ کے زیر فرمان کوئی جن نہ تھا اور نہ وہ تمام دنیا کے بادشاہ تھے لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ مصداق اس آیت کے نہیں ہو سکتے،

اہلسنت کے مذہب کی بنا بغض و مخالفت اہلبیت پر

سلسلہ ماسبق

یہ معلوم ہے کہ "شیعہ" کا لفظ محب کے معنوں اور دوست کے معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ قرآن مجید نے جناب موسیٰ کے قصہ میں قتل قبطی کا تذکرہ کر کے یہ لفظ مع اسکے ضد کے استعمال کیا ہے هذا من شیعته وهذا من عدوه، یہ دوست تھا اور وہ دشمن موسیٰ یہی نہیں بلکہ خود حضرات اہلسنت بھی اس لفظ کو اپنوں کے لئے استعمال کرتے ہیں معمولی افراد نہیں بلکہ اجلۂ علما، چنانچہ بشر بن ارطاۃ کے متعلق علامہ ابن حجر لکھتے ہیں،

وقال الدارقطنی له صحبة وقال ابن یونس کان من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم شهد فتح مصر وکان من شیعة معاویه وکان معاویه وجهه الی الیمن والحجاز فی اول سنة اربعین وامره ان ینظر من کان فی طاعة علی فیوقع بهم

دار قطنی نے بسر کو صحابی کہا ہے اور ابن یونس نے بھی اصحاب رسول میں سے شمار کیا ہے، بسر فتح مصر میں شریک ہوا اور شیعۂ معاویہ سے تھا اور معاویہ نے اسے یمن و حجاز کی طرف ۴۰ھ کے شروع میں بھیجا تھا اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ شیعیان علی اور محبان علی کو فنا کرے اور انکو ایذائیں پہونچاوے،

(اصابہ صفحہ ۱۴۸)

یہ وہی بسر بن ارطاۃ ہے جسکے متعلق گذشتہ نمبر میں لکھ چکا ہوں، انکے متعلق لفظ شیعہ ابن حجر نے استعمال کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ خواہ وہ سُنی طبقہ ہو یا امامیہ شیعہ دونوں کہے جا سکتے ہیں فرق اتنا ہے کہ امامیہ گروہ کثر اللہ امثالہم شیعہ علی علیہ السلام کہلاتے ہیں اور شیعہ اہلبیت اور حضرات اہل سنت شیعہ معاویہ وغیرہ اور شیعہ دشمنان اہلبیت کہلاتے ہیں یہیں سے یہ مطلب بالکل واضح ہے کہ اساس مذہب اہلسنت بغض و مخالفت اہلبیت پر قائم ہے۔

چونکہ خصوصیت گروہ امامیہ بحمد اللہ اسقدر واضح ہے کہ جب بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا تھا سوائے

ذہن اسی فرقہ خاصہ کیطرف ہوتا ہے لہذا اہلبیت کا مخالف اس لفظ کی مخالفت پر بھی آمادہ نظر آتا ہے چنانچہ وہ اپنے گروہ کا نام بجائے شیعہ عثمان کے عثمانیہ رکھتا ہے جیساکہ تاریخوں سے صاف آشکار ہے۔ اسی مطلب کو ملحوظ رکھتے ہوئے امام اہلسنت ابو عثمان جاحظ ایک کتاب کا نام کتاب العثمانیہ رکھتا ہے اور اسمیں تذکرہ خلفا اور ابحاث خلافت کو پیش کرتا ہے، یوہیں تاریخ طبری میں در مختلف تاریخوں میں آپکو یہ الفاظ ملینگے کہ کان عثمانیا فلاں شخص عثمانی تھا یعنی سنی تھا چنانچہ واقعہ کربلا میں جو مباہلہ حق و باطل جناب بریر اور یزید بن معقل کے درمیان ہوا اسمیں بھی آپ کو یہی نظر آئیگا کہ عثمان پرست اور سنی تھا اب یوں سمجھئے کہ یہی پود اگر عثمان کے بعد معاویہ کے پیچھے دکھائی دیتا ہے اور سن ۷۱ سے جماعت سے اہلسنت والجماعت کا لقب اختیار کرتا ہے اور لفظ عثمانی متروک ہوتا ہے بغض و مخالفت کے عنوان ہوتے ہیں چنانچہ ایک عنوان یہ بھی ہے کہ مبغوض و محسود کا نام تک زبان پر آنے نہ پائے جیساکہ عائشہ نے مرض رسول میں امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق کیا اور جذبۂ حسد کو کارفرما بنایا مگر کہ راز چھپائے نہ چھپا اور جس چیز کو ام المومنین نے چھپانا چاہا تھا ظاہر ہو کے رہی، ملاحظہ ہو جزو دسیز دہم شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۱۲ مطبوعہ طہران و ابو الفداء حال وفات رسول:۔

روی محمد بن مسلم بن شہاب الزہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ عن عائشہ قالت رجع رسول اللہ تلک اللیلۃ من البقیع فوجدنی وانا اجد صداعا فی راسی واقول وا راساہ فقال بل انا والله یا عائشہ واراساہ ثم قال ما ضرک لو مت قبلی فقمت علیک فکفنتک وصلیت علیک ودفنتک

محمد بن مسلم نے بسلسلہ مذکور عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اسی رات جنت البقیع سے پلٹے اور میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی ہائے مرا سر پھٹا تو رسول نے فرمایا بلکہ مرا سر، پھر کہا کیوں عائشہ تمہارا اسمیں کیا بگڑتا ہے اگر تم میرے قبل مرجاؤ اور میں تمہیں کفن دوں اور کفن دوں اور تمہاری نماز جنازہ پڑھوں عائشہ نے کہا گویا میں تو تمہارے لئے یہ سب دیکھ رہی ہوں کہ تم دوسری بیوی کے پاس

فقلت ظننته لكأني بك لو كان ذلك رجعت
الى منزلي فعرست ببعض نسائك فتبسم
وقام به وجعه وهو مع ذلك يدور
على نسائه حتى استعز به وهو في بيت
ميمونة فدعا نسائه فاستأذنهن ان تمرض
في بيتي فاذن له فخرج بين رجلين من
اهله احدهما الفضل بن عباس ورجل آخر
تخط قدماه في الارض عاصبا راسه حتى
دخل بيتي قال عبيد الله بن عتبة فحدثت
عبد الله بن عباس بهذا الحديث فقال تدري
من الرجل الآخر قلت لا قال علي بن ابي طالب
لكن لا تقدر ان تذكره بخير وهي تستطيع۔

رسول کو تکلیف مرض تھی اور باوجود اسکے آپ اپنی
عورتوں کے یہاں جاتے تھے تکلیفیں آپکی بڑھتی
جاتی تھیں اور آپ اسوقت میمونہ کے یہاں تھے آپ
نے اپنی عورتوں سے میرے گھر میں رہنے کی اجازت
لی انھوں نے اجازت دی تو آپ اس حیثیت سے
نکلے کہ ایک ہاتھ فضل بن عباس کے کاندھے پر تھا
اور دوسرا ہاتھ آپ ہی کے اہل میں سے ایک اور شخص
کے کاندھے پر تھا آپ کے سر میں پٹی بندھی ہوئی تھی
عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اسی واقعہ کو عبداللہ بن عباس
سے بیان کیا تو انھوں نے کہا جانتے ہو یہ دوسرا شخص
کون تھا جسکے کاندھے پر رسول کا ہاتھ تھا کہا نہیں کہا
علی بن ابیطالب تھے مگر عائشہ انکو کبھی خیر کے ساتھ یاد ہی
نہیں کرسکتی، حالانکہ ممکن ہو

اس روایت سے اس محبت کا پتہ بھی چلتا ہے جو رسول اور ام المومنین میں تھی اور جس پر وتیلہ سنتی میں ایک شور برپا ہے، آپ غور کریں کہ ایک عامی آدمی بھی اپنے محبوب کے لیے اگر وہ فی نفسہ محبوب ہو یہ نہ چاہیگا کہ اسکا محبوب اسکے سامنے مرے اور وہ اسے دفن کرے اور اسکی تجہیز و تکفین کرے اور نہ کوئی عورت اپنے شوہر کے لئے اسطرح کی آرزو کریگی مگر یہ آرزو واقعات مابعد رسول کا خیال کرتے ہوئے ایک حد تک بجا بھی کیونکہ رسول کے پیش نظر وہ تمام واقعات تھے جو بعد رسول عائشہ سے وقوع میں آئے، اگر وہ مر جاتیں تو شاید ایسا نہوتا اور مذہب اسلام میں وہ ابتری وتا نہوتی جو ہوئی

روایت میں ذیل آخر مزاح کے انداز میں ادا کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ رسول کی تمام باتیں

محض مزاحمتیں اور انکی کوئی اصلیت نہ تھی، جسکے ماننے کے لیے وہ کم از کم ہی تیار نہیں اور نہ ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ اس امر کے تسلیم کرنے کی اجازت دیتا ہے

بہرحال روایت مذکورہ سے اس امر کی توضیح ہوئی کہ عائشہ بنت ابوبکر کو امیر المومنین سے حیات رسول ہی میں عداوت تھی اور ابھی جنگ جمل کوسوں دور تھی، ایسی صورت میں عائشہ کو افضل نساء عالم ماننے والوں سے کیا توقع کیجا سکتی ہے بجز اسکے کہ اتباعاً وہ بھی علی کو دشمن رکھیں چاہے وہ احکام ربانی کے خلاف ہی کیوں نہو،

ایک خوش اعتقادی بسر بن ارطاۃ جو دشمن خاندان رسول تھا اور جسکے واقعات فی الجملہ بیان کیے جا چکے ہیں اسکو حضرات اہلسنت ولی اللہ اور مستجاب الدعوۃ سمجھتے ہیں چنانچہ صاحب اصابہ نے اس مطلب کو یوں ادا کیا ہے :۔

وکان اذا دعا ربما استجیب لہ " بسر بن ارطاۃ جب خدا سے دعا کرتے تھے تو انکی دعا بسا اوقات مستجاب ہوتی تھی " اس اعتقاد پر کوئی فرد قائم نہیں رہ سکتی اور نہ کوئی فرقہ اس خیال باطل کی پرورش اپنے ذہن میں کرسکتا ہے مگر وہی جو جناب باری سے نفی عدل و عدالت کرتا ہو اور جسکے اصول دین میں عدل کا شمار نہو، ورنہ ظاہر ہے کہ جب ظالم درگاہ ایزدی میں یوں مقرب ہو تو مظلوم کی مٹی خراب ہے،

احکام قرآنی کا تغیر اس گروہ کو سوا دنیا طلبی کے کوئی کام نہ تھا صرف اہلبیت ہی کے عداوت و مخالفت میں کمربستہ نہ تھا بلکہ قرآن کے احکام میں بھی تغیر و تبدل کرنے سے اسے کوئی باک نہ تھا چنانچہ قرآن کا یہ واضح حکم کہ السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما " چور عورت ہو یا مرد کے ہاتھ کاٹے جائینگے) بدل دیا گیا اور آیت کے ہوتے ہوئے رسول کی حدیث جو غیر موثق تھی اس سے استدلال کرتے ہوئے بسر بن ارطاۃ نے کہا کہ یہ حد اسوقت جاری ہوگی جب چور سفر میں نہو اور اگر سفر میں ہو تو نماز وغیرہ کی طرح حد میں بھی قصر ہوگا اور ایسا کہ اسکا اعادہ اور اسکی قضا بھی غلط ہوگی ملاحظہ ہو :۔

وفی سنن ابی داؤد باسناد مصری قوی	جنادہ بن امیہ سے سنن ابی داؤد میں روایت
عن جنادة بن ابی امیة قال کنا مع بسر	ہے کہ ہم لوگ بحری سفر میں تھے ایک چور پکڑا گیا
بن ارطاة فی البحر فاتی بسارق فقال	گیا تو بسر نے کہا کہ میں نے رسول سے سنا ہے
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و	کہ سفر کی حالت میں نہ حد جاری ہو گی اور نہ
آلہ وسلم یقول لا تقطع الایدی فی السفر	ہاتھ کاٹے جائینگے،

کیا عجب چوری کے مال سے نفع اٹھانے کے لیے یہ صورت نکالی گئی ہو اور یوں مراعات کی گئی ہو ورنہ اس حدیث کی تقویت ظاہر ہے اور اُسکی موضوعیت کھلی ہوئی ہے،

(دیکھو اصابہ حال بسر)

مطعون اہلسنت

اہلسنت کی آنکھوں میں اصحاب رسول کی قدر

آج جس گروہ کے دہن سے یہ آواز نکلتی ہے کہ وہ صحابہ رسول کی قدر و منزلت کرتا ہے اور اُنکی عزت کرتا ہے اسکی داستانیں کتب تاریخ میں دیکھئے تو صاف پتہ چلیگا کہ اگر صحابی ہو اور امیر المومنین سے ذرہ برابر بھی تعلق ہو تو وہ صحابی ان باطل پرستوں کی نگاہ میں (معاذ اللہ) ایک کافر سے زیادہ بدتر سمجھا جاتا ہے، یہی وہ واقعات ہیں جن کے دیکھنے کے بعد اس امر میں کوئی شبہ کسی عاقل کو نہیں باقی رہتا کہ اس مذہب کی بنا بغض و مخالفت اہلبیت پر قائم ہے بلکہ حدیث ثقلین کو دیکھتے ہوئے مخالفت رسول و خدا پر، مثال کے لئے یہ واقعہ ہدیۂ ناظرین ہے جس سے کتب تواریخ و رجال مملو ہیں، ملاحظہ ہو:۔

عثمان بن حنیف ایک جلیل صحابی رسول تھے اور امیر المومنین کیطرف سے والی تھے جنگ جمل کے لیے جب طلحہ و زبیر عائشہ کو لیکے پہونچے تو عثمان بن حنیف رحمہ اللہ نے ایک تحریر صلح لکھی اور صلح اس بات پر ہوئی کہ جب تک امیر المومنین بصرہ میں آنہ جائیں اُس وقت تک وہ مثل والی دار الامارہ میں رہیں اور کوئی جنگ نہو، اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کے آنے کے بعد پھر جو طے ہو وہ کیا جائے، چنانچہ یہ صلح مابین فریقین مستحکم ہوئی اور عثمان بن حنیف نے اپنے فوج کو حکم دیدیا کہ وہ ہتھیار کھولدے اور اپنے اپنے مقام پر چلے جائے،

مگر ام المومنین، طلحہ اور زبیر ایسے اسلامی ہستیوں کے کیرکٹر پر نظر کیجیے اور انکے اسلامی اخلاق
اسلامی گروہ، بلکہ صحابی رسول کے مقابلہ میں ملاحظہ کیجیے کہ یہ عہد توڑ دیا گیا اور عثمان بن
حنیف پر شب کو جبکہ وہ غافل تھے حملہ کر دیا گیا، عبارت استیعاب صفحہ ۳۲۶ مطبوعہ مصر ملاحظہ ہو

فلما كان بعد ايام جاء عبد الله بن الزبير
في ليلة ذات ريح وظلمة وبرد شديد و
معه جماعة من عسكرهم فطرقوا عثمان
بن حنيف في دار الامارة فاخذوه ثم انتهوا
الى بيت المال فوجدوا اناسا من الزط يحرسونه
فقتلوا منهم اربعين رجلا وارسلوا بما
فعلوا وباخذ عثمان واخذ ما في بيت
المال الى عائشة يستشيرونها في عثمان
وكان الرسول اليها ابان بن عثمان فقالت
عائشة اقتلوا عثمان بن حنيف فقالت
لها امرأة نشدتك الله يا اميرالمؤمنين
في عثمان بن حنيف وصحبته لرسول الله
فقالت ردوا ابانا فردوه فقالت احبسوه و
لا تقتلوه فقال ابان لو علمت انك رددتني
لهذا لم ارجع وجاء خبرهم فقال لهم
مجاشع بن مسعود اضربوه وانتفوا
شعر لحيته فضربوه اربعين سوطا
ونتفوا شعر لحيته وحاجبيه واشفار

چند روز گذرنے کے بعد عبداللہ بن زبیر ایک
تاریک رات میں جبکہ ہوا تیز تھی اور سردی سخت
پڑ رہی تھی ایک گروہ کے ساتھ آئے اور عثمان بن
حنیف کو دارالامارہ میں گرفتار کر لیا پھر بیت المال
کی طرف گئے اور جو لوگ اسکی حفاظت کر رہے
تھے انمیں سے چالیس آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور اُسکی
خبر عائشہ کو بھیجی اور عثمان بن حنیف اور بیت المال
کے متعلق مشورہ چاہا اس وقت جو شخص پیغامبر بن کے
گیا تھا وہ ابان بن عثمان تھا عائشہ نے کہا کہ عثمان
بن حنیف کو قتل کر دو تو ایک عورت نے کہا کہ اے
ام المومنین یہ صحابی رسول ہیں تب ام المومنین نے
کہا کہ اچھا ابان کو واپس کرو اور عثمان بن حنیف
کو قید کر دو اور قتل نہ کرو ابان نے جب یہ سنا تو کہا
کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں لوٹا دیا جاؤنگا تو میں
نہ آتا، ابان نے جاکے اس واقعہ کی خبر کی تو
مجاشع بن مسعود نے حکم دیا کہ عثمان کو خوب مارو
اور اسکے ڈاڑھی نوچ ڈالو چنانچہ چالیس
کوڑے مارے گئے اور ڈاڑھی، بھویں اور پلکیں

عینیہ (استیعاب حال حکیم بن جبلہ) نوچ ڈالی گئیں،

اب اسوقت دو گروہ ہیں ایک وہ جو امیر المومنین ورسول خدا سے بواسطہ ولایت دعقیدت متعلق ہے دوسرا وہ سراج الہنست ہے، پہلے گروہ میں عثمان بن حنیف والی امیر المومنینؑ صحابی رسول اور دیگر مسلمین نظر آتے ہیں دوسرے میں افراد عشرہ مبشرہ مع ام المومنین ۔ عائشہ کے دکھائی دیتے ہیں جو صحابی بھی ہیں اور کیسے صحابی،

اب دیکھیے کہ ام المومنین صحابی رسول کے قتل کا حکم دیتی ہیں اور ایک عورت کی سفارش سے قتل کے حکم کو منسوخ کر کے صرف قید پر اکتفا کرتی ہیں اور طلحہ وزبیر مسلمین کو جنہیں اکثر صحابی بھی قتل کرتے ہیں پھر مجاشع بن مسعود عثمان کی زدوکوب کرتے ہیں اور انکے داڑھی، مونچھیں بھویں، اور پلکیں نچواتے ہیں، یہ سب کیوں ہوتا ہے صرف اسلیے کہ یہ شخص علی بن ابیطالبؑ کی طرف سے والی ہے، اب نہ صحابیت کام آتی ہے اور نہ اسلام اور پھر یہ دعویٰ کہ ہم صحابہ کی قدر و منزلت کرتے ہیں اور جو لوگ ... قرآن۔ کے عینی شاہد تھے انکی عزت کرتے ہیں کیا اسکا نام ایمان بالقرآن ہے کیا حدیث با بھم اقتدیتم اهتدیتم کے یہی معنی ہیں ۔

ایک اور صحابی کی سرگذشت عثمان بن حنیف پر مظالم ہونے کے بعد ایک دوسرا صحابی قتل کیا جاتا ہے جسکا واقعہ درج ہے یہاں پر ملاحظہ ہو:۔

وبلغ حکیم بن جبلہ ما صنع بعثمان بن حنیف	حکیم بن جبلہ کو اس سلوک کی خبر پہونچی جو عثمان بن
فقال لست اخاف اللہ ان لم انصره فجاء فی	حنیف سے کیا گیا تو اس نے قسم کھائی کہ اگر عثمان
سبعمائة من عبد القیس وبکر بن وائل	کی مدد نہ کروں تو میں اسکا بھائی نہیں۔
واکثرهم عبد القیس فاتی ابن الزبیر	کیلئے قبیلہ بکر بن وائل و عبد القیس سے سات
..... فقال مالک یا حکیم قال نرید	سو آدمی ہمراہ لیے اور ابن زبیر کے پاس آیا زبیر
..... ان نخلوا عثمان بن حنیف فیقیم	نے کہا کہ حکیم کہاں آئے کہا اس لیے آیا ہوں کہ
فی دار الامارة علی ما کتبتم بینکم وبینہ	عثمان بن حنیف کو چھوڑ دو تاکہ وہ دار الامارة میں

حتی یقدم علی علی ما تراضیتم علیہ
وایم اللہ لو اجد اعوانا علیکم ما رضیت
بھذا منکم حتی اقتلکم بمن قتلتم ولقد اصبحتم
وان دماءکم لحلال بمن قتلتم من اخواننا
اما تخافون اللہ بم تستحلون الدم قالوا بدم
عثمان قال فالذین قتلتموھم قتلوا عثمان او حضروا قتلہ
اما تخافون اللہ فقال ابن الزبیر لا نخلی عثمان
حتی یخلع علیا فقال حکیم اللھم اللھم اشھد
قال لا اصبحنا انی لفی شک من قتال ھؤلاء فمن کان فی
شک فلینصرف نقاتلھم فاقتتلوا قتالا
شدیدا وضرب رجل ساق حکیم
فقطعھا فاخذ حکیم لساقہ فرماہ
بھا فاصاب عنقہ فصرعہ ووقذہ ثم
حبا الیہ فقتلہ وقتل یومئذ من
عبد القیس سبعون رجلا۔
(استیعاب صفحہ ۲۲۶ مطبوعہ مصر)

میں قیام کرے جیسا کہ معاہدہ ہو چکا تھا اور تحریر
ہو چکی تھی یہاں تک کہ علی آجائیں، اور اس پر
تراضی طرفین بھی تھی، اور خدا کی قسم اگر میرے
مددگار ہوتے تو میں ان لوگوں کے عوض میں جنکو
تم نے قتل کیا ہے تمکو بھی بغیر قتل کئے ہوئے
دم لیتا بجز اتمہارے خون ہم پر حلال ہیں کیونکہ
تم نے ہمارے (مسلمان) بھائیوں کو بے قصور قتل
کر ڈالا ارے تم لوگ خدا سے نہیں خوف کرتے ہمارا
خون بہانا کیونکر حلال کیا ہے، ابن زبیر نے کہا کہ
ہم نے یہ عثمان بن عفان کے خون کا عوض لیا ہے
حکیم نے کہا تو تمھیں یقین ہے کہ جن لوگوں کو تم
نے قتل کیا وہ خون عثمان میں شریک تھے تمھیں
خدا کا کچھ ڈر نہیں جو ایسا جھوٹ بولتے ہو) ابن زبیر
نے کہا ہم تو عثمان بن حنیف کو اسوقت تک نہ رہا
کرینگے جب تک وہ علی کی بیعت توڑ نہ دے، حکیم
نے کہا اے خدا تو گواہ رہ تو گواہ رہ اب مجھے ان
لوگوں سے قتال کے (وجوب میں) کوئی شک نہیں باقی رہا (یہ اسکے قابل ہیں کہ انسے جنگ
کیجائے) اسکے بعد انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بھائی جسکو انکے قتال میں شک ہو وہ پلٹ جائے پھر نہایت سخت
مقابلہ ہوا اور خونریزی ہوئی ایک شخص نے حکیم کی پنڈلی پر ایک ضرب ماری جس سے اسکا پاؤں کٹ گیا
حکیم نے اسکی کٹی ہوئی ٹانگ کو اس زور سے اسکی گردن پر مارا کہ وہ گر پڑا اور بڑھکر اسے قتل کردیا
آج کے دن قبیلہ عبد القیس سے ستر آدمی قتل ہوئے،

(۱) یہ لوگ جو قتل ہوئے سب کے سب مسلمین تھے (۲) اصحاب تھے جنمیں آپس میں جنگ ہوئی اور ایک کا خون دوسرے کے نزدیک مباح ٹھہرا، (۳) ابن زبیر وغیرہ حکیم بن جبلہ کے نزدیک مرتد تھے باوجود صحابیت کیونکہ اسکو انکے قتل کرنے میں کوئی شبہ باقی نہ تھا (۴) جنگ کسی خدائی فرمان پر نہ تھی بلکہ محض اہلبیت کی وجہ سے ورنہ ابن زبیر یہ نہ کہتے کہ ہم عثمان بن حنیف کو اسوقت تک نہ چھوڑینگے جب تک کہ خلع بیعت امیرالمومنین نہ کریں

(باقی آئندہ)

کیا اہلسنت کا خدا نماز پڑھتا ہے قاضی محمد کرم حسین صاحب ایڈیٹر رسالہ مسیحائے زماں "مجاہدہ الورنے" ستمبر و اکتوبر و نومبر اور دسمبر کا رسالہ یکجائی صورت میں شایع کیا ہے اور اسکے ساتھ ایک مختصر سا رسالہ معراج المومنین بھی روانہ فرمایا ہے، رسالہ معراج المومنین میں معراج کا مختصر حال ہے اور نماز پنجگانہ کے فضائل اور تاکید ہے، صفحہ ۳ پر فرماتے ہیں،

"لیں نہ حجاب دور ہوتے ہی توحید ذاتی میں جلوہ گری ہوئی اور اس فائز المرامی سے بیحد محظوظ و مسرور ہوکر جا رہے تھے کہ خداوند ارض و سما کی حمد و ثنا سے رطب اللسان تھے۔ یکبارگی آواز سراپا ناز گوش حق نیوش میں آئی قف یا محمد فان ربک یصلی یعنی ٹھہرو اے محمد پروردگار تمہارا نماز کی ادائگی میں ہے،، (معراج المومنین صفحہ ۴ سطر ۵ - ۱۱)

علمائے اہلسنت سے عموماً اور مدیر النجم سے خصوصاً مستدعی ہوں کہ وہ براہ راست یا بذریعہ سبیل المومنین جواب دیں کہ واقعی انکا خدا نماز بھی پڑھتا ہے تو سجدہ کسے کرتا ہے؟ اور کیا اسکے لیے بھی وہ حل مسائل بیان فرماتے ہیں؟

(ڈاکٹر) پرنسپل محمد عباس صفوی

معرکۃ القلم

موضوع معرکۃ القلم ایسے ہی مضامین ہوسکتے ہیں جنکا نتیجہ احقاق مذہب حق یا ابطال مذہب باطل ہو عام اس سے کہ وہ شیعہ محققین کے ہوں یا اہلسنت کے ثمرۂ قلم ہوں ہم اس پرچہ میں ناظرین سہیل یمن کے لیے ایک ایسے شخص کے کلام کا ترجمہ پیش کرتے ہیں جسکا تبحر ضرب المثل اور جسکا زور قلم مشہور ہو وہ تقریباً ہر فن میں سواد رکھتا ہے اور عربیت میں امام فن کہا جاتا ہے یہ قدرت نے خامۂ کن کی حرکت سے ایک ایسا متضاد مجموعہ پیش کیا جو قبح ظاہر اور حسن باطن پر مشتمل تھا میرا مقصود حسن باطن سے ایمانی کمال نہیں بلکہ وہ حسن ہے جو اسکے وسیع معلومات سے پیدا ہوا تھا اُسکے حذاقت فن اور اتقان علوم کی علمی دنیا کے ہر فرد قائل ہیں اب جب میں ناظرین کے سامنے اُسکی مختصر تعریف کر چکا تو میں اب اسکا نام لے سکتا ہوں وہ ابو عثمان بن عمرو بن بحر جاحظ ہے، اسنے ایک رسالہ لکھا ہے جسمیں قبیلۂ بنی ہاشم کے ترجیحات کا ذکر کیا ہے اور اُس سے ایک زبردست روشنی مسئلہ خلافت پر بھی پڑتی ہے اس جہت سے یہ مضمون معرکۃ القلم میں داخل ہو سکتا اور میں اسی رسالہ سے اس مضمون کی ابتدا کرتا ہوں وہو المعین

قال رحمہ حفظک اللہ ان اصول الخصومات معروفۃ بینۃ وابوابہا مشہورۃ کالخصومۃ بین الشعوبیۃ والعرب والکوفی والبصری والعدنانی والقحطانی فھذہ الابواب الثلثۃ انقض للعقول السلیمۃ وافسد للاخلاق الحسنۃ بین المنازعۃ فی القدر والتشبیہ وفی الوعد والوعید وفی الاسماء والاحکام وفی الآثار وتصحیح الاخبار۔ وہ بیان کرتا ہے کہ جن باتوں میں یا جن باتوں سے جھگڑے ہوئے ہیں وہ سب لوگوں کو معلوم ہیں اور اُنکے اصول دنیا میں مشہور ہیں جنکو تفصیل بیان کرنیکی ضرورت نہیں جیسے اسبات میں نزاع کہ کوئی شخص خالص عرب میں سے ہے یا اسمیں کوئی شائبہ ہے یا کوفیوں اور بصریوں میں نزاع اس حیثیت سے کہ وہ بصری ہے یا کوفی ہے یا وہ عدنانی الاصل ہے یا قحطانی ہے یہ تینوں باتیں سلیم عقلوں کو برباد کر دیتے ہیں اور تہذیب سے بہتر

اخلاق کو خراب کر دیتے ہیں بلکہ فقرہ و تشبیہ میں بحث یا وعد اور وعید میں مثل اسناد احکام کے جھگڑے اخبار و اخبار کا تعدد اور انکی تصحیح اس قدر عقل کو فاسد نہیں کرتیں جس قدر وہ تینوں باتیں مفسد ہیں ہیں چونکہ اس مضمون سے کام لینا ہے اسلئے بڑا جال کی تفصیل ہمارا فرض ہے اسلئے ہم اس مطلب کو کسیقدر واضح طور پر بیان کرنا چاہتے ہیں جاحظ اس بات کو بیان کرنا چاہتا ہے کہ ہر مسئلہ لطف کے ساتھ طے ہو سکتا ہے اگر مناظرہ کرنیوالوں میں باہمی تعصبات نہوں مثلاً اگر ایک شخص بصرہ کا رہنے والا ہے اور دوسرا کوفہ کا رہنے والا تو نزاع کا فیصلہ آسان نہ ہوگا کیونکہ کوفی سمجھتا ہے کہ بصری کی خیال مطابقت نہ تہامہ میں بلکہ کوفہ میں رہ سبہ لادیگی اور کوفہ بصرہ کے مقابلہ میں مغلوب ہوجائے گا یونہی بصری کو خیال کوفی کی مطابقت میں ہوگا لامحالہ نزاع فیصلہ کے قابل نہوگی اور عقل سلیم اگرچہ موجود ہوتی ہے مگر وہ تعصبات بیجا کی جہت سے معطل ہوجاتی ہے اور یہیں سے فساد اخلاق پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے ثابت ہوا کہ یوں بلا وجود تعصب کسی مسئلہ کا فیصلہ آسان ہے لیکن تعصب بحیثیت نہایت مشکل ہے جاحظ اسقدر متین اور قابل تسلیم بات لکھتا ہے جس سے انکار کرنا کسی ذی ہوش کا کام نہیں ہے بلکہ تجربہ اسکا شاہد ہے اور گذشتہ واقعات اسکے غیر قابل رد گواہ ہیں اور موجودہ صفحات زمانہ پر اسکی تصدیقیں موجود ہیں اور عنقریب وہ مثالیں آئیں گے جو منکر سے اپنے طاقت کیوجہ سے اقرار کرالینگی

قال وتقص عن معنى المعقول تمييز الرجال وترتيب الطبقات وذكر تقديم علي وابي بكر

اور ان سب سے زیادہ عقل کی توڑنیوالی چیز باہم آدمیوں میں تفرقہ کرنا اور انہیں ایک طبقہ کو دوسرے سے الگ کرنا اور اسبابکا ذکر کرنا کہ علی مقدم ہیں یا ابوبکر مقدم ہیں ان چیزوں سے عقل کو ان سے سخت شکست حاصل ہوتی ہے،

سابق کی تحریر کا نتیجہ یہی ہونا چاہیے کہ کوفی اور بصری کے نزاع کیطرح سنیت و شیعیت کی نزاع ہے بلکہ اس سے زائد ہے اور یہی سچ ہے کیونکہ شہروں کی بد آبی اور مغلوبیت سے زیادہ مذہب کی بد آبی اور مغلوبیت ہے پھر ایسی صورتیں کیوں کر گتھی سلجھنے لگی،

جاحظ کی یہ رائے حقارت کی نظر سے دیکھنے کے قابل نہیں بلکہ خود انصاف سے دیکھو کہ

شیعیت اور سنیت کا تعصب کہانتک پہونچا ہوا ہے، اگر شیعوں نے توحید کو توحید حقیقی کر کے
دکھایا ہے تو سنیوں نے اسکے صفات کو قدیم ثابت کر کے بہت سے قدما ثابت کر دیئے اگر
اسکے ماوراء شیعوں نے صفات ثابت کیا تو انہوں نے کلام غیر قائم بالذات کو بھی قدیم ثابت کیا اگر انھوں
شیعوں نے خدا کو غیر مرئی ثابت کیا تو انھوں نے اسکو قابل رویت ثابت کیا اگر شیعوں نے عدل
باری کی عدالت تسلیم کی تو سنیوں نے اس سے انکار کیا اگر شیعوں نے صفات باری کو عین ذات
ثابت کیا تو انھوں نے معانی و احوال کو پیش کر کے صفات کو اسکی ذات سے زائد ثابت کیا اگر شیعوں
نے جناب باری کو جبر سے معلیٰ ثابت کیا اور بندوں کو اپنے فعل میں مختار بتایا تو سنیوں نے بندہ
کو مجبور ثابت کیا اگر انھوں نے پیغمبر کو معصوم ثابت کیا تو انھوں نے سنیوں نے خطا ثابت کرنے کی
کوشش کی اگر شیعوں نے عمر پر رسول کی طرف ہذیان کی نسبت دینے سے اعتراض کیا تو
سنیوں نے عمر کے دامن کے صفائی میں کوشش کی اگر شیعوں نے صحابہ کے رویہ کو دیکھ کر انپر
خطا کاری اور عصیان کا الزام دیا تو سنیوں نے انکے عدالت کے ثابت کرنیکا بیڑا اٹھایا اگر شیعوں
نے ہاتھ کھول کر نماز پڑھی تو سنیوں نے فوراً ہاتھ باندھ لئے اگر انھوں نے وضو طریقہ خاص سے جائز
سمجھا تو سنیوں نے طریقہ وضو کو الٹ دیا اگر شیعوں نے شب کے وقت افطار صوم سمجھا تو سنیوں نے
جلد بازی میں اپنی نجات سمجھی بہرحال یہ فہرست طویل اس قابل نہیں کہ چند صفحات یا چند اوراق
میں محصور کر دی جائے جہانتک آپ نظر کرتے جائے وہاں تک یہ اختلافی پہلو نظر آتے جائینگے
اور تعصبات کی مخفی راز کھلتے جائیں گے دور کیوں جائیے سہیل یمن اور النجم کے رویہ کو دیکھیے
سہیل یمن نے ہزاروں محققانہ مضامین اہل سنت پر پیش کئے کہ یا تو جواب باصواب دیکر ہمیں
خاموش کر دیا جائے یا لاجواب تسلیم کیجائے مگر مدیر النجم نے برہم اور تسلیم نہ کرنے سکوت کو جواب سمجھا
اسیوجہ سے جاحظ نے یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ یہ سنی شیعوں کی نزاع دشمنی عقل ہے جہالت
کو سمجھے نہیں [illegible] الا [illegible] فی المسلم
[illegible] القول حتی [illegible]

فیھا حیی فناحتی شباب وضیاء ممات وصلح بعض شیاطین فضایلوں من عقل صیاد ر بیب بجا
بن مخطط النصاری عن ربیہا العلمین خالق السموت الا خیفہ من الد الاولین الاخرین قلو
وجعل الیھود اسوحتی الد اللقول فقالتہ فیہ لوجعل النصاری ارفع منی الطالقول فقالتہ
منیہ الی نواموں نے کی بعد یہ چاہیے کہ مسلک اعتدال ہاتھ سے جانے نہ پائے اور خواہش
دل کو کنارے ڈالنا چاہیے دیکھو یہود اور نصاریٰ کی دماغ کا نتیجہ کیا ہوا یکسر غیر مشکوک نتیجہ ہو
کہ یہودی نے تو مسیح کو یہ کہہ دیا کہ وہ یوسف نجار کا بیٹا ہے وہ بھی حلالی نہیں بدمعاش غیر مخلوق
اور شعید دل سے کام لیتے تھے اور صید و شکار کے سوا انکو کسی قصبات سے دلچسپی تھی اور شکاری آدمی تھا
وہ بھی نجار کا پالا ہوا اُسکی قسمت ہی کچھ نہیں ہو سکتی ہے،

اور نصاریٰ نے یہ کہا کہ مسیح پروردگار عالم ہے وہ زمین و آسمان کا خالق اور اگلے اور پچھلے
اہے، ان تعصبات کی وجہ سے یہود اگر اس سے زیادہ برا قول پاتے تو وہ بھی کہتے اور نصاریٰ
اگر اس سے بہتر بات کہہ سکتے تو وہ بھی کہتے۔ وقال وعلی ھذا قال علی علیہ السلام ھلک فی
رجلان محب مفرط ومبغض مفرط وہ کہتا ہے کہ اسلیے امیر المومنین علیہ السلام نے بات فرمائی کہ
کہ میرے باب میں دو شخص ہلاک ہو جائیں گے ایک افراط کرنے والا دوست دوسرا تفریط کرنیوالا۔
دشمن۔ مقصود جاحظ یہ ہے کہ انجام نصاریٰ و یہود دونوں خراب ہو گیا کیونکہ نصاریٰ نے افراط سے
کام لیا اور یہود نے تفریط سے نہ دوستی حد اعتدال پر رہی تاکہ اسکا کوئی اچھا نتیجہ نکلے اور دشمنی کا
مسلک ہونا تو ظاہر ہے ولذا ترک الاعتدال لا ینالہ فی حب صحابتنا الی الغیرۃ عترۃ الرسول حقوقہم
وخطوظہم ولان عمر لما کتب الدواوین وقدم ولد کرھا ذکر ذلک عمر قال بدا و بطرفی رھن الرسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو الی الخطاب حیث وضعہم اللہ تعالی فاستعفر للمومنین فابی الا عمہ
بنی ھاشم وطیب نفسہ فلم یکن علیہ منکر وشکر فعلہ وبیّن ذلک من مناقبہ مما خطلکھا بر
کہ پیچیدگی بردی۔ طلب یہ ہے کہ صحابہ کے محبت میں پیغمبر کی عترت مطہرہ کے حقوق کو کم نہ کرنا چاہیے
اسلیے کہ عمر نے جب دیوان سلطنت مرتب کرائے تو دیوان مرتب کرنیوالوں نے عمر کا نام پہلے لکھا

حضرت عمر نے فرمایا کہ نبی کے قرابت داروں سے ابتدا کرو اور خطاب کے بال بچوں کا نام وہاں
لکھو جہاں انکو خدا نے قرار دیا ہے لوگوں نے کہا کہ آپ امیر المومنین ہیں آپکے نام کی تقدیم زیبا ہے
لیکن حضرت عمر نے کسیطرح اسے منظور نہ فرمایا اور اپنے نفس کی منزلت کم سمجھی اس عمل کے لئے
برا نہیں کہا بلکہ حضرت عمر کے مناقب میں شمار کیا۔ **توضیح مقال** جو کچھ جاحظ
نے بیان کیا اس سے چند باتیں مستفاد ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ جو کچھ اہلبیت نبی کا مرتبہ و اجلال ہے
اسمیں امت والوں نے کمی کی اور کرتے ہیں اور دوسری بات یہ مستنبط ہوئی کہ یہ جو کچھ بھی اہلبیت سے محبت
و عقیدت کے ساتھ کیا جاتا ہے وہ صرف صحابہ کی جنبہ داری اور الفت کی جہت سے کیا جاتا ہے نہ
کوئی قرآنی آیت اسکا حکم دیتی ہے نہ حدیث نبوی تیسری یہ بات مستفاد ہوئی کہ آل محمد کے
متعلق جو کچھ تعریفاً تنقیص کیجاتی ہے وہ اب نہیں بلکہ صحابہ اولیں ہی کے دور میں شروع ہو چکی
تھی چوتھی بات یہ مستفاد ہوئی کہ حضرت عمر اہلبیت کو مقدم سمجھتے تھے اور انکو واجب التقدیم خیال
کرتے تھے اور خطاب کی ذریت کو پست سمجھتے تھے پانچویں بات یہ معلوم ہوئی کہ دیوان کے کاتبوں
نے حضرت عمر کے امیر المومنین ہونیکی وجہ سے حضرت عمر کا نام مقدم قرار دیا تھا لہذا انکے نزدیک
وجہ تقدیم صرف یہی تھی چھٹی بات یہ معلوم ہوئی کہ امیر المومنین ہونا حضرت عمر کے نظر میں موجب
تقدیم نہ تھا ساتویں یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت کا یہ فعل کہ انہوں نے اپنے نفس کو پست سمجھا اور
اہلبیت کو اعلیٰ سمجھا یہ سمجھنا منجملہ مناقب حضرت عمر کہا گیا، یہ تمام باتیں جنکا ہمنے ان کلمات سے
استفادہ کیا ہے ارباب نظر کے لئے آئینہ تحقیق ہو سکتی ہیں جنکے متعلق مخفی نہیں ہے تاکہ انکے
اظہار کی ضرورت ہو تاہم کچھ لکھنا ضروری ہے وجہ اول جسکا استفادہ ہمنے کلام جاحظ سے کیا
وہ اسبات کا حکم دیتی ہے کہ صحابہ کو عادل نہ سمجھو صحابہ کو ظلم و بدعت سے مبرا نہ خیال کرو صحابہ نے
مخالفت رسول کی اور حق تلفی کی صحابہ (جو کاتب دیوان تھے) انکے فعل سے حضرت عمر نے انکار کیا
دوسری بات یہ حکم دیتی ہے کہ صحابہ کی ایسی محبت حرام ہے جس سے واجب الاحترام اہلبیت
نبی کی حق تلفی ہو کیونکہ مقدمہ حرام کا حرام ہوتا ہے جو ایک اصولی مسئلہ ہے تیسری بات سے

یہ معلوم ہوا کہ صحابہ نے تنقیص اور تفریط پر اپنی رضا ثابت کی تھی ورنہ معمولی اشخاص کو یہ جرأت نہوتی اور اسکا الزام خلفا راشدین پر آتا ہے جنکے ہاتھوں میں نظام حل وعقد تھا جو کبھی بات مستفاد تو ضرور ہوتی ہے لیکن حضرت عمر کے لیے دنیوی اور آخری حیثیت سے سخت مضر ہے، اسلیئے کہ اگر حضرت عمر کے نزدیک اہلبیت واقعا واجب التقدیم تھے اور آل خطاب قطعا واجب التاخیر تھے تو انکے لیے ریاست عامہ مومنین قطعا ناجائز تھی کیونکہ یہ ریاست وزعامت وہی تھی جو انکی نزدیک تفریط حق ہی میں تھی اور حقا باطل تھی اور اگر انھوں نے اس مقولہ کو منجملہ تصنیفات قرار دیا تھا اور واقع میں انکو اپنی امامت کا یقین تھا جب بھی وہ حق کو باطل کر رہے تھے اور باطل کو حق اور اُسکی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی تھی کہ آل خطاب آل رسول پر مقدم نہ کیے جائیں میرے خیال میں جن باخبر کاتبان دواوین نے انکے نام کی تقدیم مناسب سمجھی تھی انکا یہ عذر کہ آپ امیرالمومنین ہیں یہ درحقیقت حضرت عمر کے مقولہ پر اعتراض تھا جسکو وہ نہ سمجھا یا سمجھے تو مگر ٹال دیا اعتراض نہایت بجا تھا گو اسکا تصریحا ذکر نہ تھا لیکن وہ دن کی طرح آشکار تھا انکا صحیح مقصود یہ تھا کہ جب اہلبیت نبی واجب التقدیم ہیں تو آپنے امارت میں اپنا تقدم کیوں صحیح خیال کیا اور یہ بالکل بجا خیال ہے اُسکو ٹالدینا یہ حضرت عمر کا فرزانہ رویہ تھا لیکن خدا معلوم وہ دوسروں کو احمق کیوں خیال کرتے تھے جاحظ چاہیے اس انکار کو انکے فہرست مناقب میں لکھدے لیکن ہم اور ہمارے ہمخیال لوگ اُسکو اس مثل کا مصداق سمجھتے ہیں جسکو عربی میں الباحث عن حتفہ بظلفہ یا الجادع مارن انفہ بکفہ کے ساتھ ادا کیا ہے وہ لوگ نہایت سادہ لوح ہیں جو اس مقولہ کو حضرت عمر کی مرتبہ شناسی آل پیغمبر پر محمول کرتے ہیں کیونکہ یہ عجیب بات ہے کہ کاغذی مسند پر تو آل پیغمبر کی امیازی نشست برائے نام ہو اور امارت کی مسند پر آل خطاب کا واقعی مقام ہو اب نہ معلوم حضرت عمر کے سمجھ کا پھیر ہے یا ہم ایسے پریشان دماغوں کا۔ حضرت عمر کو تو اب یہ فرمانا چاہیے کہ قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیء (ہم کو اس خدا نے گویا کر دیا جسنے ہر چیز کو گویا کر دیا) اور جب قدرت کی ایسی وقت میں یہ آواز ہوگی کہ ستکتب شہادتہم (انکی گواہیاں لکھ لیجائینگی)

گی، پانچویں بات سے یہ حکم صریح پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عمر کے امیر ہونے سے بہت سی حرام باتیں ظہور میں آئیں لہذا وہ امارت اور ریاست ہرگز جائز نہیں ہوسکتی یہی ہے عاقل روشن ضمیر کے لیے ہر ایک بات میں ایک فقرہ استدلال ظاہر ہوتا ہے جسکی رد کسیطرح بھی نہیں ہوسکتی اگر حضرت عمر جسطرح سے انکے نام پر نام کا مقدم ہونا ناجائز خیال کرتے تھے اپنی تقدیم بھی اپنے تا جائز قرار دیتے تو آج ہم بھی انکے مناقب پر ایمان لاتے ولیس فلیس - (باقی آئندہ)

سنون مرواریدی

اگر آپکو اپنی صحت برقرار رکھنا ہے اگر آپکو اپنی زندگی کی قدر ہے تو یاد رکھئے کہ صحت کا بڑا مدار دانتوں پر ہے اگر آپکے دانتوں میں درد ہوتا ہے اگر آپکے دانت ہل گئے اگر آپکے موڑھے سوج گئے ہیں تو سنون مرواریدی استعمال کیجیے، انشاءاللہ ایک ہی کے استعمال سے تمام ہلتے ہوئے دانت مثل پہلے کے مضبوط ہوجاینگے اگر آپ اسکا استعمال برابر جاری رکھینگے تو کبھی دانتوں کی شکایت پیدا نہ ہوگی، قیمت منجن جو دو ماہ تک کافی ہوگا، ایک روپیہ چار آنہ عہ

معجون اخبد علیشاہی

اس معجون کے چالیس یوم استعمال سے تمام وہ شکایتیں جنسے زندگی موت سے بدتر ہوجاتی ہے دفع ہوکر انسان میں عنفوان شباب کی قوت آجاتی ہے خواہ ساٹھ برس کے بوڑھے حضرات کیوں نہ ہوں،

نوٹ مگر اس معجون کو ۱۵ برس سے کم عمر کے حضرات نوش فرمائیں قیمت چالیس خوراک عہ

المشتہر

دفتر ہادی نمبر ۹۵ مجتبیا باغ لکھنؤ

مبحث لعن پر ایک اور روشنی

سرگذشت اصحاب

منقول از ابن ابی الحدید معتزلی جلد ستم مطبوعہ طہران

اثر مدیر "سلسلہ ماسبق"

وهذه عائشة ام المومنين خرجت بقميص رسول الله فقالت للناس هذا قميص رسول الله لم يبل وعثمان قد ابلى سنته ثم تقول قتلوا نعثلا قتل الله نعثلا ثم لم ترضى بذلك حتى قالت اشهد ان عثمان جيفة على الصراط غدا ولو قال انسان اليوم يكون عند العامة زنديقا۔ ثم قد حصر عثمن حصرته اعيان الصحابة فما كان احد ينكر ذلك ولا يعظمه ولا يسعى في ازالته وانما انكروا على من انكر على المحاصرين له وهو رجل كما علمتم من وجوه اصحاب رسول الله ثم من اشرافهم ثم هو اقرب اليه

اور دیکھو یہ عائشہ ام المومنین ہیں جو قمیص رسول بعد وفات لیکے نکلیں ہیں اور لوگوں سے کہہ رہی ہیں کہ دیکھو یہ پیراہن رسول ہے جو ابھی کہنہ نہیں ہوا اور رسول کی سنت عثمان کے ہاتھوں پرانی ہو گئی اور برباد ہو گئی، اسے قتل کر دو تو اس نعثل (عثمان) کو خدا اسے قتل کرے پھر انہیں الفاظ پر اکتفا نہیں کی بلکہ یہی کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ عثمان کل روز قیامت پل صراط پر ایک جیفہ (مردار) ہوگا۔ (اب آپ ملاحظہ کریں) اگر یہی الفاظ عامہ کے سامنے آج ہم میں سے کوئی شخص استعمال کرے تو یہ گروہ بہت سے اسے مرتد زندیق کہدیگا (مگر عائشہ باوجود ان کلمات کے مومنہ رہتی ہیں اور رتی نہیں گھٹتی)

اور پھر عثمان کے محصور ہونے کو دیکھو ان کا حصار اعیان صحابہ نے کیا، پھر نہ کسی نے اسکو برا جانا نہ امر عظیم سمجھا اور

انکرکما نہ اسکے ازالہ کی کوشش کی، بلکہ اسکے خلاف جس نے محاصرین کا انکار کیا اسکا انکار کیا گیا

(بہر حال عثمان اصحاب رسول میں ایک معزز شخص تھے اور گروہ عامہ کے نزدیک) سر گروہ تھے، اشرف

من ابی بکر وعمر وهو مع ذلك امام	میں انکا شمار تھا اور رسول سے بہ نسبت ابوبکر و عمر قریب
المسلمین والمختار منهم للخلافة وللامام	تر تھے، ان سب باتوں کے ساتھ قوم نے خلیفہ بنایا تھا اور ظاہر
حق علی رعیته عظیم فان کان القوم	ہے کہ الخلافت کے مستحق تھے اور لوگوں نے (صحابہ نے)
قد اصابوا فاذن لیست الصحابة فی الموضع	اُنھیں خلیفہ بنایا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ امام کا حق رعیت
الذی وضعتها به العامة وان کانوا ما	پر ایک عظیم حق ہے، اب اگر قوم نے جو کچھ کیا (عثمان سے)
اصابوا فهذا هو الذی تقول من ان	درست تھا تو اُسکے کھلے ہوئے معنے یہ ہیں کہ صحابہ اس مقام پر
الخطا جائز علی احاد الصحابة کما یجوز	نہیں جس مقام پر گروہ عامہ اُنکو تجویز کرتا ہے اور اگر
علی احادنا الیوم ولسنا نقدح فی الاجماع	قوم نے غلطی کی تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اصحاب سے خطا
ولا ندعی اجماعا حقیقیا علی قتل عثمان	جائز ہے جیسا کہ ہماری فردوں سے جائز ہے، اور بھی ہم
وانما نقول ان کثیرا من المسلمین	اجماع میں کوئی قدح نہیں کرتے اور نہ اُسکے دعویدار ہیں
فعلوا ذلك والخصم یسلم ان ذلك کان	کہ اجماع حقیقی قتل عثمان پر ہو گیا تھا مگر اتنا ضرور کہینگے
خطاءً ومعصیة فقد سلك ان الصحابی	کہ ایک کثیر تعداد نے مسلمین کی جو صحابی تھے ایسا کیا اور
یجوز ان یخطی ویعصی وهو المطلوب	عثمان کو قتل کیا اور ہمارا مخالف اس بات کو مانتا ہے

کہ یہ فعل قتل معصیت و خطا تھا، اس کا نتیجہ یہ معلوم ہوا کہ صحابی سے خطا اور عصیان ہوتا ہے اور یہی مطلوب ہے۔

وهذا المغیرة بن شعبة وهو من الصحابة	اور لو! یہ مغیرہ بن شعبہ ہیں جو صحابہ میں داخل ہیں ان
ادعی علیه الزنا وشهد علیه قوم	پر زناکاری کا دعوی کیا گیا اور قوم نے گواہی دی مگر اسکا
بذلك فلم ینكر ذلك عمر ولا قال	انکار عمر نے نہیں کیا اور نہ یہ کہا کہ مغیرہ سے زنا کا صدور
هذا محال وباطل لان هذا صحابی	محال اور باطل ہے کیونکہ وہ صحابہ میں سے ہیں اور صحابی
من صحابة رسول الله لا یجوز علیه	رسول سے ایسا نہیں ہو سکتا اور کاہیکو عمر نے گواہوں
وما انکر عمر علی الشهود وقال لهم	کے قول کا انکار نہ کیا اور یہ کیوں نہ کہا کہ [illegible] ہو تم پر

ويحكم هلا تغافلتم عنه لما
رأيتموه يفعل ذلك فان الله تعالى
قد اوجب الامساك من مساوي صحابة
رسول الله واوجب الستر عليهم وهلا
تركتموه لرسول الله فقد قال دعوا لي
اصحابي ما رأينا عمر الا انتصب فسمع
الدعوى واقامة الشهادة واقبل يقول
للمغيرة يا مغيرة ذهب ربعك يا مغيرة
ذهب ثلثة ارباعك حتى اضطرب
الرابع فجلد الثلثة وهلا قال لمغيرة
نعم كيف تسمع في قول هولاء و
ليسوا من الصحابة وانا من الصحابة
ورسول الله قد قال اصحابي كالنجوم
بايهم اقتديتم اهتديتم ما رأيناه
قال ذلك بل استسلم لحكم الله تعالى
فحيهما من هو امثل من المغيرة وافضل
قدامة بن مظعون لما شرب الخمر في
ايام عمر فاقام عليه الحد وهو رجل
من علية الصحابة ومن اهل بدر
المشهود لهم بالجنة فلم يرد امر
الشهادة وما درأ عنه الحد لعلة انه بدري

پر تم لوگوں نے جب ایسا کرتے ہوئے مغیرہ کو دیکھا تھا
تو اس سے تغافل کیوں نہ کیا۔ اور اسکا ذکر کیوں کیا
کیونکہ خدا نے اصحاب رسول کے عیوب پر ان ہٹانا
جائز قرار دیا ہے اور ان معاملات میں خاموشی کو ترجیح
دی ہے (اور حضرت ان گواہوں سے یہ کیوں نہ کہا کہ تم نے
صحابی رسول مغیرہ کے معاملہ کو رسول پر کیوں نہ چھوڑا
کیونکہ آپ فرما گئے ہیں کہ میرے اصحاب کو میرے لیئے
چھوڑ دو (میں فیصلہ کرونگا) ہمنے تو یہ کچھ بھی نہ دیکھا
بلکہ اسکے خلاف یہ دیکھا کہ عمر نے دعوی کو سنا اور اس
مقدمہ پر گواہیاں قائم کیں اور مغیرہ سے یہ کہتے ہوئے
سامنے اسے اے مغیرہ تراربع جاتا رہا (یعنی ایک گواہی
گذری جب دوسری گواہی گذری تو کہا اب نصف ثبوت
ہو گیا جب تیسری گواہی گذری تو کہا کہ بس اب ایک باقی
ہی (کیونکہ چار گواہوں کے بعد زنا میں حد ہے یہاں
تک کہ خواہش عمری پر چوتھے گواہ نے سکوت کیا اور زنا
کا جرم مغیرہ سے ہٹایا گیا اور بجائے مغیرہ بیچارہ گواہوں
پر حد جاری ہوئی)۔ اور کاہیکو مغیرہ نے اپنی صحابیت
پر اعتماد کر کے عمر سے نہ کہا کہ اے عمر تو مجھ ایسے صحابی کے
بارے میں اس طرح کے الزامات ان لوگوں سے سنتا ہے
جو صحابہ نہیں اور میں صحابہ میں سے ہوں اور رسول
کہہ چکے ہیں کہ میرے اصحاب مثل نجوم کے ہیں جنکی چاہیے

ولا قال قط يعني رسول الله صلى الله
وسلم عن ذكر مساوي الصحابة وقد ضرب
عمر ابنه الحد فمات وكان ممن عاصر
رسول الله صلعم ولم تمنعه معاصرته
له من اقامة الحد عليه

اتنا اگر وہم نے . تو نہ دیکھا کہ یہ سب کچھ کہا گیا ہو
ایک وہ صحابی جو بہتیرے سے افضل ہیں قدامہ بن مظعون
ہیں انھوں نے جب عہد خلیفہ ثانی میں شراب پی تو عمر نے
ان پر حد جاری کی گو کہ انکا مرتبہ اصحاب میں ایک امتیازی
حیثیت رکھتا تھا یہ اہل بدر میں سے تھے اور اہل جنت میں
بھی انکا شمار تھا باوجود ان صفات کے نہ ان سے حد ہٹائی گئی اور نہ شہادت رد کی گئی اور نہ یہ خیال کیا
گیا کہ یہ بدری ہیں اور نہ عمر نے یہ کہا کہ رسول نے اصحاب کی مذمتوں اور عیب سے لوگوں کو منع کیا ہے۔
خود عمر نے اپنے بیٹے ابو شحمہ پر حد شرب خمر جاری کی اور ایسی کہ وہ مر گیا حالانکہ ابو شحمہ معاصر رسول تھے مگر یہ
ہمعصری اقامت حدود کے لیے نہ سپر ہو سکی اور نہ یہ مرتبہ معاصرین کچھ کام آیا۔

وهذا علي عليه السلام يقول ما حدثني
احد بحديث عن رسول الله صلعم
الا استحلفته عليه ليس هذا اتهاماً لهم
بالكذب ولم يستثن احداً من المسلمين
و.........
قد صرح غير مرة بتكذيب ابي
هريرة وقال لا احد اكذب من هذا
الدوسي على رسول الله صلعم و
قال ابو بكر في مرضه التي مات
فيه وددت اني لم اكشف بيت فاطمة
ولو كان اغلق على حرب فندم ولن
التمس لا يكون الا عن ذنب . ثم

اور سنیے! امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام
فرمایا کرتے تھے کہ کسی ایک صحابی نے بھی مجھ سے رسول
کی حدیث نہیں بیان کی مگر یہ کہ میں نے اس سے اس
حدیث کے صداقت پر حلف لے لیا اور قسم لے لی ہو کیا
اسکے معنی یہ نہیں کہ اصحاب میں گنجائش کذب و دروغ اور
استعداد افترا و اتہام موجود تھی اور نہ حلف و قسم لینا
کیا، اس میں آپ نے کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا
(جیسا کہ اہلسنت کی کتابوں سے پایا جاتا ہے اور حدیث ملتی ہے)
اور ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ امیر المومنین نے ابو ہریرہ کی تکذیب
کی اور دروغگو کہا اور یہ فرماتے تھے کہ ابو ہریرہ سے زیادہ
رسول پر جھوٹا الزام لگانے والا کوئی نہیں رکیونکہ وضع
حدیث میں انھیں خاص ملکہ تھا۔

ينبغي للعاقل ان يفكر في تأخر علي عليه السلام عن بيعة ابي بكر ستة اشهر الى ان ماتت فاطمة فان كان مصيبا فابو بكر على الخطاء في انتصابه في الخلافة وان كان ابو بكر مصيبا فعلي على الخطاء في تأخره عن البيعة وحضور المسجد

خود ابوبکر نے مرتے وقت یہ کہا کہ کاش میں کشف بیت فاطمہ نہ کرتا جیسا کہ میں نے کیا (دیکھو طبری واقعہ بیعت) کیا اس حسرت سے ندامت نہیں پائی جاتی اور کیا ندامت سوا خطا کے اور گناہ کے صواب ورعمل پر بھی ہوا کرتی ہے؟ عقلا کو چاہیے کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ آخر امیر المومنین نے چھ مہینہ (بقول اہلسنت) تک یعنی حیات سیدہ تک بیعت کیوں نہیں کی تو انکو یہ معلوم ہوگا کہ یا تو فعل امیر المومنین درست تھا، اگر ایسا تھا تو ابوبکر کا خلافت کے لیے اٹھنا قطعاً غلط اور خطا تھا اور اگر ابوبکر کا فعل درست تھا تو امیر المومنین کا بیعت میں تاخیر کرنا اور مسجد میں نہ جانا بالکل خطا اور عصیان تھا،

ثم قال ابو بكر في مرض موته للصحابة فلما استخلفت خيركم في نفسي يعني عمر فكلكم ورم انفه من ذلك يريد ان يكون له الامر لما رأيتم الدنيا قد جاءت اما والله لتتخذن ستاير الديباج ونضايد الحرير اليس هذا طعنا في الصحابة وتصريحا بانه قد نسبهم الى الحسد لعمر لما نص عليه بالعهد ولقد قال له طلحة لما ذكر عمر للامر ماذا تقول لربك اذا سألك عن عباده وقد وليت عليهم فظا غليظا فقال ابو بكر اجلسوني

اور ملاحظہ ہو، ابوبکر نے اپنے مرض موت میں صحابہ سے کہا کہ میں نے تم پر تم سے بہتر یعنی عمر کو خلیفہ بنایا تو تم لوگوں نے دنیا کو آتے ہوئے دیکھکر ناک بھوں چڑھائی اور تم میں سے ہر شخص چاہتا تھا کہ خلافت اسکے لیے ہو کیا یہ جملے جو ابوبکر نے کہے انمیں طعن صحابہ نہیں؟ اور اس امر کی تصریح نہیں کہ وہ لوگ عمر سے حسد رکھتے تھے کیونکہ ابوبکر نے انکی خلافت پر نص کر دی تھی، اور دیکھئے! جب ابوبکر کے خلیفہ ہونے کا تذکرہ طلحہ سے کیا تو طلحہ نے کہا کہ کیوں ابوبکر خدا کو کیا جواب دوگے جب تم سے وہ اپنے بندوں کے متعلق سوال کریگا حالانکہ تم نے عباد خدا پر تند خو غلیظ، ایک سنگدل اور بیرحم کو امیر بنا دیا ہے، یہ سنکر حالت مرض میں ابوبکر نے غصہ میں کہا ذرا

احبلونی باللہ تخوفنی اذا سالنی	مجھے اٹھا کے بٹھا لو ذرا مجھے اٹھا کے بٹھا لو اور پھر
قلت ولیت علیهم خیر اهلك ثم	طلحہ سے کہا مجھ سے پوچھتا ہے کہ میں خدا کو کیا جواب
شتمه بکلام کثیر منقول فهل قول	دونگا اور مجھے ڈراتا ہے اسے میں یہ جواب دونگا کہ میں
ابی بکر الا طعن فی طلحة ثم الذی	نے بہترین شخص کو خلیفہ بنایا ہے" یہ کہکر ابو بکر نے طلحہ
کان بین ابی بن کعب وعبد اللہ	کو ہزاروں گالیاں دیں جو منقول ہیں اور موجود ہیں۔ کیا
بن مسعود من مسعود من اسباب	ایسی صورت میں طلحہ کا قول ذات عمر میں طعن نہ کرتا اور
حتی نفی کل واحد منهما الاخر عن	کیا ابو بکر کا مکالمہ طلحہ سے سب و شتم کے ساتھ ذات طلحہ میں
ابیه وکلمة ابی بن کعب مشهورة	طعن نہیں؟
منقولة ما زالت هذه الامة	ایک نظر ادھر ابی بن کعب اور عبد اللہ بن مسعود دونوں
مکبوبة علی وجهها منذ فقد نبیهم	صحابی تھے ان دونوں کی کلام گلوچ پر نظر کرو کہ ایک نے
وقوله الا هلك اهل العقدة واللہ	دوسری کو حرامی بنایا، اور ابی بن کعب کا یہ کلمہ تو بہت
ما اسی علیهم انما اسی علی من	مشہور ہے اور کتب میں مرقوم ہے کہ وہ کہتے تھے کہ امت
یضلون من الناس ثم قول عبد	رسول کے بعد منہ کے بل گر پڑی اور یہ کہ اہل عقدہ ہلاک
الرحمن بن عوف ما کنت ارجی	ہوگئے خدا کی قسم مجھے ان پر صدمہ نہیں لیکن مجھے ان لوگوں
ان اعیش حتی یقول لی عثمان	پر افسوس ہے جو گمراہ کر رہے ہیں اور گمراہ ہو رہے ہیں"
یا منافق وقوله لو استقبلت من	عبد الرحمان بن عوف کو بھی دیکھئے وہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے
امری ما استدبرت ما ولیت	یہ امید نہ تھی کہ میں اس دن کے لئے زندہ رہونگا جب
عثمان شسع نعلی وقوله اللهم	عثمان مجھکو منافق کا خطاب دینگے،
ان عثمان قد ابی ان یقیم کتابك	اور انکا یہ کہنا کہ پروردگار عثمان تیرے احکام قرآنی کے
فافعل به وافعل وقال عثمان لعلی	خلاف کر رہا ہے تو اسکا بدلا اس سے لے۔

ایک مکالمہ میں جو علیؑ اور عثمان کے ما بین ہوا اسمیں عثمان نے کہا کہ ابو بکر و عمر اسے عملے۔

فی کلام دار بینهما ابو بکر و عمر خیر منک فقال علیؑ کذبت انا خیر منک ومنهما عبدت الله قبلهما وعبدته بعدهما وروی

تم سے بہتر تھے امیر المومنین نے فرمایا تو جھوٹا ہے میں تجھ سے بھی بہتر ہوں اور ان دونوں سے بھی میں ان دونوں کے قبل بھی موحد تھا اور انکے بعد بھی ہوں (کیا وہ دونوں موحد نہ تھے؟ سہیل)

سفیان بن عیینہ عن عمرو بن دینار قال کنت عند عروہ بن زبیر فتذاکرنا کم اقام النبی بمکۃ بعد الوحی فقال عروۃ اقام عشرا فقلت کان ابن عباس یقول ثلث عشر اکذب ابن عباس و

اور لیجیے سفیان بن عتبہ نے عمرو بن دینار سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم عروہ بن زبیر کے پاس تھے اور اس بات کی گفتگو چھڑی کہ وحی کے بعد رسول نے مکہ میں کے دن قیام کیا تو اس پر عروہ نے کہا دس برس میں نے کہا مگر ابن عباس تو تیرہ برس کہتے تھے عروہ نے ہٹ سے کہا ابن عباس جھوٹے ہیں،

قال ابن عباس المتعۃ حلال فقال له جبیر بن المطعم کان عمر ینهی عنها فقال یا عدی نفسه من ههنا ضللتم احدثکم عن رسول الله وتحدثنی عن عمر وجاء فی الخبر عن علیؑ لولاه ما فعل عمر بن الخطاب فعل المتعۃ ما زنی الا شقی وقیل ما زنی الا اشفا ای قلیلا۔

اور سنیئے ابن عباس متعہ کو حلال جانتے تھے ایک دن جبیر بن مطعم نے کہا کہ عمر نے متعہ کو منع کر دیا ہے، ابن عباس نے جواب دیا اے دشمن نفس یہی وہ جگہ ہے جہاں تم لوگ گمراہ ہوئے ہم رسول کے قول و فعل سے استدلال کرتا ہوں اور تم اسکے مقابلہ میں عمر کا قول و فعل پیش کرتے ہو، روایت میں ہے کہ علیؑ فرماتے تھے کہ اگر متعہ کو عمر نے حرام نہ کر دیا ہوتا تو کوئی شخص زنا نہ کرتا مگر شقی۔ یا یہ کہ زنا نہ ہوتا مگر کم، باقی آئندہ

توسیع اشاعت سہیل یمن حصہ لینا آپکا فریضہ دینی ہے۔

ہدیۂ تشکر

"خدا خود میر سامان است ارباب توکل را"

سہیل یمن، یوں تو ہر معاون کا شکر گزار ہے جو اسکی امداد کسی نہج اور کسی حیثیت سے کرے مگر اسکے چند ایسے سرپرست و مربی ہیں جنکا شکریہ نہ وہ زبان سے ادا کر سکتا ہے اور نہ دل سے کیونکہ وہ کوتاہ ہے اور بے زبان جو کچھ بھی کہہ سکتا ہے، اسکے بعض حدود اس مصرعہ میں شاید محدود ہو جاتے ہوں،

"حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہوا"

ان مربیوں کے بھی اقسام ہیں جنکے لیے ہمارے درجات تشکر و امتنان بحیثیت عون نصرت خود بخود تقسیم ہوتے رہتے ہیں، کچھ ان میں سے ایسے ہیں جنھوں نے سہیل کیطرف صرف سال اول میں توجہ کی اور اپنے نگاہ کیمیا اثر سے اسے دیکھا جو اسکے امتنان ہمہ عمر کے لیے کافی ہے اور وہ بحمد اللہ اسکی یمن حواس ہے اور رہیگا،

صرف ایک ذات ایسی ملی جس نے سہیل کی سالانہ اخراجات کے آٹھویں حصے کا بار اپنے اوپر لے لیا اور یہ تین سال سے اس بجود میں دہی روانی ہے، اسکا نام میں ظاہر کرتے ہوئے پس و پیش کرتا ہوں نہ اسلیئے کہ کوئی عیب ہے، بلکہ اسلیئے کہ طبیعت جود و تخییر لانرید منکم جزاءً ولا شکوراً اس اظہار سے کہیں کارہ نہو،

اگرچہ اس مختصر نوٹ کا عنوانی مصرعہ اپنے ایک لفظ سے اس ذات پر اور اس شخصیت پر روشنی ڈال رہا ہے،

بہرحال ہم اس شکریہ کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں کہ خداوندا سہیل کا توکل قائم رہے اور تیری مدد اسکے لیئے خیر رفیق اور بہترین یاور ہو، آمین ثم آمین

(ناچیز مدیر)

[illegible]ل کی توسیع اشاعت آپکا مذہبی فرض ہے

ماء الحیات یعنی نوجوانی کا بیمہ

ہم اس عرق پر جتنا ناز کریں کم ہے۔ یہ عرق طب یونانی کا مایۂ ناز ہے اور اسرار الاطباء میں سے ہے ہم ناظرین کو اس امر کی طرف ملتفت کرتے ہیں کہ جتنے خواص اسکے لکھے جاتے ہیں اگر ان میں سے کوئی جھوٹ ہو تو فوراً قیمت واپس لی جاوے اگر آپکے اعضاء جوارح کام کاج سے ہمت ہار چکے ہوں اگر آپکا دماغ ہر وقت چکر کھاتا ہو اگر دل بیٹھا جاتا ہو اور اگر قوت متفکرہ بالکل معطل ہو گئی ہو اگر اختلاج قلب سے آپ بیچ ہو گئے ہوں اگر تولید خون قطعی نہ ہوتا ہو اگر غذا ہضم نہ ہوتی ہو اگر قوت حیوانیہ جواب دے چکی ہو۔ بسا اوقات خجالت حاصل ہوتی ہو اگر ضعف و ناتوانی کا آپ پر غلبہ ہو اگر کام کرتے کرتے دماغ تھک گیا ہو تو ماء الحیات ان تمام امراض میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں بقسمیہ عرض کرتا ہوں کہ اگر اس عرق کو آپ ہر روز دو مرتبہ نوش فرمائیں تو آپ کبھی ضعیف نہ ہونگے اور آپکے بال سفید ہونگے اور نہ آپکی کسی قوت میں کمی ہوگی۔ ان فوائد سمیت **قیمت** فی بوتل جو ایک ماہ کو کافی ہوگی صرف پانچ روپیہ صہ

نوٹ:- یہ عرق اعادۂ قوت باہ کیواسطے نظیر نہیں رکھتا صرف ایک کے استعمال کے بعد آپکا چہرہ کو سرخ و سپید کر دیتا ہے۔ اگر آپکو بیخوابی کی شکایت ہے تو صرف تین دن استعمال کرنے سے نہایت آرام سے نیند آئیگی

وقار ہاؤس نمبر ۹۵ جھنجیل باغ لکھنؤ

باہتمام محمد جواد نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں چھپا

[illegible] وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے شائع کیا